

جدید ترویج و تہذیب کے سر

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابن عباسؓ

جلد دوم

مفسر اعظم ترجمان القرآن حضرت

عبداللہ ابن عباسؓ

مع کتاب

لباب النقول فی اسباب النزول

از

امام علامہ جلال الدین سیوطیؒ

قرآن حکیم کی اولین جامع اور مقبول ترین تفسیر

تفسیر ابن عباس

جلد دوم

مفسر اعظم ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

مؤلف

ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ھ

مع کتاب

”لباب النقول فی اسباب النزول“ از علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ قرآن حکیم حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر و مقدمہ

مولانا پرویز حنیف حافظ محمد سعید احمد عاطف

فاضل وفاق المدارس وجامعہ اشرفیہ لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات، اردو و پنجاب یونیورسٹی لاہور

استاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

مکتبۃ دارالکتاب

37- مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تفسیر ابن عباسؓ :	جلد دوم
مؤلف :	ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ
مترجم :	مولانا پروفسر محمد سعید احمد عاطف
اشاعت :	2009ء
کمپیوٹر ورک :	طاہر مقصود
مطبع :	علی فرید پرنٹرز، لاہور
ناشر :	کئی دار لکتب، 37 مزنگ روڈ، لاہور

اہتمام : محمد عباس شاد

042-7239138, 0300-9426395, 0321-9426395

E-mail: m_d7868@yahoo.com

www.ahlehaq.org

ترتیب تفسیر ابن عباسؓ اُردو جلد دوم

نمبر سورۃ	سورۃ	پارہ نمبر	صفحہ نمبر
۹	التوبہ	۱۰-۱۱	۵
۱۰	یونس	۱۱	۲۱
۱۱	ہود	۱۱-۱۲	۴۷
۱۲	یوسف	۱۲-۱۳	۷۶
۱۳	الرعد	۱۳	۱۰۴
۱۴	ابراہیم	۱۳	۱۱۹
۱۵	الحجر	۱۳-۱۴	۱۳۱
۱۶	النحل	۱۴	۱۴۵
۱۷	بنی اسرائیل	۱۵	۱۷۶
۱۸	الکہف	۱۵-۱۶	۲۰۸
۱۹	مریم	۱۶	۲۴۵

نمبر سورة	سورة	پاره نمبر	صفحہ نمبر
۲۰	طہ	۱۶	۲۵۲
۲۱	الانبیاء	۱۷	۲۷۲
۲۲	الحج	۱۷	۲۹۶
۲۳	المؤمنون	۱۸	۳۲۱
۲۴	النور	۱۸	۳۳۹
۲۵	الفرقان	۱۸-۱۹	۳۷۵
۲۶	الشعراء	۱۹	۳۹۳
۲۷	النمل	۱۹-۲۰	۴۱۶
۲۸	القصص	۲۰	۴۳۳
۲۹	العنکبوت	۲۰-۲۱	۴۶۴

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذْ رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُونَ لِي
لَنْ تُؤْمِنُ كُمْ قَدْ نَبَأَ اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسِيرَى
اللَّهُ عَنْكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُوَدُّونَ إِلَىٰ عِلِّيِّ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ سَيَخْلِفُونَ بِأَلْفِهِ لَكُمْ
إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِنَعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۚ
إِنَّهُمْ بِرِجْسٍ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جُزْءًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَلَنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَلَنْ اللَّهُ
لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا
وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ
رَسُولِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ
مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ
السَّوْءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا
عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ أَلَّا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ
سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
وَالشَّاقِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ ۝

جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے تم کہنا کہ
عذر مت کرو ہم ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے خدا نے ہم کو
تمہارے سب حالات بتا دیے ہیں۔ اور ابھی خدا اور اُس کا رسول
تمہارے عملوں کو (اور) دیکھیں گے پھر تم غائب و حاضر کے جاننے
والے (خدا نے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو عمل تم کرتے
رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا (۹۴)۔ جب تم اُن کے پاس لوٹ کر
جاؤ گے تو تمہارے رب و خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے
درگزر کرو اُن کی طرف التفات نہ کرنا یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ
کرتے رہے ہیں اُن کے بدلے اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے (۹۵)۔ یہ
تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے خوش ہو جاؤ لیکن
اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ گے تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں
ہوتا (۹۶)۔ دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قائل
ہیں کہ جو احکام (شریعت) خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمائے
ہیں ان سے واقف (یعنی) نہ ہوں۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت
والا ہے (۹۷)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں
اُسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر ہیں۔
انہی پر بُری مصیبت (واقع) ہو۔ اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا
ہے (۹۸)۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ خدا پر اور روزِ آخرت پر
ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی قربت اور
پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دیکھو وہ بے فہم اُن کے لیے
(موجب) قربت ہے۔ خدا ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل
کرے گا۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۹۹)۔ جن لوگوں نے
سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی

اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ اُن کی پیروی کی خدا اُن سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے
اُن کے لئے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے (۱۰۰)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۹۴) تا (۱۰۰)

(۹۴) غزوہ تبوک سے جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لائیں گے تو یہ آپ کے سامنے عذر پیش کریں
گے کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتے تھے۔ لہذا اے محمد ﷺ آپ ان کو صاف بتلا دیں کہ بس عدم شرکت کا بہانہ نہ پیش
کرو جو تم باتیں کہتے ہو ہم کبھی تمہیں سچا نہیں جانیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری اصل حالت اور تمہارے نفاق
کے بارے میں اطلاع کر چکے ہیں۔

البتہ اس کے بعد بھی اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہارے اعمال دیکھ لیں گے اور پھر آخرت میں اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور پھر وہ تمہیں تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا۔ غیب جو بندوں سے چھپا ہوا ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہوگا اور شہادہ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو۔ (۹۵) جب آپ کی غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ واپسی ہوگی تو عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی آ کر قسمیں کھائیں گے کہ ہم مجبور تھے۔

(۹۶) تاکہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے کوئی مواخذہ نہ کریں سو تم بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیوں کہ وہ بالکل بیہودہ ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کہتے اور کرتے تھے اور یہ آپ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قسمیں کھائیں گے۔ بالفرض آپ ان کی جھوٹی قسموں سے ان سے راضی ہو بھی جائیں تو اللہ ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا۔

(۹۷) اور ان منافقین میں اسد و غطفان کے دیہاتی سخت مزاحی کی وجہ سے کفر و نفاق میں بہت ہی کچے ہیں اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ انہیں ان احکامات اور فرائض کا علم..... جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نبیؐ پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں خوب جانتے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں، ان سزاؤں پر جو ان کے لیے تجویز کی ہیں یا یہ کہ اس شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں جو علم دین کے حصول کو چھوڑے اور اس فیصلہ فرمانے میں کہ جو علم کو چھوڑے وہ جاہل ہے، حکمت والے ہیں۔

(۹۸) اور ان اسد و غطفان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسلمانوں کی خاطر کچھ جہاد کے موقع پر خرچ کرتے ہیں، اسے پیسے کا ضیاع سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے خاتمے کے منتظر رہتے ہیں۔ ان منافقین پر بُرا وقت پڑنے والا ہے اور ان کا انجام برا ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی عاقبت جاننے والے ہیں۔ (۹۹) اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور روز جزا پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں، قرب الہی کا ذریعہ اور آنحضرت ﷺ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ اللہ کی راہ میں کرنا بلاشبہ ان کے لیے اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دیں گے، وہ بڑے غفور و رحیم ہیں۔

شان نزول: وَمِنْ آلِ عُرَابٍ مِّنْ يُّومِنُ بِاللَّهِ (النخ)

ابن جریرؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَكَّ... (النخ) نازل ہوئی تھی۔ نیز عبد الرحمن بن معقل مزیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ ہم بن مقرن کے دس لوگ تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (باب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۰۰) یعنی جو اولین ایمان لانے والے اور مقدم ہیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قیامت تک فرض ادا کرنے اور گناہ سے بچنے میں جتنے لوگ ان کے پیرو ہیں، اللہ رب العزت ان سب سے راضی ہوئے اور وہ سب اللہ رب العزت سے اجر و ثواب کے ملنے سے راضی ہوئے اور رب العزت کی طرف سے ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، وہ جنت میں سدا رہیں گے، وہ موت و حیات کی کشمکش سے آزاد ہوں گے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ ہم ان کو دو ہر عذاب دیں گے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰۱)۔ اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں۔ انہوں نے اچھے اور بُرے عملوں کو ملا جلا دیا تھا۔ قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۲)۔ ان کے مال میں زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور ان کے حق میں دُعا ئے خیر کرو کہ تمہاری دُعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے (۱۰۳) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا اور صدقات (و خیرات) لیتا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۰۴) اور ان سے کہہ دو کہ عمل کیے جاؤ۔ خدا اور اُس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب و حاضر کے جاننے والے (خدا کے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتا دے گا (۱۰۵) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام خدا کے حکم پر موقوف ہے چاہے اُن کو عذاب دے اور چاہے معاف کر دے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۰۶) اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اُس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کے لئے گھات کی جگہ بنائیں۔ اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۰۷) تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ

وَمِنْ حَوْلِكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوْا عَلَى الْإِتِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝ وَأَخْرَجْنَا مَنَافِقِي الَّذِينَ هَدَوْا نُوْبُهُمْ فَخَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ خُذْ مِنْ أَهْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الثَّوَابُ الرَّحِيمُ ۝ وَقُلْ اْعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّوْنَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَأَخْرَجْنَا مَرَجُونَ لَا مِرَآئَ اللَّهِ إِنَّا لَنَعْلَمُ بِهِمْ وَأَمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِصْرًا لِلَّذِينَ هَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفْنَ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لِمَسْجِدٍ أَنشَأَ عَلَى الظُّلُمِ مِنَ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُمْ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحْسِنُونَ أَنْ يَسْطَلُّوا وَاللَّهُ يَبِّئُ الظَّالِمِينَ ۝ أَفَنْ أَنْشَأَ بَنِيَانَهُ عَلَىٰ ظُلُمٍ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرًا مِّنْ أَنْشَأَ بَنِيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَا بَيْنَهُمَا نَارٌ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے (۱۰۸)۔ بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضامندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۹)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱۰۱) تا (۱۰۹)

(۱۰۱) اور قبیلہ اسد و غطفان کے کچھ لوگ اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی آخری حدوں کو پہنچے ہوئے ہیں اور اس پر ثابت قدم ہیں۔ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو ایک بار ان کی جانیں قبض کرنے کے وقت اور دوسری بار ان کو عذاب قبر دیں گے پھر یہ عذاب جہنم کی طرف بھیجے جائیں گے۔

(۱۰۲) اور اہل مدینہ میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعہ بن جذام انصاری، ابولبابہ بن عبدالممنذ رانصاری، ابوثعلبہ انہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا جو ان سے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کی بنا پر سرزد ہوئی ہے، اس سے پہلے جو غزوات ہو چکے ہیں، اس میں تو وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی، واللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے گی، بے شک جو ان میں سے توبہ کرے، اللہ رب العزت اس کی بخشش کرنے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحم کرنے والے ہیں (جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگئی) تو رسول کریم کریم ﷺ کی خدمت میں اپنا مال و اسباب لے کر آئے اور عرض کی کہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے کیوں کہ ہم اس مال و اسباب ہی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے مال و اسباب نہیں لیا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دے دیا اور یہاں نہیں فرما دیا کہ کیا مال لینا چاہیے۔

تِلْكَ نَزُولُ: وَآخِرُ فَوَاعِظِهِ (النخ)

ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے گئے، ابولبابہ اور ان کے پانچ ساتھیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھ دو مزید حضرات کو اپنے اس فعل سے ندامت ہوئی اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا پکا یقین ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے لذت اٹھا رہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد میں مصروف ہیں، اللہ کی قسم اب ہم اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور ان کو نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور تین لوگ اپنی حالت پر باقی رہ گئے، انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا۔

جب رسول اکرم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابولہبہؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو جہاد میں شریک نہیں ہو سکے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں کھولیں گے جب تک کہ آپ خود ان کو ستونوں سے نہ کھولیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک کہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کا اقرار کرتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنھوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا۔ انھوں نے کوئی عذر نہیں بیان کیا یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ۔

چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے عذر کے بارے میں کوئی حکم الہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہو گئے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ اَلُح۔

اور ابن جریر نے علی بن ابی طلحہؓ کے ذریعے سے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب ابولہبہؓ اور ان کے ساتھی کھول دیے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرمائیے اور ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (الخ) نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

اور عبد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے چار آدمیوں نے یعنی ابولہبہؓ، فرداسؓ، اوس بن جذامؓ اور ثعلبہ بن ودیعہؓ نے اپنے خود کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابوالشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابوسفیان کے ذریعے سے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ غزوہ تبوک میں جن حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کی، وہ چھ آدمی تھے، ابولہبہؓ، اوس بن جذامؓ، ثعلبہ بن ودیعہؓ، کعب بن مالکؓ، مرارہ بن ربیعؓ، ہلال بن امیہؓ، چنانچہ ابولہبہؓ، اوس اور ثعلبہ نے آکر خود کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنے مال و اسباب لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ جہاد میں شریک نہ ہونے کے عوض ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک کہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا، اس پر قرآن کریم کی یہ

آیت نازل ہوئی۔ اس روایت کی اسناد قوی ہیں۔

اور ابن مردویہؒ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابولبابہؓ کی توبہ میرے حجرے میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم ﷺ کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کافر لوگ آپ کو ہنس رہے ہیں، آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔

میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کر دوں، آپ نے فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔ تو میں حجرے کے دروازہ پر کھڑی ہوئی اور یہ (واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے)، میں نے کہا ابولبابہؓ آپ کے لیے خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، یہ سن کر صحابہ کرام ان کو کھولنے کے لیے دوڑے تو انہوں نے فرمایا جب تک رسول اکرم ﷺ مجھ کو آکر نہ کھولیں کوئی اور نہ کھولے، جب آپ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کھول دیا اور یہ آیت نازل ہوئی: **وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا (الْح)** (باب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۱۰۳) چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے جو یہ لائے ہیں تیسرا حصہ صدقہ لے لیجیے جس کے لینے سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک و صاف کر دیں گے اور ان کے لیے استغفار بھی کیجیے اور دعا بھی فرمائیے کیوں کہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لیے دلی سکون کا باعث ہے کہ ان کی توبہ قبول ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کے اقرار اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیجیے، خوب سنتے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

(۱۰۴) کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں۔

(۱۰۵) نبی کریم ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ توبہ کے بعد جو چاہو نیک کام کرو۔ اول تو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھے لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد تمہیں ضرور اس کے پاس جانا ہے جو تمام اچھی اور کھلی چیزوں کو جاننے والا ہے۔ وہ تمہیں تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کر دے گا۔

(۱۰۶) اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ یہ لوگ اور ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوہ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ انہیں معاف فرمادے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو خوب جاننے والا ہے اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۱۰۷) عبد اللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قیس اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً سترہ ہیں، انہوں نے اس مقصد کے لیے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو نقصان پہنچائیں اور کفر و نفاق پر ثابت رہیں اور اس وجہ سے کہ ایمان والوں میں نفاق ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھے اور

اس شخص کے قیام کا انتظار کریں جو ان سے پہلے ہی سے اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے جس نے نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو فاسق کہا تھا اور پوچھو تو قسمیں کھائیں گے کہ اس مسجد کے بنانے سے ماسوا مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں تاکہ جس کی مسجد قبائیں نماز رہ جائے اور اسے وہاں جماعت نہ مل سکے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

(۱۰۸) جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس تفرقہ پیدا کرنے والی مسجد میں کبھی نماز نہ پڑھیے۔
البتہ مسجد قبائیں کی بنیاد جب سے رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری پر رکھی گئی ہے، وہ واقعی اس قابل ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد ہے۔

اور مسجد قبائیں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی کہ پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی لوگ کو جو پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں پسند ہیں۔

تَبَانِ نَزُولِ: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا (الفتح) لَا تَقُومُ فِيهِ أَبَدًا (الفتح)

ابن مردودہ نے ابن اسحاق کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن شہاب زہری نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابورہم غفاری سے روایت کی ہے اور ابورہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں، جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجت مندوں اور سردراتوں اور بارش والی راتوں کے لیے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمارے لیے اس مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھ دیجیے۔

آپ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے واپسی پر آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھیں گے، جب آپ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اذان مقام پر پڑاؤ فرمایا، جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹے کا راستہ تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

تو آپ نے مالک بن وحش اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور فرمایا اس مسجد کی طرف چلو جس کے بنانے والے ظالم ہیں اور اس کو گرد اور جلا دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ نے عوفی کے ذریعے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مسجد قبائیں بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے کچھ اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے جا کر

مسجد نفاق بنالی، اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تفرقہ پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے، ہلاکت ہو ان کے لیے کیا ارادہ کیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارا تو صرف نیکی ہی کا ارادہ ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

نیز ابن مردویہ نے علی بن ابی طلحہ کے ذریعے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے مسجد بنالی تو ابو عامر نے ان سے کہا کہ اپنی مسجد کو آباد رکھو اور جو تمہیں ہتھیاروں وغیرہ کی قوت حاصل ہو اس سے مضبوط رہو میں قیصر روم کے بادشاہ کے پاس جاؤں گا اور روم سے لشکر لا کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو نکال دوں گا، چنانچہ جب یہ لوگ اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اور یہ خواہش ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (الخ)

اور واحدی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابو عامر راہب آیا تو منافقین نے اس کے سامنے مسجد قبا کے مقابلہ کے لیے ایک مسجد بنانے کی پیشکش کی تاکہ وہ ان کا امام بنے، چنانچہ جب وہ اس مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپ اس میں آکر نماز پڑھ لیجیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (الخ)

ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ (الخ) یہ آیت اہل قبا کے متعلق نازل ہوئی، وہ حضرات پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے، تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

عمر بن شیبہ نے اخبار مدینہ میں بواسطہ ولید بن ابی سندراسلمی، یحییٰ بن سہل، سہل انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل قبا کے بارے میں آئی ہے، وہ حضرات قضا حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے۔

ابن جریر نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ اہل قبا میں سے کچھ لوگوں نے پانی کے ساتھ استنجا کرنا شروع کر دیا،

ان کی فضیلت میں یہ آیت آئی ہے۔ (لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۱۰۹) پھر سمجھ لو آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد قبا کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری

اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص بہتر ہوگا جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد شقاق کی بنیاد کسی گھائی یا غار کے کنارہ پر

جو کرنے ہی کو ہو رکھی، پھر وہ عمارت اس بانی کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے، اللہ تعالیٰ ان منافقین کی نہ مغفرت

فرماتے ہیں اور نہ ہی ان کو نجات دیتے ہیں۔



لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ٥٠
إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبِشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٥١
الْكَاذِبُونَ الْعَبْدُونَ الْحِيدُونَ الشَّائِكُونَ الْأَكْفُونَ الشُّجْدُونَ الْأَمْرُونَ بِالْعُرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفَظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ٥٢ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَى قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ٥٣ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ٥٤ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥٥ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعْطِي وَيُمْسِكُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ٥٦ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ٥٧ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنْ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ٥٨

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ اُن کے دلوں میں (موجب) خلجان رہے گی (اور اُن کو مترّد رکھے گی) مگر یہ کہ اُن کے دل پاش پاش ہو جائیں۔ اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۱۱۰)۔ خدا نے مومنوں سے اُنکی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں اُن کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے۔ اور خدا سے زیادہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے (۱۱۱)۔

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا امر کرنے والے، بُدی باتوں سے منع کرنے والے، خدا کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن لوگ ہیں) اور اے پیغمبر مومنوں کو (بہشت) کی خوشخبری سنا دو (۱۱۲)۔ پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب اُن پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہل دوزخ ہیں تو اُن کے لئے بخشش مانگیں۔ گو وہ اُن کے قرابت دار ہی ہوں (۱۱۳)۔ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کے سبب تھا جو وہ اُس سے کر چکے تھے لیکن جب اُن کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اُس سے بیزار ہو گئے۔ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے (۱۱۴)۔ اور خدا ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان کو وہ چیز نہ بتا دے جس سے وہ پرہیز کریں۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے (۱۱۵)۔ خدا ہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہی زندگانی بخشا اور (وہی) موت دیتا ہے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے (۱۱۶)۔ بے شک خدا نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر جو باوجود اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل جلد پھر جانے کو تھے مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر خدا

نے اُن پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ اُن پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۱۷)۔ اور اُن تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہو گئی اور اُن کی جانیں بھی اُن پر دو بھر ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ خدا (کے ہاتھ) سے خود اُس کے سوا کوئی پناہ نہیں۔ پھر خدا نے اُن پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۱۸)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱۱۰) تا (۱۱۸)

(۱۱۰) ان کی یہ عمارت کرنے کے بعد اس کی حسرت و ندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر ان کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر! اور اللہ تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس مسجد کو ختم کروانے اور اس کے جلا دینے کا فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوہ تبوک سے جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے عامر بن قیسؓ اور مویٰ مطعم بن عدیؓ کو روانہ کیا، انھوں نے اس مسجد ضرار کو گرا کر اسے جلا دیا۔

(۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے خالص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں جس میں کبھی دشمن کو قتل کر تیہیں اور کبھی دشمن ان کو قتل کر دیتا ہے، اس قتال اور جہاد پر ان سے ایسا سچا وعدہ کیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا کریں گے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو اور کون پورا کرنے والا ہے تو اب تم اپنی تجارت پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ ٹھہرایا ہے، جنت کی خوشخبری مناؤ اور جنت کا ملنا تمہارے حق بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

نشان نزول: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی (النح)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن رواحہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو آپ چاہیں شرط قرار دیدیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لیے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی ذات کے لیے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پر کاربند ہو جائیں تو پھر ہمارا اجر کیا ہوگا، آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہؓ یہ سن کر بولے یہ تجارت تو بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اس کو واپس دیں گے اور نہ واپس لیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں جنت کے بدلے خرید لی ہیں۔ (الباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۱۱۲) اب اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتے ہیں کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں

کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد و ثناء بیان کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع و سجدہ کرنے والے اور توحید و احسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رہنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے ہیں آپ ایسے مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے۔

(۱۱۳) حضور اکرم ﷺ اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ جہنمی ہیں، اس وجہ سے کہ یہ لوگ حالت کفر میں مرے ہیں۔

شان نزول: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (الْخ)

حضرت امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، ابوطالب کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے چچا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کر سکوں، یہ سن کر ابو جہل اور عبد اللہ کہنے لگے، اے ابوطالب کیا عبد المطلب کے مذہب سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں مسلسل ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخر ان کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبد المطلب پر مارتا ہوں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تب یہ آیت اتری۔

اور ابوطالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَيْتَ (الْخ)۔ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ترمذیؒ نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لیے استغفار کر رہا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے، میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لیے بخشش طلب کرتے ہو، وہ کہنے لگا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کے لیے بخشش طلب کی تھی، حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے اَلْحُ۔

امام حاکمؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قبرستان تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی دعا فرمائی، اس کے بعد روئے اور آپ کے رونے کے ساتھ میں بھی رویا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا

وہ میری ماں کی قبر تھی، میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی، مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام احمد اور ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں ملی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت امام طبرانی اور ابن مردویہ حضرت نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے، باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ آپ مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے عسفان کی گھائی پر ٹھہرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نزول آیت کے چند اسباب ہوں جن میں سے پہلا سبب ابو طالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہو اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرما دیا ہے۔

حضرت امام بخاری وغیرہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جو بھی غزوہ کیا ہے میں آپ سے پیچھے نہیں رہا، جب غزوہ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپ نے فرمایا اور لوگوں کو جہاد کے لیے روانہ ہونے کا اعلان فرمایا الخ۔ اس کے بعد پوری روایت بیان کی اور اس میں ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی، اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۱۱۳) اور باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کی وجہ سے تھا، پھر جب ان کے والد کافر ہو کر فوت ہوئے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت دعا فرمانے والے حلیم الطبع تھے۔

یایہ رحیم المزاہج یایہ کہ سردار یایہ کہ آہ وزاری کرنے والے یایہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے بچا ہوا ہے۔

(۱۱۵) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت اور ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یایہ کہ کسی قوم کے عمل

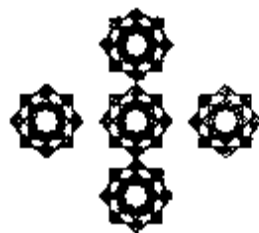
کو باطل قرار دے دے جب تک کہ ناسخ و منسوخ کو واضح طور پر نہ بتلا دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ناسخ و منسوخ کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔

(۱۱۶) بلا شک اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند، سورج، ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت، جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر وہی قبروں سے اٹھائے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور عذاب الہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور ان مہاجرین و انصار کے حال پر بھی توجہ فرمائی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے تنگی اور سختی کے وقت میں رسول اکرم ﷺ کا ساتھ دیا جس وقت کے زاد راہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، اس کے بعد مومنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے بارے میں تذبذب آ گیا تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تذبذب کو دور کر دیا اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی، آخر کار وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

(۱۱۸) اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی جن کی توبہ کا معاملہ زیر التوا تھا۔ اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کامل یقین کر لیا کہ اللہ کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی نجات صرف اسی میں تھی کہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے پر سچی توبہ کر لی جائے۔ پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت رحم فرمانے والے ہیں۔



اے اہل ایمان خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو (۱۱۹)۔ اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لئے کہ خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کی خدا نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۲۰)۔ اور (اسی طرح) وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کے لئے (اعمال صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ خدا ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے (۱۲۱)۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اُس) میں سمجھ پیدا کرتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سنا تے تاکہ وہ حذر کرتے (۱۲۲)۔ اے اہل ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت و قوت جنگ) معلوم کریں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیز گاروں کے ساتھ ہے (۱۲۳)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے۔ سو جو ایمان والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۴)۔ اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے حق میں خست زیادہ کیا۔ اور وہ مرے بھی تو کافر کے کافر (۱۲۵)۔ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو بار بلا میں پھنسا دیے جاتے ہیں پھر بھی تو بہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۶)۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پھر جاتے ہیں۔ خدا نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے (۱۲۷)۔ (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں۔ اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مَعَ
كُفَّارٍ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ
ظُلُمٌ وَلَا نَجَسٌ وَلَا مَخْصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْئُونَ
مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيلاً إِلَّا كُتِبَ
لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْحَسِنِينَ ﴿١٢٠﴾
وَلَا يَنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ
وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا ظَرْفُ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ
الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلظَةً وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ
أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ آيَاتُ مَا الَّذِينَ آمَنُوا
فَزَادَتْهُمْ آيَاتًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَمَا
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى
رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ
أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا
يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ
نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ
ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهِ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا
يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

(۱۲۸)۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ خدا مجھے کفایت کرتا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

تفسیر سورۃ التوبۃ آیات (۱۱۹) تا (۱۲۹)

(۱۱۹) یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مومنوں کو جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور اٹھنے بیٹھنے اور اللہ کے راستہ میں جانے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ اور ان کے ساتھیوں کا ساتھ دو۔

(۱۲۰) مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ مناسب نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ؐ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ درست تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم ؐ کی جان سے زیادہ قیمتی سمجھیں۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یا یہ کہ نہ یہ مناسب تھا کہ جہاد میں رسول اکرم ؐ کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں آنے جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کو قتل کر کے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا کیوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

(۱۲۱) نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انھوں نے خرچ کیا اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکوں کے ثواب میں لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا نیک بدلہ دے۔

(۱۲۲) اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیے کہ جہاد کے لیے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم ؐ کو تنہا مدینہ منورہ میں چھوڑ دیں۔

ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (یعنی کچھ لوگ) جہاد میں جایا کریں اور کچھ جماعت مدینہ منورہ میں رہ جایا کرے تاکہ یہ باقی ماندہ لوگ رسول اکرم ؐ سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علماء شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئی ہے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں ان کو دین کی باتیں سنا کر اللہ کی نافرمانی سے ڈرا دیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کن کن باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی، وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے، تو مدینہ منورہ رسول اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر مدینہ منورہ میں چیزیں مہنگی کر دیں اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرمادی۔

نیز حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا ہے کہ مومنین جہاد کے جذبہ و شوق میں

جب رسول اکرم ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے۔
اور رسول اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ میں چند کمزور آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شان نزول: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اِلا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا نازل ہوئی اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے، اس پر منافقین کہنے لگے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے۔ یہ دیہاتی ہلاک ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (باب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۳) رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو اپنی قرظہ، نفیر، فذک اور خیر سے لڑو اور ان کو تمھارے اندر سختی پانا چاہیے اور اے مومنین کی جماعت یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے۔

(۱۲۴) اور جب کوئی نئی سورت اتاری جاتی ہے اور رسول اکرم ﷺ ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بعض غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، امید و یقین میں اضافہ کیا ہے جیسا کہ محمد ﷺ کہتے تھے کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین کو خوف و امید میں ترقی دی اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے خوش ہو رہے ہیں۔

(۱۲۵) اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض ہے تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی اور شک بڑھا دیا اور وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا کفر کرنے ہی کی حالت میں مر گئے۔

(۱۲۶) اور کیا ان منافقین کو سمجھائی نہیں دیتا کہ یہ اپنے مکر و خیانت اور بد عہدی کی وجہ سے ہر سال میں ایک بار دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں مگر پھر بھی ان خیانتوں اور یہ بد عہدوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔

(۱۲۷) اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں ان منافقین کی غلط حرکات کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ کہیں تمہیں صحابہ کرام میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا دل حق و ہدایت سے پھیر دیا ہے یا یہ کہ حق و ہدایت سے انھوں نے روگردانی کی ہے تو اس روگردانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے پھیر دیا اس بنا پر کہ وہ نہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۲۸-۱۲۹) اے لوگو! اور خصوصیت سے مکہ والو! تمھارے پاس عربی پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمھاری جنس سے ہیں جن کو تمھارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، تمھاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں پھر

خاص کر تمام اہل ایمان کے ساتھ تو بہت ہی شفیق اور مہربانی فرمانے والے ہیں۔

پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کی پیروی کرنے سے اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے میرا کوئی نقصان نہیں میرے لیے تو اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

سُورَةُ يُونُسَ اٰیَاتُ تِسْعٍ اِنَّ يَدَیْكَ اَمْدٌ عَظِیْمٌ

سُورَةُ يُونُسَ اٰیَاتُ تِسْعٍ اِنَّ يَدَیْكَ اَمْدٌ عَظِیْمٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا تَتْلُوْكَ اَیُّهَا النّٰكِبُ الْحَكِیْمُ ۝ اَكَانَ لِلنّٰاسِ عِجَابًا اَنْ اَوْحٰنَا
اِلٰی رَجُلٍ فَنُفِثْهُمْ اَنْ اَنْذِرَ النَّاسَ وَبَشِّرَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ اَلَهُمْ
قَدْ مَرَّ صَدُقٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا اَلَسْحَرُ
مُبِیْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ
اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَدِیْهِ الْاَمْرُ مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَ
بَعْدِ اِذْنِهٖ ۝ ذَلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلِیْهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا وَعِنْدَ اللّٰهِ حَقُّ اَمْرِ یَوْمِ الْقٰیۃِ ثُمَّ یُعِیْدُكُمُ
لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۝ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَعَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ مَّا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝
هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً وَالْقَمَرَ نُوْرًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِّیْنَ وَالْجِسَابَ ۝ اَخْلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْاِنۡشَاقَ
یُفَضِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِی الْخِلَافِیِّیْلِ وَالْاَنْكَلَرِ
وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝

وَقَدْ اَنْشَأْنَا فِی سَبۡحِیۡنَا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اگر یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں (۱)۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو ڈر سنادو اور ایمان لانے والوں کو خوش خبری دے دو کہ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے۔ (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے (۲)۔ تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتا۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳)۔ اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے، وہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔ اور جو کافر ہیں ان کے لیے مینے کو نہایت گرم پانی اور درد دینے والا عذاب ہوگا کیونکہ (خدا سے) انکار کرتے تھے (۴)۔ وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو متور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو

یہ (سب کچھ) خدا نے تدبیر سے پیدا کیا ہے سمجھنے والوں کے لئے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۵)۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں خدا نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں (۶)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱) تا (۶)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت وَ مِنْهُمْ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہِ (الخ) کے، کیوں کہ یہ آیت یہودیوں کے متعلق اتری ہے صرف یہ آیت مدنی ہے اور یہ آیت چالیس آیتوں کے بعد ہے۔
نیز اس سورت میں ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو دو کلمات اور چھ ہزار پانچ سو ستر سٹھ حروف ہیں۔

(۱) یعنی میں اللہ تعالیٰ ہوں جو سب کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں جو حلال و حرام کو بیان کر رہی ہیں۔

(۲) کیا مکہ والوں کو اس بات پر حیرانی ہوئی کہ ہم نے ان ہی جیسے ایک انسان کے پاس وحی بھیجی تاکہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعے ڈرائے۔

اور مومنوں کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنائیے یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا یا یہ کہ ان کے لیے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو جھوٹا جادو ہے۔

شان نزول: اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (النخ)

ابن جریر نے ضحاک کے ذریعہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے یہ خلاف ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَکَانَ لِلنَّاسِ یعنی کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی اور یہ آیت نازل فرمائی وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا (النخ)۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو کہنے لگے کہ اگر انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا تھا تو معاذ اللہ محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا ان کا خیال تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَةً رَبِّكَ (النخ)۔

(۳) بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ المبارک ہے جن میں سے ہر ایک دن کی لمبائی ایک ہزار سال کے برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور متمکن ہوا۔

اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

اس کے سامنے کوئی قریبی فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔ جو ان تمام امور کو انجام دیتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی توحید بجالاؤ کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

(۴) مرنے کے بعد تم سب لوگوں کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، یہ سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً پورا ہونے والا ہے، بے شک وہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا۔

(۵) تاکہ اس طرح لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ انصاف کے ساتھ ادا کیے ایسے لوگوں کو بدلہ میں جنت دے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کی شدت ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی کیوں کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لیے سورج اور رات کو روشنی کے لیے چاند دیا اور ان کی چال کے لیے منزلیں رکھیں تاکہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب رکھ سکو۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لیے پیدا کی ہیں اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں، واضح علامات تو حید بیان کر رہے ہیں۔

(۶) بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی بیشی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کیے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں (۷)۔ اُن کا ٹھکانہ اُن (اعمال) کے سبب سے جو وہ کرتے ہیں دوزخ ہے (۸)۔ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے مخلوق کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہیں ہوں گی (۹)۔ (جب وہ) اُن میں (اُن نعمتوں کو دیکھیں گے تو بیساختہ) کہیں گے سبحان اللہ۔ اور آپس میں اُن کی دعا سلام علیکم ہوگی۔ اور اُن کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد اور اُس کا شکر ہے (۱۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کی بُرائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی۔ سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں (۱۱)۔ اور جب

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَاطْمَأَنَّنُوا بِمَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غٰفِلُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ
مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ
الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللَّهُمَّ
وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝ وَأَخْرَجَهُمْ مِنْهَا إِذْ دَعَوْهُمْ أَنْ خُذُوا
مَعَ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْ يَعْلَمُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْمَلَهُمْ بَلْ يُخْرِجَهُمْ
لِقَاضِي الَّتِيهِمْ أَجَلُهُمْ فَبَلَّغْ أَتَيْنَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنَّتِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ
كَانَ لَمْ يَذْخُرْ عَلَيْنَا لِيُظْهِرْ لَهُ كُنْهَ كَذَلِكَ نُؤَيِّنُ لِلْمُتَّقِينَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لینا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اُس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچتے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو اُنکے اعمال آراستہ کر دکھائے گئے ہیں (۱۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷) تا (۱۲)

(۷-۸) جن لوگوں کو مرنے کے بعد کا ڈر نہیں اور مرنے کے بعد کا وہ اقرار نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انھوں نے اختیار کر رکھا ہے اور اس پر وہ خوش ہو گئے اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اور اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال اور اعمال شرکیہ کی وجہ سے جہنم ہے۔

(۹) اور یقیناً جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے اطاعت خداوندی کی تو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں بھیجے گا جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی۔

(۱۰) اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی آرزو کریں گے تو ان کے منہ سے سبحان اللہ نکلے گا جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام، السلام علیکم ہوگا اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی آخری بات یہ ہوگی۔ الحمد للہ رب العلمین۔

(۱۱) اور اگر لوگوں کی برائی کے لیے جلدی مچانے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے، سو ہم ان لوگوں کو جن کو مرنے کے بعد کا کھٹکا ہی نہیں، ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ یہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے رہیں۔

(۱۲) اور جب کافر کو یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی تکلیف یا بیماری پہنچتی ہے تو بستر پر بھی ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی پہلی حالت پر آ جاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہنچتی تھی اس کے ہٹانے کے لیے کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمال شرکیہ اسی طرح اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہمیں پکارتے ہیں اور فراخی و خوشحالی میں ہمیں بھول جاتے ہیں۔



وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا تَغَلَّى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا أَتَأْتِنَا بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبْدِلَهُ مِنْ تِلْكَ آيَاتِي نَفْسِي إِنْ أَتَيْتُ إِلَّا بِأَيَاتِي ۖ إِنْ أَنِي أَخَافُ أَنْ عَصَيْتُ رِيقَ عَذَابٍ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٢﴾ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِمَّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣﴾ فَسَنُأَذِلُّهُمُ ثُمَّ يَبْسُطُ أَيْدِيَهُمْ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٤﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْصُرُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتَنْتَبِهُونَ إِنَّ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْأَنْفُسِ سَاهِجٌ وَيَعْلَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٥﴾ وَمَا كَانَ لِلنَّاسِ إِلَّا أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَفُضِّ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٦﴾ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ بِلَدِّي فَأُنْتَظَرُ وَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ ﴿١٧﴾ وَإِذَا أَدْفَنَّا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ظَرِّهِمْ أَمْسَتْهُمْ أَوْدَانُهُمْ لَكِنَّا فِي آيَاتِنَا قُلُوبٌ ۖ اللَّهُ أَسْرِعُ نَكْرًا إِنْ رُسُلُنَا يَكْفُرُونَ ۚ لَكِنَّا نَكْفُرُونَ

اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں۔ اور ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ ہم گنہگار لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۳)۔ پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو (۱۴)۔ اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (۱۵)۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں (۱۶)۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ افترا کرے اور اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک گنہگار فلاح نہیں پائیں گے (۱۷)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلائی کر سکتی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم خدا کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں وہ پاک ہے اور (اس کی شان) اُنکے شرک کرنے سے بہت بلند ہے (۱۸) اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے پھر جدا جدا ہو گئے۔ اور اگر ایک بات اگر جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا (۱۹)۔ اور کہتے ہیں کہ اس

پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہ ہوئی کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو خدا ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۲۰)۔ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف دینے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱۳) تا (۲۱)

(۱۳) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا، جب کہ انہوں نے کفر و شرک اختیار کیا، حالاں کہ ان

کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے جب کہ میثاق میں اس چیز کو جھٹلا چکے تھے، ہم مشرکوں کو اس طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔

(۱۴) پھر اے امت محمدیہ ﷺ لوگوں کی ہلاکت کے بعد دنیا میں ہم نے تمہیں آباد کیا تا کہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح نیک اعمال کرتے ہو۔

(۱۵) اور جب ان ٹھٹھے کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کی جماعت کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں جو بالکل واضح طور پر اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔

تو یہ لوگ جن کو مرنے کے بعد کا خوف ہی نہیں اور وہ اسکا مذاق اڑاتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لے آ دیا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کر دو، یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت سے بدل دیں، اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرمادیجیے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے پاس سے اس میں کچھ ترمیم کروں، میں تو وہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن حکیم بذریعہ وحی میرے پاس پہنچتا ہے، اگر میں اس میں تبدیلی کر دوں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں فرمادیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں تو نہ میں تمہیں یہ قرآن حکیم پڑھ کر سنا سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قرآن حکیم کے ملنے کی اطلاع کرنا کیوں کہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے بھی میں چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں اور اس وقت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکلا تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ اللہ کا کلام ہے۔

(۱۷) اس شخص سے بڑا ظالم اور دلیر کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کو جھٹلائے یقیناً مشرکین عذاب الہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے بالکل نہیں ہوں گے۔

(۱۸) یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا و آخرت میں نقصان پہنچا سکیں، اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں ان کو کوئی نفع پہنچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع و نقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاً، شریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بالا ہے۔

(۱۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب لوگ ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تو اپنے کجراہی سے بعض مومن ہو گئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں یہ ہلاک اور برباد ہونے چکے ہوتے۔

(۲۰) اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا، جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ ﷺ فرمادیجیے نزول معجزہ کا علم صرف اللہ کو ہے تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا انتظار کرتا ہوں۔

(۲۱) اور جب ہم ان کفار کو کسی مصیبت کے بعد کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس شرارت کی سخت ترین سزا دے گا، چنانچہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو ہلاک کر دیا۔

وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں پاکیزہ ہوا (کے نرم جھونکوں) سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہیں اور وہ اُن سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں زمانے کی ہوا چل پڑتی ہے اور لہریں ہر طرف سے اُن پر (جوش مارتی ہوئی) آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب تو) لہروں میں گھر گئے۔ تو اُس وقت خالص خدا ہی کی عبادت کر کے اُس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو اس سے نجات بخشنے تو ہم (تیرے) بہت ہی شکر گزار ہوں (۲۲)۔ لیکن جب وہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہوگا تم دنیا کی زندگی کے فائدے اٹھا لو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اُس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۲۳)۔ دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اُس کو آسمان سے برسا یا۔ پھر اسکے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی۔ اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔ ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اُس کو کاٹ (کرا یا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں اُن کے لئے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (۲۴)۔ اور

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرِينِ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهُمْ رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَلُّوا أَلْهَمٌ لِّحِيظِ بِهِمْ ۖ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ أَنْجَيْنَا مِنْ هَذِهِ لَنُكَوِّنَنَّ مِنَ الشُّكْرَيْنِ ۖ فَلَمَّا أَتَيْنَاهُمْ إِذَا هُمْ يَعْتَدُونَ ۚ فِي الْأَرْضِ يُغَيِّرُ أَلْوَنَ يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَنَيْنَاهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ أَلَيْنَا مَرْجِعَكُمْ فَتُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِنْهَا يُأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازِيدَتْ وَطَرَّ أَهْلُهَا أَكَلَتْهُمْ فَيَذَرُهَا آتُهَا أَمْوَالًا لَّيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْن ۚ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۚ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ مِّنٍّ ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ

خدا سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے (۲۵)۔ جن لوگوں نے نیکو کاری کی اُن کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونہوں پہ نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں

گے (۲۶)۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے تو بُرائی کا بدلہ دیا ہی ہوگا اور اُن کے منہوں پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی اُن کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ اُنکے منہوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اڑھادیے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۷)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۲۲) تا (۲۷)

(۲۲) ہمارے فرشتے، جو کچھ تم جھوٹ کہہ رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب کچھ لکھ رہے ہیں یعنی جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو، وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں اس حالت میں اچانک ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین باد مخالف کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں، اس وقت انہیں اس بات کا قطعی یقین اور علم ہو جاتا ہے کہ سب ہلاک ہو جائیں گے، تب سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں اس مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچالیں تو ہم ضرور فرمانبردار اور مومن بن جائیں گے۔

(۲۳) پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق ہونے سے بچا لیتا ہے تو وہ فوراً ہی حق سے سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے مکہ والو یہ تمہاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم تمہارے لیے وبال جان بن جانے والا ہے اور دنیاوی منافع عارضی ہیں، ان کو بھانپیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تمہیں آنا ہے پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے تھے، ہم سب تمہیں بتلا دیں گے۔

(۲۴) دنیاوی زندگی کی بقا اور فنا کی حالت تو اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم نے بارش برسائی جس سے زمین پر پھل اور دانے اور گھاس پھوس خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور وہ نباتات سبز، سرخ اور پیلے ہو گئے اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب نباتات ان کے قبضہ میں آگئی تو ایسی حالت میں ہماری طرف سے عذاب آگیا جس طرح بکریاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں تو ہم نے ایسا صاف کر دیا جیسا کہ وہ کل یہاں موجود ہی نہ تھی، جیسا کہ گرمیوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔

ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو واضح طور بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے جو امور دنیا و آخرت میں سوچتے ہیں۔

(۲۵) اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعے دارالبقاء کی طرف بلاتا ہے، سلام اللہ تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر ہے اور جسے چاہتا ہے، دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

(۲۶) جو لوگ توحید کے قائل ہوئے ان کے لیے جنت ہے اور مزید برآں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی یا یہ کہ ثواب میں

زیادتی ہے اور ان کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی اور نہ غم ذات۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔ (۲۷) اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کیا تو اس کے بدلہ میں انہیں جہنم ملے گی اور ان پر ذلت و غم سوار ہوگا اور انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پردے چڑھادیئے گئے یہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

جَمِيعًا تَمْ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ ۖ
فَزَيْلَانَا يَنْهَمُونَ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَاعِبُونَ ۖ
فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا أَيْنُنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغَوِيًّا ۖ هَٰذَا لَكَ تَبْلَاؤُكَ كُلِّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرَدُّوْا إِلَى
اللَّهِ مَوَٰلِدُهُمْ الْحَقِّ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۖ قُلْ
مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَفَمَنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ
يَدَّبَّرُ الْأُمُورَ فَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۖ قَدْ لَكُمْ
رَبُّكُمْ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ قَالَ تَصْرَفُونَ ۖ كَذَلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۖ
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُوَ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قُلْ
اللَّهُ يَبْدُوَ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قَالِي تَوَفُّونَ ۖ قُلْ هَلْ مِنْ
شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلْ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ
يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِيَ لِمَا
لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۖ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي
مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۖ وَمَا كَانَ هَٰذَا
الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے (۲۸)۔ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے (۲۹)۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوئے آزمائش کر لے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا (۳۰)۔ (ان سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کالوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے۔ جھٹ کہہ دیجئے کہ خدا۔ تو کہو کہ پھر تم (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۳۱) یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو (۳۲) اسی طرح خدا کا ارشاد ان نافرمانوں کے حق میں ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳)۔ (ان سے) پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کھاتا کوئی ایسا ہے کہ مخلوقات کو ابتداء پیدا کرے (اور) پھر اسکو دوبارہ بنائے؟ کہہ دو کہ خدا ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تو تم کہاں اُکسے جا رہے ہو (۳۴)۔ پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھا دے کہہ دو کہ خدا ہی حق کا

رستہ دکھاتا ہے بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ یادہ کہ جب تک کوئی اُسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے۔ تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟ (۳۵) اور ان میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق

کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہو سکتا۔ بے شک خدا تمہارے (سب) افعال سے واقف ہے (۳۶)۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے بوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنالائے ہاں (ہاں یہ خدا کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس سے پہلے (کی) ہیں۔ ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اور انہی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں (کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے (۳۷)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۲۸) تا (۳۷)

(۲۸) اور جس روز ہم ان کافروں اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے اور ان لوگوں سے جنہوں نے بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے۔

تب کافر کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں اور ان کے معبودان کی تردید کر کے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے بے شک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔

(۲۹) پھر ان کے معبود کہیں گے سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اور ہم سے بے خبر تھے۔

(۳۰) اس موقع پر ہر ایک انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے، لوٹا دیے جائیں گے اور انہوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

(۳۱) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے نباتات اور پھل اگاتا ہے یا یہ بتلاؤ کہ وہ کون ہے جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے اور وہ کون ہے جسے جاندار چیز کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے یعنی بچوں اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے یا یہ کہ گندم کی بالیوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔

اور وہ کون ہے جو بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا اور ان کے معاملات میں نظر فرماتا ہے اور فرشتوں کے ذریعے وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

وہ ضرور جواب میں یہی کہیں گے کہ اس سب کچھ کا کرنے والا اللہ ہے تو اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے۔

(۳۲) جو یہ تمام امور سرانجام دیتا ہے وہی تمہارا رب حقیقی ہے اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت کی گنجائش رہ گئی، ماسواشیطان کی پوجا کے پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

(۳۳) اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کافروں کے لیے ہے کیوں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

(۳۴) اے محمد ﷺ آپ ان سے یوں بھی کہیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں جان ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ بھی زندہ کرے اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن اٹھائے گا پھر تم کہاں کا جھوٹ باندھتے پھرتے ہو۔

(۳۵) یا یہ کہ اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمائیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا راستہ بتائے اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر! ورنہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی امر حق اور ہدایت کا بھی راستہ بتلاتا ہے۔ تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا راستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بغیر بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر راستہ نہ سوجھے، تمہیں کیا ہوا کہ اپنے لیے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

(۳۶) بلکہ ان میں سے بہت لوگ اپنے معبودوں کی صرف بے بنیاد خیالات پر پرستش کر رہے ہیں۔ یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق پرستش عذاب الہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی کارگر نہیں۔ یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس سب کی خبر ہے۔

(۳۷) اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم ﷺ تمہارے سامنے تلاوت فرماتے ہیں افتراء کیا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ تو توریت، انجیل، زبور اور تمام آسمانی کتب کی توحید اور صفات رسول اکرم ﷺ میں تصدیق کرنے والا ہے اور نیز قرآن حکیم حلال و حرام اور امور و نواہی کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات بھی شک و شبہ کی نہیں ہے اور وہ تمام جہانوں کے آقا و مالک کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔



أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ۚ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ إِنِّي عَلَىٰ وَكَلٍ مِمَّا عَمِلَكُمْ أَنْتُمْ بَرِيءُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَإِنِّي مِنَ الْمَعْمُولِينَ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ لِيَسْتَعِزَّ بِاللَّهِ أَفَأَنْتَ تَسْمِعُ الصَّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْى وَلَوْ كَانُوا لَا يَبْصُرُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسُ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ ۚ وَيَوْمَ يُخْشَرُهُمْ كَأَن لَّهُمْ يَلْبَسُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِإِلْقَاءِ اللَّهِ وَكَانُوا مُهْتَدِينَ ۚ وَإِنَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَقَّئِكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ۚ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قَضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يَظْلِمُونَ ۚ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَادْعُوا آلَاءَ اللَّهِ إِنِّي أَتَىٰ اللَّهَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ۚ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أُنْكِرُ عَذَابَ اللَّهِ بَيِّنَاتٍ أَوْ نَهَارًا أَذًا لَا يَسْتَعِجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۚ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اسی طرح کی ایک سورت بنالادو اور خدا کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو (۳۸)۔ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قائل نہیں پاسکے اس کو (نادانی سے) ٹھٹھا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۳۹)۔ اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارا پروردگار شریروں سے خوب واقف ہے (۴۰)۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا)۔ تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے عملوں کا جواب دہ نہیں ہوں (۴۱)۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے اگرچہ کچھ بھی (سننے) سمجھتے نہ ہوں؟ (۴۲)۔ خدا تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں (۴۳)۔ اور جس دن خدا ان کو جمع کرے گا (تو وہ دنیا کی نسبت ایسا خیال کریں گے کہ) گویا (وہاں) گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے (اور) آپس میں ایک دوسرے کو شناخت بھی کریں گے۔ جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو ٹھٹھایا وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہِ یاب نہ ہوئے (۴۵)۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے (نازل) کریں یا (اس وقت جب) تمہاری

مدتِ حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اُس کو دیکھ رہا ہے (۴۶)۔ اور ہر ایک اُمت کی طرف ایک پیغمبر بھیجا گیا۔ جب اُن کا پیغمبر آتا ہے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جاتا (۴۷)۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعدہ (ہے وہ آئے گا) کب (۴۸)۔ کہہ دو کہ میں تو اپنے نقصان اور فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے۔ ہر ایک اُمت کے لئے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں (۴۹)۔ کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر اس کا عذاب تم پر (ناگہاں) آ جائے رات کو یا دن کو تو پھر گنہگار کس چیز کی جلدی کریں گے (۵۰)۔

تفسیر سورۃ یونس آیات (۲۸) تا (۵۰)

(۳۸) باوجود اس کے مکہ کے کافریوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ اور اپنے معبودان باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لیے بلانا چاہو، ان کو بلا لو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچ ہو کہ (نعوذ باللہ) رسول اکرم ﷺ نے قرآن حکیم اپنی طرف سے از خود بنا لیا ہے۔

(۳۹) بلکہ یہ کافر ایک ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ابھی تک ان کو اس قرآن حکیم کی تکذیب کا جس سے ان کو قرآن حکیم میں ڈرایا گیا ہے، آخری نتیجہ نہیں پہنچا جو کافران سے پہلے ہوئے انھوں نے بھی اسی طرح آسمانی کتب اور رسولوں کو جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپ کی قوم، آپ اور قرآن کریم کو جھٹلا رہے ہیں سو دیکھ لیجیے کہ ان مشرکین کا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا برا انجام ہوا یا یہ کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں اور اس کی وجہ سے غمگین اور پریشان نہ ہوں۔

(۴۰) اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئیں گے۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور حالت کفر ہی میں مرجائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۴۱) اے محمد ﷺ اگر آپ کی قوم آپ کے ارشادات کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجیے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھ کو ملے گا اور تمھارا کیا ہوا اور تمھارا دین تمھیں ملے گا، تم میرے کیے ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمھارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں۔

(۴۲) اور ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں۔ اے محمد ﷺ کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۳) اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا راستہ دکھلا رہے ہیں گوان کو بصیرت بھی نہیں اور حق و ہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہیں رکھتے۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتے اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتے ہیں لیکن لوگ کفر و شرک اور گناہوں کی وجہ سے خود ہی اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔

(۴۵) اور جس دن اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی رہے ہوں گے۔ گھائے میں وہ لوگ رہے جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور یہ کفر و ضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

(۴۶) اے محمد ﷺ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یہ اس عذاب کے دکھلانے سے پہلے ہی ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہر صورت میں ان کو بعد از موت ہمارے پاس تو آنا ہی ہے پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کو جانتا ہے۔

(۴۷) اور ہر ایک دین والوں (یعنی قوم) کے لیے ایک رسول ہوا ہے جو ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس آچکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے یا کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی اور نہ ان کی برائیوں میں کچھ اضافہ کیا جاتا ہے۔

(۴۸) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا۔

(۴۹) سو آپ ان سے فرمادیجیے کہ میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور کسی نقصان کے دفع کرنے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنے کا اللہ کو منظور ہے۔

ہر ایک دین والوں کے لیے ایک وقت مقررہ اور مہلت ہے سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آ پہنچتا ہے تو اس وقت ایک گھڑی بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

(۵۰) اے محمد ﷺ ان کفار مکہ سے آپ فرمادیجیے یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب رات کو آ پڑے یا دن کو واقع ہو جائے تو پھر تم کیا کرو گے اور پھر عذاب الہی میں کون چیز ایسی ہے، جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرمادیجیے۔



اَلَمْ لَدَا اَوَّلَ اَمْتُمْ بِهِ

اَلَنْ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۚ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْغُلِيِّ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَيْهَا لَنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۚ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ احْسَ هُوَ قَوْلُ اِي وَرَبِّي اِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۚ وَلَوْ اَنَّ كُلَّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِى الْاَرْضِ لَا فَعْدَتْ بِهٖ وَاَسْرَوُا السَّادَةَ لَآرَاوُا الْعَذَابَ وَفِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ مِّنْ لَا يَنْظُرُونَ ۚ اَلَا اِنَّ اِلٰهَكُمْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ هُوَ يُخَيِّرُ وَيُبَيِّتُ ۚ وَلِيْلَهُ تُرْجَعُونَ ۚ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۚ قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْنٰهُ حَرٰا وَحَلٰلًا قُلْ اَللّٰهُ اَوْنٌ لَّكُمْ اَمْرٌ عَلَى اللّٰهِ تَقْتَدِرُوْنَ ۚ وَمَا ظَنُّ الْبٰدِيْنَ يَقْتَدِرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكُذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۚ وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْئِنٍ وَّمَا تَكُوْنُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا لَنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا اِذْ تُبْعَثُوْنَ ۚ فِیْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۚ

کیا جب وہ آواقع ہو گا تب اس پر ایمان لاؤ گے۔ (اُس وقت کہا جائے گا کہ) اور اب (ایمان لائے؟) اسی کے لیے تو تم جلدی مچایا کرتے تھے (۵۱)۔ پھر ظالم لوگوں سے کہا جائے گا کہ عذاب دائمی کا مزہ چکھو (اب تم انہی (اعمال) کا بدلہ پاؤ گے جو دنیا میں) کرتے رہے (۵۲)۔ اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے کہ وہاں خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کر سکو گے (۵۳)۔ اور اگر ہر ایک نافرمان شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو (عذاب سے بچنے کے) بدلے میں (سب) دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (پچھتائیں گے اور) ندامت کو چھپائیں گے۔ اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور (کسی طرح کا) ان پر ظلم نہیں ہو گا (۵۴)۔ سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور یہ بھی سن رکھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۵)۔ وہی جان بخشتا اور وہی موت دیتا ہے اور تم لوگ اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (۵۶)۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آ پجھی (۵۷)۔ کہہ دو کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (۵۸)۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو۔ خدا نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا تم نے اس میں سے (بعض کو) حرام ٹھیرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے) پوچھو کیا خدا نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا کرتے ہو؟ (۵۹)۔ اور جو لوگ خدا پر افتراء کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں؟ بے شک خدا لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۶۰)۔ اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو جب اس میں مصروف ہوتے ہو تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۶۱)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۵۱) تا (۶۱)

(۵۱) کہ اب تو جھٹلا رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آئے گا، تب تصدیق کرو گے، اس پر بھی وہاں کہیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے خوف سے ایمان لاتے ہو حالاں کہ پہلے سے تم بطور مذاق اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔

(۵۲) پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے آخرت میں اب تمہیں اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(۵۳) (تعجب سے) آپ سے پوچھتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے۔ آپ فرمادیجیے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے اور تم کسی طریقہ سے عذاب الہی سے بچ نہیں سکتے۔ (۵۴) اور اگر ہر ایک مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے ساری زمین بھر جائے تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے اور جب یہ رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غربا سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان رؤسا اور غربا کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہو گا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ زیادتی اور اضافہ ہو گا۔

(۵۵) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے، سچا ہے اور یقینی ہونے والا ہے لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے۔ (۵۶) وہی اللہ دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالتا ہے اور وہی دنیا میں انسانوں کی جان نکالتا ہے اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

(۵۷) اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان برے کاموں سے روکنے کے لیے نصیحت ہے جن پر تم قائم ہو اور دلوں میں جو ان کاموں سے بیماری پیدا ہو گئی ہے، ان کے لیے شفا ہے اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے اور عذاب کے لیے باعث رحمت ہے اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لیے ہیں۔

(۵۸) اے محمد ﷺ آپ اپنی جماعت صحابہ سے فرمادیجیے کہ لوگو اللہ کے انعام سے جو کہ قرآن حکیم عطا کر کے کیا ہے، اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تمہیں توفیق دی گئی ہے، خوش ہونا چاہیے، اور قرآن کریم اور دین اسلام اس دنیاوی اموال سے بہت بہتر ہے جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔

(۵۹) آپ ان مکہ والوں سے فرمادیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لیے کھیتیاں اور جانور پیدا کیے تھے پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے فائدہ حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا یعنی بحیرہ، سائبہ اور حام اور مردوں کے لیے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھیے کیا اس چیز کی تمہیں تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی یا محض اللہ تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۰) اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا قیامت کے متعلق کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ واقعی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ان سے عذاب کو نال رکھا ہے لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

(۶۱) اے محمد ﷺ آپ خواہ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن کریم کی سورت یا

آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جونکیاں اور برائیاں کرتے ہیں۔

ہمیں تمہاری سب حالتوں اور تمہاری تلاوت اور تمہارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآن کریم کی تکذیب میں لگتے ہو اور بندوں کے اعمال میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور تمہاری ہے مگر یہ سب بوجہ احاطہ علم الہی کے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

سُن رُکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں اُن کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۶۲)۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے (۶۳)۔ اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے (۶۴)۔ اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزرده نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سُنتا (اور) جانتا ہے (۶۵)۔ سُن رُکھو کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو لوگ زمین میں ہیں سب خدا کے (بندے اور اسکے مملوک) ہیں اور یہ جو خدا کے بوا (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ (کسی اور چیز کے) پیچھے نہیں چلتے۔ صرف ظن کے پیچھے چلتے ہیں اور محض انگلیں دوڑا رہے ہیں (۶۶)۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور روز روشن بنایا (تاکہ اس میں کام کرو) جو لوگ (مادہ) سماعت رکھتے ہیں اُن کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۶۷)۔ (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنالیا ہے (اس کی) ذات (اولاد سے) پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے (اے افتر پردازو) تمہارے پاس اس (قول باطل) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تم خدا کی نسبت ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں (۶۸)۔ کہہ دو کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے (۶۹)۔ (اُن کے لیے) جو فائدے ہیں دنیا میں (ہیں) پھر ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے اُسوقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے (۷۰)۔ اور اُن کو نوح کو قصہ پڑھ کر سُنا دو۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں تو خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں

الْآنَ أُولِيَاءُ اللَّهِ لَا خَافَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَلَا يَحْزَنُكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ
جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ الْآنَ يَلِيهِ مِنَ السَّمَوَاتِ
وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ
إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا
فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنْ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَسْمَعُونَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ هُوَ الْغَنِيُّ
لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ
سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اتَّقُوا لَوْلَا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝
قُلْ إِنْ الَّذِينَ يَقْتُلُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلَحُونَ ۝
مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
نُنَزِّلُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝
وَإِذْ قَالَ لِقَوِيهِ لِقَوِيهِ يَقُولُ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ
مَقَامِي وَتَذٰكِرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا
أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غِنَةً ثُمَّ اقْضُوا
إِلَيَّ وَلَا تَنْظُرُونَ ۝ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ
أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَآمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ

کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری تمام جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے پھر وہ کام میرے حق میں کر گزر و اور مجھے مہلت نہ دو (۷۱)۔ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا میرا معاوضہ تو خدا کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں (۷۲)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۶۲) تا (۷۲)

(۶۲-۶۳) یہ بات یاد رکھو کہ مومنین کی جماعت کو نہ کسی عذاب کے آنے کا خطرہ ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر غمگین ہوتے ہیں۔

(۶۴) اور وہ کون لوگ ہیں! اب اللہ تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں، ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی کہ وہ رویائے صادقہ دیکھتے ہیں یا ان کو دکھلائے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی، خوشخبری ہے اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے چھٹکارا ملے گا۔

(۶۵) اے محمد ﷺ خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کا جھٹلانا غم میں نہ ڈالے۔ ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے۔

(۶۶) یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یہ محض بے بنیاد خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں اور یہ راہنما صرف عوام کو دھوکا دینے کے لیے فرضی باتیں اور جھوٹ بول رہے ہیں۔

(۶۷) اور تمہارا اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کر سکو اور دن کو بھی اسی طرح پیدا کیا کہ وہ آنے جانے کے لیے روشنی کا ذریعہ ہے اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت کی چیزیں ہیں جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

(۶۸) اہل مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللہ اس کی ذات بابرکات تو ولد اور شریک سے ماورا اور پاک ہے اور وہ ولد و شریک کسی کا محتاج نہیں تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تمہارے پاس تمہارے اس دعوے پر جو کہ تم اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں بلکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(۶۹) اے محمد ﷺ آپ فرمادیجیے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں وہ کبھی عذاب الہی سے نجات نہیں پائیں گے اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(۷۰) یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گزار رہے ہیں، پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے بدلے سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔

(۷۱) اور آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تمہیں میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الہی سے میرا تمہیں ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے اور میں نے اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دیے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکاء کی مدد کے پختہ کر لو پھر تمہارا معاملہ تمہاری تنگی کا باعث نہ ہو اور تمہاری وہ تدبیر تمہارے نقصان کا باعث نہ ہو اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔

(۷۲) پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں ایمان لانے سے اعراض کیے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا کیوں کہ میں تمہیں جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں، اس پر ثواب و معاوضہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے اور چوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر قائم رہوں۔

فَكَذَّبُوهُ فَتَبَيَّنْهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ
وَاعْرِفْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَبَايَعُوهُمْ
بِالْبَيْتِ فَمَا كَانُوا يُوْثِقُونَ بِكَذِّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلِ كَذَلِكَ نَطْبَعُ
عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُفْسِدِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ مُوسَىٰ وَهَارُونَ
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّفْجِرِينَ ۝
فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السَّحَرُ مِمَّنْ
قَالَ مُوسَىٰ اتَّقُوا لَوْ نَزَلَ الْحَقُّ لَنَجَّيْنَاهُمْ عَنْ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ
السَّحَرُونَ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ وَجَدْنَا عَلَيْهِ آيَاتُنَا
وَنَكُونُ لَكُمْ أَعْدَاءُ ۝ وَلَوْ أَنَّ لَكُمْ مِنَ السَّحَرِ مِثْرَ حَبِّ
وَقَالَ فِرْعَوْنُ أَتُسْوَئُ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُ السَّحَرُ
قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ الْقَوَائِمُ أَنتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ
فَاجْعَلْكُمْ بَشَرًا مِّمَّنْ يَلْعَلُ اللَّهُ سَبِيلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُخَوِّثُ اللَّهُ الْحَقَّ وَكَذَّبَتْهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝
فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ
وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَقْتُلَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَغَالِي فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ
لَمِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝

لیکن ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے سب کو (طوفان سے) بچالیا اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو غرق کر دیا تو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا کیسا انجام ہوا (۷۳)۔ پھر نوح کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں (۷۴)۔ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے (۷۵)۔ تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے (۷۶)۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے (۷۷)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو۔ اور (اس) ملک میں تم دونوں ہی کی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۷۸)۔ اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادو گروں کو ہمارے پاس لے آؤ (۷۹)۔ جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو تم کو ڈالنا ہو ڈالو (۸۰)۔ جب انہوں نے

(اپنی رسیوں اور لائٹیوں کو) ڈالا تو موسیٰ نے کہا کہ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے ہو جاؤ وہ خدا اس کو ابھی نیست و نابود کر دے گا۔ خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا (۸۱)۔ اور خدا اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دے گا اگرچہ گنہگار بُرا ہی مانیں (۸۲)۔ تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا۔ مگر اس کی قوم میں سے چند لڑکے (اور وہ بھی) فرعون اور اس کے اہل دربار سے ڈرتے ڈرتے کہیں وہ اُن کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک میں حکمران و مغلِب اور (کبر و کفر میں) حد سے بڑھا ہوا تھا (۸۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۷۲) تا (۸۳)

(۷۳) سو وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مومن لوگ تھے، غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو زمین پر دوبارہ آباد کیا اور ان کو زمین میں حکمران بنایا اور جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا، سود یکھنا چاہیے کیسا برا انجام ہوا، ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہ لائے۔

(۷۴) پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، سو وہ ان کے پاس ادا مروا نہی اور معجزات لے کر آئے پھر بھی جس چیز کے عہد و میثاق سے پہلے انھوں نے تکذیب کر دی تھی یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں اسی طرح ہم ایسے لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں مہریں لگا دیتے ہیں۔

(۷۵) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یہ کہ اپنے نو معجزات ید عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنن، نقص من الثمرات یا یہ کہ مالوں کو برباد کرنے کی دعا کا حق دے کر بھیجا، سو انھوں نے کتاب خداوندی رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے انکار کیا۔

(۷۶) اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب رسول اور معجزات آئے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (نعوذ باللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

(۷۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم کتاب اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جب کہ وہ تمہارے پاس پہنچے، ایسی بات کہتے ہو حالاں کہ جادوگر عذاب الہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے۔

(۷۸-۷۹) ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے ہٹا دو اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے اور فرعون کہنے لگا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

(۸۰-۸۱-۸۲) جب وہ جادوگر آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تمہیں ڈالنا ہو، ڈال دو لہذا جب انھوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جادو یہ ہے

جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔ حق کی طاقت اس کو ابھی درہم برہم کر دے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ جادو گروں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے، خواہ مشرکین کو یہ چیز کتنی ہی ناگوار اور بری لگے۔

(۸۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے، اس پر فرعون کی قوم میں تھوڑے آدمی جن کے آباء و اجداد قبیلہ اور ان کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرے رہے کہ ہمیں ان کو قتل نہ کر دے اور واقعی فرعون دین موسیٰ کا سخت مخالف اور مشرکوں کا دوست اور ساتھی تھا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝۱۰۱ فَقَالُوْا عَلٰى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۲ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۰۳ وَاَوْعِنَا اِلٰى مُّوسٰى وَاٰخِيْهِ اَنْ تَبُوْا
لِقَوْمِكُنَا بِبَصَرِ بَيُّوْتَا وَاَجْعَلُوْا بَيُّوْتَكُمْ قَبْلَةً وَّاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴ وَقَالَ مُّوسٰى رَبَّنَا اِنَّكَ
اَتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاِئِكْتَهُ زَيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لَا
رَبَّنَا لِصَلٰوةِاَعَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاَشْدُدْ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُذَوَّبُوْا حَتّٰى يَرُوْا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۱۰۵
قَالَ قَدْ اُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمْ فَاَسْتَقِيْمُوْا وَلَا تَلْبِسُوْا سَبِيْلَ
الَّذِيْنَ لَا يَعْزُبُوْنَ ۝۱۰۶ وَجُوْزْنَا بِدِيْنِ اِسْرَآءِيْلَ الْبَرِّ وَكَاتِبُهُمْ
فِرْعَوْنُ وَجُوْزُوْا لَا بَغْيًا وَّعَدُوًّا حَتّٰى اِذَا اَذْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ
اٰمَنْتُ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنْتُ بِهِمْ بَنُوْا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۰۷ اَلَمْ يَكُنْ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۰۸ فَاَلْيَوْمَ تُنْجِيْكَ بِكَ لَتَكُوْنَنَّ لِسُنْ خَلْقِكَ
۝۱۰۹ اَيُّهٗ وَ اِنْ كُنْتُمْ اٰمِنُ النَّاسِ عَنِ اٰتِنَا الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۱۰ وَلَقَدْ
بَوَّأْنَا بِقِيْلٍ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّأِ صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ
فَمَا اَخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاءَهُمُ الْعِلْمُ اِنْ رَبُّكَ يَخْفٰى يَخْفٰى يَخْفٰى
يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُنَادُوْا فِىهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۱۱ فَاِنْ كُنْتَ فِى
شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَفْقَهُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُرْتَابِيْنَ ۝۱۱۲

اور موسیٰ نے کہا کہ بھائیو! اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو (۸۴)۔ تو وہ بولے کہ ہم خدا ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ہاتھ سے آزمائش میں نہ ڈال (۸۵) اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش (۸۶)۔ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ (یعنی مسجدیں) ٹھہراؤ۔ اور نماز پڑھو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو (۸۷)۔ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت سا) ساز و برگ اور مال و زردے رکھا ہے۔ اے پروردگار ان کا مال یہ ہے کہ تیرے رستے سے گمراہ کر دیں۔ اے پروردگار ان کے مال کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں (۸۸)۔ (خدا نے) فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی تو تم ثابت قدم رہنا اور بے عقلوں کے رستے نہ چلنا (۸۹)۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور تعذی سے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو غرق (کے عذاب) نے آپکڑا تو کہنے لگا میں ایمان لایا کہ جس (خدا) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں (۹۰)۔ (جواب ملا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا (۹۱)۔ تو آج ہم تیرے بدن کو (دریا سے) نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں (۹۲)۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کو عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔ لیکن وہ باوجود علم ہونے کے اختلافات کرتے رہے۔ بے شک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا (۹۳)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۸۴) تا (۹۳)

(۸۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اسی پر بھروسہ کرو جب کہ تم مومن ہو۔
(۸۵-۸۶) وہ کہنے لگے ہم نے اللہ پر توکل کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مسلط نہ فرما کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر جانیں اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرما۔

اور ہم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنے گھروں کے اندر مسجدیں بنا لو اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دے دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا) اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال، اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کر دیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجیے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجیے تاکہ یہ ایمان نہ لانے پائیں تا وقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

(۸۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم ایمان، اطاعت خداوندی اور تبلیغ رسالت پر قائم رہو اور ان لوگوں کے طریقہ کو مت اختیار کرنا، جو تو حید خداوندی کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

(۹۰) اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کر دیا تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے جس پر موسیٰ اور ان کی قوم ایمان لائی، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

(۹۱) تب حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ اس کا اعتبار نہیں) اور غرق ہونے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ارض مصر میں قتل و شرک اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے کر فساد پھیلاتا رہا۔

(۹۲) سو آج ہم تیری لاش کو تیری مرصع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے تاکہ بعد میں آنے والے کفار کے لیے نشان عبرت ہو کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسول کے منکر ہیں۔

(۹۳) اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں رہائش دی اور ہم

نے من و سلوی اور غنیمتیں ان کو کھانے کو عطا کیں۔

اور یہود و نصاریٰ نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی نعت و صفت کے بارے میں علم پہنچ گیا۔

محمد ﷺ آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ کر دے گا جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

اگر تم کو اس (کتاب کے) بارے میں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ تم سے پہلے کی (اثری ہوئی) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آپکا ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا (۹۴)۔ اور نہ ان لوگوں میں ہونا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے (۹۵)۔ جن لوگوں کے بارے میں خدا کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے (۹۶)۔ جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے (۹۷)۔ تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اُسے نفع دیتا۔ ہاں یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں اُن سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت تک (نوامذنیادی سے) اُن کو بہرہ مند رکھا (۹۸)۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں (۹۹)۔ حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور جو لوگ بے عقل ہیں اُن پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے (۱۰۰)۔ (ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونُوا مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۖ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٥﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قُوَّةٌ أَمْنَتْ فَنَفَعَهُمْ آيَاتُنَا إِلَّا قَوْمُ يُونُسَ لَمَّا أَخْرَجْنَاهُم مِّنْ بَطْنِ الْكَلْبِ فِي الْبُحْرِ فِي الْمَيْمُونَةِ الدُّنْيَا وَمَسْغُوفُهُمْ إِلَىٰ جَنَّةٍ ۖ وَلَوْ هَاءَ رَبِّكَ لَا مَنَ مِّنْ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا جَنَّةً ۖ أَكَاثُ ثَمَرَةٍ ۚ النَّاسُ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۖ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوَدِّعَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٩٦﴾ قُلِ الْظُلُمَ أَمَّا ذِي السَّنَةِ وَالْأَرْضِ وَمَا تَنْفُسُ الْأَيْتِ وَالنَّذِيرِ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٧﴾ قُلِ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ إِلَهِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلِ فَاتَّخِذُوا إِلَٰهِي مَعَكُمْ مِمَّنِ الْمُنْتَظَرِينَ ﴿٩٨﴾ ثُمَّ نَبَيُّ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَاجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾ قُلِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَلَّكُمْ ۖ وَأُؤْتِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٠﴾

زمین میں کیا کچھ ہے مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے اُن کے نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے (۱۰۱)۔ سو جیسے (مذہب) دن اُن سے پہلے لوگوں پر گزر چکے ہیں اسی طرح کے (دنوں کے) یہ منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۱۰۲)۔ اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں (۱۰۳)۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سُن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو میں اُن کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری رو میں قبض کر لیتا ہے۔ اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں (۱۰۴)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۹۴) تا (۱۰۴)

(۹۴) اے محمد ﷺ اگر بالفرض آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں کسی شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر اتارا ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ لیجیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شک نہیں تھا، اس لیے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقصود اس کتاب خصوصی سے ذات اقدس ﷺ نہیں ہیں بلکہ مراد آپ کی قوم ہے۔

(۹۵) اے محمد ﷺ بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں جس میں گزشتہ اقوام کی بھی باتیں ہیں، سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد عام لوگ ہیں) اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کو جھٹلایا، کہیں نعوذ باللہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔

(۹۶) بے شک جن لوگوں کے متعلق میں علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔
(۹۷) خواہ ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جائیں جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ بدر، احد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

(۹۸) چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نفع بخش ہوتا مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا، ہاں مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو فائدہ مند ہوا جب وہ ایمان لائے تو اس سخت ترین عذاب کو ہم نے دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

(۹۹) اے محمد ﷺ اگر آپ کے پروردگار کی مرضی ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے لہذا جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان لائیں۔

(۱۰۰) حالاں کہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے، کفر اور تکذیب کی گندگی کو بھردیتا ہے۔

یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اتری ہے رسول اکرم ﷺ ان کے ایمان لانے کے متمنی اور خواہش مند تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

(۱۰۱) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم چاند، سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا چیزیں زمین میں

ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور و فکر کرنے سے تمہارے لیے توحید پر دلیل عقلی قائم ہوگی اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو رسولوں کی دھمکیاں اور دلائل کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

(۱۰۲) تو کیا ان کے لیے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے جس کی بنا پر یہ ان کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم بھی نزول عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ نزول عذاب اور تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۱۰۳) پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے بچا لیتے ہیں ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ذمہ ہے۔

(۱۰۴) اے محمد ﷺ آپ کفار مکہ سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں دین اسلام کے بارے میں شک ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا، جن بتوں کی تم اللہ کی بجائے عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری ارواح کو قبض کرتا ہے اور پھر مرنے کے بعد وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مومن لوگوں کے ساتھ ان کے دین پر ہوں۔

اور یہ کہ (اے محمد سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کیے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا (۱۰۵)۔ اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارتا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے (۱۰۶)۔ اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی ذور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ لوگو تمہارے پروردگار کے ہاں سے تمہارے پاس حق آپکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے۔ اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور میں تمہارا وکیل نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور

وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۚ وَإِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بَضْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۚ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَخُذُوا حَتَّىٰ أَتَايَاكُمْ يُنذِرَ لِنَفْسِكُمْ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۚ وَالْبَيْعُ لِلَّهِ أَوْ لِلنَّاسِ أَمْ يُتْرَكُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ فَإِنَّكُمْ تَضِلُّونَ ۚ وَأَصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۚ

(اے پیغمبر) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کیے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۱۰۹)

تفسیر سورۃ یونس آیات (۱۰۵) تا (۱۰۹)

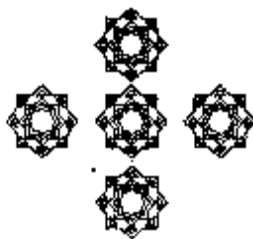
(۱۰۵) اور مجھے اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کروں اور یہ حکم صادر ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو اختیار نہ کروں۔

(۱۰۶) اور یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کروں کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی و اخروی پہنچا سکے اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیاوی و اخروی نقصان پہنچا سکے پھر اگر بالفرض ایسا کیا تو تم اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

(۱۰۷) اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہنچا دے تو ما سوا اس کی ذات کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نعمت اور راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو جس کو چاہیں نوازیں اور جو توجہ کرے اس کی مغفرت فرمانے والے ہیں اور جو توجہ نہ کی حالت میں فوت ہو جائے اس پر رحم کرنے والے ہیں۔

(۱۰۸) آپ یہ بھی فرما دیجیے کہ اے اہل مکہ کتاب الہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہنچ چکا ہے سو جو کتاب اور رسول کے ذریعے راہ راست پر آجائے گا اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شخص کتاب اور رسول کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی اور میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت، آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ قرآن کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپ کو دیے جاتے ہیں، آپ اسی کی اتباع کیجیے اور اسی پر صبر کیجیے، تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرمانے میں تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانے والے ہیں۔



سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا مِثْرُكَ لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا مِثْرُكَ لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الہا۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے حکیم و خیر
کی طرف سے بہ تفصیل بیان کردی گئیں ہیں (۱)۔ (وہ یہ) کہ خدا
کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اُس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے
والا اور خوشخبری دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ اپنے پروردگار سے
خشش مانگو اور اُس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاع
نیک سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی کی
داد دے گا۔ اور اگر زور گردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارے میں

الرَّكِيبُ أَهْلَكَ اللَّهُ ثُمَّ فَضَّلْتُ مِنَ الدُّنْ حَكِيمٌ خَيْرٌ ۝ أَلَا
تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ إِنِّي لَكُمْ فَتْنَةٌ نَدِيرٌ ۝ وَإِنْ اسْتَغْفَرُوا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوَلَّوْا الْآيَةَ يَنْفَعَكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ
كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝ إِلَىٰ اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ
يُثْبِتُونَ صُورَهُمْ لِيَسْتَعْمِلُوا صُورَهُ الْأَحْيَاءِ لِيَسْتَعْمِلُوا صُورَهُمْ
لَا يَسْأَلُونَ وَلَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُمْ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

(قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۳) تم (سب) کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۴) دیکھو یہ
اپنے سینوں کو دودھرا کرتے ہیں تاکہ خدا سے پردہ کریں۔ سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ اُن کی چھپی
اور کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے (۵)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۱) تا (۵)

یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں ایک سو تیس آیات اور ایک ہزار چھ سو پچیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ
حروف ہیں۔

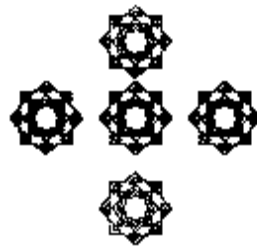
الہا۔ یعنی میں وہ اللہ ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔
(۱) یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات میں حلال و حرام اور امر و نہی کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں کسی قسم
کا کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا اور وہ کتاب ایک عالم باخبر کی طرف سے آئی ہے۔
(۲) جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسکے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے اور
جو عبادت نہیں کرتا اس کو ان سب کی پوری خبر ہے اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ تم تو حید خداوندی کو مانو اور میں تمہیں
اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں۔

(۳) اور تم اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تمہیں وقت
مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوشحال زندگی دے گا اور اسلام میں ہر ایک زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت
میں زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم پر ایک
بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا۔

- (۴) تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ جزا و سزا پر پوری قدرت رکھتا ہے۔
- (۵) یاد رکھو کہ انھیں بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسول اکرم ﷺ کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں تاکہ رسول اکرم ﷺ کے پاس اٹھنے بیٹھنے میں اور آپ سے اظہار محبت کر کے آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت وہ اپنے سینوں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ وہ قتال اور سختی وغیرہ کے ساتھ یا یہ کہ آپ سے اظہار محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ سب جانتا ہے۔

شان نزول: اَللّٰہُ اَنۡسَرُمۡ یَّشۡنُوۡنَ (النح)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ ننگے ہو کر قضائے حاجت کرنے میں، آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے شرماتے تھے) انھی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر رہا تھا تو وہ اپنا سینہ دوہرا کر لیتا تھا تاکہ آپ اس کو نہ دیکھ سکیں، تب یہ آیت نازل ہوئی۔



اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اُسے بھی جانتا ہے اور جہاں سوچا جاتا ہے اُسے بھی۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے (۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اُس وقت) اُس کا عرش پانی پر تھا (تمہارے پیدا کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے (۷)۔ اور اگر ایک مدت معین تک ہم اُن سے عذاب روک دیں تو کہیں گے کہ کون سی چیز عذاب کو روکے ہوئے ہے دیکھو جس روز وہ اُن پر واقع ہوگا (پھر) ٹلنے کا نہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُن کو گھیر لے گی (۸)۔ اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں پھر اس سے اس کو چھین لیں تو نا اُمید (اور) ناشکرا (ہو جاتا) ہے (۹)۔ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزا چکھائیں تو (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بے شک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے (۱۰)۔ ہاں جنہوں نے صبر کیا اور عمل نیک کیے یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۱۱)۔ شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آئی ہے چھوڑ دو اور اس (خیال) سے تمہارا دل تنگ ہو کہ (کافر) یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اسکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ (اے محمد ﷺ) تم تو صرف نصیحت کرنے والے ہو۔ اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے (۱۲)۔ یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنالیا ہے؟ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنالادو اور خدا کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا بھی لو (۱۳)۔ اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ خدا کے علم سے اُترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے (۱۴)

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعُهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ قَائِمُونَ مِنْ بَيْنِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَى آخِرَةٍ لَقَعُدُوا ۚ لَيَقُولَنَّ بَلْ نَحْنُ نَحْنُ الْيَوْمَ بِأَيُّكُمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهُ مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْ كَفَرُونَ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَشَتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتِ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ ۚ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ فَلَمَّا كَذَبْنَا بَعْضَ مَا يُوْحَىٰ إِلَيْكَ وَضَاقَ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا الْوَلَا يُزِيلُ عَلَيْهِمْ كَذْرَآؤُنَا جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرِيَتٍ ۚ وَادْعُوا مَنِ اسْتَغْنَاهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ لَكُمْ صِدْقٌ ۚ فَلَا تَسْتَعِيبُوا الْكُفْرَ فَاغْلُظُوا لَنَّا أَنْزَلْنَا بِعِلْمِ اللَّهِ وَإِن لَّآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَهْلٌ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝

تفسیر سورہ ہود آیات (۶) تا (۱۴)

(۶) سب کے رزق کا ذمہ دار اور کفیل اللہ تعالیٰ ہے وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ سب جانتا ہے ہر ایک جاندار کا رزق اور اس کی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں معینہ مدت تک محفوظ ہے۔

(۷) اور تمہارا معبود برحق وہی ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا ان میں سے ہر ایک دن کا رزق ہزار سال کے برابر تھا، ان چھ دنوں کی ابتدا اتوار کے دن سے تھی اور

ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا اور آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا اور تمہیں پیدا کرنا اس لیے ہے تاکہ تمہیں آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ ان کفار مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے تو کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

(۸) اور اگر ہم ان سے مقررہ مدت یعنی غزوہ بدر تک عذاب ملتوی رکھتے ہیں تو یہ اہل مکہ بطور مذاق اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب کو ہم سے کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس وقت وہ عذاب ان پر آپڑے گا تو وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹالے گا اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ذریعے جس عذاب کے ساتھ یہ مذاق کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آچکڑے گا۔

شان نزول: وَلَيْسَ أَهْرُنَا عَنْهُمْ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نَازِلٌ ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آرہی ہے لہذا رک جاؤ تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رُک گئے اس کے بعد پھر اپنے مکرو فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں۔ اور ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ سیوطی)

(۹) اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکر ہو جاتا۔

(۱۰) اور اگر اس کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہے کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی اور اترانے لگتا ہے اور نعمت خداوندی کی ناشکری کر کے شیخی بگھارنے لگتا ہے۔

(۱۱) مگر رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں اور انھوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لیے دنیا میں بخشش اور جنت میں اجر عظیم ہے۔

(۱۲) محمد ﷺ قرآن کریم میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سو شاید ان کے مذاق سے تنگ آکر آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔

اور ان امور کے پورا کرنے میں آپ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا تاکہ آپ عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارتے یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا، آپ تو اے محمد ﷺ صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں اور ان کی باتوں اور ان کو عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا علم رکھنے والا اللہ ہی ہے۔

(۱۳) بلکہ مکہ کے کافر تو نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے اور پھر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے جواب میں کہہ دیجیے کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں ذرا بنا کر لے آؤ جیسا کہ سورہ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔

اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد و طلب کر لو اگر تم سچے ہو کہ محمد ﷺ نے اس قرآن کو اپنے پاس سے بنایا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الہی نازل ہوا ہے تو پھر اب بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اُس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم اُن کے اعمال کا بدلہ اُنہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اُس میں اُن کی حق تلفی نہیں کی جاتی (۱۵)۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل اُنہوں نے دنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا (۱۶)۔ بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتے ہوں اور اُن کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اسکی جانب ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے (تو کیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے) یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہو تو اُس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ تو تم اس (قرآن) سے شک میں نہ ہونا۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۷)۔ اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے؟ ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (۱۸) جو خدا کے رستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں (۱۹) یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) ہر نہیں سکتے اور نہ خدا کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔ (اے پیغمبر) ان کو دُگنا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ (شدت کفر سے تمہاری

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
وَزَيَّنَّهَا لَهُ فَنُفِ الْيَوْمَ أَغْنَاهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿٥٠﴾
أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحِطَ مَا
صَنَعُوا فِيهَا وَبُطِلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥١﴾ فَمَنْ كَانَ عَلَى
بَيْتِهِ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كُتِبَ مُوسَى
إِمَامًا وَرَحْمَةً ۖ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ
الْأَحْزَابِ قَالَ نَارُ مَوْعِدٍ ۖ فَلَا تَكُ فِي مَرْيَمَ قَوْمَهُ ۖ إِنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ أُولَئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ
وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ ۖ أَلَا
لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿٥٣﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٤﴾
أُولَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ
مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۖ يُطْعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٥٥﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ لَأَجْرَمَ
اللَّهُ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخِسُونَ ﴿٥٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَآخَبْتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥٨﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْأَصْمَى وَالْبَصِيرِ
وَالسَّمِيعِ ۗ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٥٩﴾

بات) نہیں سن سکتے تھے اور نہ (تم کو) دیکھ سکتے تھے (۲۰)۔ یہی ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے اُن سے جاتا رہا (۲۱)۔ بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے ہیں (۲۲)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کی یہی صاحب جنت ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۳)۔ دونوں فرقوں (یعنی کافر و مومن) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور ایک دیکھتا سنتا۔ بھلا دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۲۴)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۱۵) تا (۲۴)

(۱۵) جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ فرض کیے ہیں محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں کرتے۔

(۱۶) یہ لوگ جو دنیا میں اللہ کے سوا جھوٹے معبودوں کے لیے نیکیاں کرتے ہیں وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر مار دی جائیں گی اور آخرت میں ان کو ان کے اعمال کا کچھ بدلہ نہیں ملے گا جو انہوں نے دنیا میں کیے تھے کیوں کہ انہوں نے یہ نیکیاں غیر اللہ کے لیے کی تھیں۔

(۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک گواہ اللہ کی طرف سے یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے اور ایک قرآن حکیم سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے جو ان پر جبریل امین کے ذریعے نازل ہوئی ہے جو پیروی کرنے والوں کے لیے امام اور جو اس پر ایمان لائے اس کے لیے رحمت ہے۔

جو حضرات یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، وہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور وہ اس قرآن حکیم اور رسول اکرم ﷺ کا انکار کرے گا تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔ اے محمد ﷺ جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا کیوں کہ قرآن حکیم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا، بے شک وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے مگر اہل مکہ ایمان نہیں لائے۔

(۱۸) اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ کی افتراء کرے، ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرام اعلانیہ یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

(۱۹) جو کہ دوسروں کو بھی اللہ کے دین سے اور اللہ کی اطاعت سے روکتے ہیں اور اس میں شکوک و شبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے بھی منکر تھے۔

(۲۰) یہ لوگ کسی مقام پر اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور عذاب الہی سے اللہ کے علاوہ کوئی انھیں بچا نہیں سکتا ایسے سرداروں کو دودھری سزا ہوگی۔

یہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ دشمنی کی غرض سے رسول اکرم ﷺ کی طرف دیکھتے تھے یا یہ کہ بغض کی وجہ سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

یہ امراء وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے نہ ان کو جنت میں اہل و عیال ملیں گے اور نہ محلات اور نہ شان شوکت بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین ان نعمتوں کے وارث ہوں گے۔

(۲۱-۲۲) اور جو جھوٹے معبود انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے دور ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے کے باعث سب سے زیادہ نقصان میں یہی لوگ ہوں گے۔

(۲۳) یقیناً جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کامل طریقہ پر اطاعت خداوندی کی اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے فرمانبرداری خشوع کو ظاہر کیا ایسے حضرات اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲۴) کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھا ہو اور بہرہ بھی یعنی کافر اندھے کی طرح نہ حق و ہدایت کی طرف دیکھتا ہے اور بہرے کی طرح حق و ہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا اور مومن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق و ہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب میں مومن کی برابری کر سکتا ہے کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔



وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ إِنَّ لَكَ تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْبَاسِ ۚ فَقَالَ السُّلَاسُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرِيكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرِيكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِإِدْبَارِ الْأَرْضِ وَمَا لَنَا مِنْكَ عِلْمًا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَحْنُ لَكَ كَافِرِينَ ۖ قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَأَتْلُو رَحْمَةً مِنْ عِنْدِي فَعِيتَتْ عَلَيْكُمْ أُنْزِلُ مَكُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كِرْهُونَ ۖ وَيَقَوْمِ لَا تَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَا لَانِ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلْقَوْنَ آلِهِمْ وَلَكِنِّي أَرْسَلُكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۖ وَيَقَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَفَهُمُ اللَّهُ تَذَكَّرُونَ ۖ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزَوَّجُ آبَاكُمْ بُنَاتُهُمْ لَأَنْكِحَهُنَّ اللَّهُ خَيْرٌ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ ۚ إِنِّي إِذَا لِينَ الظَّالِمِينَ ۖ قَالُوا يَنْوُحُ قَدْ جَدَلْنَاكَ كَثْرَتٍ وَجَدَلْنَا فَأْتِنَا بِمَا كُنتَ تَدْعُنَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ۖ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ وَمَا أَنتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۖ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْرَتِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۚ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ

بَعْضِ آجُرَافِي وَأَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ فَاصْبِرُوا ۚ

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تمہیں کھول کھول کر ڈر سنانے (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں (۲۵)۔ کہ خدا کے ہوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے (۲۶)۔ تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں۔ اور وہ بھی رائے ظاہر سے (نہ غور و محقق سے) اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل (روشن) رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت بخشی ہو جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو کیا ہم اس کے لیے تمہیں مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس سے ناخوش ہو رہے ہو (۲۸)۔ اور اے قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے تم سے مال و زر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں ان کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں۔ وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو ۲۹۔ اور برادران ملت! اگر میں ان کو نکال دوں تو (عذاب) خدا سے (بچانے کیلئے) کون میری مدد کر سکتا ہے۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے (۳۰)۔ میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ان لوگوں کی نسبت جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ خدا ان کو بھلائی (یعنی اعمال کی جزائے نیک) نہیں دے گا جو ان کے دلوں میں ہے اُسے خدا خوب جانتا ہے۔ اگر میں ایسا کہوں تو بے انصافوں میں ہوں (۳۱)۔ انہوں نے کہا کہ نوح تم

نے ہم سے جھڑا تو کیا اور جھڑا بھی بہت کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر لانا نازل کرو (۳۲)۔ نوح نے کہا کہ اُس کو تو خدا ہی چاہے گا تو نازل کرے گا اور تم (اس کو کسی طرح) ہر انہیں سکتے (۳۳)۔ اور اگر میں یہ چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور خدا یہ چاہتا ہو کہ تمہیں گمراہ کرے تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۴)۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) نے قرآن اپنے دل سے بنالیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے دل سے بنالیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اُس سے میں بری الذمہ ہوں (۳۵)

تفسیر سورہ ہود آیات (۲۵) تا (۳۵)

(۲۵) حضرت نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۲۶) اور میں تمہیں کھلے طور پر ڈراتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہوگا۔

(۲۷) یہ سن کر قوم نوح کے سردار کہنے لگے کہ اے نوح ہم تو تمہیں اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم پر وہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل کم تر اور کمزور ہیں اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انہوں نے ایسا کیا ہے۔

اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات خود سے زیادہ بھی نہیں پاتے تم بھی کھاتے پیتے ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں بلکہ ہم تو تمہارے دعوے میں تمہیں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۲۸) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولت اسلام عطا فرمائی ہو اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تمہیں شبہ ہو یا میں نے تمہیں شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعویٰ کو تم پر مسلط کر دیں اور کسی طرح تمہارے حلق میں اس کو زبردستی اتار دیں اور تم اس کا انکار کیے جاؤ۔

(۲۹) اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ تو حید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور تمہارے کہنے سے میں تو ان ایمان والوں کو نہیں نکالتا یہ لوگ تو اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، اس چیز پر وہاں جا کر یہ مجھ سے خاصہ کریں گے لیکن تم ہی لوگ خواہ مخواہ جہالت کر رہے ہو۔

(۳۰) اور اگر تمہارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذاب الہی سے مجھے کون بچائے گا کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

(۳۱) اور میں اس بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس ہیں اور نہ غیب کی باتیں جاننے کا میں دعوے دار ہوں کہ کب عذاب نازل ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور جو لوگ تمہاری لگا ہوں میں کم تر ہیں اور تمہیں وہ جتنے نہیں میں ان کی بابت یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ تصدیق ایمان کے بدلے میں ان کو عزت و اکرام نہ دے گا، ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی اچھی طرح جانتا ہے تو اگر میں ان کو اپنے سے دور کر دوں تو خود کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں۔

(۳۲) وہ لوگ کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے اور آبائی دین کے بجائے دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے اور بحث اور دعوت بہت کر چکے، بس اب تو عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا۔

(۳۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عذاب تو اللہ تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعے وہی تمہیں عذاب دے گا اور اس وقت تم عذاب الہی سے بچ نہیں سکو گے۔

(۳۴) اور میری دعوت اور میرا عذاب الہی سے تمہیں ڈرانا تمہارے کام نہیں آ سکتا، خواہ میں تمہیں کیسا ہی عذاب الہی سے ڈراؤں اور تو حید کی دعوت دوں جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔

وہی مجھ سے زیادہ تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد تمہیں اسی تمہیں کی طرف لوٹ جانا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۳۵) بلکہ قوم نوح تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ انھوں نے خود بنایا ہے تو آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا اور تمہارے گناہوں سے میں بری الذمہ رہوں گا اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسول اکرم ﷺ کے متعلق میں نازل ہوئی ہے۔

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ

اِنَّهٗ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۚ وَاصْنَعِ الْفُلَكَ بِاَعْيُنِنَا وَوْحَيْنَا وَلَا تَخَاطِبْنِيْ فِي الدِّیْنِ ظَلَمُوْا اِلٰهَهُمْ فَغُرِقُوْۤا ۝۳۵ وَیَصْنَعِ الْفُلَكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاۤءِکَۃٌ مِنْ قَوْمٍ سَخِرُوْا مِنْهُۥۤ ۚ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْۤا مِنِّیْۤ اِنِّیْۤ اِلَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاتِیْهِ عَذَابٌ یُّغْزِیْهِ وَیَجِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝۳۶ اِذَا جَاءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ عَلٰۤیۤا اٰھِلٌ فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ مِّنَ الْاُنثٰی وَاهْلٰکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ ۚ وَمَنْ اٰمَنَ وَکَانَ اٰمِنًا ۚ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝۳۷ وَقَالَ اِذْکَۤا اِنِّیْۤ اِیْمَنُ بِاللّٰهِ مَعْرِبَهَا وَفُرْسٰٓهَا اِنْ رَّبِّیْۤ اَلْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۳۸ وَهٰی تَجْرِیْ فِیْۤ اِنۡجِیْ F

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے (لا چکے) ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائے گا تو جو کام یہ کر رہے ہیں ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ (۳۶)۔ اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے روبرو بناؤ۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ کیونکہ وہ ضرور غرق کر دیئے جائیں گے (۳۷)۔ تو نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور جب ان کی قوم کے سردار ان کے پاس سے گزرتے تو ان سے تمسخر کرتے۔ وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے تمسخر کرتے ہو اسی طرح (ایک وقت) ہم بھی تمسخر کریں گے (۳۸)۔ اور تم کو جلد معلوم ہو جائے کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر ہمیشہ کا عذاب نازل ہوتا ہے؟ (۳۹)۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا۔ تو ہم نے (نوح کو) حکم دیا کہ ہر قسم (کے جانداروں) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی دو) دو جانور ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ) لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائیگا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے (۴۰)۔ (نوح نے) کہا کہ خدا کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے (۴۱)۔ اور وہ ان کو لے کر (طوفان کی) لہروں میں چلنے لگی (لہریں کیا تھیں) گویا پہاڑ (تھے) اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو کہ (کشتی سے) الگ تھا پکارا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں میں شامل نہ ہو (۴۲)۔ اس نے کہا کہ

میں (ابھی) پہاڑ سے جالگوں کا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں (اور نہ کوئی بچ سکتا ہے) مگر جس پر خدا رحم کرے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان لہر آحائل ہوئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا (۳۳)۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نکل جا اور اے آسمان تھم جا۔ تو پانی خشک ہو گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کو جو دی پر جا ٹھہری۔ اور کہہ دیا گیا کہ بے انصاف لوگوں پر لعنت (۳۴)۔ اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار کہ میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے (۳۵)۔ خدا نے فرمایا کہ نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اُس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو۔ اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو (۳۶)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۳۶) تا (۴۶)

(۳۶) اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی کہ اب تک جو ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ لہذا ان کے بُرے اعمال اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے۔

(۳۷) تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے متعلق کچھ ذکر نہ کرنا کیوں کہ یہ سب طوفان کے ذریعے غرق کیے جائیں گے۔

(۳۸) چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے اس دوران جب کسی سردار گروہ کا ان پر سے گزر رہا تھا تو حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا ہوا دیکھ کر ان پر ہنستے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے جیسے آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

(۳۹) تم ابھی جان جاؤ گے کہ کس پر ہلاکت خیز اور ذلت آمیز عذاب آرہا ہے اور آخرت میں اس پر ابدی عذاب نازل ہوتا ہے۔

(۴۰) غرض کہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آ پہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی ماسوا ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہو چکا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان والوں کو بھی کشتی میں چڑھا لو اور صرف اسی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

(۴۱) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا اور جس مقام پر چاہے گا اس کو روکے گا، میرا رب بہت ہی معاف فرمانے والا اور توبہ کرنے والے پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

(۴۲) اور وہ کشتی ان کو لے کر عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا وہ کشتی سے الگ کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو کہ کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے۔

(۴۳) وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے غرق ہونے سے بچالے گا نوح علیہ السلام نے فرمایا آج اللہ تعالیٰ کے اس عذاب و قہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ یعنی مومنین پر اور کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔

(۴۴) اور جب کفار سب غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا سارا پانی نکل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی جس کی قسمت میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا اور کشتی کوہ جودی پر آٹھری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے اور کہہ دیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور۔

(۴۵) اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں میں سے ہے جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں (کیوں کہ یہ نبی الحال ایمان دار نہیں، آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے بچانے اور میرے گھر والوں میں سے جو مومن ہوں ان کے بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یہ تمہارے ان گھر والوں میں سے نہیں ہے جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں مبتلا ہے اس کی نجات کے بارے میں آپ کی دعا میری مرضی کے خلاف ہے سو مجھے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو جن کی آپ کو خبر نہیں کہ یہ اہل نجات سے ہیں یا نہیں۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جنہیں تم نہیں جانتے کہ کہیں تم نادان نہ

بن جاؤ۔



قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُنْطَلِكَ بِالْأَيْسِ إِلَى
 بِهِ عِلْمٌ وَلَا تُفْقِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥٠﴾
 قِيلَ يٰ نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ
 مِّمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنَسِتْلِهِمْ ثُمَّ نَمِطُهُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَوْمِ ﴿٥١﴾
 تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ
 وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٥٢﴾
 وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودٌ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ
 إِلَهِ غَيْرُهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٣﴾ يَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
 أَجْرًا إِنْ أَجَبْتُمْنِي إِلَّا عَلَىٰ الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٤﴾
 وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُكُمْ وَارْجِعْكُمْ ثُمَّ ثَوَّبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ
 عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
 مُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ قَالُوا يٰ هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ
 بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٦﴾
 إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوْرَةٍ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ
 اللَّهُ وَاللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ دُونِهِ لَكِنِّي وَفِي
 جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُونَ ﴿٥٧﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا
 مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِعَصِيكُمُ إِنِّي رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٨﴾
 فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبَدْتُ لَكُمْ أَنْزِلْتُ إِلَيْكُمْ فَاسْتَخِيفْتُمْ قَوْمًا
 غَيْرَكُمْ وَلَا تَهْزِنَهُ لِي إِنْ رُبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ ﴿٥٩﴾

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِعَصِيكُمُ إِنِّي رَبُّ الْعَالَمِينَ

نوح نے کہا پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے
 سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا
 اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا (۴۷)۔ حکم ہوا کہ نوح
 ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (جو) تم پر اور تمہارے
 ساتھ کی جماعتوں پر (نازل کی گئی ہیں) اُتر آؤ۔ اور کچھ اور جماعتیں
 ہو گئی جن کو ہم (دنیا کے فوائد سے) محظوظ کریں گے پھر ان کو ہماری
 طرف سے عذاب الیم پہنچے گا (۴۸)۔ یہ (حالات) منجملہ غیب کی
 خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ تم
 ہی اُن کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی اُن سے واقف تھی) تو صبر
 کرو کہ انجام پر ہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے (۴۹)۔ اور ہم نے عاد
 کی طرف اُن کے بھائی ہود کو (بھیجا) انہوں نے کہا کہ میری قوم! خدا
 ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تم (شرک کر کے
 خدا پر) محض بہتان باندھتے ہو (۵۰)۔ میری قوم! میں اس (دعوت و
 نصیحت) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اُس کے ذمے ہے
 جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟ (۵۱)۔ اور اے
 قوم! اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اُس کے آگے توبہ کرو۔ وہ
 تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری طاقت پر طاقت
 بڑھائے گا۔ اور (دیکھو) گنہگار بن کر روگردانی نہ کرو (۵۲)۔ وہ
 بولے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل ظاہر نہیں لائے۔ اور ہم
 (صرف) تمہارے کہنے سے نہ اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں
 نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں (۵۳)۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے

کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچا (کردیوانہ کر) دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم (خدا
 کا) شریک بناتے ہو۔ میں اس سے بیزار ہوں (۵۴)۔ (یعنی جن کی) خدا کے سوا (عبادت کرتے ہو تو) تم سب مل کر میرے بارے
 میں (جو) تدبیر (کرنی چاہو) کر لو اور مجھے مہلت نہ دو (۵۵)۔ میں خدا پر جو میرا اور تمہارا (سب کا) پروردگار ہے بھروسہ رکھتا ہوں۔
 (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے وہ اس کو چوٹی سے پکڑے ہوئے ہے بیشک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے ۵۶۔ اگر تم روگردانی
 کرو گے تو جو پیغام میرے ہاتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے اور میرا پروردگار تمہاری جگہ اور لوگوں کو لا بسائے
 گا۔ اور تم خدا کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے۔ میرا پروردگار تو ہر چیز پر نگہبان ہے (۵۷)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۴۷) تا (۵۷)

(۴۷) حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں جس کے متعلق مجھے اطلاع نہ ہو۔ اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے تو میں بالکل تباہ ہو جاؤں گا۔

(۴۸) جب پانی بالکل اتر گیا، تب حضرت نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح اب کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور اس اہل سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انہیں چند روزہ عیش دیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سخت سزا ہوگی اور وہ بد بختوں سے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسی سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو سال کی تھی اور کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ کی تھی اور تیس ہاتھ اونچی تھی اور کشتی کی اوپر نیچے تین منزلیں تھیں، پہلی منزل میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا اور دوسری منزل میں جنگلی جانوروں کو سوار کیا اور سب سے اوپر والی منزل میں انسانوں کو سوار کیا جو اسی آدمی تھے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں اور مرد و عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا اور کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کے تین لڑکے بھی تھے سام، حام، یافث، انتی۔

(۴۹) یہ قصہ آپ کو جو غیب سے خبریں دی جاتی ہیں ان میں سے ایک ہے جن کو اے محمد ﷺ آپ کے پاس جبریل امین کے ذریعے پچھلی امتوں کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچاتے ہیں اور قرآن حکیم سے قبل ان گزشتہ قوموں کے واقعات کو نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو آپ اپنی قوم کی ایذا و رسانی اور تکذیب پر صبر کیجیے یقیناً نیک انجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی لوگوں کے لیے ہے جو کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(۵۰) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بنی ہود علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا جائے تم بتوں کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہو کیوں کہ تمہیں ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا۔

(۵۱) اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو اس اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کیا تمہارے پاس دماغ نہیں۔

(۵۲) اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو بہ اور اخلاص

کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاؤ وہ تم پر جب بھی تمہیں ضرورت پیش آئے گی ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا اور تمہیں بادشاہت اور اولاد کے ذریعے تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان منہ مت پھيرو۔

(۵۳) اور ان کی قوم نے کہا آپ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی، اور ہم صرف آپ کے کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

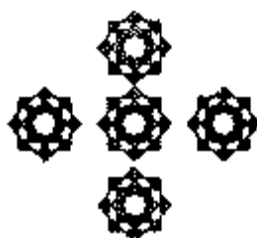
(۵۴) اور آپ جن باتوں سے روکتے ہیں ہمارا تو خیال یہ ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے بتوں سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں۔

(۵۵) لہذا تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کر لو اور پھر مجھ کو بالکل مہلت مت دو اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو۔

(۵۶) میں نے اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو میرا بھی خالق ہے اور تمہارا بھی اور میرا بھی رازق ہے اور تمہارا بھی، جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں، سب کی ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہی موت و حیات دیتا ہے یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے جو اسکے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے اور وہ دین اسلام ہے۔

(۵۷) پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے منہ پھیرتے ہو تو رسالت اور تمہاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ میں تمہیں پہنچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب تم سے بہترین اور اطاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا اور اپنی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال کی نگرانی کرتا ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔



ہی سخت عذاب سے بچالیا۔

(۵۹) اور یہ قوم عادی جنہوں نے اپنے رب کی ان آیات کا انکار کیا جو حضرت ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم و ضدی اور حق سے دور ہونے والے تھے۔

(۶۰) اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعے ہلاک کر دیے گئے اور دوسری لعنت دوزخ ہے سن لو کہ قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گئی۔

(۶۱) اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے قوم توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر ایمان لانے کے لیے تمہیں کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تمہیں زمین میں آباد کیا اور تمہارے لیے اس نے سکونت کی جگہ بنائی۔ اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے اور موحّد کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔

(۶۲) قوم ثمود کہنے لگی اے صالح تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے سے پیشتر ہم میں سے ہونہار اور لیاقت والے تھے کیا تم ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روکتے ہو ہم تو تمہارے دین کے متعلق بہت مشکوک ہیں جس نے ہمیں تردد میں ڈال رکھا ہے۔

(۶۳) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت و اسلام کی دولت سے نوازا ہے، اگر میں حکم الہی کی نافرمانی کروں تو پھر مجھے عذاب الہی سے کون بچالے گا، تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو۔

(۶۴) اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل بنا کر ظاہر کی گئی، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو تمہارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی رکھوالی نہیں اور اس کو تکلیف دینے کی نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، کہیں تمہیں فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آگھیرے۔

(۶۵) انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا، قدار بن سالف اور مصدع بن زہر نے اس کو قتل کیا اور پندرہ سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا، تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو اور پھر جو تھے دن تم پر عذاب آجائے گا، قوم کہنے لگی اے صالح عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا پہلے دن تمہارے چہرے زرد اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے اور پھر جو تھے دن عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ عذاب ٹلنے والا نہیں۔

(۶۶) چنانچہ جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان کو اپنے عذاب سے بچالیا اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں طاقتور اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں

غلبہ والا ہے۔

(۶۷-۶۸) اور ان مشرکین کو عذاب نے پکڑا جس سے وہ مردہ بے حس و حرکت اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور ایسے فنا ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی تھے ہی نہیں، قوم صالحؑ نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صالحؑ کی قوم اللہ کی رحمت سے دور ہو گئی۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبَشَارَىٰ قَالُوا اسْلِمْنَا قَالِ سَلَمٌ فَمَا بَشَآءٌ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِينٍ ۖ فَلَمَّا رَآهُنَّ يُفْلِكُنَّ إِلَهُهُنَّ أَتَوْنَ إِلَيْهُنَّ نَكَرَهُنَّ وَأَوْجَسَ مِنْهُنَّ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ لُّوطٍ ۖ وَأَمْرُهُ فَائِةٌ فَأَيُّةٌ فَضَحِكْتُمْ فَبَشِّرْنَاهَا بِاسْحَاقَ وَمِنْ وَرَآءِهِ اسْحٰقَ يَعْقُوبَ ۖ قَالَتْ يَوْنَتْنِي عَالِدٌ ۖ وَإِنَّا عَجُّوزٌ وَهَذَا بَعْلٌ شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۖ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَبِيدٌ مَحْبُودٌ ۖ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبَشَارَىٰ ابْعَادْ لَنَا فِي قَوْمٍ لُّوطٍ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۖ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَاللَّهُمَّ اسْتَعِذْ لَنَا بِغَيْرِ مَرْدُودٍ ۖ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيقُوهُمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۖ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَتَقَوْمٌ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْلُهُنَّ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ زَكِيٌّ ۖ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۖ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۖ

اور ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے تو انہوں نے سلام کہا۔ انہوں نے (جواب میں) سلام کہا۔ ابھی کچھ وقفہ نہیں ہوا تھا کہ (ابراہیم) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹)۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو ان کو اجنبی سمجھ کر دل میں خوف کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے ہم قوم لوط کی طرف (ان کے ہلاک کرنے کو) بھیجے گئے ہیں (۷۰)۔ اور ابراہیم کی بیوی (جو پاس کھڑی) تھی ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحق کی اور اسحق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی (۷۱)۔ اُس نے کہا اے ہے میرے بچہ ہوگا؟ میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲)۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں۔ وہ سزاوارِ تعریف اور بزرگوار ہے (۷۳)۔ جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور ان کو خوشخبری بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے (۷۴)۔ بے شک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے (۷۵)۔ اے ابراہیم اس بات کو جانے دو تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا ہے۔ اور ان لوگوں پر عذاب آنے والا ہے جو کبھی نہیں ٹلنے کا (۷۶)۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان کے (آنے) سے غمناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے (۷۷)۔ اور لوط کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ (لوط نے) کہا کہ اے قوم! یہ جو میری (قوم کی)

لڑکیاں ہیں یہ تمہارے لئے (جائز اور) پاک ہیں تو خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے میں) میری آبرور نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں؟ (۷۸)۔ وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اُسے تم (خوب) جانتے ہو (۷۹)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۶۹) تا (۷۹)

(۶۹) جبریل امین اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے بیٹے حضرت اسحاق

ﷺ کی بشارت لے کر آئے اور آتے ہی انھوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کو سلام کیا، ابراہیم ﷺ نے ان کو سلام کیا اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوئی، پھر حضرت ابراہیم ﷺ فوراً ایک پکا ہوا فربہ بچھڑالائے اور ان کے سامنے کھانے کے لیے پیش کیا۔

(۷۰) جب حضرت ابراہیم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے کیوں کہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی تو حضرت ابراہیم ﷺ کو ان سے وحشت ہوئی اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہ کوئی مخالف نہ ہوں کیوں کہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم ﷺ کے خوف زدہ ہونے کا احساس کیا تو کہنے لگے ابراہیم ڈرو مت ہم قوم لوط کی ہلاکت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

(۷۱) اور حضرت ابراہیم ﷺ کی بیوی حضرت سارہ اوٹ سے مہمانوں کی خدمت کے لیے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر کہ حضرت ابراہیم مہمانوں سے خوف زدہ ہو رہے ہیں، متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی خوشخبری دی۔

(۷۲) یہ سن کر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور کہنے لگیں کہ اب میں اٹھانوے سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے پیدا کروں گی اور میاں ابراہیم ننانوے سال کے بوڑھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔

(۷۳) فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) اللہ کی قدرت میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً ابراہیم ﷺ کے گھر والو تم پر تو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے کہ تمہیں نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

(۷۴) پھر جب حضرت ابراہیم ﷺ کا وہ خوف زائل ہوا اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو ادھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں سفارش کرنا شروع کی۔

(۷۵) واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المیزاج اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت متوجہ ہونے والے تھے۔

(۷۶) ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش پر اصرار مت کرو، قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں۔

(۷۷) اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط ﷺ کے پاس آئے تو لوط ﷺ ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور پریشان ہوئے (کیوں کہ وہ بہت حسین تھے اور لوط ﷺ نے ان کو آدمی سمجھا کیونکہ ان کی قوم کی غلط حرکات تھیں اور بہت غمگین ہوئے اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے اور دل میں کہنے لگے آج کا دن بہت ہی بھاری ہے۔

(۷۸) اور لوط ﷺ کی قوم یہ خبر سن کر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط ﷺ کے پاس بہت تیزی کے ساتھ دوڑے ہوئے آئے اور جبریل امین کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط ﷺ ان سے فرمانے لگے، اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں میں تم سے ان

کی شادی کر دیتا ہوں، فعل حرام کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے شرمندہ مت کرو کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستہ پر تمہیں چلائے، نیکوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔
(۷۹) وہ کہنے لگے اے لوط آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے۔

لوط نے کہا کہ اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پزیر سکتا (۸۰)۔ فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اُس پر پڑے گی۔ ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے اور کیا صبح کچھ دور ہے (۸۱)۔ تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اُس (بستی) کو (اُٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر پھر کی تہ بہ تہ (یعنی پے در پے) کنکریاں برسائیں (۸۲)۔ جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کیے ہوئے تھے۔ اور وہ (بستی ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں (۸۳)۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا (۸۴)۔ اور اے قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین خرابی کرتے نہ پھرو (۸۵)۔ اگر تم کو میرے (کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لئے بہتر ہے اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں (۸۶)۔ انہوں نے کہا کہ شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا جو جتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں تصرف کرنا چاہیں تو نہ کریں۔ تم تو بڑے نرم دل اور راست باز ہو (۷۸)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اُس نے اپنے ہاں

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ
أَوْى إِلَى رَبِّكَ شَيْدٌ ۖ قَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ رَبُّكَ
لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرَبْنَا هَكَذَا بِقَطْعِ مِنَ الْيَلِ وَلَا
يَلْتَفِتُ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تَكُنْ إِلَهُ مُصِيبُهَا مَا
أَصَابَهُمْ زَانٌ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۖ
فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا
حِجَارًا مِّنْ سِجِّيلٍ مُّنْضُودٍ ۖ فَسَوَّمَهُ عِنْدَ رَبِّكَ
إِنِّي وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۖ وَإِلَى نَدْنٍ أَخَاهُمْ
شُعَيْبًا قَالَ يَقُومُوا عِبَادُ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ غَيْرَ ۚ
وَلَا تَنْقُصُوا الْبِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ
وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۖ وَيَقُومُوا فُؤَادُ
الْبِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تَكُونُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۖ بَقِيتُ اللَّهُ خَيْرُكُمْ إِن
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۖ وَأَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيفٍ ۖ قَالُوا يُشْعِبُ
أَصْلُوكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِن لَّفَعْلٌ
فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَكِيمُ الرَّشِيدُ ۖ قَالَ
يَقُومُوا أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي
مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكُكُمْ إِلَى مَا لَكُمْ كُفْرًا
عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا
تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۖ
وَيَقُومُوا لَا يَجْعَلُكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ
قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ
بِعَبِيدٍ ۖ

سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۸۸)۔ اور اے قوم! میری مخالفت تم سے کوئی ایسا کام نہ کرادے کہ جیسی مصیبت نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر واقع ہوئی تھی ویسی ہی مصیبت تم پر واقع ہو اور لوط کی قوم (کا زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں (۸۹)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۸۰) تا (۸۹)

(۸۰) حضرت لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کیا اچھا ہوتا اگر بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی بڑے خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا حضرت لوط کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کو اس قدر مضطرب دیکھا۔

(۸۱) تو کہنے لگے اے لوط ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں ہم تو کیا آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں۔

تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جائیے اور آپ میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی و اولاد مسلمان نہ ہونے کے باعث نہ جائے گی اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا ان کی ہلاکت کا وقت صبح کا وقت ہے۔

تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریل ابھی ہو جائے، جبریل امین نے فرمایا کیا صبح کا وقت قریب نہیں کیوں کہ جبریل امین تو اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور لوط علیہ السلام کے سامنے ابھی تک یہ منظر نہیں آیا تھا۔

(۸۲) سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لیے آپہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور ان کے مسافروں اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کیے جو مسلسل گر رہے تھے جن پر سیاہی، سفیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہو نیوالے کا نام لکھا ہوا تھا۔ محمد ﷺ یہ پتھر ان لوگوں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے۔

(۸۳) اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے بلکہ ان پر برسیں گے یا یہ کہ آپ کی امت کے ظالم ان لوگوں کے افعال کی پیروی میں ان سے دور نہیں ہیں۔

(۸۴) اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر ایمان لانے کا میں تمہیں حکم دوں اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو۔ میں تمہیں مال کے پھیلاؤ اور فراوانی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہ

لائے اور ناپ تول ٹھیک طریقہ سے نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم پر نازل ہوگا اور پھر تم میں سے کوئی سختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

(۸۵) اور اے میری قوم تم ناپ تول پورا پورا کیا کرو اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پوجا کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے اور ناپ تول میں کمی کرتے ہوئے توحید و عدل کی حد سے مت نکلو۔

(۸۶) ناپ تول کو پورے طریقہ پر ادا کرنے میں جو اللہ کی طرف سے ثواب مل جائے، وہ تمہارے لیے بہتر ہے یا یہ کہ ناپ تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال رزق تمہارے لیے بچ جائے، وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ تول کی کمی میں تمہیں ملتا ہے، اگر تمہیں میری باتوں کا یقین آئے اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں کہ تمہاری نگرانی کروں۔

(۸۷) ان کی قوم کہنے لگی اے شعیب علیہ السلام کیا تمہاری نمازوں کی کثرت تمہیں اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں یا ہم ناپ تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں اور بطور مذاق بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقل مند دین پر چلنے والے یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

(۸۸) شعیب علیہ السلام کہنے لگے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہے اور پاکیزہ مال عطا کیا ہے تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں وہ نہیں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں، جن سے تمہیں منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں کمی کرنا۔

میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے، ناپ تول میں عدل و انصاف اور اصلاح چاہتا ہوں اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہوتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، میں نے تمام امور اسی کے سپرد کر دیے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۸۹) اور اے میری قوم میری ضد اور دشمنی تمہارے لیے اس چیز کا باعث نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوح جیسا غرق کر دینے والا عذاب یا قوم ہود جیسی آندھی کے ذریعہ ہلاکت یا قوم صالح جیسا عذاب نازل ہو اور قوم لوط کی تو خبر تم سے دور نہیں تمہیں معلوم ہے جو ان پر عذاب نازل ہوا۔



اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اُسکے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے (۹۰)۔ انہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمہارے بھائی بندہ ہوتے تو ہم تم کو ستکار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو (۹۱)۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم! کیا میرے بھائی ہندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔ میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال پر احاطہ کیے ہوئے ہے (۹۲)۔ اور برادرانِ ملت! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنی (جگہ) کام کیے جاتا ہوں تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳)۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی رحمت سے بچالیا اور جو ظالم تھے اُن کو چنگھاڑنے آدبوچا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۹۴)۔ گویا اُن میں بھی بے ہی نہ تھے۔ سُن رکھو کہ مدین پر (ایسی ہی) پھٹکار ہے جیسی ثمود پر پھٹکار تھی (۹۵)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا (۹۶)۔ (یعنی) فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے۔ اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا (۹۷)۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور اُن کو دوزخ میں جا اُتارے گا۔ اور جس مقام پر وہ اُتارے جائیں گے وہ بُرا ہے (۹۸)۔ اور اس جہان میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (پیچھے لگی رہے گی) جو انعام ان کو ملا ہے بُرا ہے (۹۹)۔ یہ (ہرانی) بستیوں کے تھوڑے

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ
وَدُّودٌ ۝ قَالُوا ايسعيبُ مَا لَفَقَهُ كَثِيرًا اِمِنَّا تَقُولُ وَاِنَّا
لَنُرِيكَ فِتْنًا ضَعِيفًا وَاَوْلَا رَهْطَكَ لَرَجْسِكَ وَاَنْتَ عَلَيْنَا
بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يَقُوْمُ اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْنَا مِنْ اِلٰهِ
وَالْتَعَدُّ لَمُؤَةٍ وَّرَآءُكُمْ ظَهْرًا اِنْ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُجِيبٌ ۝
وَيَقُوْمُ اَعْلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
مَنْ يَّاتِيْهِ عَذَابٌ يُخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَاَرْتَقِبُوْا اِنِّيْ
مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَاَخَذَتْ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الضِّيْغَةَ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ خُشِيِّنَ ۝ كَاَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اِلَّا
بُعْدَ الْبَدِيْنِ كَمَا بَعْدَتْ لِمُؤَدٍّ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى
بِآيٰتِنَا وَّسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَاَصْلٰهٖ
فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَا اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝
يَقْدُرُ قَوْمُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارُ وِبٰسٍ الْوُرْدُ
النُّوْرُ وُدٍّ ۝ وَاَتَّبَعُوْا فِيْ هٰذِهِ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَبٰسُ
الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاِ الْقُرٰى نَقِصُّهُ عَلَيْكَ
مِنْهَا قَابِلٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَاٰظَلْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
فَمَا اَعْنَتْ عَنْهُمْ اِلٰهُهُمْ اَلَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اِلٰهِ
مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاَوَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتَّخِيْبٍ

سے حالات ہیں جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو ہائی ہیں اور بعض کا تہس نہس ہو گیا (۱۰۰)۔ اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔ غرض جب تمہارے پروردگار کا حکم آپہنچا تو جن معبودوں کو وہ خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور تباہ کرنے کے سوا اُن کے حق میں اور کچھ نہ کر سکے (۱۰۱)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۹۰) تا (۱۰۱)

(۹۰) لہذا اپنے رب سے توحید کے ذریعے اپنے گناہوں کو معاف کراؤ اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے اور طاعت کو قبول کرنے والا ہے۔

(۹۱) وہ کہنے لگے اے شعیب! بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تو آپ کی بینائی میں کمی دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ وقعت اور عزت نہیں۔

(۹۲) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ صاحب توقیر ہے یا یہ کہ کیا میرے خاندان کی سزا تمہارے نزدیک اللہ کی سزا سے زیادہ بڑی ہے۔

اور میں تمہارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں اسے تم نے بھلا دیا ہے میرا پروردگار تمہارے اعمال کی سزا سے اچھی طرح واقف ہے۔

(۹۳) حضرت شعیب نے کہا اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔ اب جلدی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو اس کو ذلیل اور ہلاک کر دے گا اور کون شخص ہے جو تھوٹا تھا۔ تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

(۹۴-۹۵) چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور جوان کے ساتھی اہل ایمان تھے ان کو اپنی خصوصی رحمت سے نجات دی اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیب کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آگھیرا، سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے۔ جیسے وہ کبھی زمین پر تھے ہی نہیں، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی جیسا کہ قوم صالح کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی اور قوم صالح اور قوم شعیب کا عذاب دونوں کا برابر ہے ایک سخت آواز نے ان دونوں قوموں کو آگھیرا تھا، باقی قوم صالح پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا اور قوم شعیب کو ان کے اوپر کی طرف سے عذاب آیا تھا۔

(۹۶-۹۷) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا اور معجزات خود دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی۔

(۹۸) وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا اور پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا بہت ہی بری جگہ ہے، یہ فرعون اور اس کی قوم کے اترنے کی جگہ ہے یہ اس کی قوم کے لیے بہت ہی بری جگہ ہے یا یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بہت ہی برے اترنے والے ہیں اور یہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے۔

(۹۹) اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعے ہلاک کیے گئے اور قیامت کے دن بھی۔ دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی برابر ہے جو ان کو دیا گیا یا یہ کہ یہ بہت بری معیت ہے اور یہ بہت ہی بری معیت کی جگہ ہے۔

(۱۰۰) یہ اوپر جو کچھ واقعات بیان کیے گئے یہ ان گزری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے جن کی اطلاع بذریعہ

جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا۔

(۱۰۱) اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر خود انھوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، عذاب الہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے اور ان بتوں کی پرستش نے اور انان کو نقصان پہنچایا۔

وَكَذَلِكَ

أَخَذَ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۚ وَمَا نُوحِرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدٍّ وَذَٰلِكَ يَوْمُ مَرْيَاتٍ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ سُعِيُّنَ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فِيهِ النَّارَ لَهُمْ فِيهَا زَوَاجِرٌ وَشِهيقٌ ۖ خُلْدٌ مِنْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۖ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَخْلٌ لِّمَا يُرِيدُ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فِيهِ الْخُلْدُ خُلْدٌ مِنْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۖ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْدُوذٍ ۚ فَلَا تَكُ فِي مَرْيَةٍ مَّنْ يَعْبُدُ هُوَ أَوْلَىٰ بِمَا يَعْبُدُونَ ۖ وَالْأَكْمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَإِنَّا لَنُوقُوهُمْ نُصِيبُهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ۖ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۖ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَيْتُمْ بَيْنَهُمْ وَأَلْقَيْتُمْ شِقَاقَ مِرْيَافٍ ۖ وَلَئِنْ كُنَّا لَنَاقِلُو قِيَامَهُمْ رَبُّكَ أَعْلَاهُمْ إِنَّهُ بِمَاعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۖ فَاسْتَقَرُّوا كَمَا أُمِرْتُمْ وَمِنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۖ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ خَلَقُوا فَتَسْكُمُ النَّارُ وَأَنْتُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۖ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ أَيْلٍ لِّلَّيْلِ لِنُحْسِنَ بِذِهِنَّ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرِي لِلذَّكْرَيْنِ ۚ

اور تمہارا پروردگار جب مافران بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اُس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی (اور) سخت ہے (۱۰۲)۔ ان (قصوں) میں اس شخص کے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (خدا کے زور و) حاضر کیے جائیں گے (۱۰۳)۔ اور ہم اسکے لانے میں ایک وقت معین تک تاخیر کر رہے ہیں (۱۰۴)۔ جس روز وہ آجائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بد بخت ہونگے اور کچھ نیک بخت (۱۰۵)۔ تو جو بد بخت ہونگے وہ دوزخ میں (ڈال دیے جائیں گے) اُس میں اُن کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (۱۰۶)۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اُسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (۱۰۷)۔ اور جو نیک بخت ہونگے وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے اور جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے یہ (خدا کی) بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی (۱۰۸)۔ تو یہ لوگ جو (غیر خدا کی) پرستش کرتے ہیں۔ اس سے تم خلیجان میں نہ پڑنا۔ یہ اسی طرح پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور ہم ان کو ان کا حصہ پورا پورا بلا کم و کاست دینے والے ہیں (۱۰۹)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور وہ تو اس سے قوی شیعے میں (پڑے ہوئے) ہیں (۱۱۰)۔ اور تمہارا پروردگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بے شک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس

سے واقف ہے (۱۱۱)۔ سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (۱۱۲)۔ اور جو لوگ ظالم ہیں انکی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں (دوزخ) کی آگ آ لپٹے گی۔ اور خدا کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں۔ اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہیں مل سکے گی۔ اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ یہ اُن کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں (۱۱۳)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۱۰۲) تا (۱۱۴)

(۱۰۲) اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی کے لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں۔ بے شک اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔

(۱۰۳) ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لیے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اتباع نہ کرے یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اگلے پچھلے لوگ جمع کیے جائیں گے اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کیے جائیں گے۔

(۱۰۴-۱۰۵) اور ہم اس دن کو ایک معلوم مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکوکار بھی اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

(۱۰۶-۱۰۷) اور پھر اس دن بعض لوگ توشقی ہوں گے کہ ان کے لیے شقاوت لکھ دی ہوگی اور بعض سعید کہ ان کے لیے سعادت لکھی ہوئی ہوگی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی، نعوذ باللہ جیسا کہ گدھا پہلی مرتبہ اپنے بچے سے آواز نکال کر چیختا ہے اور آخر میں چیختا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدا کرنے کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے جہنم میں رہنے کے بارے میں ہے۔ یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، یا پھر یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔

(۱۰۸) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک موجود ہیں۔ تاہم اگر اللہ ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے کیوں کہ اس کا فرمان ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے پورا اختیار ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے۔

آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جب تک جنت کے آسمان وزمین باقی رہیں گے البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے پہلے گناہوں سے پاک کرنے کے لیے دوزخ میں داخل فرمائے پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ (۱۰۹) مگر یقیناً یہ ثواب مسلسل ہو گا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی (اور اللہ تعالیٰ جنت میں بھیجنے کے بعد پھر دوبارہ وہاں سے نہ نکالے گا سوال مکہ جن چیزوں کی پرستش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا کیوں کہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ان کے باپ دادا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بغیر کمی بیشی کے دیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت فرقہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ میں لوگوں نے اختلاف کیا بعض اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا۔

اور اگر آپ کی امت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت ہو چکی ہوتی اور کتب کا عذاب ان پر آچکا ہوتا اور یہ لوگ ابھی تک شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۱۱) اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ نیکی کا ثواب کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر و شر ثواب و عذاب سے پوری طرح واقف ہے۔

(۱۱۲) سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ حضرات بھی جو کفر و شرک سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں آچکے ہیں، آپ کے ساتھ مستقیم رہیں اور کفر و شرک نہ کرو اور قرآن کریم میں جو حلال و حرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی نہ کرو، اللہ تعالیٰ خیر و شر کو خوب دیکھتا ہے۔

(۱۱۳) اور اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنہوں نے کفر و شرک اور گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کہیں تمہیں دوزخ کی آگ لگ جائے، جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی ہے اور اللہ کے علاوہ تمہارے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کوئی نہیں جو تمہیں عذاب الہی سے بچالے اور پھر تمہارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہو چکا ہے وہ نہ ٹالا جائے۔

(۱۱۴) اور آپ نماز کی پابندی رکھیں دن کے دونوں کناروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح، ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں یا یہ کہ حسنت سے مراد یہ کلمات ہیں، سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔

اور یہ تائبین کے لیے توبہ کا طریقہ ہے یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لیے یہ کفارات ہیں۔

یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تَبَانِ نزول: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ (النخ)

بخاری و مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر اس کے بعد آ کر رسول اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ (النخ) یعنی نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لیے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تمام امت کے لیے ہے اور امام ترمذی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لیے آئی، میں نے اس سے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں، چنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا، آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے؟ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ سے لِلَّذَاكِرِينَ اور اسی کے ہم معنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، بریدہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایات مروی ہیں۔

اور صبر کیے رہو کہ خدا نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۱۵)۔ تو جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں ایسے ہوشمند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے۔ ہاں (ایسے) تھوڑے سے (تھے) جن کو ہم نے ان میں سے مخلص بخشی۔ اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے (۱۱۶)۔ اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو جب کہ وہاں کے باشندے نیکو کار ہوں ازراہ ظلم تباہ کر دے (۱۱۷)۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے (۱۱۸)۔ مگر جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور اسی لئے اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو بچوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا (۱۱۹)۔ (اے محمد ﷺ) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (نقص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے (۱۲۰)۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اُن سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کیے جاتے ہیں

وَأَصْدِقَانِ اللَّهُ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾
لَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةً يَنْهَوْنَ عَنِ
الْفُسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا آتَوْا مِنْهُ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا
كَانَ رَبُّكَ لِيُفْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾
وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا يَذْكُرُونَ
مُخْتَلِفِينَ ۚ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَنَبَّأَهُمْ
رَبُّكَ لَا تَمْلِكُ جَهَنَّمَ مِنَ الْغِيَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۚ وَلَا
تَقْصُصُ عَلَيْكَ مِنَ الْأَنْبَاءِ الرَّسُلَ مَا نَشِئْتُ بِهِ فَوَادَكَ وَجَّاهُ
فِي هَذِهِ الْحَقِّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَا تَنْتَهُمُ لَّا اَعْمَلُونَ ﴿١١٩﴾ وَاسْتَظْهِرُوا أَنَا نُنْظَرُ
وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَنَارُكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٢٠﴾

(۱۲۱)۔ اور (نہجہ اعمال کا) تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۲۲)۔ اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کو علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں (۱۲۳)

تفسیر سورۃ ہود آیات (۱۱۵) تا (۱۲۳)

(۱۱۵) اے محمد ﷺ آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیے اور ان کی تکالیف پر صبر کیجیے، اللہ تعالیٰ ایسے مومن پر گزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا جو قول و فعل ہر ایک طریقہ سے نیک ہوں۔

(۱۱۶) اور گزشتہ قوموں میں ایسے مومن حضرات نہ ہوئے جو لوگوں کو کفر و شرک بتوں کی پوجا اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے ماسوا ان چند مومنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا اور مشرکین دنیاوی مال کے جس ناز و نعمت میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں اور یہ شرک کے عادی ہیں۔

(۱۱۷) اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ بستی والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جب کہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں اور برائیوں سے روک رہے ہوں۔

یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں کے بعض لوگ اصلاح کی فکر میں ہوں اور اطاعت خداوندی پر قائم ہوں اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں۔

(۱۱۸) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی پر قائم کر دیتا اور آئندہ بھی ہمیشہ لوگ دین حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔

(۱۱۹) مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمائے۔ وہ مومن لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل رحمت کو رحمت کرنے کے لیے اور اہل اختلاف کو اختلاف کرنے کے لیے پیدا فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھروں گا۔

(۱۲۰) اور پیغمبروں کے واقعات میں سے جیسا کہ بیان کیے گئے یہ سارے قصے ہم آپ سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو مضبوطی حاصل ہو کہ جو آپ کے ساتھ آپ کی قوم کر رہی ہے، آپ کے علاوہ اور انبیاء کرام کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا اور آپ کے پاس اس صورت میں ایسی بات پہنچی ہے جو خود بھی حق ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے نصیحت اور مومنین کے لیے یاد دہانی ہے۔

(۱۲۱-۱۲۲) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو ہم بھی اپنے طور پر تمہاری ہلاکت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو اور ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

(۱۲۳) اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے لہذا اسی کی اطاعت کیجیے اور اسی پر بھروسہ رکھیے اور آپ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگزاشت کرنے والا نہیں جس طرح کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

سورۃ یوسف {۱۳} ہمارے ہاں ایک واحد خداوند ہے جس کا نام لا الہ الاہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْآنُ ۝ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالسُّنْسُ وَالْقَمَرَ رَاٰیْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِیْنَ ۝ قَالَ یٰبُنَّی لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاكَ عَلٰی اٰخُوْتِكَ فَيَكْبِدْنَ ۝ وَاَلَا لَكَ بِهِنَّ كَيْدٌ اِنْ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْجِبُكَ رَبُّكَ وَیَعْلَمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیَتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اِلٰی یَعْقُوْبُ كَمَا اَتَتْهَا عَلٰی اَبُوْیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَاسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَ اٰخُوْتِهِ اٰیٰتٌ لِّلسَّآلِیْنَ ۝ اِذْ قَالُوا لَیْسَ یُوْسُفُ وَ اٰخُوْتُهُ اَحَبُّ اِلَیْ اٰیِنَا مِنْكَ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اٰبَا نَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِخْلَوْا یُوْسُفَ اَوْ اَطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَغْلُ لَكُمْ وَجْهُ اٰیِنَا وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِ قَوْمٍ صٰلِحِیْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غِیْبَتِ الْجُبِّ یَلْقَیْطُهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فَعِلٰیْنَ ۝ قَالُوا یَا اٰبَا نَا مَا لَكَ لَا تَأْمُرُنَا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَنَصٰحُوْنَ ۝ اَرْسَلْهُ مَعَنَا غَدًا اِیْرَتُغْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَخٰفِطُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّیْ لَیَتَخٰذُنِیْ اَنْ تَدَّ هَبُوْا بِهٖ وَاَعْلٰی اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوا لَیْسَ اَكْلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا اَلْخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غِیْبَتِ الْجُبِّ ۝ وَاَوْحٰیْنََا اِلَیْهِ لَتَنْتَبِھُنَّ بِاَمْرِ هٰذَا وَهُوَ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

سورۃ یوسف {۱۳} ہمارے ہاں ایک واحد خداوند ہے جس کا نام لا الہ الاہو

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
 اتر۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔ ہم نے اس قرآن کو عربی
 میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو (۲)۔ (اے پیغمبر) ہم اس قرآن
 کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہیں ایک نہایت
 اچھا قصہ سناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے (۳)۔ جب
 یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ
 ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ دیکھتا (کیا) ہوں کہ وہ
 مجھے سجدہ کر رہے ہیں (۴)۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا! اپنے خواب کا
 ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب
 کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن
 ہے (۵)۔ اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور
 (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اُس نے
 اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا پر دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی
 اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا بے شک تمہارا
 پروردگار سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۶)۔ ہاں
 یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے
 (بہت سی) نشانیاں ہیں (۷)۔ جب انہوں نے (آپس میں)
 تذکرہ کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں
 حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ابا صریح
 غلطی پر ہیں (۸)۔ تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی
 ملک میں پھینک آؤ۔ پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے
 گی۔ اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (۹)۔ ان میں
 سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو کسی
 گہرے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ گیر نکال (کر اور ملک میں)

لے جائے گا۔ اگر تم کو کرتا ہے (تویوں کرد) (۱۰)۔ (یہ مشورہ کر کے وہ یعقوب سے) کہنے لگے کہ ابا جان کیا سبب ہے کہ آپ یوسف
 کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اُس کے خیر خواہ ہیں (۱۱)۔ کل اُسے ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ خوب میوے کھائے اور
 کھیلے کودے ہم اُس کے نگہبان ہیں (۱۲)۔ انہوں نے کہا کہ یہ امر مجھے غمناک کیے دیتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤ (یعنی وہ مجھ سے جدا

ہو جائے) اور مجھے یہ بھی خوف ہے کہ تم (کھیل میں) غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا کھا جائے (۱۳)۔ وہ کہنے لگے کہ اگر ہماری موجودگی میں کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں اُسے بھیڑیا کھا گیا تو ہم بڑے نقصان میں پڑ گئے (۱۴)۔ غرض جب وہ ان کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کو گھرے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ) تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو (اس وحی کی) کچھ خبر نہ ہوگی (۱۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱) تا (۱۵)

یہ تمام سورت مکی ہے، اس میں ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار سات سو چھتر کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے حروف ہیں۔

- (۱) الر - میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور اے محمد ﷺ جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے یا یہ کہ قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔
- (۲) یہ سورت قرآن کریم کی آیات ہیں جو کہ حلال و حرام و امر و نواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے۔
- (۳) ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی میں نازل کیا ہے تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں کور و کا ہے تم ان کو سمجھو ہم آپ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں سے اس قرآن کریم کے ذریعے جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔

اور آپ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا گیا ہے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل لاعلم تھے۔
شان نزول: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ (الن)

امام حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ قرآن کریم لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ اور واقعات بیان کیجئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی۔

اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی واقعہ ہم سے بیان کیجئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۴) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام جب دو پہر کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدہ تحیت کیا ہے اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدہ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے سامنے ومت بیان کرنا کہ کہیں وہ تمہاری موت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر اکساتا ہے۔

(۶) اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں نبوت کے لیے منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دے گا اور نبوت و اسلام دے کر تم پر اور تمہارے ذریعے یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا اور اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا۔

جیسا کہ اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق کو نبوت و اسلام کی نعمت سے نوازا، واقعی تمہارا پروردگار ان نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمت والا ہے یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تمہیں لاحق ہوگی اس میں حکمتوں والا ہے۔

(۷) یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لیے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔

(۸) وہ وقت قابل ذکر ہے جب ان سوتیلے بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ عزیز ہیں اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک فاش غلطی پر ہیں۔

(۹) پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوسف کو قتل کر دو یا کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ صرف تمہاری طرف ہو جائے گا اور تم یوسف کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کر لینا یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

(۱۰) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے یہود نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل مت کرو بلکہ ان کو کسی گہرے یا اندھے کنویں میں ڈال دو تا کہ ان کو کوئی مسافر راہ چلتا ہوا نکال لے جائے اگر تمہیں یہ کام کرنا ہے تو اس طرح کرو۔

(۱۱-۱۲) چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آ کر گزارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں، آپ ان کو ہمارے ساتھ جنگل بھیجے تاکہ وہ جائیں آئیں کھائیں اور کھیلیں اور ہم ان پر مشفق و مہربان ہیں۔

(۱۳) ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرا یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل کود میں مصروف رہو۔

(۱۴) کیوں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہو رہا ہے اسی وجہ سے انھوں نے یہ فرمایا انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم دس لوگ ہیں تو ہم بالکل ہی گئے

گزرے ہوئے یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت کو چھوڑ کر بالکل کھانے میں پڑ جائیں گے۔

(۱۵) چنانچہ جب حضرت یوسف کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے تو سب نے پختہ ارادہ کر لیا کہ ان کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔

چنانچہ انھوں نے اپنا ارادہ پورا کیا تو اس وقت ہم نے جبریل امین کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تمہیں پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ہو حتیٰ کہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے اور کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی۔

(یہ حرکت کر کے) وہ رات کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے (۱۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف ہو گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تو اُسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کو گو کہ ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے (۱۷)۔ اور اُن کے کرتے پر تھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے یعقوب نے کہا (کہ حقیقتہً الحال یوں نہیں ہے) بلکہ تم اپنے دل سے (یہ) بات بنالائے۔ ہو اچھا صبر (کہ وہی) خوب (ہے)۔ اور جو تم بیان کرتے ہو اسکے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے (۱۸)۔ (اب خدا کی شان دیکھو کہ اُس کنوئیں کے قریب) ایک قافلہ آوارہ ہوا اور انہوں نے (پانی کے لئے) اپنا سقا بھیجا اس نے کنوئیں میں ڈول لٹکایا (تو یوسف اس سے لٹک گئے۔ وہ بولا زہے قسمت یہ تو (نہایت حسین) لڑکا ہے اور اس کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا (۱۹)۔ اور اس کو ٹھوڑی سی قیمت (یعنی) محدودے چند درہموں پر بیچ ڈالا اور انہیں ان کے (بارے) میں کچھ لالچ بھی نہ تھا (۲۰)۔ اور مصر میں جس شخص نے اس کو خرید اس نے اپنی بیوی سے (جس کا نام زلیخا تھا) کہا کہ اس کو عزت و اکرام سے رکھو۔ عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اس طرح ہم نے یوسف کو سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو (خواب کی) باتوں کی تعبیر سکھائیں۔ اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۲۱)۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو دانا کی اور علم بخشا اور نیکو کاروں کو ہم اسی مہرِ بدلہ دیا کرتے ہیں (۲۲)۔ تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اُس نے اُن کو اپنی طرف

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِشُ وَتَرَكْنَا يَوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ۖ وَجَاءُوا عَلَى قَبْرِهِ بِدَرَكِبٍ تَحَالُ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمُ الْفُسْكَهَ أَفَرَأَيْتُمْ أَفَصَبُّوا جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ۖ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَبُشْرَىٰ هَذَا غُلَامٌ ۖ وَأَسْرُوهُ بَضَاعَةً ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۖ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخِيسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۖ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۖ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مِرَّةَ أَكْرَمِي مَثْوَاهُ عَنِّي أَنْ يَتَذَكَّرَ أَوْ تَتَذَكَّرَ ۚ وَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ لِيُؤْسَفْ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعْلِمَنَّ مِنْ تَأْوِيلِ الْآحَادِيثِ ۖ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۖ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۖ وَرَأَوْنَهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِنَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْبَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۖ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهَا وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَاهَاَنَّ رَبُّهُ لَكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ الشُّؤْءَ وَالْفَحْشَاءَ ۖ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُفْلِحِينَ ۖ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَبِيضَهُ مِنْ دُبُرٍ ۖ وَأَلْفَيْتُمْ أَصْدَقَ الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ

مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے وہ (یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کر سکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے (۲۳)۔ اور اُس عورت نے اُن کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے (تو جو ہوتا ہوتا)۔ یوں اس لئے (کیا گیا) کہ ہم اُن سے بُرائی اور بے حیائی کو روک دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے (۲۴)۔ اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف پیچھے زلیخا) اور عورت نے اُن کا کرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا اور دونوں کو دروازے کے پاس عورت کا خادم مل گیا تو عورت بولی کہ جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ بُرا ارادہ کرے اس کی اس کے سوا کیا سزا ہے کہ یا تو قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب دیا جائے (۲۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱۶) تا (۲۵)

(۱۶-۱۷) ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنی چیزوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا، چنانچہ جس چیز کا آپ کو ڈر تھا وہی ہوا اور آپ کیوں ہم پر یقین کریں گے چاہے ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں۔

(۱۸) اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگائے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا تو تم نے یوسف کی ہلاکت کے لیے اپنے دل سے بات بتالی اور اس کو کر گزرے۔

خیر صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا اور تم جو کچھ یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہہ رہے ہو اس میں اللہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

(۱۹-۲۰) اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی کیوں کہ انہوں نے پہلی دفعہ کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا (کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آ نکلا جو مصر جا رہا تھا، چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستہ پر آ گئے بالآخر گشت کرتے کرتے مدین اور مصر کے درمیان دونوں کی زمینوں میں آئے وہاں کنواں تھا، چنانچہ اس سرزمین پر ٹھہر گئے، اور یہاں ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن دعر نامی جو حضرت شعیب کے بھتیجے تھے اس کنوئیں پر پہنچے جس میں یوسف علیہ السلام تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، حضرت یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا تو وہ کنوئیں سے ڈول نہ کھینچ سکا تو اس نے کنوئیں کے اندر جھانکا۔ اچانک ایک لڑکے پر نظر پڑی جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے، اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشخبری ہے وہ کہنے لگے مالک کیا ہے اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب نے مل کر حضرت یوسف کو کنوئیں سے نکال لیا اور نکال کر قوم سے چھپا لیا اور قوم سے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ مال تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لیے اس کو لیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں۔

غرض کہ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچ گئے اور انہوں نے ان کو مالک بن دعر سے بہت ہی کم

قیمت یعنی بیس درہم یا بتیس درہم میں بیچ ڈالا یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا اور یوسف علیہ السلام کے بدلے جو انہوں نے قیمت لی وہ اس کے کچھ محتاج تو تھے نہیں یا یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کچھ قدردان تو تھے ہی نہیں کیوں کہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا یا یہ کہ قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کے قدردان نہیں تھے۔

(۲۱) مصر میں پہنچ کر مالک بن وعر سے یوسف علیہ السلام کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا خرید لیا اور عزیز کا نام قطغیر تھا اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا۔ ممکن ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں اور عزیز نے مالک بن وعر سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیس درہم اور ایک کپڑوں کے اور ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض خریدا تھا اور اسی طریقہ سے ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی۔

اور تاکہ ہم انھیں خوابوں کی تعبیر دینا بتائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کیے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے۔

(۲۲) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے (اشد اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں) تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکوکاروں کو قول و فعل کے بدلے علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۲۳) اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کو پھسلانے لگی اپنے اور یوسف علیہ السلام پر گھر کے تمام دروازے بند کر دیے اور یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی آ جاؤ میں تمہارے ہی لیے ہوں یا یہ کہ چلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے کام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرا یہ کہ میرا محسن عزیز جو ہے اس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھے رکھا ہے تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی۔

(۲۴) اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال تو جم ہی رہا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی کچھ کچھ خیال امر طبعی کے درجہ ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دینے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس وقت انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا تاکہ ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

یعنی اس کام سے معصوم و محفوظ رہنے والوں میں سے تھے۔

(۲۵) غرض کہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے، اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لیے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لیے دوڑی اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسف سے

دروازہ بند کرنے کے لیے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسفؑ کی قمیص پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالی مگر یوسفؑ باہر نکل گئے تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچا زاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل بھیج دیا جائے یا اسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قَدْ مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذِبِينَ ۖ وَإِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ فَلَمَّا رَأَى قَبِيضَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنْ إِنَّ كَيْدَكُنْ عَظِيمٌ ۖ يُوسُفُ اعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ إِنَّكَ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۖ وَقَالَ فِي نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبِّي إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۖ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا ۖ وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا ۖ وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْتَهُ ۖ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا فُلَانُكَ كَرِيمٌ ۖ قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِينَ لَمْنُ لَّمَنِ قُبِيضُهُ ۖ وَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ ۖ فَاسْتَصْرَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا أُمِرَ لَا يُسْجَنَ وَيَكُونَنَّ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۖ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَلَا تَعْرِفُ عَنِ كَيْدِ هُنَّ أَصَبَ الْيَهُودَ ۖ وَلَئِنْ لَّمْ يَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۖ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۖ ثُمَّ بَدَأَ إِلَهُهُمُ مِنْ بَعْدِ مَا رَاوَا بِآيَاتٍ لِّيَسْجُنَهُ حَتَّىٰ جِئَ ۖ

(یوسف نے) کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔ اس کے قبیلے میں سے ایک فیصلہ کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اس کا گرتا آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی اور یوسف بھٹوٹا ہے (۲۶)۔ اور اگر گرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ بھٹوٹی اور وہ سچا ہے (۲۷)۔ جب اُس کا گرتا دیکھا (تو) پیچھے سے پھٹا تھا (تب اُس نے زلیخا سے کہا) کہ یہ تمہارا ہی فریب ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تم عورتوں کے فریب بڑے (بھاری) ہوتے ہیں (۲۸)۔ یوسف! اس بات کا خیال نہ کر۔ اور (زلیخا) تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ۔ بے شک خطا تیری ہی ہے (۲۹)۔ اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح گمراہی میں ہے (۳۰)۔ جب زلیخا نے ان عورتوں کی (گفتگو جو حقیقت میں دیدار یوسف کے لیے ایک) چال (تھی) سنی تو ان کے پاس (دعوت کو) پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک محفل مرتب کی۔ اور (پھل تراشنے کے لئے) ہر ایک کو ایک ایک ٹھہری دی اور (یوسف سے) کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ۔ جب عورتوں نے ان کو دیکھا تو اُن کا رعب (خس) اُن پر (ایسا) چھا گیا کہ (پھل تراشتے تراشتے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بیساختہ بول اُنھیں کہ سبحان اللہ (یہ خس) یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے (۳۱)۔ تب (زلیخا نے) کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے کو طعنہ دیتی تھیں۔ اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچار ہا اور اگر یہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا

جائے گا اور ذلیل ہوگا (۳۲)۔ یوسف نے دعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے مِلّاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا (۳۳)۔ تو خدا نے اُن کی دعا قبول کر لی اور ان سے عورتوں کا مکر دفع کر دیا۔ بے شک وہ سُنتے اور جاننے والا ہے (۳۴)۔ پھر بادِ وجود اس کے کہ وہ لوگ نشان دیکھ چکے تھے۔ اُن کی رائے یہی ٹھہری کہ کچھ عرصے کے لئے ان کو قید ہی کر دیں (۳۵)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۲۶) تا (۳۵)

(۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام کہنے لگے یہ بالکل جھوٹ بول رہی ہے، اسی نے مجھے دعوت دی اور یہی اپنا مطلب نکالنے کے لیے مجھ کو پھسلاتی تھی۔

(۲۷) چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک حاکم نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچا زاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص آگے سے پھٹی ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلا یا ہے سچے ہیں۔

(۲۸) چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برأت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

(۲۹) پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف! اس بات کو جانے دو اور اس کا سر عام چرچا نہ کرنا پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت! تو اپنے قصور کی معافی مانگ اور اپنے خاوند سے اپنے برے ارادے کی معذرت کرو واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

(۳۰) غرض کہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں شہرت ہو گئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساتھی کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی اور صاحب مطبخ کی بیوی اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لیے اس کو پھسلاتی ہے اس کے دل میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ پکڑ گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں کہ اپنے غلام یوسف علیہ السلام سے عشق کرتی ہے۔

(۳۱) سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کو دعوت پر بلایا اور ان کے ٹیک کے لیے تکیے لگائے، جب وہ آئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی اور گوشت کاٹ کر کھانے کے لیے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا کیوں کہ بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ان تمام کارروائیوں کے بعد زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آ جاؤ چنانچہ جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہو گئیں اور یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی بنا پر حیرانی اور دہشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور کہنے لگیں ماشاء اللہ یہ شخص آدمی ہر گز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

(۳۲) تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے لعن طعن کرتی ہو اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت دی تھی اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی، مگر یہ عفت و پاک دامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ مانے گا تو جیل بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔ وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تمہیں اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں۔

(۳۳) یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے پروردگار جس فضول کام کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل میں جانا ہی مجھے بہتر ہے۔

اور اگر آپ ان کے داؤچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

(۳۴) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکرو فریب سے ان کو دور رکھا۔ بے شک وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے یا کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤچ کو جاننے والا ہے۔

(۳۵) پھر عزیز کو حضرت یوسف کی قیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں یا یہ کہ اتنے وقت تک قید میں رکھیں جب تک کہ لوگوں کی باتیں ختم نہ ہو جائیں۔

وَوَدَّخَلَ مَعَهُ السَّجْنَ فَتَيْنِ

قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمَلُ
فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْتُهَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّكَ أَنْتَ
الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقُنِيهِ إِلَّا رَبَّنَا شُكْمًا
بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَوَكَّلْتُ
مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝
وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي الْأَوَّلِينَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ
لَنَا أَنْ تُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا
وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ يَصَاحِبِي
السَّجْنَ ۝ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ سَيَّسُوهَا أَنْسُمَ وَأَبَاؤُكُمْ
فَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ
الْأَتَّعِدُّ وَالْأَلَا يَأْتَاكَ ذَلِكَ الْدِينُ الْقَيُّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَصَاحِبِي السَّجْنَ ۝ أَمَّا أَحَدُكُمَا
فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ
مِنْ رَأْسِهِ فَخَصِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۝ وَقَالَ
لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهَا ادْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَقَالَ نَسَهُ
الشَّيْطَانُ ذَكَرَ رَبَّهُ فَلَبَّىٰ فِي السَّجْنَ بِضْعَ سِنِينَ ۝ ۞

اور ان کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے۔ ایک نے اُن میں سے کہا کہ (میں نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا) ہوں کہ شراب (کے لیے انگور) چھوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا کہ (میں نے بھی خواب دیکھا ہے) میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور جانور اُن میں سے کھا رہے ہیں (تو) ہمیں انکی تعبیر بتا دیجئے کہ ہم تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں (۳۶)۔ یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو ان کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ اُن (باتوں) میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے اور روز آخرت سے انکار کرتے ہیں میں اُن کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں (۳۷)۔ اور اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ ہمیں شایاں نہیں کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۳۸)۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا آقا چھے یا (ایک) خدائے یکساں غالب (۳۹)۔ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں خدا نے اُن کی کوئی سند نازل نہیں کی (سُن رکھو کہ) خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اُس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی سید ہادین ہے لیکن اکثر

لوگ نہیں جانتے (۳۰)۔ میرے جیل خانے کے رفیقو! تم میں سے ایک (جو پہلا خواب بیان کرنے والا ہے وہ) تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا۔ اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا اور جانور اُسکا سر کھا جائیں گے۔ جو امر تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصل ہو چکا ہے (۳۱)۔ اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس نے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا۔ لیکن شیطان نے اُن کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور (یوسف) کئی برس جیل خانے ہی میں رہے (۳۲)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۲۶) تا (۴۲)

(۳۶) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساتی تھا اور دوسرا نابائی۔ بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا اور قید میں بھیج دیا ان میں سے ساتی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے خود کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب بنا کر پلا رہا ہوں۔ اور تفصیل خواب کی یہ ہے گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بتل پر نظر پڑی جس کی تین شاخیں ہیں اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں تو میں اس سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انھیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بتل یہ پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا اور اس بتل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے اور بتل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا اور پھر اپنے پہلے کام پر واپس چلا جائے گا اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساتی بنے گا۔

اور نابائی کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں اس پر سے پرندے نوح نوح کرکھارہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بہت برا خواب دیکھا ہے، تمہارا پہلا پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تمہیں جیل سے نکال کر پھانسی دے گا اور پرندے تمہارا سر نوح نوح کرکھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہمیں کو ان کی تعبیر بتائیے آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں۔

(۳۷) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آشنا کرنا چاہا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لیے وہ ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تمہیں بتا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیوں کرواقف نہ ہوں گا، یہ بتانا اس علم کی بدولت ہے جو میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد کی زندگی کے بھی منکر ہیں۔

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ داداؤں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام۔

(۳۸) ہمارے لیے کسی طرح یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دے دیں اور یہ دین مستقیم اور نبوت و اسلام جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہے یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہمیں رسول بنا کر بھیجا۔ یا یہ کہ مومنین پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

(۳۹) لیکن اہل مصر اس ذات پر ایمان نہیں لاتے اے قیدیو! یا قید خانہ کے رکھوالو! ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ بہت سے معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہ لا شریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے، اس کی عبادت بہتر ہے۔

(۴۰) تم لوگ تو اللہ کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے معبود ٹھہرا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی کتاب اور حجت یعنی دلیل عقلی و نقلی نہیں بھیجی۔

اور اوامر و نواہی کے حکم کے دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے، اس نے تمام آسمانی کتابوں میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہ تو حید خداوندی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصروا لے اس طریقہ کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴۱) اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر بتاتے ہیں کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پر چلا جائے گا اور اپنے آقا کو پہلے کی طرح شراب پلایا کرے گا اور نانبائی جیل سے نکال کر سولی پر لٹکایا جائے گا، نانبائی کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سن کر دونوں غلام گھبرائے اور کہنے لگے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا جس کے بارے میں تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تمہیں یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

(۴۲) اور ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا کہ میں مظلوم ہوں مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا اور حقیقت میں آزاد ہوں اور ناحق قید میں ہوں۔ چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کا آقا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا۔ یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا، چنانچہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا۔

جس کی پاداش میں حضرت یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں قید رہے حالاں کہ اس سے پہلے پانچ سال سے قید میں تھے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوِيَّاتٍ يَأْكُلْنَ
 سَبْعَ عِجَافٍ وَ سَبْعَ سُثُلَاتٍ خُضِرٍ وَأُخْرَى يُسَبِّتُ لَيْلًا
 الْمَلَأَ أَفْتُونُ فِي رُؤْيَايَ إِنَّ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٥٠﴾
 قَالُوا أَضْغَاتٌ أَلْخَاوِدُ وَنَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَخْلَامِ بِعِلْمِينَ ﴿٥١﴾
 وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ
 فَأَرْسَلُونَهُ يُوسُفُ إِلَيْهَا الصِّدِّيقُ افْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ
 سَوِيَّاتٍ يَأْكُلْنَ سَبْعَ عِجَافٍ وَ سَبْعِ سُثُلَاتٍ خُضِرٍ وَأُخْرَى
 يُسَبِّتُ لَيْلًا أَرْجِعْ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ
 سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرَوْهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا
 فَمَا تَأْكُلُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا
 قَلَّ مِنْكُمْ لَيْلًا إِلَّا قَلِيلًا فَمَا تُمْضُونَ ﴿٥٤﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ
 بِعَامٍ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْمُرُونَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ الْتَوَيْتُ
 بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ
 النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ لِي بِهِنَّ عِلْمٌ ﴿٥٦﴾ قَالَ
 فَاخْطُبْ لَهُنَّ إِذْ رَاوَدَتْهُنَّ يَوْسُفُ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا
 عَلَّمَنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ النَّحْصُصُ الْحَقُّ
 أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥٧﴾ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ
 أَخْنَعْ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِبِينَ ﴿٥٨﴾

اور بادشاہ نے کہا کہ میں (نے خواب دیکھا ہے) دیکھتا (کیا)
 ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات ڈبلی گائیں کھا رہی
 ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور (سات) خشک اے سردار اگر تم
 خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ
 (۴۳)۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان سے خواب ہیں اور ہمیں
 ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی (۴۴)۔ اب وہ شخص جو دونوں قیدیوں
 میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آگئی بول
 اٹھا کہ میں آپ کو اس کی تعبیر (لا) بتاتا ہوں مجھے (جیل خانے)
 جانے کی اجازت دیجئے (۴۵)۔ (غرض وہ یوسف کے پاس آیا اور
 کہنے لگا) یوسف اے بڑے بچے (یوسف) ہمیں (اس خواب کی
 تعبیر) بتائیے کہ سات موٹی گایوں کو سات ڈبلی گائیں کھا رہی
 ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات سوکھے تاکہ میں لوگوں کے
 پاس واپس جا (کر تعبیر بتاؤں) عجب نہیں کہ وہ (تمہاری قدر) جانیں
 (۴۶)۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے
 رہو گے تو جو (غلہ) کاٹو تو تھوڑے سے غلے کے سوا جو کھانے میں
 آئے اُسے خوشوں میں ہی رہنے دینا (۴۷)۔ پھر اس کے بعد
 (خشک سالی کے) سات سخت (سال) آئیں گے کہ جو (غلہ) تم
 نے جمع کر رکھا ہو گا وہ اس سب کو کھا جائیں گے۔ صرف وہی تھوڑا
 سا رہ جائے گا جو تم احتیاط سے رکھ چھوڑو گے (۴۸)۔ پھر اس کے
 بعد ایک ایسا سال آئے گا کہ خوب مینہ برے گا اور لوگ اس میں
 خوب رس نہچڑیں گے (۴۹)۔ (یہ تعبیر سن کر) بادشاہ نے حکم دیا
 کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصدان کے پاس گیا۔ تو
 انہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ

اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے (۵۰)۔
 (بادشاہ نے عورتوں سے) پوچھا کہ بھلا اُس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا؟ (سب) بول اُنھیں کہ
 حاشا للہ ہم نے اس میں کوئی بُرائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے (اصل یہ ہے کہ) میں نے
 اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ ہنک سچا ہے (۵۱)۔ (یوسف نے کہا کہ میں نے) یہ بات اس لیے (پوچھی ہے) کہ عزیز کو یقین
 ہو جائے کہ میں نے اُس کی بیٹھ بچھے اس کی (امانت میں) خیانت نہیں کی اور خدا خیانت کرنے والوں کے مکروں کو رد و براہ نہیں کرتا (۵۲)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۴۳) تا (۵۲)

(۴۳) بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور وزراء و امراء کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں
 کہ سات تو مند گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان تو مند کو کھا گئیں اور ان پر کسی

چیز کا ظہور نہیں ہوا اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور اس کا کچھ ظہور نہ ہوا۔
جادوگر اور نجومیو اور کاہنومیرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔

(۳۴) ان لوگوں کا گروہ کہنے لگا یہ تو ویسے ہی باطل اور منتشر خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے۔

(۳۵) اور وہ شراب پلانے والا جو قتل کی سزا سے رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں موجود تھا اور تقریباً سات سال کے بعد یوسف علیہ السلام کی بات کا خیال آیا، تب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر میں لادیتا ہوں اور وزراء و امراء سے کہنے لگا کہ مجھے جیل خانہ جانے کی اجازت دو کیوں کہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل ہیں اور قیدیوں کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں۔

(۳۶) چنانچہ وزراء سلطنت نے اس کو جیل خانہ جانے کی اجازت دی، چنانچہ وہ کہنے لگا اے یوسف اس خواب کی تعبیر دیجیے کہ سات موٹی گائیں نہر سے نکلیں اور ان کو سات کمزور گائیں کھا گئیں اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے۔

(۳۷) یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتا دیتا ہوں سات موٹی گائیں وہ سات خوش حالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں اور سات کمزور گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف اشارہ ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتا دیا، لہذا تم ان خوشحالی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلہ بونا اور جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا، صاف مت کرنا تاکہ وہ غلہ گھن وغیرہ سے محفوظ رہے سوائے اس کے جو تھوڑا بہت تمہارے استعمال میں آئے۔

(۳۸-۳۹) پھر ان خوشحالی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس خوشحالی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لیے جمع کر رکھا تھا، البتہ تھوڑا سا جو محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں مصر والوں کے لیے خوب بارش اور پیداوار ہوگی اور انگوروں کا رس بھی نچوڑیں گے اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے۔

(۵۰) غرض کہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے حکم دیا یوسف علیہ السلام کو میرے پاس

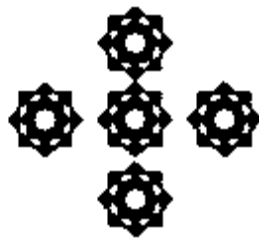
لاؤ چنانچہ وہ ساتی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر اطلاع دی کہ بادشاہ آپ کو بلارہا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ وہ ان عورتوں کو بلا کر جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے پوچھے کہ میرا رب ان عورتوں کے مکرو فریب کو خوب جانتا ہے۔

(۵۱) چنانچہ اس قاصد نے آکر بادشاہ کو یہ پیغام پہنچایا تو بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں، شراب پلانے والے کی بیوی، باورچی کی بیوی، دربان کی بیوی اور جیل خانہ کے داروغہ کی بیوی اور زلیخا اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں پر کسی کا زور نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔ عورتوں نے جواب دیا نعوذ باللہ ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں سچی بات ظاہر ہو ہی گئی سچ یہی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

(۵۲) چنانچہ ان تصدیقات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لیے کیا ہے تاکہ عزیز کو قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔



وَمَا أَبْرَأَ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ فِي غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ التَّوْفِي بِهِ اسْتَخْلَصَهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ ۝ وَكَذَلِكَ نَكْتُبُكَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُ أَهْلِهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا جَزَاءُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَجَاءَ أَخُوكَ يُوسُفَ فَقَدْ خَلَا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ التَّوْفِي بِأَجَلِكُمْ مِنْ أَيْتَمِكُمْ أَلا تَرَوْنَ أَنَّ أَوْفَى الْكَيْلِ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ قُلْ أَمْ تُتَوَفَّوْنَ بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ قَالُوا اسْتَزِدْهُ مِنْهُ أَبَاهُ وَانَّا لَفَاعِلُونَ ۝ وَقَالَ لِفَتِيلِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَى أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَانًا نَكْتَلُ وَنَأْتِيَهُ لَحِظُونَ ۝ قَالَ هَلْ أُمِنتُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أُمِنتُمْ عَلَى أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۝ قَالُوا خَيْرٌ حِفْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝

اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس اتارہ (انسان کو) بُرائی ہی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے (۵۳)۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اُسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ پھر جب اُن سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحب منزلت اور صاحب اعتبار ہو (۵۴)۔ (یوسف نے) کہا کہ مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں (۵۵)۔ اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی۔ اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے (۵۶)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے اُن کے لئے آخرت کا اجر بہت بہتر ہے (۵۷)۔ اور یوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں غلہ خریدنے کے لیے) آئے تو یوسف کے پاس گئے تو (یوسف نے) اُن کو پہچان لیا اور وہ اُن کو نہ پہچان سکے (۵۸)۔ جب یوسف نے اُن کے لیے اُن کا سامان تیار کر دیا تو کہا کہ (پھر آنا تو) جو باپ کی طرف سے تمہارا ایک اور بھائی ہے اُسے بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں باپ بھی پوری پوری دیتا ہوں

اور مہمانداری بھی خوب کرتا ہوں (۵۹)۔ اور اگر تم اُسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں میرے ہاں سے غلہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس ہی آسکو گے (۶۰) اُنہوں نے کہا کہ ہم اُس کے بارے میں اسکے والد سے تذکرہ کریں گے۔ اور ہم (یہ کام) کر کے رہیں گے (۶۱)۔ اور (یوسف نے) اپنے خدام سے کہا کہ ان کا سرمایہ (یعنی غلے کی قیمت) ان کے شلیعوں میں رکھ دو جب نہیں کہ جب یہ اپنے اہل و عیال میں جائیں تو اسے پہچان لیں (اور) عجب نہیں کہ یہ پھر یہاں آئیں (۶۲)۔ جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے کہ ابا (جب تک ہم بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں) ہمارے لئے غلے کی بندش کر دی گئی ہے تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجیے تاکہ ہم پھر غلہ لائیں اور ہم اسکے نگہبان ہیں (۶۳)۔ (یعقوب نے) کہا کہ میں اس کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا مگر ویسا ہی جیسا اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا۔ سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۴)۔

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۵۳) تا (۶۴)

(۵۳) اس پر جبریل امین نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ جب زیلخانے آپ سے اصرار کیا تھا، تب کیا ہوا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں کہتا کیوں کہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات سمجھاتا ہے ماسوا اس نفس کے یا جس کو میرا رب ان وساوس سے معصوم اور پاک رکھے اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔

(۵۴) یہ باتیں سن کر بادشاہ نے کہا کہ ان کو (حضرت یوسف کو) میرے پاس لاؤ میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لیے رکھوں گا چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انھوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام خط کی فکر ہوئی)۔

(۵۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں اس کی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا اور قحط سالی کے زمانہ وقوع سے بھی اچھی طرح واقف ہوں یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام لوگوں کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔

(۵۶) اور ہم نے ایسے عجیب طریقے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں۔

ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت جس پر چاہیں کریں اور جو اس کا اہل ہو اسے متوجہ کر دیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول و فعل میں نیکو کار ہیں۔

(۵۷) ایسے حضرات کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام کتابوں اور تمام احکامات پر ایمان رکھتے ہوں اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے بچتے ہوں آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے۔

(۵۸) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا۔

(۵۹) غرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان کو اناج تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا ایک سو تیرا بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا اناج بھی ملے تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ماپ کر دیتا ہوں اور اناج کو ماپ تول کر تقسیم کرانا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا

ہوں۔

(۶۰) اور اگر تم اپنے سوتیلے بھائی کو نہ لائے تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکے سے زیادہ اناج لینا چاہتے ہو اس کی سزا کے طور پر نہ تمہیں آئندہ اناج ملے گا ورنہ تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرنا۔

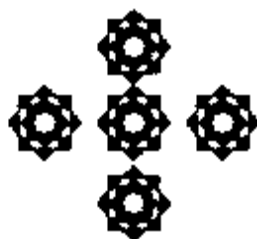
(۶۱) وہ کہنے لگے ہم اپنے باپ سے اس کو ساتھ لانے کی اجازت مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں۔

(۶۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھ دو کہ ان کو پتہ نہ چلے۔

تاکہ یہ میرے احسان کو جان لیں یا یہ کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر اس رقم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

(۶۳) چنانچہ کہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے اگر اب آئندہ آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو اناج ہمیں نہیں ملے گا لہذا ہمارے ساتھ بنیامین کو روانہ کیجیے تاکہ وہ بھی اپنے لیے ایک اونٹ کے برابر اناج لاسکے اور اگر یہ لفظ نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا تاکہ پھر ہم اناج لاسکیں اور ہم بنیامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح سلامت پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے۔

(۶۴) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں بنیامین کے بارے میں بھی تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد لیا تھا، اب اس سے زیادہ اور کیا عہد لے سکتا ہوں بس تمہاری تمکبانی سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور وہی بنیامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔



وَلَمَّا أَتَيْنَاهُمْ

وَجَدُوا بِضَاعَهُمْ زُدَّتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا بَنَاتَنَا مَا نَبْغِي هَذَا بَضَاعُنَا زُدَّتْ إِلَيْنَا وَلَمْ يَزِدْ أَهْلُنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَنَا وَنَزِدْ أَدْنَى بَعْدُ ذَلِكَ كَيْلٌ يُسِيرُ ۖ قَالَ لَنْ أَرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنْ اللَّهِ لَمَّا تُكَلِّمُنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۖ وَقَالَ يَبْنَؤُنَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنَّ الْحَكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۚ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَى إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَمَتِّسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ فَلَمَّا بَهِرَّ لَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ مُؤَدِّنُ إِلَيْهَا الْعَبْدَ الْكَلِمَ لَسِرْقُونَ ۖ قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۖ قَالُوا نَفَقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۖ قَالُوا قَاتِلُوهُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْتُمُ النَّفْسَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سِرْقِينَ ۖ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۖ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وَجَدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۖ فَهَذَا بَأْسُ عَيْبِهِمْ قَبْلَ وَعَاةِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخَرُجَهَا مِنْ وَعَاةِ أَخِيهِ كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَن نَّشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۖ

اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ اُن کا سرمایہ واپس ان کو کر دیا گیا ہے۔ کہنے لگے کہ ابا ہمیں (اور) کیا چاہیے (دیکھیے) یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔ اب ہم اپنے اہل و عیال کے لئے پھر غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی تمکین کر دیں گے اور ایک بار شتر زیادہ لائیں گے (کہ) یہ غلہ (جو ہم لائے ہیں) تھوڑا ہے (۶۵)۔ (یعقوب نے) کہا کہ جب تک تم خدا کا عہد نہ دو کہ اس کو میرے پاس (صحیح سالم) لے آؤ گے میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجے گا۔ مگر یہ کہ تم گھیر لیے جاؤ (یعنی بے بس ہو جاؤ تو مجبوری ہے) جب انہوں نے اُن سے عہد کر لیا تو (یعقوب نے) کہا کہ جو قول و قرار ہم کر رہے ہیں اس کا خدا ضامن ہے (۶۶)۔ اور ہدایت کی کہ بیٹا ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔ اور میں خدا کی تقدیر تو تم سے روک نہیں سکتا۔ (بے شک) حکم اسی کا ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اہل توکل کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۶۷)۔ اور جب وہ اُن اُن مقامات سے داخل ہوئے جہاں جہاں سے (داخل ہونے کے لیے) باپ نے اُن سے کہا تھا تو وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی نہیں ٹال سکتی تھی۔ ہاں وہ یعقوب کے دل کی خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی تھی اور بے شک وہ صاحب علم تھے کیونکہ ہم نے اُن کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۶۸)۔ اور جب وہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تو جو سلوک یہ (ہمارے ساتھ) کرتے رہے ہیں اس پر افسوس نہ کرنا (۶۹)۔ جب اُن کا اسباب تیار کر دیا تو اپنے بھائی کے شلیحے میں گلاس رکھ دیا۔ پھر (جب وہ آبادی سے باہر نکل گئے تو) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ قافلے والو! تم تو چور ہو (۷۰)۔ وہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ (۷۱)۔ وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس کھو گیا ہے اور جو شخص اُس کو لے آئے اس کے لئے ایک بار شتر (انعام) اور میں اس کا ضامن ہوں (۷۲)۔ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم کو معلوم ہے کہ ہم (اس) ملک میں اس لئے نہیں آئے کہ خرابی کریں اور نہ ہم چوری کیا کرتے ہیں (۷۳)۔ بولے کہ اگر تم چھوٹے نکلے (یعنی چوری ثابت ہوئی) تو اس کی سزا کیا (۷۴)۔ انہوں نے کہا کہ

اس کی سزا یہ کہ جس کے شلیعے میں وہ دستیاب ہو وہی اس کا بدل قرار دیا جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں (۷۵)۔ پھر (یوسف نے) اپنے بھائی کے شلیعے سے پہلے اُن کے شلیعوں کو دیکھنا شروع کیا۔ پھر اپنے بھائی کے شلیعے میں سے اُس کو نکال لیا اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی (ورنہ) بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیتِ خدا کے سوا اپنے بھائی کو لے نہیں سکتے تھے۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے (۷۶)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۶۵) تا (۷۶)

(۶۵) (چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انھوں نے اپنے سامان اور پالانوں کو کھولا تو اس میں ان کے اناج کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کر دی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجیے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان و کرم آپ سے آکر بیان کیا ہے وہ جھوٹ نہیں اور یہ کہ قیمت کی واپسی کی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی اور ہم نے اناج کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلہ کے ساتھ ہمیں کو واپس کر دی گئی ہے یہ اس بادشاہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم پر مزید احسان و کرم ہے، یہ دیکھ کر حضرت یعقوب نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تمہیں اس طریقہ سے آزمایا ہے۔

یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور انہیں لوٹا دو (ان کے بیٹے کہنے لگے ایسے مہربان بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لیے اور راشن لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بنیامین کی بھی خوب دیکھ بھال کریں گے اور بنیامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ اناج کا اور لادیں گے یہ تو تھو اس اناج ہے اور تو بنیامین ہی کی وجہ سے ملے گا اور یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان سے اناج لے کر آئیں گے۔

(۶۶) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر! محض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بنیامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے کر آؤ گے ہاں اگر کوئی تم پر آسمانی آفت نازل ہو جائے یا یہ کہ سماوی یا دنیاوی مصیبت میں گھر جاؤ تو مجبوری ہے، چنانچہ جب وہ اللہ کی قسم کھا کر بنیامین کے واپس لانے کا اپنے باپ سے وعدہ کر چکے، تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہماری ان باتوں کا اللہ گواہ ہے۔

(۶۷) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا، بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا تمہارے بارے میں قدرت کے فیصلے کو تو تم سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بہر حال اسی کا چلتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر سب کو بھروسہ کرنا چاہیے یا کہ مومنین پر یہی واجب و ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر بد کا خوف ہوا کیوں کہ یہ سب بھائی خوبصورت شخصیت والے اور خوبصورت چہروں والے تھے اسی وجہ سے اس چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا۔

(۶۸) چنانچہ مصر پہنچ کر جس طرح کہ ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے، اور اس تدبیر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ان سے حکم الہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس تدبیر کے

بارے ایک خیال آیا تھا جس کو انھوں نے اپنے بیٹوں پر ظاہر کر دیا۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام بے شک بڑے عالم (اور حد و شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے کیوں کہ ہم نے ان کو احکام حدود و قضا و قدر تمام باتوں کا حکم دیا تھا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اس کی تصدیق کرتے تھے۔

(۶۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے اس سگے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ بٹھالیا اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں، یہ دوسرے تیسرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور برا بھلا کہتے رہے ہیں اس کا غم مت کرنا۔

(۷۰-۷۱) چنانچہ ان لوگوں کا اناج تول کر تیار کر دیا (اور بنیامین اور حضرت یوسفؑ کے باہم مشورہ سے) وہ پیالہ جس میں حضرت یوسفؑ پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ماپا کرتے تھے، بنیامین کے سامان میں رکھ دیا پھر ان کو روانگی کا حکم دیا اور ان کے پیچھے حضرت یوسفؑ نے اپنے ایک خادم کو بھیج دیا، اس نے پکارا کہ قافلہ والو تم ضرور چور ہو تو سب بھائی تلاشی لینے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔

(۷۲) وہ بولے ہم شاہی پیانہ کی تلاش میں ہیں جس سے بادشاہ پانی پیتا اور اناج ماپ کر دیتا ہے اور پیانہ سونے کا تھا اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے یہ کام میرے ذمہ لگایا ہے کہ جو اس پیانہ کو حاضر کرے اس کو ایک اونٹ کے برابر اناج ملے گا اور حضرت یوسفؑ کا خادم کہنے لگا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔

(۷۳) یہ لوگ بولے مصر والو اللہ کی قسم تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں آئے ہیں اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم نے اسے نہیں چڑایا۔

(۷۴-۷۵) حضرت یوسفؑ کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے مال میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہی چور ہے اور اس کے لیے چوری کی سزا ہے (یعنی تم اسے اپنا غلام بنالینا) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے۔

(۷۶) چنانچہ حضرت یوسفؑ کے نوکروں نے بنیامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لی ان میں وہ پیانہ نہیں ملا پھر آخر کار انہوں نے اس برتن کو بنیامین کے تھیلے سے برآمد کیا اس تلاش کرنیوالے نے بنیامین کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی فرمائے جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی۔ ہم نے یوسفؑ کی خاطر اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسفؑ کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعے عزت و کرامت عطا فرمائی۔ حضرت یوسفؑ اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہ لیں کیوں کہ بادشاہ کے قانون کے مطابق چور کی سزا تادیب اور قید تھی یا یہ کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔

اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا کیوں کہ اگر حضرت یوسفؑ کو اس

بات کا علم ہو جاتا کہ اللہ کی مرضی شاہی قانون ہی کے ذریعے سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے ہم جسے چاہتے ہیں فضیلت میں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے یہاں تک کہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔

قَالَ اِلٰہِ

يَسْرِقُ فَقَدْ سَرَقَ اخٌ لَّهِ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَرْهٰی یُوسُفُ فِيْ
نَفْسِهٖ وَلَمْ يَبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالَ اٰیَاتِنَا الْعِزُّ اِنَّ لَّهٗ اَبًا شَهِيدًا
كَبِيْرًا فَاَخَذَ اَحَدًا مَّا كَانَتْ اٰتَا تَرْكُ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنْ نَّأْخُذَ الْاَمْنَ وَجَدْنَا مَتَاعًا عِنْدَ الَّذِيْ
اِذَا الظَّالِمُوْنَ ۝ فَلَمَّا اسْتِيسُوا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا قَالَ
كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اٰبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوَدَّةً
مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَضْتُمْ فِيْ یُوسُفَ فَلَنْ
اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذُنَ لِيْ اَبِیْ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ
خَیْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اَرْجِعُوْا اِلٰی اٰیِبِكُمْ فَقُولُوْا یٰۤاَبَانَا اِنَّ
ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا وَاَنَا كُنَّا لَیْغِیْبٍ
حٰفِظِيْنَ ۝ وَسَّیْلَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِیْرُ
الَّتِیْ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ
لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبِّرْ حَتّٰی عَسٰی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ
بِهِمْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ
وَقَالَ یٰۤاَسْفٰی عَلٰی یُوسُفَ وَاَبِیْصَتْ عَیْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ
فَهُوَ كَظِیْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ یُوسُفَ حَتّٰی
تَكُوْنُ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنُ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا اَسْكُوْا
بِئْسَی وَحُزْنِیْ اِلٰی اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(برادران یوسف نے) کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کچھ عجب نہیں کہ) اسکے ایک بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں مخفی رکھا اور اُن پر ظاہر نہ ہونے دیا (اور) کہا کہ تم بڑے بد قماش ہو۔ اور جو تم بیان کرتے ہو خدا اُسے خوب جانتا ہے (۷۷)۔ وہ کہنے لگے کہ اے عزیز اسکے والد بہت بوڑھے ہیں (اور اس سے بہت محبت رکھتے ہیں) تو (اس کو چھوڑ دیجیے اور) اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ احسان کرنے والے ہیں (۷۸)۔ (یوسف نے) کہا کہ خدا پناہ میں رکھے کہ جس شخص کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا کسی اور کو پکڑ لیں۔ ایسا کریں تو ہم (بڑے) بے انصاف ہیں (۷۹)۔ جب وہ اس سے ناامید ہو گئے تو الگ ہو کر صلاح کرنے لگے۔ سب سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں تصور کر چکے ہو تو جب تک والد صاحب مجھے حکم نہ دیں میں تو اس جگہ سے ہٹنے کا نہیں یا خدا میرے لئے کوئی اور تدبیر کرے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۸۰)۔ تم سب والد صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ابا آپ کے صاحب زادے نے (وہاں جا کر) چوری کی۔ اور ہم نے تو اپنی دانست کے مطابق آپ سے (اس کے لئے آنے کا) عہد کیا تھا مگر ہم غیب (کی باتوں) کے (جاننے اور) یاد رکھنے والے تو نہیں تھے (۸۱)۔ اور جس بستی میں ہم (ٹھہرے) تھے وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس سے دریافت کر لیجیے۔ اور بات یعقوب سے آکر کہی تو) انہوں نے کہا (کہ حقیقت یوں نہیں

م (اس بیان میں) بالکل سچے ہیں (۸۲)۔ (جب انہوں نے

ہے) بلکہ یہ بات تم نے اپنے دل سے بنائی ہے تو صبر ہی بہتر ہے۔ عجب نہیں کہ خدا ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ بیشک وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۸۳)۔ پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے کہ ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج و الم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا (۸۴)۔ بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسف کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے تو یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے ۸۵۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے غم و اندوہ کا اظہار خدا سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۸۶)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۷۷) تا (۸۶)

(۷۷) حضرت یوسف کے بھائی کہنے لگے کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (بت کو چھپا کر توڑ دیا تھا تا کہ بت پرستی نہ ہو) حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کے جواب کو اپنے دل میں چھپا کر رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور دل میں کہا کہ تم تو اس چوری کے درجہ میں یوسف سے بھی زیادہ برا کام کر چکے ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف تم جس (بے بنیاد) بات کو منسوب کر رہے ہو اس کی حقیقت اللہ خوب جانتا ہے کہ ہم چور نہیں۔

(۷۸) جب بھائیوں نے دیکھا کہ انھوں نے بنیامین کو روک لیا ہے تو خوشامد کرنے لگے کہ ان کا بوڑھا باپ ہے اگر بنیامین کو ہم لے جائیں گے تو وہ خوش ہو گا سو اس کی جگہ آپ ہم میں سے ایک کو بطور ضمانت رکھ لیجیے اگر آپ ایسا کر لیں تو ہم پر آپ کا بڑا احسان ہو گا۔

(۷۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا نعوذ باللہ ہم گناہ گار کے بجائے بے گناہ کو روک لیں۔

(۸۰) چنانچہ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام سے امید ہی نہ رہی تو اس جگہ سے ہٹ کر سب باہم مشورہ کرنے لگے چنانچہ جو ان سب میں سب سے زیادہ عقل مند تھا اور جس کا نام یہود تھا کہنے لگا بھائیو تم جانتے نہیں کہ تمہارے والد نے بنیامین کے واپس لانے کے بارے میں تم سے پختہ عہد لیا تھا اور بنیامین سے قبل یوسف کے بارے میں تم اپنے باپ کے عہد و میثاق کی کس قدر کوتاہی کر چکے ہو سو میں تو سرزمین مصر سے نلتا نہیں یہاں تک کہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دے یا جب تک میرا باپ ان سے مجھے قتال کی اجازت نہ دے یا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کی واپسی کا سبب نہ پیدا کر دے اور اللہ اس مشکل کو خوب آسان کرنے والا ہے۔

(۸۱) پھر یہود نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے نے بادشاہ کے پیمانہ کی جو کہ سونے کا تھا چوری کر لی ہے اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمیں مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ چرائی ہوئی چیز بنیامین کے سامان میں سے ملی ہے۔

اور اگر ہم غیب کی باتوں سے واقف ہوتے تو ہم ان کو ہرگز اپنے ساتھ لے کر نہ جاتے اور رات کے وقت تو

ہم ان کی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انھوں نے کیا کیا۔

(۸۲) اور اگر یقین نہ ہو تو اس بستی والوں میں سے جو مصر ہی کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجیے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجیے جن میں شامل ہو کر ہم یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ قبیلہ کنعان کے کچھ لوگ آئے تھے اور ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ ساری بات بیان کر دی۔

(۸۳) یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ بات ممکن نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات نکال لی ہے لیکن میں صبر ہی کروں گا اور تم لوگوں سے کوئی شکایت نہیں کروں گا۔

مجھ کو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بنیامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو مجھ سے ملانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

(۸۴) اور ان سے الگ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور رنج و غم سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور وہ غم سے دل ہی دل میں گھٹا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان کی اولاد کہنے لگی خدا کے لئے آپ ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کی یاد میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

(۸۶) حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں کیوں کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روئیں قبض کی ہیں کہ ان میں یوسف علیہ السلام کی بھی روح قبض کی ہے، عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔



يَبْنِي اُذْ هَبُوا فَتَحَسُّوْا مِنْ يُوْسُفَ وَاٰخِيهِ وَلَا تَلْبِسُوْا
مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَأْتِيْشُ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
الْكٰفِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يَا اَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسْنَا
وَاَهْلَنَا الْقَرْ وَجِئْنَا بِضَاعَةٍ مُّزَجَّةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ
وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصِدِّقِيْنَ ۝ قَالَ
هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَتَلَسُّوْا بِمُوسُفَ وَاٰخِيهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ ۝
قَالُوْا عَرَانِكَ لَا نَتَّيْ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِي
قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مِنْ يُّثْقٰ وَيَصِيْرُ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اِثْرَكَ
اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِيْئِيْنَ ۝ قُلْ لَا تَلْمِزْ بَعْدَكُمْ
الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ ۝ اِذْ هَبُوا
بِقِيَصِيْ هٰذَا فَالْقَوُوهٗ عَلٰى وَجْهِ اٰمِيْ يٰ اَيُّهَا بَصِيْرًا
وَاُتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ
قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ
تُفِيْدُوْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝
فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
قَالُوْا يَا بَنٰٓءَ اِسْتَفْعِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِيْئِيْنَ ۝
قَالَ سَوْفَ اَسْتَفْعِرُ لَكُمْ رَفِيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبُوْهُ وَقَالَ اُدْخُلُوْا
مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِيْنَ ۝

بیٹا (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو
تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو کہ خدا کی رحمت سے
بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں (۸۷)۔ جب وہ یوسف
کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ عزیز ہمیں اور ہمارے اہل و عیال
کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں آپ
ہمیں (اس کے عوض) پورا غلہ دیجیے اور خیرات کیجیے کہ خدا خیرات
کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے (۸۸)۔ (یوسف نے) کہا تمہیں
معلوم ہے کہ جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف
اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ (۸۹)۔ وہ بولے کیا تم ہی
یوسف ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور (بنیامین کی
طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا
احسان کیا ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو خدا
نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۹۰)۔ وہ بولے خدا کی قسم خدا نے
تم کو ہم پر فضیلت بخش ہے اور بے شک ہم خطا کار تھے (۹۱)۔
(یوسف نے) کہا کہ آج کے دن (سے) تم پر کچھ عتاب
(ملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم
کرنے والا ہے (۹۲)۔ یہ میرا گرتہ لے جاؤ اور اسے والد
صاحب کے منہ پر ڈال دو وہ پینا ہو جائیں گے۔ اور اپنے تمام اہل
و عیال کو میرے پاس لے آؤ (۹۳)۔ اور جب قافلہ (مصر سے)
روانہ ہوا تو ان کے والد کہنے لگے کہ اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ (بوڑھا)
بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بو آ رہی ہے (۹۴)۔ وہ بولے کہ
واللہ آپ اسی قدیم غلطی میں (بتلا) ہیں (۹۵)۔ جب خوشخبری
دینے والا پہنچا تو گرتہ یعقوب کے منہ پر ڈال دیا۔ اور وہ پینا ہو
گئے (اور بیٹوں سے) کہنے لگے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ
میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے
(۹۶)۔ بیٹوں نے کہا کہ ابا ہمارے لیے ہمارے گناہ کی مغفرت

مانگیے۔ بے شک ہم خطا کار تھے (۹۷)۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ بخشنے
والا مہربان ہے (۹۸)۔ جب (یہ سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے تو (یوسف نے) اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا مصر میں
داخل ہو جائیے خدا نے چاہا تو خاطر جمع سے رہیں گے (۹۹)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۸۷) تا (۹۹)

(۸۷) اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹو! جاؤ یوسف علیہ السلام اور بنیامین کو تلاش کرو اور ان کی خبر
لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں
جو کافر ہیں۔

(۸۸) چنانچہ جب دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم اور ہمارے گھر والے قحط سے پریشان

ہیں۔ اور ہم کچھ کھوٹے سکتے لائے ہیں جن کے عوض نہ اناج مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں اور کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، جستہ الخضراء وغیرہ لائے ہیں اور عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، گھی وغیرہ لائے ہیں تو ہمیں اب بھی پورا اناج دے دیجیے جیسا کہ آپ نئے سکوں پر پورا اناج دیتے ہیں اور ان دونوں قیمتوں کے فرق اور ماپوں کے فرق کو ملحوظ نہ رکھیے بلکہ ہمیں خیرات سمجھ کر دے دیجیے بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔

(۸۹) یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام ان سے فرمانے لگے وہ بھی تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب کہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا۔

(۹۰) سوچ کر کہنے لگے کیا تم ہی یوسف ہو؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا سگ بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور تنگی میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب ضائع نہیں کرتے۔

(۹۱) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت فرمائی ہے اور جو کچھ تم نے کیا بے شک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔

(۹۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد میری طرف سے کوئی الزام نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔

(۹۳) اب تم جا کر میرے باپ کو بشارت دو اور میری یہ قمیص بھی لیے جاؤ اور یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص جنت سے آیا ہوا لباس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی جو تقریباً ستر اشخاص تھے میرے پاس لے آؤ۔

(۹۴-۹۵) چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی قمیص لے کر چل پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارد گرد کے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کو جھوٹ نہ سمجھو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑ پوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنی اسی خام خیالی پر قائم ہیں۔

(۹۶-۹۷) چنانچہ جب یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر ان کی سلامتی کی خوشخبری لے کر آ پہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا، فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کیجیے ہم بے شک گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے۔

(۹۸) حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارے لیے جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت مغفرت کی دعا کروں

گا بے شک وہ غفور الرحیم اور توبہ کرنے والوں پر مہربان ہے۔

(۹۹) چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیوں کہ ان کی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئی تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا کہ سب مصر چلیے اور وہاں انشاء اللہ دکن اور تکلیف سے امن میں رہیے۔

وَرَفَعَ أَبُو يُوْسُفَ عَلَى الْعَرْشِ

وَحَزُّوْا اِلَيْهٖ سَجْدًا ۖ وَقَالَ يٰۤاَبَتُ هٰذَا تَاوِيْلُ رُّءُيَايَ
مِنْ قَبْلُ ۚ قَدْ جَعَلْتُ لِيْ حِفْظًا ۚ وَكَدَّ احْسَنُ بِيْ ۚ اِذَا خَرَجْتُنِيْ
مِّنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْرِ ۚ وَمِنْ بَعْدِ اُنْ لَّزَعِ
الشَّيْطٰنِ يٰۤاَبَتُ ۚ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنْ لِّيْ اَطِيفٌ لِّسَانًا
ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ رَّبِّ قَدْ اَتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ
وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ قَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اَنْتَ وَلِيٌّ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوْفِىْ مُسْلِمًا ۚ وَالْحَقِيْقُ
بِالصُّلٰحِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذَا جُمِعُوْا اَمْرُهُمْ وَهُمْ يَنْكُرُوْنَ ۝
وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَنَاَسَلْنَاهُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اٰجِرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ رُبِّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَسْزُوْنَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝
وَمَلٰٓئِكُهُمْ اَكْثَرُ هُمْ بِاللّٰهِ اِلٰوَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا اِنْ تَاْتٰكُمْ
غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتٰهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً ۚ وَهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهِ سَبِيْلِيْ ۚ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى
بَصِيْرَةٍ ۚ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِ ۚ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى
ۚ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰتَقَوْا ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
حَتّٰى اِذَا اسْتَأْذَنَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُتِبَ عَلَيْهِمْ نَصْرُنَا
فَنَجَّيْ مَنْ نَّشَاءُ ۚ وَلَا يَرُدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَقَدْ
كَانَ فِىْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولٰٓئِى الْاَلْبَابِ ۚ اِنْ كَانِمْ خَدِيْثًا يُفْلَرٰى
وَلٰكِنْ تَصَدِّقُ الَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلُ كُلِّ شَيْءٍ
وَهَدٰى وَرَحْمَةً لِّلْقَوْمِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسف کے آگے سجدے میں گر پڑے اور (اس وقت یوسف نے) کہا ابا جان یہ میرے اُس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اسے سچ کر دکھایا۔ اور اُس نے مجھ پر (بہت سے) احسان کیے ہیں کہ مجھ کو جیل خانے سے نکالا۔ اور اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا آپ کو گاؤں سے یہاں لایا۔ بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے وہ دانا (اور) حکمت والا ہے (۱۰۰)۔ (جب یہ سب باتیں ہوئیں تو یوسف نے خدا سے دعا کی کہ) اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت سے بہرہ دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دُنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ تو مجھے (دُنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھایو اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کیجو (۱۰۱)۔ (اے پیغمبر) یہ اخبار غیب میں سے ہیں۔ جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور جب برادران یوسف نے اپنی بات سے اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم اُن کے پاس تو نہ تھے (۱۰۲)۔ اور بہت سے آدمی گوتم (کتی ہی) خواہش کر و ایمان لانے والے نہیں ہیں (۱۰۳)۔ اور تم ان سے اس (خیر خواہی) کا کچھ صلہ بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ (قرآن) اور کچھ نہیں تمام عالم کے لئے نصیحت ہے (۱۰۴)۔ اور آسمان اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ گزرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں (۱۰۵)۔ اور اکثر خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہیں (۱۰۶)۔ کیا یہ اس (بات) سے بے خوف ہیں کہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہو کر ان کو ڈھانپ لے یا اُن پر ناگہاں قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بٹھاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھو مجھ کر۔ میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بٹھاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔ اور خدا پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (۱۰۸)۔ اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے کیا ان لوگوں

نے ملک میں سیر (وساحت) نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا۔ اور متقیوں کے لئے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے کیا تم سمجھتے نہیں (۱۰۹)۔ یہاں تک کہ جب پیغمبرنا اُمید ہو گئے اور اُنہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات اُنہوں نے کہی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو اُن کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔ پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب (اُتر کر) گنہگار لوگوں سے بھرا نہیں کرتا (۱۱۰)۔ ان کے قصے میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل سے) بنالی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں اُن کی تصدیق (کرنے والا) ہے اور ہر چیز کی تفصیل (کرنے والا) اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۱۱۱)

تفسیر سورۃ یوسف آیات (۱۰۰) تا (۱۱۱)

(۱۰۰) اور وہاں پہنچ کر اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا اور عظمت کے غلبہ کے باعث والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پر ہوتا تھا جو کہ سلام کے قائم مقام تھا کہ کم تر باعزت کے اور نو جوان بوڑھے کے اور چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے ابا جان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دکھایا اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوادیا تھا پھر اللہ تعالیٰ آپ سب کو باہر سے لے آیا بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی اچھی تدبیر کر دیتا ہے کہ اس طریقے سے ہم سب کو دوبارہ ملانے والا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے والا اور جدا کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

(۱۰۱) اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جس کا رقبہ چالیس فرسخ (فاصلے کا ایک ماپ جو اٹھارہ ہزار فٹ ہوتا ہے) اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دنیا کا علم دیا اے آسمانوں اور زمین کے خالق آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق و محافظ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مجھے عبادت توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اور میرے آباؤ اجداد مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ سے جو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف علیہ السلام کے زمانے میں موجود نہ تھے، جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کے بارے میں تدابیر کر رہے تھے۔

(۱۰۳) اور خواہ آپ کبھی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہل مکہ میں سے اکثر آسمانی کتابوں اور اللہ کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔

(۱۰۴) اور محمد ﷺ آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو نہیں لیتے یہ قرآن تو تمام جنات اور انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(۱۰۵) اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں جیسا کہ چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ،

دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ انہیں جھٹلاتے ہیں۔

(۱۰۶) اور اکثر اہل مکہ جو دل میں اللہ کی عبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ وحدانیت خداوندی میں شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۷) کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الہی میں سے کوئی عذاب ان پر نازل ہو یا ان پر اچانک عذاب قیامت آپڑے اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

(۱۰۸) محمد ﷺ آپ ان اہل مکہ سے فرما دیجیے کہ ملت ابراہیمی ہی میرا طریق ہے میں لوگوں کو اللہ کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں۔ میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی اللہ کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ نہیں ہوں۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

البتہ جنت ان حضرات کے لیے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بھلائی کی چیز ہے۔

کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کو نہیں مانتے کہ گزشتہ قوموں پر جب انھوں نے رسولوں کو جھوٹا قرار دیا کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔

(۱۱۰) چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ان کی قوم جو وہ اللہ کا پیغام اپنی قوم کے پاس لے کر آئے تھے جھٹلانے پر تلی ہوئی ہے اور اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کذبوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی حالت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آپہنچے گا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور ان کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ملتا۔

(۱۱۱) حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھدار لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔ یہ قرآن کریم کوئی خود سے بنائی ہوئی بات تو نہیں بلکہ یہ توریت انجیل اور تمام آسمانی کتب کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت ہے۔

سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ فِي ثَلَاثِ أَرْبَعِينَ آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْمَثَرِ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ
بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَمِعَ السَّمْسُ وَالْقَمَرُ
كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يَدَّبُّ بِالْأَمْرِ فَيُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ
يَلْقَآءَ رَبَّكُمْ تَوْقِنُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي مَلَكَ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا
رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
يُغْشَى الْإِلَاقُ النَّهَارَ لَنْ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَفِي
الْأَرْضِ قَطْعٌ مُّتَبَعُورَاتٌ وَجَعَلَ مِنَ الْأَنْجَابِ وَزُرُوعًا وَنَخِيلَ
صُنُوفًا وَأَعْيُنَ صُنُوفٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفُصِّلُ بَعْضَهَا
عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝
وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ إِنْ أَكْثَرُوا ثَبَاءً إِنْ أَلْفٌ خَلَقَ
جَدِيدٌ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ الْأَعْلَى ۝
أَغْنَاهُمْ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ فِي ثَلَاثِ أَرْبَعِينَ آيَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اقمر (اے محمد ﷺ) یہ کتاب (الہی) کی آیتیں ہیں۔ اور جو
تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے۔ لیکن اکثر
لوگ ایمان نہیں لاتے (۱)۔ خدا وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر
آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے۔ پھر عرش پر جا
ٹھیرا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک ایک معاد معین تک
گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے (اس
طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار
کے روبرو جانے کا یقین کرو (۲)۔ اور وہی ہے جس نے زمین کو
پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے۔ اور ہر طرح کے میوؤں کی
دو دو قسمیں بنائیں وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے
والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں (۳)۔ اور زمین میں
کئی طرح کے قطعات ہیں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ اور
انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ بعض کی بہت سی شاخیں
ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا

ہے۔ اور ہم بعض میوؤں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۴)۔ اگر تم عجیب
بات سنی چاہو۔ تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار
سے منکر ہوئے ہیں۔ اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہو گئے اور یہی اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۵)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱) تا (۵)

یہ سورت پوری مکی ہے سوائے ان دو آیات کے وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا (الخ) اور وَيَقُولُ الَّذِينَ
كَفَرُوا (الخ) کیوں کہ یہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں تینتالیس آیات اور آٹھ سو پچپن کلمات اور تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں۔

(۱) یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے ہو اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔
یہ سورت (رعد) قرآن کریم کی آیات ہیں اور قرآن کریم جو حکم دیتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے
بالکل سچ ہے لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یہ ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ عرش پر تھا اور پھر عرش پر متمکن ہوا یعنی علم و قدرت کے اعتبار سے قریب و بعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں اور چاند و سورج کی روشنی کو انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہر ایک اپنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کے تمام کاموں کی نگرانی کرتے ہیں وہی تنزیل مصیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے یہ قرآن پاک اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم مرنے کے بعد کی تصدیق کرو۔

(۳) اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلا یا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں پیدا کیے اور نہریں جاری کیں اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو قسم کے پھل مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کیے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے دن کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لے آتا ہے۔

ان امور مذکورہ میں نشانیاں اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔

(۴) اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے ساتھ صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی جڑ ہے اور اوپر جا کر دس اور اس سے زیادہ اور کم جڑیں ہو جاتی ہیں اور بعض میں جڑیں جدا جدا نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی جڑ رہتی ہے۔ سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے، اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر وزن اور لذت میں فوقیت دیتے ہیں اور ان مڑوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لیے دلائل ہیں جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵) اے محمد ﷺ اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہو کر انھیں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو ان کافروں کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔



وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ
 قَبْلِهِمُ الْمَثَلَتُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى
 ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ
 كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ
 وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا يَغْ
 تَعِضُ الْأَرْحَامُ وَنَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِقَدَرٍ ۝ عَلِمُ
 الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ ۝ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسْرَعَ الْقَوْلُ
 وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِآيَاتِنَا وَسَارِبٌ بِأَتْنَاهَا ۝
 لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ
 أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا
 بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءَ أَفْلٍ مَرَدَلَةٍ ۝ وَاللَّهُمُّ
 مِنْ دُونِهِ مَنْ ۝ وَإِلَّا هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
 وَيُنَشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيَسْمِعُ الرِّعْدَ بِحُكْمٍ وَالْمَلِكَةُ
 مِنْ خِيفَتِهِ ۝ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ
 يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝
 لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ
 لَهُمْ شَيْءٌ إِلَّا كِبَاسُ طَيْفِهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَلَا وَهْوَ
 بِبَالِيهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝

اور یہ لوگ بھلائی سے پہلے تم سے بُرائی کے جلد خواستگار (یعنی طالب عذاب) ہیں حالانکہ اُن سے پہلے عذاب (واقع) ہو چکے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار لوگوں کو باوجود اُن کی بے انصافیوں کے معاف کرنے والا ہے۔ اور بے شک تمہارا پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے (۶)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوئی۔ سو (اے محمد ﷺ) تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لئے رہنما ہوا کرتا ہے (۷)۔ خدا ہی اُس بچے سے واقف ہے جو عورت کے پیٹ میں ہوتا ہے اور پیٹ کے شکم نے اور بڑھنے سے بھی (واقف ہے) اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ مقرر ہے (۸)۔ وہ دانائے نہاں و آشکار ہے سب سے بزرگ (اور) عالی مرتبہ (۹)۔ کوئی تم سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر۔ یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی میں) کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے (۱۰)۔ اُس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں۔ جو خدا کے حکم سے اُسکی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا (۱۱)۔ اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے (۱۲)۔ اور رعد اور اُسکے فرشتے سب اُس کے خوف سے اُس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔ اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ اور وہ خدا کے بارے

میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے (۱۳)۔ سو دمند پکارنا تو اسی کو ہے اور جن کو یہ لوگ اُس کے سوا پکارتے ہیں وہ اُن کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے۔ مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تاکہ (دور ہی سے) اُس کے منہ تک آپہنچے حالانکہ وہ (اس تک کبھی بھی) نہیں آسکتا اور (اسی طرح) کافروں کی پکار بے کار ہے (۱۴)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۶) تا (۱۴)

(۶) اے محمد ﷺ یہ لوگ بطور مذاق کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالاں کہ ان سے پہلے عقوبات کے واقعات گزر چکے جن کی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار ان مکہ کے کافروں کے شرک کو اگر یہ تو بہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو معاف کر دے گا اور جو شرک سے تو بہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار اس کو سخت سزا دے گا۔

(۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکریوں بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام پر معجزات نازل کیے گئے تھے۔ محمد ﷺ آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں اور ہر ایک قوم کے لیے نبی ہوتے چلے آئے۔ یا یہ کہ داعی جو ان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہوتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔

اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا ٹکنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے۔
(۹) اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جاننے والا ہے اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادۃ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند اور کوئی چیز نہیں۔

(۱۰) تم میں سے کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے۔
(۱۱) ہر ایک شخص کی حفاظت کے لیے کچھ فرشتے بھی مقرر ہیں۔ جن کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں اور دن کے چلے جاتے ہیں اور رات کے آجاتے ہیں کہ وہ خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں تقدیر کے مطابق ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت خود نہیں تبدیل کر دیتے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کر لیتا ہے تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور اللہ کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ہٹانے والا نہیں اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔
(۱۲) اور وہ تمہیں کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھاتا ہے کہ بارش سے مسافر کو اپنے ساز و سامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خواہش و امید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہو جائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کرتا اور ان کو بلند کرتا ہے۔

(۱۳) اور رعد فرشتہ اللہ کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کیے گئے ہیں اور دوسرے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے، سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ زید بن قیس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی آگ کے ذریعے ہلاک کیا اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گٹھی کے ذریعے

جو اس کی کوکھ میں نکلی تھی یعنی طاعون سے ہلاک کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جھگڑ رہے تھے حالاں کہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

شان نزول: اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُحْمِلُ (الخ)

طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ زید بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ میں آئے تو عامر کہنے لگا محمد ﷺ اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے وہ تمام حقوق حاصل ہو جائیں گے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں عامر کہنے لگا کیا آپ اپنے مرنے کے بعد امر نبوت کو میرے لیے نہیں کرے گے، آپ نے ارشاد فرمایا یہ چیز نہ تمہارے لیے ہو سکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لیے ہو سکتی ہے چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

عامر نے زید سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کر دوں گا اور تو (نعوذ باللہ) آپ کو تلوار سے ختم کر دینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے، عامر آ کر کہنے لگا محمد ﷺ آپ میرے ساتھ کھڑے ہوں میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے کہنے پر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر اس سے بات چیت کرنا شروع کر دی۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو دیکھا پھر آپ وہاں سے لوٹ آئے اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلے جب رتم پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے زید پر بجلی گرا کر اس سے جھلس دیا۔ تب اللہ نے اللہ یعلم سے شدید المِحَال تک یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کو رؤساء کفار میں سے ایک سردار کے پاس دعوت توحید کے لیے بھیجا تو وہ بد بخت کہنے لگا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے نعوذ باللہ، لوہے کا ہے یا پتیل کا یا چاندی کا ہے یا سونے کا، چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کر دیا، پھر آپ نے ان کو دوبارہ اور تیسری مرتبہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (الخ) یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔

ادھر زید بن قیس بد بخت نے تلوار سونپی جب اس بد بخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سو گیا۔ (۱۴) سچا پکارنا یعنی دین حق شہادۃ ان لا الہ الا اللہ اور یہی سچا پکارنا ہے اسی کے لیے خاص ہے، اللہ کے علاوہ اور

جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے، جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچاتا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہوتا کہ پانی اس کے منہ میں اڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح بتوں کی پوجا بھی اسے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظَلَمْتُمْ بِالِثْقَالِ
وَالْاَصَالِ ۝ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ اللّٰهُ
قُلْ اَفَاَتَمَذُّمٌ مِّنْ دُوْنِهٖ اَوْ لِيَاۤءٌ لَاۤ يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا
وَلَا ضَرًا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَسَالَتْ
اَوْدِيَةٌۭ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا
يُوْقَدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ
مِّثْلُهٗ ۚ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَاَمَّا
الرَّزْبَدُ فَيَذَّهَبُ جُفَاءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۚ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝
لِّلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ الْاَحْسَنُ ۚ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَهٗٓ اِنَّ لَهُمْ
عَذَابًا ۚ فَاِذَا رَءَوْا سُوءَ الْجَسَابِ وَمَا وَلَهُمْ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ وَلِلّٰهِ
اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنَ رَّبِّكَ الْحَقَّ ۚ كَمَنْ هُوَ اَعْلٰى اَنْ يَّتَذَكَّرَ
اَوْ لَوْ اَلْاَلْبَابُ ۚ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْاَيْمَانَ
وَالَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
وَيَخَافُوْنَ سُوءَ الْجَسَابِ ۝

اور جتنی مخلوقات آسمان اور زمین میں ہیں خوشی سے یا زبردستی سے خدا کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام (سجدے کرتے ہیں) (۱۵)۔ ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ خدا۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو (اپنے) نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں یا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے بھلا ان لوگوں نے جن کو خدا کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے خدا کی سی مخلوقات پیدا کی ہے۔ جس کے سبب ان کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہیں۔ کہہ دو کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکساں (اور) زبردست ہے (۱۶)۔ اسی نے آسمان سے مینہ برسا یا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آگیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ اس طرح خدا (صبح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو) (۱۷)۔ جن لوگوں نے خدا کے حکم کو قبول کیا ان کی حالت بہتر ہوگی۔ اور جنہوں نے اُس کو قبول نہ کیا اگر روئے زمین کے سب خزانے اُن کے اختیار میں ہوں تو وہ سب کے سب اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور (نجات کے) بدلے میں صرف کر ڈالیں (مگر نجات کہاں)؟ ایسے لوگوں کا حساب بھی بُرا ہوگا اور اُن کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۱۸)۔ بھلا جو شخص یہ جانتا ہو کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے کیا وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو غفلت میں ہیں (۱۹)۔ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے

ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے (۲۰)۔ اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُن کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں (۲۱)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۱۵) تا (۲۱)

(۱۵) اور اللہ ہی کے سامنے سب سر جھکائے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نماز میں مصروف ہیں جو کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مومن لوگ ہیں، آسمان والے خوشی سے جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری نہیں ہوتی اور زمین والے مجبوراً جھکائے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کو عبادت میں ناگواری ہوتی ہے یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے جھکائے ہوئے ہیں۔ اور اہل زمین سے جو لوگ سر جھکائے ہوئے ہیں۔ ان کے سائے بھی صبح و شام سرخم کیے ہوئے ہیں کہ صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب۔

(۱۶) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے کہئے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سوا گروہ جواب میں اللہ کہہ دیں تو ٹھیک ورنہ آپ ہی فرمادیجئے کہ اللہ خالق ہے پھر یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بنائے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے پر طاقت نہیں رکھتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان سے یہ بھی فرمادیجئے کیا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انھوں نے اللہ کے ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس واسطے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوئی جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں اور وہ واحد ہے اور اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے۔

(۱۷) اب اللہ تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم اتارا اور اس قرآن پاک میں حق اور باطل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا تو روشن دلوں نے اپنی وسعت اور اپنے نور کے اعتبار سے قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں جگہ دے لی اور اندھیرے والے دل اپنی باطل خواہشوں کے پیرو کار ہوئے۔

اور اس پانی کی طرح اللہ تعالیٰ دوسری مثال بیان فرماتے کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو دریائی جھاگوں کے اوپر جو میل کچیل اوپر آجاتا ہے، اسی طرح اس میں بھی آجاتا ہے تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لیے تپاتے ہیں اسی طرح حق سے

صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی اہل باطل نفع نہیں حاصل کر سکتے۔

اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آ جاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی نفع نہیں ملتا تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کارآمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پتیل ہے کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

(۱۸) یعنی جو دنیا میں تو حید کے قائل ہو گئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو تو حید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو ان کے پاس اگر تمام دنیا کی دولت ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو یہ سب کاسب اپنی جانوں کی رہائی کے لیے دے ڈالیں تب بھی ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا اور لوٹنے کا بُرا مقام ہے۔

(۱۹) جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مومن کافر کی طرح ہو سکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔

(۲۰-۲۱) اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائیگی کو ترک نہیں کرتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں یا رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں۔



وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ
بِالسِّنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عِزِّي الدَّارِ ۖ جَنَّتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا
وَمَن صَلَّحَ مِن آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ
يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ۖ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عِقَابِي الدَّارِ ۖ وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ
وَيَقْطَعُونَ نَأْمَرَ اللَّهِ بِهِ أَن يُوَصَّلَ وَيُفْسَدُونَ فِي الْأَرْضِ
أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۖ اللَّهُ يُبْطِلُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيُقَدِّرُ
وَيُخَوِّضُ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَبِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ الْأَمْتَاعُ ۖ
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ
يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن أَرَادَ ۖ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ
قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۖ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسَنُ مَا أَجَبُ ۖ

اور جو پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے بُرائی کو دُور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے عاقبت کا گھر ہے (۲۲)۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیکو کار ہوں گے وہ بھی (بہشت میں جائیں گے) اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے (۲۳)۔ (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے۔ اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے (۲۴)۔ اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اُس کو توڑ ڈالتے ہیں اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُن کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے اور اُن کے لئے گھر بھی بُرا ہے (۲۵)۔ خدا جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اور کافر لوگ دُنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں۔ اور دُنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلے) میں بہت تھوڑا فائدہ ہے (۲۶)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی کہہ دو کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف کا رستہ دکھاتا ہے (۲۷)۔ (یعنی) جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل یاد خدا سے آرام پاتے ہیں (اُن کو) اور سُن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں (۲۸)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اُن کے لئے خوش حالی عمدہ ٹھکانہ ہے (۲۹)۔

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۲۲) تا (۲۹)

(۲۲) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضا مندی کے خواہش مند رہ کر اس کے احکامات پر پوری طرح قائم رہتے ہیں اور پانچوں نمازوں کے پابند رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چھپ کر بھی اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے بھی صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی ان کے ساتھ بُرائی کرتا ہے تو اچھی بات اور حسن سلوک سے اس کو ٹال دیتے ہیں، مذکورہ صفات والے حضرات کے لیے جنت ہے اور ان حضرات کو کون سی جنت ملے گی اب اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۲۳-۲۴) کہ وہ جنت عدن ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا مقام ہے اور وہی انبیاء کرام صدیقین اور شہداء و صالحین کا ٹھکانہ ہے اور ان کے ماں، باپ، بیویاں اور اولاد جو مومن اور وحدانیت کے قائل ہوں گے اور اس

جنت میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے وہ اسی جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا ان کے پاس ہر ایک دروازے سے فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ تم ہر ایک مصیبت سے بچے رہو گے اور جنت اس صلہ میں ملی ہے کہ تم احکام خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لیے بہت اچھا انعام ہے۔

(۲۵) اور جو لوگ فرائض خداوندی کو ان کی تاکید اور پختگی کے بعد چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو ترک کرتے اور کفر و شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا اور آخرت میں بھی جہنم میں جائیں گے۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت و فراخی کر دیتا ہے اور یہ اس کی طرف تدبیر اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کی بھلائی اور درستگی وسعت و فراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بدترین چیز ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہو سکتی ہے اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لیے بہت بدترین بات ہو جائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر اترانے لگے اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش و عشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں سوائے تھوڑی سی پونجی کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا ساز و سامان۔

(۲۷) اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر یوں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر ان کی نبوت کی تصدیق کے لیے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کیے گئے۔

اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے پرواہ کر دیں جو اسی چیز کا مستحق ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اسے اپنے دین کی ہدایت کر دیتے ہیں۔

(۲۸) مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے اچھی طرح جان لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو بجالائے ایسے حضرات قابل رشک ہیں اور کہا گیا ہے کہ طوبی نام کا جنت میں ایک درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمیں جوڑے ہیں اور اس پر ہر رنگ کے پھل ہیں اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔

كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي

أَنَّهُ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ أَمْثَلُ أَمْثَلُوا عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ
يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ فِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
مَتَابٌ ۚ وَلَوْ أَن قُرْآنًا سَدَرْتُ بِهِ الْجِبَالَ أَوْ قَطَعْتُ بِهِ الْأَرْضَ
أَوْ كَلَّمْتُ بِهِ الْمَوْتَى بَلَّ اللَّهُ الْأُمُورَ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَأْتِ الْبُشَيْرَ الْأَمَنَاءَ
أَنْ يُؤَيِّدَ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسِ جَمِيعًا وَلَا يَزَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ
بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ
فِي اللَّهِ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۚ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَاكَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَالَّذِينَ
لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَثْمَرُ أَتَمَّ لَهُمْ فَنُفِئَ كَانَ عِقَابٌ ۚ أَفَمَن هُوَ أَقْبَمُ
عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَبْهَتُونَ مِنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا لُكُومُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ وَمَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ
لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَأَلَمُّ
مِّنَ اللَّهِ مَن وَاقٍ ۚ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أَكْلًا دَائِمًا وَظِلًّا تِلْكَ عُقْبَى
الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَن يُكَلِّمُ
بَعْضُهُمْ قُلُوبًا مَّا أُمِرْتُ أَنْ أُعْبِدَ اللَّهُ وَلَا أَشْرَكَ بِهِ إِلَيْهِ
أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبٌ ۚ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِن
اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ نَالِكَ مِنَ اللَّهِ
مَن ذُلٌّ وَلَا وَاقٍ ۚ

(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمد ﷺ) ہم
نے تم کو اُس اُمت میں جس سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں، بھیجا
ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر
سنادو۔ اور یہ لوگ رحمن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اُس
کے سوا کوئی معبود نہیں میں اُس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف
رجوع کرتا ہوں (۳۰)۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس کی تاثیر
سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردوں سے کلام کر سکتے (تو
یہی قرآن ان اوصاف سے مصحف ہوتا مگر) بات یہ ہے کہ سب باتیں
خدا کے اختیار میں ہیں تو کیا مومنوں کو اس سے اطمینان نہیں ہوا کہ اگر
خدا چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا۔ اور کافروں پر
ہمیشہ اُنکے اعمال کے بدلے بلا آتی رہے گی۔ یا اُن کے مکانات کے
قریب نازل ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آپہنچے۔ بے شک
خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے (۳۱)۔ اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے
ساتھ تسخیر ہوتے رہے ہیں تو ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر پکڑ لیا سو
(دیکھ لو کہ) ہمارا عذاب کیسا تھا (۳۲)۔ تو کیا جو (خدا) ہر تنفس کے
اعمال کا نگران (و نگہبان) ہے (وہ بتوں کی طرح بے علم و بے خبر ہو سکتا
ہے) اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ ان سے کہو
کہ (ذرا) ان کے نام تو لو۔ کیا تم اسے ایسی چیزیں بتاتے ہو جس کو وہ
زمین میں (کہیں بھی) معلوم نہیں کرتا یا (محض) ظاہری (باطل اور
جھوٹی) بات کی (تقلید کرتے ہو) اصل یہ ہے کہ کافروں کو اُن کے
فریب خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور وہ (ہدایت کے) رستے سے
روک لیے گئے ہیں۔ اور جسے خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت کرنے
والا نہیں (۳۳)۔ ان کو دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا
عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور اُن کو خدا (کے عذاب) سے کوئی بھی
بچانے والا نہیں (۳۴)۔ جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے

۔ اُس کے اوصاف یہ ہیں کہ اُس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اُس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اُس کے سائے بھی۔ یہ اُن
لوگوں کا انجام ہے جو سچی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (۳۵)۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اُس (کتاب) سے جو تم پر
نازل ہوئی ہے خوش ہوتے ہیں اور بعض فرقتے اس کی بعض باتیں نہیں بھی مانتے۔ کہہ دو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ خدا ہی کی عبادت کروں
اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ بناؤں۔ میں اُسی کی طرف نکلتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے (۳۶)۔ اور اسی طرح ہم نے اس
قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (ورائش) آنے کے کے بعد اُن لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے گئے تو خدا کے سامنے نہ
کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (۳۷)

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۲۰) تا (۲۷)

(۳۰) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں گزر چکی ہیں۔ آپ ان کو وہ قرآن حکیم پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان کذاب کے علاوہ (جو حرمین کے ساتھ مشہور ہے) کسی اور حرمین کو نہیں جانتے۔

اے محمد ﷺ آپ فرمادیجیے کہ حرمین تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے

اس پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا اور آخرت میں اسی کے پاس مجھے جانا ہے۔

(۳۱) اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے

اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم ﷺ سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کر دو اور اس مقام پر

پانی کے چشمے پیدا کر دو جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ نرم کر دیا گیا تھا اور جیسا کہ بقول آپ کے

حضرت سلیمان کے لیے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لیے بھی ہوا کو مسخر کر دو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے

جایا کریں اور پھر آجایا کریں اور جیسا کہ آپ کے حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مردوں

کو زندہ کر دو، سو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد ﷺ کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے

ذریعے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جاتے تو اس کے ذریعے سے زمین جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعے سے

مردہ زندہ کر دیے جاتے تو رسول اکرم ﷺ کے قرآن کے ذریعے سے ہوتیں بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا

اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے ان کے دل کو یہ بات نہ لگی

کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، آسمانی کتب اور رسولوں کے منکر یعنی کفار مکہ تو ہمیشہ

اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ان

کے شہر مکہ کے قریب عسفان تک نازل ہوتا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور اللہ

تعالیٰ وعدہ خلائی نہیں کرتے یعنی مکہ مکرمہ فتح ہو گا یا یہ کہ قیامت قائم ہوگی۔

شان نزول: وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ (النخ)

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر تم

اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بوڑھے جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے دکھلاؤ تا کہ ہم ان سے بات چیت کریں

اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے دور کر دو۔ اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے عطیہ عوفیؒ سے روایت کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم ﷺ سے کہا، کاش آپ ہمارے لیے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین وسیع ہو جاتی اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے جیسا کہ سلیمان علیہ السلامؑ اپنی قوم کے لیے زمین کو ہوا کے ذریعے کاٹ کر دیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لیے زمین کو کاٹ دیجئے یا ہمارے مردوں کو زندہ کر دیجئے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم کے لیے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(۳۲) اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ مذاق کرتی ہے، اسی طرح بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے مذاق کیا تو پھر اس مذاق کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا۔

(۳۳) تو کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے ہیں، اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ اگر یہ شرکاء بالفرض اللہ کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفع پہنچانے اور ان کی کارگزاریاں تو گناؤں، کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و نقصان کا مالک ہے یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پوجا کرتے ہو، بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال و افعال مرغوب معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔

(۳۴) یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے کئی گنا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جا کر پناہ حاصل کریں۔

(۳۵) اور جس جنت کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا جنت تو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے ہوگی اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

(۳۶) یعنی جن لوگوں کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن سلامؒ اور ان کے ساتھی تو وہ رحمان (اللہ تعالیٰ) کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔

اور ان یہودی میں بعض ایسے ہیں کہ سورہ یوسف اور رحمن (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصے کا انکار کرتے ہیں جس میں رحمن (اللہ تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (۳۷) اور اسی طرح ہم نے قرآن حکیم کو جبریل امین کے ذریعے اس طرح نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، عربی زبان میں اور بالفرض اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کی پیروی کرنے لگیں جبکہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا کھلا بیان پہنچ چکا ہے تو عذاب الہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قرہی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو یہ بیاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ ہر (حکم) قضاء (کتاب میں) مرقوم ہے (۳۸)۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے (۳۹)۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں دکھائیں (یعنی تمہارے روبرو ان پر نازل کریں) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں (یعنی تمہارے انتقال کے بعد عذاب بھیجیں) تو تمہارا کام (ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے (۴۰)۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور خدا (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اُس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے (۴۱)۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی (بہتری) چالیں چلتے رہے ہیں سو چال تو سب اللہ ہی کی ہے۔ ہر تنفس جو کچھ کر رہا ہے وہ اُسے جانتا ہے۔ اور کافر جلد معلوم کریں گے کہ عاقبت کا کمر (یعنی انجام محمود) کس کے لیے ہے (۴۲)۔ اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم خدا کے رسول نہیں ہو۔ کہہ دو کہ میرے درمیان خدا اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے گواہ کافی ہے (۴۳)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ

وَجَعَلْنَا لَهُمُ آيَاتٍ وَأُزُورًا ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ وَإِنْ مَا تُرِيدُكَ بَعْضُ الَّذِينَ نَعِدُ هُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يُمْسِكُهَا لِمَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْكُفْرُ بِجَمِيعٍ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَن عَقَّبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَمَن عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

تفسیر سورۃ الرعد آیات (۲۸) تا (۴۲)

(۳۸) اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں بھی

دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ آیت مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے میں مشغول نہ کرتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے خلاف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔ مترجم)۔ کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی خدا کے حکم کے بغیر لائے۔

(۳۹) اور ہر کتاب پر عمل کرنے کا اس کے ہاں ایک خاص وقت مقرر ہے اور فرشتوں کی عدالت میں سے جن باتوں پر ثواب و عذاب کچھ نہیں ہوتا، ان کو مٹا دیتے ہیں اور جن پر ثواب و عذاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ ان ہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔

(۴۰) اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر کچھ ہم آپ کی زندگی میں دکھا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے پہلے ہم آپ کو وفات دے دیں تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں کیوں کہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام الہی کا پہنچا دینا ہے اور ثواب و عذاب دینا تو ہمارا کام ہے۔

(۴۱) کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے لیے ان کی زمین کو چاروں طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علمائے کرام کے انتقال کرنے کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے یا یہ کہ جس وقت وہ ان سے حساب لینا شروع کرے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہوگا۔

(۴۲) اور ان کفار مکہ سے پہلے بھی اور لوگوں نے تدبیریں کیں جیسا کہ مردود وغیرہ اور اس کے ساتھی تو کچھ بھی نہ ہوا کیوں کہ ان سب کی تدابیر کی سزا اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے، نیک و بد جو نیکی اور برائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ نیک انجام یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

(۴۳) اور یہود وغیرہ پوچھ رہے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کے لیے کوئی گواہ لے کر آؤ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لیے کافی گواہ ہیں۔

اور یا یہ کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں کیوں کہ جس کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

سُورَةُ الْاٰنْكَرِ مَكِّيَّةٌ اَنْزَلْنَاهَا فِي الْاَوَّلِ مِنْ اٰيَاتِنَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الرَّاسِخَاتِ اُنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ
اِلَى النُّوْرِ فَاِذْ رَفَعْنَا رُوحَنَا اِلَى صِدْرِ اِلَیْهِ الْعَزِیْزِ الْحَبِیْبِ ۝۱ اللّٰهُ الَّذِیْ
لَهُ نَافِی السَّمَوَاتِ وَنَافِی الْاَرْضِ وَوِیْلٌ لِّلْكَافِرِیْنَ مِنْ
عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝۲ الَّذِیْنَ یَسْتَحْیَوْنَ الْحَیْوةَ الدُّنْیَا عَلٰی الْاٰخِرَةِ
وَصَدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۝۳ اُولٰٓئِكَ فِی ضَلٰلٍ
بَعِیْدٍ ۝۴ وَنَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَیْهِمْ اِلَّا بِلِسَانٍ قَوْیَةٍ لِّیُبَیِّنَ لَهُمْ
فَیضَ اللّٰهِ مِنْ اَمْرٍ ۝۵ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۶
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِآیٰتِنَا اَنْ اُخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى
النُّوْرِ وَذَكَرَهُمْ بِآیٰتِ اللّٰهِ اِنْ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۷
وَإِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اِذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ
اَنْجَاكُمْ مِنْ اِلٍ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُكُمْ سُوْمًا عَذَابٍ ۝۸
وِیْدَ یَحْنُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیَوْنَ نِسَآءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ
بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝۹ وَإِذْ قَاذَنَ رَبُّکُمْ لَیْسَ شَکْرُکُمْ بِ
لَا زِیْدٍ لَّکُمْ وَلَیْسَ کُفْرُکُمْ اِنْ عَذَبْنٰ لَشَدِیْدٌ ۝۱۰ وَقَالَ
مُوْسٰی اِنْ تَکْفُرُوْا اَلْعَذَابُ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۝۱۱ فَاِنْ
اللّٰهُ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝۱۲ اَلَمْ یَا تَکُمْ نَبِیُّ الدِّیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ
قَوْمٌ نُّوحٌ وَعَادٌ وَثَمُوْدٌ ۝۱۳ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِ هُمْ ذٰلَکَ
یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْا
اِیْدِیْهُمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْا اِنَّا کٰفِرٌ ۝۱۴ اِنَّا اَرْسَلْنَاهُمْ
وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝۱۵ قَالَتْ رُسُلُهُمْ
اَفِیْ اللّٰهِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْکُمْ
لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُوْخِرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی
قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَرِیْدُوْنَ اِنْ تَصُدُّوْنَآ
عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاتُّوْنَآ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۶

سُورَةُ الْاٰنْكَرِ مَكِّيَّةٌ اَنْزَلْنَاهَا فِي الْاَوَّلِ مِنْ اٰيَاتِنَا

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الْاٰنْكَرِ (یہ) ایک (پُر نور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس
لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف
لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل
تعریف (خدا) کے رستے کی طرف (۱)۔ وہ خدا کہ جو کچھ
آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ اور کافروں کے لئے
عذاب سخت (کی وجہ) سے خرابی ہے (۲)۔ جو آخرت کی نسبت دنیا
کو پسند کرتے اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکتے اور اس میں
کجی چاہتے ہیں۔ یہ لوگ پر لے سرے کی گمراہی میں ہیں (۳)۔
اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں
(احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا
ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا
ہے (۴)۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو
تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور اُن کو خدا کے دن یاد
دلاؤ۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو صابر و شاکر ہیں (قدرت خدا)
نشانیاں ہیں (۵)۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ خدا نے
جو تم پر مہربانیاں کی ہیں اُن کو یاد کرو جب کہ تم کو فرعون کی قوم (کے
ہاتھ) سے مخلصی دی۔ وہ لوگ تمہیں بُرے عذاب دیتے تھے اور
تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور عورت ذات یعنی تمہاری
لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی
طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی (۶)۔ اور جب تمہارے
پروردگار نے (تم کو) آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ
دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بھی)
سخت ہے (۷)۔ اور موسیٰ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور
جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی بے
نیاز (اور) قابل تعریف ہے (۸)۔ بھلا تم کو اُن لوگوں (کے

حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو اُن کے بعد تھے۔ جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

(جب) ان کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں (۹)۔ ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کے لیے) ایک مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ تمہارا یہ منشاء ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے بڑے جتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ) (۱۰)

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۱) تا (۱۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون آیات اور آٹھ سو اکتیس کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں۔

(۱) اَلرَّٰی - یعنی میں اللہ ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ ایک کتاب ہے جس کو جبریل امین کے ذریعے ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر سے ایمان کی طرف لائیں اور اس اللہ کے دین کی طرف دعوت دیں جو ایمان نہ لانے والوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔

(۲) تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملکیت ہیں اور ان کافروں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) اور لوگوں کو دین الہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور اس میں خمیدگی کے متلاشی رہتے ہیں یہ کفار حق اور ہدایت سے دُور اور کھلی گمراہی میں ہیں۔

(۴) اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الہی کو بیان کر دیں یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت دیتے ہیں اور وہی اپنے ملک اور سلطنت میں جو ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب ہے اور اپنے حکم اور فیصلہ میں اور گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، خفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلا لیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات یعنی اللہ کا عذاب اور اللہ کی رحمت یاد دلائیں بے شک ان مذکورہ باتوں میں اطاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لیے عبرتیں ہیں۔

(۶) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کیا گیا انعام یاد کرو جب کہ اس نے تمہیں فرعون اور اس کی قبیلہ قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے اور تمہارے چھوٹے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا یا یہ کہ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات دی اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔

(۷) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تمہیں کو اس بات سے باخبر کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے، تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے۔

(۸) اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب انسان ناشکری کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے اور وہ موحدین کے لیے اپنی حد ذات میں قابل تعریف صفات والے ہیں۔

(۹) کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح، قوم ہود اور قوم صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی خبر نہیں پہنچی کہ تکذیب کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے تو ان کفار نے جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے سامنے کر دیے اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم خاموش کر دیں گے اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب اور توحید دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلارہے ہو، ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

(۱۰) ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے وہی تمہیں توبہ کی طرف بلاتا ہے تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعے تمہارے زمانہ کفر کے گناہ معاف کر دے اور تمہاری عمر کی معین مدت تک تمہیں بغیر عذاب کی زندگی دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں بلکہ ہمارے جیسے ایک عام آدمی ہو، تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے، ہمیں ان سے روک دو تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔



قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ لَكُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَأْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللَّهِ وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ
وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا اَوْ نَعْبُدَنَّ عَلَىٰ
مَا آفَضْتَنَا وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ وَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ لَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا
فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ وَلَنَسْكَنَنَّكَ الْاَرْضَ
مِنْ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِثَ وَاسْتَغْنَوْا
وَنَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيبًا ۝۱۱ مِّنْ وَّرَآيِهِ جَهَنَّمُ وَاِيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ
صَدِيْقٍ ۝۱۲ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۝۱۳ وَمِنْ وَّرَآيِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝۱۴
الَّذِيْنَ كَفَرُوا اِبْرٰهِيْمَ اَعْمٰلُهُمْ كَوْمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِىْ يَوْمٍ
عَاصِفٍ لَا يَفْقِدُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ۝۱۵ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَشَآءُ
يَذْهَبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۶ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيْزٍ
وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰؤُا الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا
كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَاَنقَلِبْ اَنْتُمْ مُّعْتَدُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ
شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللَّهُ لَهٰدٰى لَكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجْرُ عَنَّا اَمْ
صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ ۝۱۷

پیغمبروں نے اُن سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں
لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان
کرتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم
کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں۔ اور خدا ہی پر
مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۱)۔ اور ہم کیونکر خدا پر بھروسہ نہ رکھیں
حالانکہ اُس نے ہم کو ہمارے (دین کے سیدھے) رستے بتائے ہیں
اور جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو اس پر صبر کریں گے۔ اور اہل توکل کو خدا
ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۲)۔ اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے
پیغمبروں سے کہا کہ (یا تو) ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے
یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ تو پروردگار نے اُن کی طرف
وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے (۱۳)۔ اور اُن کے بعد تم
کو اس زمین میں آباد کریں گے۔ یہ اُس شخص کے لئے ہے جو
(قیامت کے روز) میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور
میرے عذاب سے خوف کرے (۱۴)۔ اور پیغمبروں (نے خدا سے
اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا (۱۵)۔ اس کے پیچھے
دورخ ہے اور اُسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا (۱۶)۔ وہ اُس کو گھونٹ
گھونٹ پیے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اُسے
موت آرہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت
عذاب ہوگا (۱۷)۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا اُن
کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا
چلے (اور) اُسے اڑا لے جائے۔ (اسی طرح) جو کام وہ کرتے
رہے اُن پر اُن کو کچھ دسترس نہ ہوگی۔ یہی تو پر لے سرے کی گمراہی
ہے (۱۸)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر
سے پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے (۱۹)۔ اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں (۲۰)۔
اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے تو ضعیف (العقل متبع اپنے رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو
تمہارے پیرو تھے۔ کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب
ہم گھبراہیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لیے نہیں ہے (۲۱)۔

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۱۱) تا (۲۱)

(۱۱) ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے
اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرمادے۔

اور یہ بات ہمارے بس کی نہیں کہ ہم تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق کوئی کتاب اور معجزہ دکھاسکیں، بغیر اللہ کے حکم کے۔ ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا، سو تم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو تا کہ جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اس کو دیکھ لو۔

(۱۲) رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون سا امر باعث ہو سکتا ہے حالاں کہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور اطاعت خداوندی پر جو تم نے ہمیں کو اذیت پہنچائی، اس پر بھی صبر کرتے ہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

(۱۳) اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنے شہر سے نکال دیں گے یا یہ ہے کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو ہم ان سب کفار کو ہلاک کر دیں گے۔

(۱۴) اور ان کی ہلاکت کے بعد تمہیں ان کی سرزمین اور ان کے شہروں میں آباد رکھیں گے اور یہ وعدہ سکونت ہر اس شخص کے لیے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے ڈرے۔

(۱۵) اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی اور جتنے متکبر، سرکش اور حق و ہدایت سے گمراہ لوگ تھے، وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہوئے۔

(۱۶-۱۷) اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ ہے اور وہاں جو ان کے کھالوں سے لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لیے دیا جائے گا جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پیں گے اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کے غم و تکلیف کی آمد ہوگی یا یہ کہ ہر ایک گوشہ سے اس کو آگ پکڑے گی اور وہ اس عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں بلکہ اس لہو، پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا۔

(۱۸) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے، ان لوگوں نے حالت کفر میں جو اچھے کام کیے تھے، اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اڑا کر لے جائے، اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پاسکتے۔ یہ کفر اور غیر اللہ کے لیے اعمال کرنا یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے۔

(۱۹-۲۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں (یہاں مخاطب اپنے نبی کو کیا ہے مگر مقصود آپ کی قوم ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال و فناء کے لیے پیدا کیا ہے مکہ والو اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے یا موت دے دے اور ایک دوسری مخلوق پیدا کر دے جو تم سے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کی تم سے زیادہ فرمانبردار ہو اور یہ کرنا اللہ کے لئے بالکل مشکل نہیں اور بڑے درجے اور اچھے درجے کے لوگ سب اللہ کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجے کے لوگ بڑے درجے کے کافروں سے کہیں گے، ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ سردار کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تمہیں کو بھی اس کے دین کا راستہ بتاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ ضبط کریں اب ہمارے لیے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ

إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُمُونِي وَلَوْلَا أَنْفُسُكُمْ مَا آتَايَكُمُ الْكِتَابَ وَاللَّهُ يَصْرِفُ رَأْيِي كَقَدِّمْتُ بِنَاءَ اللَّهِ كُتُوبٌ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَأَوْدَحِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُؤْتِي أَكْثَرَهَا ثَمَرًا حِينَ يُرِيدُ رَبُّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۚ يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۖ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَهُمْ فِي الْقَرَارِ ۚ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْكَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَسْعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۚ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خِلَالٍ ۚ

جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک جو ظالم ہیں اُن کے لئے درد دینے والا عذاب ہے (۲۲) اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے وہ بیشکوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ وہاں اُن کو صاحب سلامت سلام ہوگا (۲۳)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں (۲۴)۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا (اور میوے دیتا) ہو۔ اور خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۲۵)۔ اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) زمین کے اوپر ہی سے اکھڑ کر پھینک دیا جائے۔ اُس کو ذرا بھی قرار (دشات) نہیں (۲۶)۔ خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) سچی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور خدا بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۲۷)۔ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا (۲۸)۔ (وہ گھر)

دوزخ ہے (سب ناشکرے) اس میں داخل ہو گئے اور وہ برا ٹھکانہ ہے (۲۹)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کیے کہ (لوگوں کو) اُس کے رستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اٹھا لو آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۰)۔ (اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اُس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں (۳۱)

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۲۲) تا (۳۱)

(۲۲) جب اہل جنت، جنت میں اور دوزخی، دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں

سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب، کتاب پل صراط میزان اعمال کے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے کہ جنت دوزخ حساب، کتاب، بعث بعد الموت، پل صراط، میزان اعمال کچھ نہیں ہوگا اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم تھے اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کر لیا۔

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تمہیں اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو کیوں کہ تم نے میری بات پر عمل کیا۔ نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تمہیں دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو۔ میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے اللہ کا شریک قرار دیتے تھے اور اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی، میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔ یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت پوری طرح ان کے دلوں تک اتر جائے گی۔

(۲۳) اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کو پوری طرح بجالائے ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

(۲۴-۲۵) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ مومن مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گہری ہوئی ہو، اسی طرح سچے مومن کا دل کلمہ لا الہ الا اللہ پر خوب قائم رہتا ہے اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی سچے مومن کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے اسی طرح سچے مومن ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے نفع اور تعریف میں یہ لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مومن کی حالت ہے۔

غرض کہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، سو اسی طرح مومن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح سچے مومن کا عمل، آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مومن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور بھلائی کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی مثال

لوگوں کو کلمہ توحید کے اوصاف بتانے کے لیے اس لیے بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور توحید خداوندی کے قائل ہوں۔

(۲۶) اور ناپاک کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو اس سے مراد حنظل ہے جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ مٹھاس، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے اور نہ مٹھاس اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح مشرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اس کو زمین میں ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لیے کوئی حجت نہیں ہوتی اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے، جس طرح کہ حنظل کے درخت کے ثبات اور قرار کے لیے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

(۲۷) جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے یا یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے اور وہی لوگ اصحاب ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الہ الا اللہ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت انھیں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اور ان مشرکین کو اللہ تعالیٰ کلمہ لا الہ الا اللہ سے دنیا میں بچلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں تب بھی ان کو اس پر ثبات نہیں عطا کرتا اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں اور بچلا نا اور ثابت قدم رکھنا یا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بہک جانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں۔

(۲۸-۲۹) اے محمد ﷺ کیا آپ کو ان کی خبر نہیں جنہوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا مراد اس سے بنو امیہ اور بنو مغیرہ ہیں جو بدر کے دن مارے گئے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں یا یہ کہ جہنم میں پہنچا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری اترنے اور رہنے کی جگہ ہے۔

شان نزول: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا (النح)

ابن جریرؒ نے عطاء بن یسارؒ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن مارے گئے۔

(۳۰) اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کے شریک قرار دے کر ان کی پوجا شروع کر دی تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔ اے محمد ﷺ آپ فرمادیجیے کہ مکہ والو اپنے کفر میں مت رہو پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(۳۱) اے محمد ﷺ میرے مومن بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع و سجود اور تمام آداب

اور اس کے تمام واجبات اور اہتمام کے ساتھ پابندی رکھیں اور جو ہم نے ان کو اموال دیے ہیں ان میں سے چھپا کر اور ظاہر کر کے صدقہ کیا کریں۔

قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کا فروموسن کسی کو کسی کی دوستی فائدہ مند نہ ہوگی ان خوبیوں کے مالک اصحاب رسول اکرم ﷺ ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَخُجَّ بِهِ
مِنَ الشَّجَرِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمْ الْفَلَکَ لِتَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ
بِاَمْرِہٖ وَسَخَّرَ لَكُمْ الْاَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
ذَآبِیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمْ الْیَلَّ وَالنَّهَارَ وَاشْکُرْ مِنْ کُلِّ مَا
سَآءَلْتُوْہٗ وَاِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْہَا اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۝۱ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ہٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَاَجْنِبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۲
رَبِّ اِنَّہُمْ اَضَلُّنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۝۳ فَمَنْ
تَّبِعَنِ فَاِنَّہٗ مِنْیَّ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ عَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ۝۴ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بُوَادِ غَیْرِ
ذِیْ زُرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لَیْقِیْمُوْا
الصَّلٰوۃَ فَاَجْعَلْ اَفْئِدَۃَ مِّنَ النَّاسِ تَلٰوِیَ الْیٰہِیْمُ
وَارْزُقْہُمْ مِّنَ الشَّجَرِ لَعَلَّہُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝۵ رَبَّنَا اِنَّکَ
تَعْلَمُ مَا نَخْفِیْ وَمَا نَعْلُنْ وَمَا یَخْفٰی عَلٰی اللّٰهِ مِنْ
شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝۶ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
وَهَبَ لِیْ عَلٰی الْکِبَرِ السُّعِیْلَ وَاَسْأَلُکَ اِنْ رِّقِّیْ لَسَبِیْعِ
الدَّعَآءِ ۝۷ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۝۸
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝۹ رَبَّنَا اغْفِرْ لِّیْ وَلِیَوَالِدِیْ
وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝۱۰

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے
مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے۔ اور
کشتیوں اور (جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تاکہ دریا (اور
سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان
کیا (۳۲)۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے لیے کام میں لگا دیا کہ
دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن
کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (۳۳)۔ اور جو کچھ تم نے مانگا
سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ
کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان
بڑا بے انصاف (اور) ناشکرا ہے (۳۴)۔ اور جب ابراہیم نے دُعا
کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ
بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش
کرنے لگیں بچائے رکھ (۳۵)۔ اے پروردگار انہوں نے بہت
سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور
جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے (۳۶)۔ اے
پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں
تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔ اے
پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان
کی طرف جھکے رہیں اور اُن کو میوؤں سے روزی دے تاکہ (تیرا)
شکر کریں (۳۷)۔ اے پروردگار جو بات ہم چھپانے اور ظاہر کرتے
ہیں۔ تو سب جانتا ہے اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں (نہ) زمین میں
نہ آسمان میں (۳۸)۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے بڑی عمر میں
اسماعیل اور اسحاق بخشے۔ بے شک میرا پروردگار دُعا سننے والا ہے
(۳۹)۔ اے پروردگار مجھ کو (ایسی) توفیق عنایت کر کہ نماز پڑھتا
رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دُعا
قبول فرما (۴۰)۔ اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجیو (۴۱)

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۲۲) تا (۴۱)

(۳۲) اب اللہ تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہر قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لیے پیدا کیا اور تمہارے لیے کشتیوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اللہ کے حکم اور اس کے ارادہ سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے لیے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ۔

(۳۳) اور قیامت تک کے لیے تمہارے نفع کے لیے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے۔

(۳۴) اور جو چیز تم نے مانگی وہ تمہیں دی، اب تمہارے لیے مانگنا مناسب نہیں رہا، کیوں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

(۳۵) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجیے کہ کوئی اس پر حملہ آور نہ ہو اور اس طور پر کہ خوف زدہ اس میں آکر پناہ حاصل کر سکے اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں اور آگ کی پوجا سے بچائے رکھے۔

(۳۶) کیوں کہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، یا ان کی پوجا سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔

سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے اس کی آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

(۳۷) ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسماعیل اور اس کی والدہ کو ایک ویران میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں اور آپ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو اور ہر سال اس کی زیارت کے لیے حاضر ہوں اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لیے دے دیجیے تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں۔

(۳۸) اے ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسماعیل کی محبت دل میں رکھیں اور اسحاق کی محبت کا اظہار کریں یا یہ کہ جو اسماعیل کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں اللہ تعالیٰ سے تو کوئی بھی نیکی اور برائی چھپی نہیں۔

(۳۹) تمام حمد اسی اللہ کے لیے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق عطا کیے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔

(۳۰) میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز قائم کرنے والا بنادیتے اور میری اولاد میں سے بھی یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت و سرفرازی عطا فرمائیے، پروردگار میری عبادت قبول و منظور فرما۔

(۳۱) اور میری اور میرے ماں باپ اور تمام مسلمانوں مرد و عورتوں کی مغفرت فرمائیے جس دن کہ حساب قائم ہوگا اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہوں گی تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کی برائیاں غالب ہوں گی، اس کے لیے دوزخ ہے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ

اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۚ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِينَ
رُغُوصِهِمْ لَا يَمُرُّونَ إِلَيْهِمْ طَرْفُئُهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْهَوَآءُ ۖ
وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ نَّجِبْ دَعْوَتَكَ وَتَتَّبِعِ
الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ تُكَلِّمَ قَوْمَ رَبِّ
وَسَكَنتُمْ فِي مَسْكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَبَيَّنَّ لَكُمْ كَيْفَ
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ۚ وَقَدْ نَكَّرْنَا لَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ
نَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ نَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۖ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ
مُخْلِفًا وَعِدَ رَسُولُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۚ يَوْمَ يُنَادِي
الْمُجْرِمِينَ يَوْمِئِذٍ مُّقْرِنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۚ سَرَّابِلُهُمْ مِّنْ قَطْرٍ
وَتَنَشُّ وَجُوهُهُمْ النَّارَ ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ
إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ هَذَا بَلَّغُ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَيَسْتَلْذُوا
أَنَّهُمْ هَوَالَهُ وَاحِدٌ وَلِيُنذِرُوا الْأَلْبَابَ ۚ

اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (۳۲)۔ (اور لوگ) سر اٹھائے ہوئے (میدان قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہونگے اور ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ نہ سکیں گی۔ اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہونگے (۳۳)۔ اور لوگوں کو اس دن سے آگاہ کر دو جب ان پر عذاب آجائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت عطا کرنا کہ ہم تیری دعوت (توحید) قبول کریں۔ اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو (اس حال سے جس میں تم ہو) زوال (اور قیامت کو حساب اعمال) نہیں ہوگا (۳۴)۔ اور جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے تم ان کے مکانوں میں رہتے تھے اور تم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کس طرح (کا معاملہ) کیا تھا۔ اور تمہارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (۳۵)۔ اور انہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں۔ اور انکی (سب) تدبیریں خدا کے ہاں (لکھی ہوئی) ہیں۔ گو وہ تدبیریں (ایسی غضب کی) تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں (۳۶)۔ تو ایسا خیال

نہ کرنا کہ خدا نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بے شک خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے (۳۷)۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (۳۸)۔ اور اس دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں (۳۹)۔ اُنکے کرتے

گندھک کے ہونگے اور ان کے منہوں کو آگ لپٹ رہی ہوگی (۵۰)۔ یہ اس لئے کہ خدا ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے (۵۱)۔ یہ (قرآن) لوگوں کے نام (خدا کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں (۵۲)

تفسیر سورۃ ابراہیم آیات (۴۲) تا (۵۲)

(۴۲) جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے، اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔

(۴۳) اور وہ بلانے والے کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھاتے ہوئے ہوں گے یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کیے ہوئے ہوں گے، شدت، گھبراہٹ اور خوف کے مارے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آئے گی اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے۔

(۴۴) آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعے سے اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا اور وہ بدر کا دن ہے یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرک کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے برابر ایک مدت اور ہم کو مہلت دے دیجیے، ہم تو حید کے قائل ہو جائیں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں اور حیات بعد الموت کچھ نہیں۔

(۴۵) حالاں کہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقہ سے وعدے و وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں۔

(۴۶) اور ان لوگوں نے رسولوں کو جھٹلانے میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں اور ان کی ان تدبیروں کی سزا اللہ تعالیٰ کے سامنے تھی اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔

(۴۷) اللہ تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے۔

(۴۸) جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی یعنی اس موجودہ حالت کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہو جائے گی اور اس میں کمی و زیادتی کر دی جائے گی اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کر دیا جائے گا اور آسمان اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے اور سب کے سب ایک اللہ کے روبرو پیش ہوں گے جو تمام مخلوق کو موت دینے

میں زبردست ہے۔

(۴۹-۵۰) اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے یا یہ کہ قطرین کے زرد کرتے نہایت ہی گرم ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لیے پیش ہوں گے۔

(۵۱) تاکہ اللہ تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے اور اللہ تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حساب و کتاب میں کوئی مشکل نہیں وہ جب حساب لینا شروع فرمائے گا بہت جلد حساب لے لے گا۔

یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام پہنچانے والا ہے یا یہ کہ لوگوں کے لیے اوامر و نواہی وعدے و وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے اور تاکہ قرآن کریم کے ذریعے سے عذاب سے ڈرائے جائیں اور تاکہ اس بات کا یقین اور اقرار کر لیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے اور تاکہ اس قرآن حکیم کے ذریعے سے دانشمند نصیحت حاصل کریں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّذِي تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ①

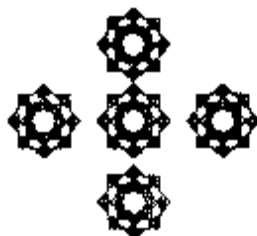
شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اقرآیہ (خدا کی) کتاب اور قرآن روشن کی آیتیں ہیں (۱)۔

تفسیر سورۃ الحجر آیت (۱)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ سو چون کلمات اور دو ہزار سات سو ستر حروف ہیں۔

(۱) میں ایسا اللہ ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک مکمل کتاب کی آیتیں ہیں اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے۔



رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذُرْهُمْ يَوْمَ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِيمُ الْأَمَلُ فَسُوفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝ نَا نَزَّلَ الْمَلَكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَيْعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ قَمَعْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّظِيرِينَ ۝ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مِنَ اسْتَرْقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَيْطَانٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَرْضُ مَدَدُ نَحْنُ وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَشْبَثْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مُوزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَالِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرِزْقَيْنَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ أَلَيْسَ لَنَا خِزْيَانَةٌ وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝

کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے (۲)۔ (اے محمد) اُن کو اُن کے حال پر رہنے دو کہ کھالیں اور فائدے اٹھالیں اور (طول) امل اُن کو (دنیا میں) مشغول کیے رہے عنقریب اُن کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا (۳)۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اُس کا وقت مرقوم و معین تھا (۴)۔ کوئی جماعت اپنی مدت (وفات) سے آگے نکل سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۵)۔ اور (کفار) کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر نصیحت (کی کتاب) نازل ہوئی ہے تو تو دیوانہ ہے (۶)۔ اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا (۷)۔ (کہہ دو) ہم فرشتوں کو نازل نہیں کیا کرتے مگر حق کے ساتھ۔ اور اس وقت اُن کو مہلت نہیں ملتی (۸)۔ بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے آتا رہی ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (۹)۔ اور ہم نے تم سے پہلے لوگوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے (۱۰)۔ اور اُن کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آتا تھا مگر وہ اُس کے ساتھ استہزا کرتے تھے (۱۱)۔ اسی طرح ہم اس (تکذیب و ضلال) کو گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں (۱۲)۔ سو وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور پہلوں کی روش بھی یہی رہی ہے (۱۳)۔ اور اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں (۱۴)۔ تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں محمور ہو گئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (۱۵)۔ اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو سجایا (۱۶)۔ اور ہر شیطان رائدہ درگاہ سے اسے محفوظ کر دیا (۱۷)۔ ہاں اگر کوئی چوری سے سُنتا چاہے تو چمکتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لپکتا ہے (۱۸)۔ اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ

دیے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اُگائی ۱۹۔ اور ہم ہی نے تمہارے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جن کو تم روزی نہیں دیتے اس میں معاش کے سامان پیدا کیے (۲۰)۔ اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں (۲۱)۔

تفسیر سورۃ الحجۃ آیات (۲) تا (۲۱)

(۲) کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان ہوتے اور جب کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے ہر مومن کو نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا اس وقت بھی کافر خواہش کرے گا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا۔

(۳) اے محمد ﷺ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجیے تاکہ وہ خوب کھالیں اور کفر و مال حرام میں خوب مزے اڑالیں اور لمبی لمبی آرزوئیں ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت میں ڈالے رکھیں، ان کو مرنے کے وقت اور قبر میں اور پھر

قیامت کے دن حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ ان کو کیا سزا ملے گی۔

(۴) اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے سب کی ہلاکت کے لیے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے۔

(۵) کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ اس وقت مقررہ سے پیچھے رہی ہے۔

(۶-۷) عبد اللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم ﷺ سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر تمہارے

مطابق بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنوں یا دیوانے ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے

پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے جو تمہارے رسول اللہ ﷺ ہونے کی گواہی دیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لیے نازل کیا

کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کیے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

(۹) اے محمد ﷺ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں

سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے یا یہ کہ ہم کفار اور

شیاطین سے رسول اکرم ﷺ کے محافظ ہیں۔

اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو پچھلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

(۱۱-۱۲-۱۳) اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انھوں نے مذاق نہ کیا، اسی طرح ہم یہ

جھٹلانا اور مذاق ان مشرکین مکہ والوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں جس کی بنا پر یہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم اور

نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے اور جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا

دستور پہلے لوگوں سے چلا آ رہا ہے اور قوموں کی تکذیب کے وقت اللہ تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان

پر نزول عذاب کا چلا آ رہا ہے۔

(۱۴-۱۵) اور اگر اہل مکہ کے لیے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کے لیے کوئی دروازہ کھول دیں اور فرشتوں کی

طرح یہ کفار دن کے وقت اوپر جانے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی تھی، بلکہ ہم

لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ہماری عقل جاتی رہی۔

(۱۶-۱۷-۱۸) اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لیے ایسے ستارے پیدا کیے جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں

میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور

آسمان کو ان ستاروں کے ذریعے ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے

کے لیے پہنچتے ہیں تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا

دینے والا روشن شعلہ لپکتا ہے۔

(۱۹) اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیے جو اسکے لیے میخیں ہو گئے اور

ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیزیں اور ہر قسم کے پھل ایک مقررہ مقدار سے اگائے یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پتیل وغیرہ۔

(۲۰) اور ہم نے تمہارے لیے زمین سے نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو پیدا کیں اور ان پر ندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچہ کو بھی روزی دی جن کو تم روزی نہیں دیتے۔

(۲۱) اور جتنی بھی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں۔

وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَاُنْزَلْنَا

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿۲۰﴾
وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُتَّقِينَ فِي الْإِسْلَامِ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْذِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَإِنَّ
رَبَّكَ هُوَ يُخْشِعُهُمْ وَإِنَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَبِآءٍ مُسْتَوِينَ ﴿۲۴﴾ وَالْجِبَانَ
خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السُّمُومِ ﴿۲۵﴾ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلَكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَبِآءٍ مُسْتَوِينَ ﴿۲۶﴾
فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَلَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي فَقُولِي لِصَاحِبِهِ
فَسَجِدِ لِلْمَلَكَةِ كُلُّهُمْ أَجْعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ ابْنُ أَنْ يَكُونَ
مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ الْأَنْتَ كُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿۲۸﴾
قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَبِآءٍ مُسْتَوِينَ ﴿۲۹﴾
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿۳۰﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ
الْعَذَابَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿۳۱﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ
يُبْعَثُونَ ﴿۳۲﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿۳۳﴾ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمُعْلَوِّ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَذِنَنَّ لَهُمْ فِي
الْأَرْضِ وَلَا أَغْوِيَهُمْ أَجْعِلْهُمْ أَجْعِلْهُمْ أَجْعِلْهُمْ أَجْعِلْهُمْ
الْمُخْلِصِينَ ﴿۳۵﴾ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۳۶﴾ إِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۳۷﴾

اور ہم یہ ہوا کیں چلاتے ہیں جو بادلوں کے پانی سے (بھری ہوئی) ہوتی ہیں (اور ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے) (۲۲)۔ اور ہم ہی حیات بخشے اور ہم ہی موت دیتے ہیں۔ اور ہم ہی (سب کے) وارث (مالک) ہیں (۲۳)۔ اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں (۲۴)۔ اور تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا۔ وہ بڑا دانا (اور) خبردار ہے (۲۵)۔ اور ہم نے انسان کو کھنکھاتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا (۲۶)۔ اور جنوں کو اس سے بھی پہلے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا (۲۷)۔ اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھاتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں (۲۸)۔ جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کر لوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا (۲۹)۔ تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے (۳۰)۔ مگر شیطان کہ اُس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا (۳۱)۔ (خدا نے) فرمایا کہ ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۳۲)۔ (اُس نے) کہا میں ایسا نہیں ہوں کہ انسان کو جس کو تو نے کھنکھاتے سڑے ہوئے گارے سے بنایا ہے سجدہ کروں (۳۳)۔ (خدا نے) فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے (۳۴)۔ اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت (برے گی)

(۳۵)۔ (اُس نے) کہا کہ پروردگار مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ (مرنے کے بعد) زندہ کئے جائیں گے (۳۶)۔ فرمایا تجھے مہلت دی جاتی ہے (۳۷)۔ وقت مقرر (یعنی قیامت) کے دن تک (۳۸)۔ (اُس نے) کہا کہ پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا (۳۹)۔ ہاں ان میں جو تیرے قلم بندے ہیں (اُن پر قابو چلنا مشکل ہے) (۴۰)۔ (خدا نے) فرمایا کہ مجھ تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے (۴۱)۔ جو میرے (قلم) بندے ہیں اُن پر تجھ کو کچھ قدرت نہیں (کہ اُن کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے (۴۲)

تفسیر سورۃ المجید آیات (۲۲) تا (۴۲)

(۲۲) اور ہم حسب حکمت بارش کو ایک مقررہ مقدار سے برساتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو درخت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر اس زمین پر پانی بہا کر تمہارے پینے کے لیے انتظام کرتے ہیں اور تم بارش نہیں برسا سکتے۔

(۲۳) اور ہم ہی حشر کے دن زندہ کریں گے اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان و زمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں۔

(۲۴) اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اول میں ہوں گے اور اسی طرح تمہارے بیٹے، پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو کچھ صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں۔

شان نزول: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْبِدِينَ (النخ)

امام ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تمام لوگوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حناء رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ اپنی بظلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں، اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے سہل بن حنیف انصاری سے آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۵) بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمالے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے اور ان کے حشر اور ثواب و عتاب کو جاننے والا ہے۔

(۲۶-۲۷) اور ہم نے آدم علیہ السلام کو بھتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا اور ابوالحسن کو آدم

اللہ سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔

(۲۸) اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو کہ زمین پر تھے اور تقریباً وہ دس ہزار تھے کہ میں ایک بشر کو بھتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گاڑے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔

(۲۹) سو جب میں اس کو پورا یعنی اس کے ہاتھوں پیروں، آنکھوں وغیرہ کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ تحیہ کرنا۔

(۳۰-۳۱) چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

(۳۲-۳۳-۳۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابلیس! میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کون سا امر مانع ہوا۔ کہنے لگا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا، اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل یا یہ کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس جگہ سے نکل جا، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔

(۳۵-۳۶-۳۷-۳۸) اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس نے کہا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجیے، اس مردود نے چاہا کہ موت کا مزہ بھی نہ چکھے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جا تجھ کو ایک معین وقت تک مہلت دی گئی۔

(۳۹-۴۰) کہنے لگا میرے رب آپ نے مجھ کو بحکم تکوین ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات و شہوات کو آراستہ کر کے لاؤں گا اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا سوائے آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یا سوائے موحدین کے۔

(۴۱-۴۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یا یہ کہ جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے، اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے اور یہ ایک پسندیدہ سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مومن بندوں پر تیرا ذرا بھی قابو نہیں چلے گا، البتہ جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں۔



وَأَنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿۱۴﴾
 سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ فَنُفِثَ مِنْهُمْ جُزْءٌ مِّمَّا سَوَّوْا ﴿۱۵﴾
 إِنَّ الشَّقِيقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعِیُونَ ﴿۱۶﴾ اُدْخُلُوا هَاسِلًا
 آمِنِينَ ﴿۱۷﴾ وَلَنُغْنِيَنَّكُمْ فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰی
 سُرُرٍ مُّقْتَبِلِينَ ﴿۱۸﴾ لَا يَسْأَلُهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا
 بِمُخْرَجِينَ ﴿۱۹﴾ تَبَتُّوا عَادِي أُتِيَ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۲۰﴾ وَأَنَّ
 عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَكْبَرُ ﴿۲۱﴾ وَتَبَتُّوا عَنْ حَنِيفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿۲۲﴾
 اُدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فَمَا لَوْ اسْلَمَا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجَلُونَ ﴿۲۳﴾
 قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ أَبَشْرُ تُنَوِّنُ
 عَلٰی أَن مَّسْنُونٍ الْكِبَرِ قَبْلَهُمْ تَبَشِّرُونَ ﴿۲۵﴾ قَالُوا بَشْرُكَ
 بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْفَاطِنِينَ ﴿۲۶﴾ قَالَ وَمَنْ يَقْطَعُ مِنْ
 رَحْمَةِ رَبِّي إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا
 الْمُرْسَلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِبِينَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا آلَ
 لُوطٍ إِنَّا لَنَجِّوهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿۳۰﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ
 بَنِي الْغَايِبِينَ ﴿۳۱﴾ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۲﴾ قَالُوا لَكُمْ قَوْمٌ
 مُّكَذِّبُونَ ﴿۳۳﴾ قَالُوا بَلْ جِنَّتُكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۴﴾
 وَآيَتُكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصِدْقُونَ ﴿۳۵﴾ فَأَنذَرْنَا بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنْ
 الْبَلِّ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَلَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ أَحَدٌ وَآمَضُوا
 حَيْثُ تَوَمَّرُونَ ﴿۳۶﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ
 مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿۳۷﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۸﴾

اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے (۳۳)۔ اس کے سات
 دروازے ہیں۔ ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں
 تقسیم کر دی گئیں ہیں (۳۴)۔ جو مٹتی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں
 ہوں گے (۳۵)۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور
 خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ (۳۶)۔ اور ان کے دلوں میں جو
 کدورت ہوگی اُس کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے (گویا)
 بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں
 (۳۷)۔ نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے
 جائیں گے (۳۸)۔ (اے پیغمبر) میرے بندوں کو بتادو کہ میں
 بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں (۳۹)۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی
 درد دینے والا عذاب ہے (۴۰)۔ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا
 احوال سنا دو (۴۱)۔ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو سلام کہا۔
 (انہوں نے) کہا کہ ہمیں تو تم سے ڈر لگتا ہے (۴۲)۔ (مہمانوں
 نے) کہا کہ ڈریے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری
 دیتے ہیں (۴۳)۔ (وہ) بولے کہ جب مجھے بڑھاپے نے آ پکڑا
 تو تم خوشخبری دینے لگے۔ اب کا ہے کی خوشخبری دیتے ہو (۴۴)۔
 (انہوں نے) کہا کہ ہم آپ کو سچی خوشخبری دیتے ہیں آپ مایوس نہ
 ہو جیے (۴۵)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ خدا کی رحمت سے (میں
 مایوس کیوں ہونے لگا اس سے) مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے
 (۴۶)۔ پھر کہنے لگے کہ فرشتو! تمہیں (اور) کیا کام ہے (۴۷)۔
 (انہوں نے) کہا کہ ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

(کہ اس کو عذاب کریں) (۴۸)۔ مگر لوط کے گھر والے کہ ان سب کو ہم بچالیں گے (۴۹)۔ البتہ انکی عورت (کہ) اس کے لیے
 ہمیں ٹھیرا دیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جائیگی (۵۰)۔ پھر جب فرشتے لوط کے گھر گئے (۵۱)۔ تو لوط نے کہا کہ تم تو نا آشنا سے لوگ ہو (۵۲)۔
 وہ بولے کہ (نہیں) بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں لوگ شک کرتے تھے (۵۳)۔ اور ہم آپ کے پاس یقینی
 بات لے کر آئے ہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۵۴)۔ تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے نکلیں اور خود ان کے پیچھے چلیں اور
 آپ میں سے کوئی شخص پیچھے نہ دیکھے۔ اور جہاں آپ کو حکم ہو وہاں چلے جائیے (۵۵)۔ اور ہم نے لوط کی طرف وحی بھیجی کہ ان
 لوگوں کی جڑ مچھ ہوتے ہوتے کاٹ دی جائے گی (۵۶)۔ اور اہل شہر (لوط کے پاس) خوش خوش (دوڑے) آئے (۵۷)

تفسیر سورۃ الصجر آیات (۴۲) تا (۶۷)

(۴۳-۴۴) تیری راہ پر چلنے والے سب لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے جس کے سات دروازے ہیں، بعض بعض سے نیچے ہیں جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے نیچا ہاویہ ہے ہر دروازہ سے جانے کے لیے ان کافروں میں سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

(۴۵-۴۶) کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ اور ان کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائیں گے جنت میں سلام اور تحیت اور موت اور زوال سے امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

شان نزول: اِنَّ الْمُتَّقِينَ (النخ)

ابوعلی نے سلمان فارسی ؓ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی وَإِنَّ جَهَنَّمَ (النخ)۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو کئی دن تک خوف سے بھاگے پھرے کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

پھر ان کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس نے تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اللہ سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

(۴۷-۴۸) اور دنیا میں آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کر دیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کے لیے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے۔

شان نزول: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ (النخ)

ابن ابی حاتم نے علی بن حسین سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تمیم، بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی جب یہ تینوں خاندان والے مشرف باسلام ہو گئے تو آپس میں اس قدر الفت و محبت ہو گئی کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی ؓ اپنا ہاتھ ان کی کوکھ پر رکھ کر اس کو کھجانے لگے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ

تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے۔

(۴۹) آپ میرے بندوں کو خبر کر دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کے لیے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے۔

شان نزول: نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي (الخ)

امام طبرانیؒ نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گزر رہا وہ ہنس رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو حالانکہ تمہارے سامنے جنت دوزخ کا تذکرہ ہو چکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجیے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے جس سے بنو شیبہ آیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ہنتا ہوا دیکھ رہا ہوں پھر آپ چل دیے، اس کے بعد پھر واپس لوٹ کر آئے۔

اور فرمایا کہ جب میں پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور کہنے لگے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو بلکہ ان کو اطلاع دے دو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں (الخ)۔

(۵۱-۵۲) آپ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دیجیے انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر ان کو سلام کیا جب انھوں نے حضرت ابراہیم کے ہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔

(۵۳) انھوں نے کہا ابراہیم ہم سے خوف زدہ مت ہوں کیوں کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا۔

(۵۴) کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو تو اس وقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔

(۵۵) فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں، آپ بڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔

(۵۶) حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

(۵۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب قرآن سے معلوم ہو گیا تو حضرت جبریل اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو

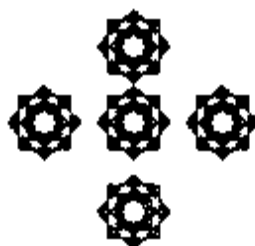
بتاؤ اب تمہیں کیا مہم درپیش ہے اور کس مقصد کے تحت آئے ہو؟

(۵۸-۵۹-۶۰) انھوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی حضرت لوطؑ کی قوم کو سزا دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں جنہوں نے برے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے مگر لوطؑ کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور دثاء اور ان کی اس بیوی کو جو نیکو کار ہے ہلاکت سے بچالیں گے سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

(۶۱-۶۲) چنانچہ حضرت جبریلؑ اور ان کے ساتھی خاندان لوطؑ کے پاس آئے اور وہ کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو۔

(۶۳-۶۴) ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے کیوں کہ یہ صورت سے آدمی تھے) اسی لیے فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، فرشتے بولے ہم آپ کے پاس عذاب لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہوگا۔

(۶۵-۶۶) سو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجیے اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے اور صعر (شام) کی طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوطؑ کو صعر جانے کا حکم دیا یا اور ہم نے لوطؑ کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جائے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سن کر جو کہ شکل سے آدمی تھے) شہر کے لوگ حضرت لوطؑ کے مکان پر اپنے ناپاک مقصد کے تحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔



(لوط نے) کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں (کہیں ان کے بارے میں) مجھے رسوا نہ کرنا (۶۸)۔ اور خدا سے ڈرو۔ اور میری بے آبروئی نہ کیجیو (۶۹)۔ وہ بولے کیا ہم نے تم کو سارے جہاں (کی حمایت و طرفداری) سے منع نہیں کیا (۷۰)۔ (انہوں نے) کہا اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) لڑکیاں ہیں (ان سے شادی کرلو) (۷۱)۔ (اے محمد ﷺ) تمہاری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش (ہو رہے) تھے (۷۲)۔ سو ان کو سورج نکلنے چٹکھانے آ پکڑا (۷۳)۔ اور ہم نے اس (شہر) کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر کھنکر کی پتھریاں برسائیں (۷۴)۔ بے شک اس (قہر) میں اہل فراست لے لیے نشانی ہے (۷۵)۔ اور وہ (شہر) اب تک سیدھے رستے پر (موجود) ہے (۷۶)۔ بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانی ہے (۷۷)۔ اور بن کے رہنے والے (یعنی قوم شعیب کے لوگ) بھی گنہگار تھے (۷۸)۔ تو ہم نے اُن سے بھی بدلہ لیا اور یہ دونوں شہر کھلے رستے پر (موجود) ہیں (۷۹)۔ اور (وادی) حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی (۸۰)۔ ہم نے اُن کو اپنی نشانیاں دیں اور وہ اُن سے منہ پھیرتے رہے (۸۱)۔ اور وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے (کہ) امن (و اطمینان) سے رہیں گے (۸۲)۔ تو چیخ نے اُن کو صبح ہوتے ہوتے آ پکڑا (۸۳)۔ اور جو کام وہ کرتے تھے وہ کچھ بھی اُن کے کام نہ آئے (۸۴)۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) اُن میں ہے اُس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آ کر رہے گی تو تم (ان لوگوں سے) اچھی طرح سے درگزر کرو (۸۵)۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار ہی (سب کچھ) پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے (۸۶)۔ اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دُہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۃ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے (۸۷)۔ اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو (فوائد دنیاوی سے) متمتع کیا ہے تم اُن کی طرف (رغبت سے) آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ اُن کے حال پر تاسف کرنا اور مومنوں سے خاطر تواضع سے پیش آنا (۸۸)۔ اور کہہ دو کہ میں تو اعلانیہ ڈر سنانے والا ہوں

قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضِئِفٌ فَلَا تَقْضَحُونُ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزُونُ ۖ قَالُوا أَوَلَمْ نُنْهِكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۖ قَالَ هَؤُلَاءِ بَلَوٌ إِنْ كُنْتُمْ فَعَالِينَ ۖ لَعَنُوا اللَّهَ لَعْنًا كَثِيرًا سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۖ فَأَخَذَ تِلْكَ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۖ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارًا مِّن سِجِّيلٍ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَن يَتَوَسَّلِينَ ۖ وَأَنَّهُ السَّيْلُ مُقِيمٌ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنْ كَانُ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَطَالِمِينَ ۖ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَأَنَّهُمَا لِيَا مَأْمُورِينَ ۖ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ۖ وَأَتَيْنَاهُم آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۖ وَكَانُوا يَنْجِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا أَمِينِينَ ۖ فَأَخَذَ تِلْكَ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۖ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۖ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ۖ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ النُّجُومِ ۖ وَالتَّوْرَانَ الْعَظِيمَ ۖ لَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ ۖ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۖ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِبِينَ ۖ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۖ فِي رَبِّكَ لَنَسْتَلْهُمْ أَجْعِلُنَّ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُسْرِكِينَ ۖ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۖ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۖ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۖ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۖ

(۸۹)۔ (اور ہم ان کفار پر اسی طرح عذاب نازل کریں گے) جس طرح اُن لوگوں پر نازل کیا جنہوں نے تقسیم کر دیا (۹۰)۔ یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (۹۱)۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم اُن سے ضرور رہنمائی کریں گے (۹۲)۔ اُن کاموں کی جو وہ کرتے رہے (۹۳)۔ پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو (۹۴)۔ ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں (۹۵)۔ جو خدا کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ سو اُن کو (ان باتوں کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۹۶)۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے (۹۷)۔ تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور (اس کی) خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو (۹۸)۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تمہاری موت (کا وقت) آجائے (۹۹)

تفسیر سورۃ الحجر آیات (۶۷) تا (۹۹)

(۶۸-۶۹-۷۰) حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں، سو مجھ کو ان کے سامنے شرمندہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو وہ بولے اے لوط علیہ السلام کیا ہم آپ کو مسافروں کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔

(۷۱) لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کر دوں۔

(۷۲) اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت میں مدہوش تھی ان کو کچھ نہیں نظر آ رہا تھا۔

(۷۳-۷۴-۷۵) چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے پکڑا اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ نیچے کر دیا اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور پھر ان لوگوں پر اور ان مسافروں پر آسمان سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لیے چند نشانیاں اور عبرتیں ہیں۔

(۷۶-۷۷) اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں جس پر ہر وقت لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے اور ان کی ہلاکت میں اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے۔

(۷۸-۷۹) اور بنو لے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی بڑے مشرک تھے سو ہم نے ان پر عذاب نازل کر کے ان سے دنیا میں بدلہ لیا اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں اور اس سے لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے۔

(۸۰-۸۱) اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی حضرت صالح اور تمام رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں

یعنی اونٹنی وغیرہ دیں، سودہ لوگ انھیں جھٹلاتے رہے۔

(۸۲) اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے وقت سے امن میں رہیں یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں۔

(۸۳-۸۴) سوان کو صبح کے وقت ان پر عذاب خداوندی نازل ہوا اور ان کے قول و فعل اور غیر اللہ کی پرستش عذاب الہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔

(۸۵) اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو آپ خوبی کے ساتھ انھیں معاف کیجیے۔ یہ آیت، آیت قال کے ساتھ منسوخ ہے۔

(۸۶) آپ کا پروردگار مومن و کافر سب کو قیامت کے دن زندہ کر دے گا اور ان کے ثواب و عذاب کا وہ بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔

(۸۷) یعنی قرآن کریم کی سورہ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہیں یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے۔ چنانچہ اس میں امر، نہی، وعد، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہو گا اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور صفت ہیں اور قرآن عزیز و عظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل نازل کی کہ جنھوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔

(۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴) اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نصیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبت سے اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں کیوں کہ ہم نے آپ کو نبوت و اسلام اور قرآن کریم کے ذریعے سے جو اعزاز و اکرام عطا کیا ہے، وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے اور مسلمانوں پر شفقت کیجیے اور ان پر مہربان ہو جائیے اور فرما دیجیے کہ میں تمہیں ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔

جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابو جہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلہ بن ابی سفیان، عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنھوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو، بعض نے شعر اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات اور بعض نے کہا تھا کہ آپ نے یہ خود تراش لیا ہے۔

لہذا اے محمد ﷺ میں کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے یا یہ کہ کلمہ لا الہ

الا اللہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے، آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجیے۔
(۹۵-۹۶) اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انھوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کر دیں گے، سو ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر نیا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ بد بخت پانچ تھے چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا اور وہ اسی جگہ فوراً مر گیا۔
اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھالی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بد بخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔

اور اسود بن عبدالمطلب کا سر حضرت جبریلؑ نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹوں سے ٹکر دیا اور وہ اسی سے مر گیا اور اسود بن عبد یغوث سخت گرمی میں باہر نکلا تو اس کو زہر چڑھ گیا جس سے جھشی کی طرح سیاہ فام ہو گیا اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا تو اس نے اپنا سر دروازہ پر مارا اسی سے مر گیا، اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔
اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مر گیا، اللہ تعالیٰ ان بد بختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرنے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد ﷺ کے پروردگار نے مار ڈالا۔

شان نزول: اِنَّا كَفَيْنَاكَ (النح)

بزار، طبرانیؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا ہوا تو وہ بد بخت آپ کی گدی میں کوٹے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریلؑ رہتے ہیں، چنانچہ حضرت جبریلؑ امین نے اپنی انگلی سے ایک کوٹہ مارا جو ان کے جسموں میں ناخن کی طرح لگا اور اس سے ایسے بد بودار زخم ہوئے کہ کوئی ان کے قریب بھی نہ جاسکتا (اور اسی حالت میں مر گئے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم ہی کافی ہیں۔

(۹۷-۹۸-۹۹) اور یہ کفار جو آپ کو جھٹلاتے ہیں اور معاذ اللہ آپ کو شاعر کا ہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دکھی ہوتے ہیں، سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیے اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آجائے۔

مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶} مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶} مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶}

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنِّي أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ نَسْفُحْنَهُ وَتَقْلُ عَنَّا شِرْكَوْنَ ۝
يُنْزِلُ الْمَلِكَةُ بِالزُّوجِ مِنْ أَمْرِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَالْقَوْمِ ۝ خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَقْلُ عَنَّا شِرْكَوْنَ ۝ خَلَقَ
الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَنفَالِ
خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفٌّ وَمُنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝
وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرْجَوْنَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝
وَتَحْمِلُ أَوْثَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ
الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَعُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلِ وَالْإِبَالِ
وَالْحَبِيرِ لِزُرْكُوبَاهَا وَزِينَةٍ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝
وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَايزٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
أَجْمَعِينَ ۝

ج

مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶} مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶} مَنْ فِي النَّحْلِ {۱۶}

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
خدا کا حکم یعنی (عذاب گویا) آہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے
جلدی مت کرو۔۔۔ یہ لوگ جو (خدا کا) شریک بناتے ہیں وہ اس
سے پاک و بالاتر ہے (۱)۔ وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم
سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ
(لوگوں کو) بتادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ ہی سے ڈرو
(۲)۔ اُسی نے آسمانوں اور زمین کو مٹی پر حکمت پیدا کیا۔ اس کی
ذات ان (کافروں) کے شرک سے اونچی ہے (۳)۔ اسی نے
انسان کو نطفے سے بنایا مگر وہ اُس (خالق) کے بارے میں اعلانیہ
جھگڑنے لگا (۴)۔ اور چار پایوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا۔ ان میں
تمہارے لئے جزاؤں اور بہت سے فائدے ہیں۔ اور ان میں سے
بعض کو تم کھاتے بھی ہو (۵)۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے)
لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے
تمہاری عزت و شان ہے (۶)۔ اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم
زحمت شاقہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے

ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (نہایت) شفقت والا (اور) مہربان ہے (۷)۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ
تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لئے) رونق و زینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں (۸)۔ اور
سیدھا راستہ تو خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اور بعض رستے ٹیڑھے ہیں (وہ اُس تک نہیں پہنچتے) اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے رستے پر
چلا دیتا (۹)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۲) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان چار آیات کے، وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا، وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ،
ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا، وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ (الخ) یہ چاروں آیات مدنی ہیں۔
اس سورت میں ایک سواٹھائیس آیات اور ایک ہزار آٹھ سواکتالیس کلمات اور چھ ہزار سات سو سات
حروف ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الخ) اور اقْتَرَبَتِ
السَّاعَةُ نازل ہوئی تو کچھ زمانہ تک جتنا کہ خدا کو منظور تھا یہ کفار کے رہے اور کچھ نہیں بولے، اس کے بعد انہوں نے
کہا اے رسول اللہ ﷺ وہ عذاب کب آئے گا جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آپ پہنچا، رسول اکرم ﷺ تشریف

فرماتے یہ سمجھ کر کہ ابھی عذاب نازل ہو رہا ہے، گھبرا کر کھڑے ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عذاب کے اترنے کی جلدی مت کرو، تب رسول اکرم ﷺ بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے کہ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ اس کا کوئی شریک۔

شان نزول : اَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ (النخ)

ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت آیت کا یہ حصہ اتر۔ اَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ (النخ) نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اگلا حصہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ نازل کیا تو سب خاموش ہو گئے۔ عبد اللہ بن امام احمدؒ نے زوائد الزہد میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوبکر بن ابو حفصؒ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کا حکم آپہنچا تو سب سن کر کھڑے ہو گئے، پھر اگلا حصہ نازل ہوا یعنی سو تم جلدی نہ کرو۔

(۲) اللہ تعالیٰ جبریل امین اور دوسرے فرشتوں کو نبوت و اسلام یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں یعنی رسول اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام پر نازل فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو خبردار کرو اور قرآن حکیم پڑھ کر ان کو سناؤ تاکہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ میرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، سو وہ میری ہی اطاعت کریں اور مجھ ہی سے ڈرتے رہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اللہ کے لیے یا یہ کہ زوال و فنا کے لیے بنایا اس کی ذات ان بتوں وغیرہ کے شرک سے پاک ہے۔

(۴) اور انسان کو یعنی ابی بن خلف جہنمی کو سڑے ہوئے نطفہ سے بنایا پھر وہ یکا یک باطل کی حمایت میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور کہنے لگا کہ ہڈیاں جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو پھر ان کو کون زندہ کرے گا۔

(۵-۶-۷) اور اسی نے چوپایوں یعنی اونٹوں کو بنایا کہ اس کی کھال کا پوستین اور بالوں کا کمبل بنتا ہے سواری اور دودھ وغیرہ کے علاوہ اور بھی منافع ہیں اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے۔ جب کہ ان کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو اور جب کہ صبح کو ان کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو۔

اور وہ تمہارے سامان اور خوشوں کو لاد کر مکہ تک لے جاتے ہیں جہاں تم جان کو محنت میں ڈالے بغیر خود بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا پروردگار ایمان والوں پر بڑا شفیق اور تم سے عذاب کے موخر کرنے میں رحیم ہے۔

(۸) اور اللہ تعالیٰ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تم ان پر سوار ہو اور تمہاری زینت و خوشی کے لیے بھی ان کو پیدا کیا اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں اور جو تمہارے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔

(۹) اور خشکی و تری میں اللہ تعالیٰ ہی راستہ دکھاتا ہے اور بعضے راستے ٹیڑھے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے مقصود تک

رسائی ممکن نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خشکی و تری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔

یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت و توحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت و مجوسیت کی طرح میڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی طرف ہدایت عطا فرما دیتا۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسَيُّونَ ۝ يَنْبُتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعُ وَالزَّيْتُونُ وَالنَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِ رَبِّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاجِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَالْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَانْهَارًا مَّسْبُورًا ۚ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَالِمُ السَّجُورِ ۚ هُمُ يَنْتَدُونَ ۝ أَفَنُفِخَ كَسْفٌ ۚ لَا يَخْلُقُ أَفْلَاقًا تَدْكَرُونَ ۝ وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۚ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝ لَاجِرُهُمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سَائِرُونَ وَمَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا نُجَىٰ لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۝

وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چار پایوں کو چراتے ہو (۱۰)۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اُگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لئے اس میں (قدرت خدا کی بڑی) نشانی ہے (۱۱)۔ اور اسی نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لئے انہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۱۲)۔ اور جو طرح طرح کے رنگوں کی چیزیں اُس نے زمین میں پیدا کیں (سب تمہارے زیر فرمان کر دیں) نصیحت پکڑنے والوں کے لئے اس میں نشانی ہے (۱۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس لیے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم خدا کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ اس کا شکر کرو (۱۴)۔ اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے کہ تم کو لیکر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور راستے بنادے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جا سکو (۱۵)۔ اور (راستوں میں) نشانات بنادے اور لوگ ستاروں سے بھی رستے معلوم کرتے ہیں (۱۶)۔ تو جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے۔ کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کر سکے تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۱۷)۔ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۸)۔ اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب سے خدا واقف ہے (۱۹)۔ اور جن لوگوں کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود ان کو اور بناتے ہیں (۲۰)۔ (وہ)

لاشیں ہیں بے جان۔ ان کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اٹھائے کب جائیں گے (۲۱)۔ تمہارا معبود تو اکیلا خدا ہے۔ تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل انکار کر رہے ہیں اور وہ سرکش ہو رہے ہیں (۲۲)۔ یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں خدا ضرور اس کو جاننا ہے۔ وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا (۲۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰) تا (۲۳)

(۱۰) وہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ جس نے تمہارے لیے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تمہیں کو اس کے ذریعے سے پانی ملتا ہے اور اس کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱۱) جس کو تم اپنے مویشی کو چرنے کے لیے چھوڑتے ہو اور اس پانی سے تمہارے لیے انگور اور ہر ایک قسم کے پھل اگاتا ہے، ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لیے بہت سی عبرتیں اور دلیلیں موجود ہیں۔

(۱۲) اور اس نے تمہارے فوائد کے لیے رات دن کو مسخر کیا اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہے یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں، ان لوگوں کے لیے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

(۱۳) اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے لیے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لیے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، بہت عبرت اور بہت دلائل موجود ہیں۔

(۱۴) اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا زیور نکالو اور تو کشتی کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہے اور دوسرے مقامات پر سے آرہی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے سے کماؤ یا یہ کہ اللہ کا دیارِ رزق تلاش کرو۔

(۱۵) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو اور اس زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیے تاکہ وہ زمین کو ہلنے نہ دیں اور اس نے تمہارے فوائد کے لیے نہریں بنائیں اور راستے بنائے تاکہ تم راستوں کو پہچان کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

(۱۶) اور مسافروں کے لیے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں اور بالخصوص فرقہ دین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی و تری کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔

(۱۷) سو کیا جو پیدا کرتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی کی اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

(۱۸) اگر تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو یا یہ کہ ہرگز شکر نہ ادا کر سکو، واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور توبہ کرنے والے پر بڑی رحمت والے ہیں۔

(۱۹) واقعی اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ خیر ہوں یا شر سب کو جانتے ہیں۔
(۲۰-۲۱) اور جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے جیسا کہ ہم پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ خود ذلیل مخلوق ہیں اور وہ بہت مردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے اور پھر حساب ہو گا یا یہ کہ کفار کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہو گا یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب و کتاب کب ہو گا۔
(۲۲) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا سچا معبود ایک ہی ہے، یہ بت وغیرہ نعوذ باللہ تمہارے معبود نہیں جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں۔

(۲۳) ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض و حسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں اور لعن و طعن و لڑائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان سے تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں (۲۴)۔
(اے پیغمبر ان کو بکنے دو) یہ قیامت کے دن اپنے (اعمال کے) پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جن کو یہ بے تحقیق گمراہ کرتے ہیں اُن کے بوجھ بھی (اٹھائیں گے) سُن رکھو کہ جو بوجھ یہ اٹھا رہے ہیں مُرے ہیں (۲۵)۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی (ایسی ہی) مکتا ریاں کیں تھیں تو خدا (کا حکم) اُن کی عمارت کے ستونوں پر آ پہنچا اور چھت اُن پر اُن کے اوپر سے گر پڑی۔ اور ایسی طرف سے اُن پر عذاب آ واقع ہوا جہاں سے اُن کو خیال بھی نہ تھا (۲۶)۔ پھر وہ اُن کو قیامت کے دن بھی ذلیل کرے گا اور کہے گا میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ آج کافروں کی رسوائی اور بُرائی ہے (۲۷)۔ (ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی رو میں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم کوئی بُرا کام نہیں کرتے تھے۔
ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اسے خوب جانتا ہے (۲۸)۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ اب تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے (۲۹)۔ اور (جب) پرہیزگاروں

وَاِذْ اَقِيلَ لَهُمْ مَادَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ﴿۱﴾ لِيُحْصِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْهُمْ يَغِيْرُ عَلَيْهِمُ اِلَّا سَاءَ مَا يَزِيْرُوْنَ ﴿۲﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اِبْلَهٗ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْرِقِهِمْ وَاَتَتْهُمْ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُخَذُّهُمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاءُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاقِقُوْنَ فِيْهِمْ قَالِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنْ هِيَ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ وَاَشْرَؤُا الَّذِيْنَ اٰلَافِيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَلَّوْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاَتَوْا السَّلٰمَ فَاَلْكَا نَعْمَلُ مِنْ سُوْرَتِ اِنْ اِلٰهٌ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵﴾ فَاَدْخَلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَيْسَ مَشْوٰى الشَّكٰرِيْنَ ﴿۶﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اٰتَقَوْا اَمَّا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرٌ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّلٰكِنَّ الْاٰخِرَةَ خَيْرٌ لِّمَنْ يَعْمَدُ اِذَا الشَّقِيْقِيْنَ ﴿۷﴾ جَلَّتْ عَدْنُ يَدِّ خُلُوْقِنَا تَجِيْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا اِلَّا نَهْرٌ لَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْخَرُوْنَ كَذٰلِكَ يُجْزٰى اِلٰهُ الشَّقِيْقِيْنَ ﴿۸﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَلَّوْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ طٰغِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ بہترین (کلام)۔ جو لوگ نیکو کار ہیں ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے اور پر ہیز گاروں کا گھر بہت خوب ہے (۳۰)۔ (وہ) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے میسر ہوگا۔ خدا پر ہیز گاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے (۳۱)۔ (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں بہشت میں داخل ہو جاؤ (۳۲)۔ کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آپہنچے۔ اسی طرح ان لوگوں نے کیا تھا جو ان سے پہلے تھے اور خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے (۳۳)۔ تو ان کو ان کے اعمال کے بدلے ملے اور جس چیز کے ساتھ وہ ٹھٹھے کیا کرتے تھے اُس نے ان کو (ہر طرف سے) گھیر لیا (۳۴)۔

تفسیر سورۃ النحل آیات (۲۴) تا (۲۶)

(۲۴) جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلے لوگوں کی محض بے بنیاد باتیں ہیں۔

(۲۵) نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا وزن اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی وزن جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانے سے گمراہ کر رہے تھے۔ یاد رکھو کہ یہ حصے کرنے والے جن گناہوں کو اپنے اوپر لا در ہے ہیں، وہ بہت ہی برا بوجھ ہے۔

(۲۶) جیسا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں، انہوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود جبار کہ اس نے آسمان پر جانے کے لیے سیڑھی بنائی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر (سیڑھی) جڑ سے ڈھا دیا تو گویا ان پر اوپر سے وہ سیڑھی آ پڑی اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔

(۲۷-۲۸) اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور ذلیل کرے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء کرام سے لڑائی جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت و سختی کافروں پر ہے جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن قبض کی تھی۔

پھر کافراں کا جواب دینے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نیچے اور دبے ہوئے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کی تھی اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کو رد کر دیں گے کہ کیوں نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال و افعال شرکیہ کی مکمل خبر ہے۔ (۲۹) سو جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو، وہاں تمہیں نہ موت آئے گی اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے، جہنم کافروں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

(۳۰) اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے ہیں کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی اور جنت تو پھر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے کئی درجے بہتر ہے اور واقعی جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے اچھا گھر ہے۔

(۳۱) اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا بدلہ اور ثواب اللہ تعالیٰ کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

(۳۲) جن کی روئیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو، تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے جنت میں چلے جانا۔

(۳۳) اور مکہ والے جو ایمان نہیں لارہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لیے فرشتے آجائیں یا ان کی ہلاکت کے لیے آپ کے پروردگار کا عذاب آجائے۔

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی اور آپ کو برا کہتی ہے اسی طرح آپ کی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کو جھٹلایا اور ان کو برا بھلا کہا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

(۳۴) آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی ان کو سزائیں ملیں اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے اسی کی سزا نے ان کو پکڑ لیا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے، ان کو اسی عذاب نے پکڑا۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْلَا إِلَهُ مَعَهُدُنَا مِنْ دُونِهِ
مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آٰهَؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ
اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى
اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَمِنْ ذٰلِكَ أَنْزَلْنَا
فِي الْأَرْضِ قَاظِمًا وَكَافًا ۝ إِنَّ تَحْرِيضَ عَلَى
هٰذَا لَهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ إِنَّ تَحْرِيضَ عَلَى
لَحْرِيقٍ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ نَحْوِهِ
بَلَى وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝
لِيَبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنَّهُمْ كَانُوا الَّذِينَ ۝ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَقُولَ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا
ظَلَمُوا النَّبِيَّ كَتَبْنَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۝ وَلَا جَزَاءَ إِلَّا الْآخِرَةُ الْكِبْرَىٰ ۝
كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَدَقُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اُس کے سوا کسی چیز کو
پوچھتے اور نہ ہمارے بڑے ہی (پوچھتے) اور نہ اُس کے (فرمان
کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ (اے پیغمبر) اسی طرح ان
سے اگلے لوگوں نے کیا تھا۔ تو پیغمبروں کے ذمے (خدا کے احکام کو)
کھول کر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۳۵)۔ اور ہم نے ہر
جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور تمہیں (کی
پرستش) سے اجتناب کرو۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جن کو خدا نے
ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی۔ سوزمین پر
چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا (۳۶)۔ اگر تم ان
(کفار) کی ہدایت کے لئے لپکاؤ تو جس کو خدا گمراہ کر دیتا ہے اس کو
وہ ہدایت نہیں دیا کرتا اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا
(۳۷)۔ اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مرجاتا ہے
خدا اُسے (قیامت کے دن قبر سے) نہیں اٹھائے گا۔ ہرگز نہیں۔
یہ (خدا کا) وعدہ سچا ہے اور اُس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے لیکن اکثر
لوگ نہیں جانتے (۳۸)۔ تاکہ جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں
وہ اُن پر ظاہر کر دے اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ ٹھوٹے تھے
(۳۹)۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ
اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۴۰)۔ اور جن لوگوں

نے ظلم سہنے کے بعد خدا کے لیے وطن چھوڑا ہم اُن کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دینگے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش وہ (اُسے) جانتے
(۴۱)۔ یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (۴۲)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۳۵) تا (۴۲)

(۳۵) اہل مکہ جو بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور نہ ہم سے پہلے
ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے اور نہ ہم بغیر حکم الہی کے بحیرہ، سائبہ، وکیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام
کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپ کی قوم کرتی ہے
اور اللہ تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی
افتراء پردازی کی تھی، سو پیغمبروں کی ذمہ داری تو صرف احکام خداوندی کا واضح ایسی زبان میں پہنچا دینا ہے جس زبان
کو ان کی قوم سمجھتی ہو۔

(۳۶) جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے، اسی طرح ہم نے ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو
بھیجا ہے، اس بات کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو اور بتوں یا شیطان یا کافروں کی پوجا کو چھوڑ دو۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا، ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کردی اور انھوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی اور کچھ پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا، انھوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا تو زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔

(۳۷) اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کی ہدایت نہیں کیا کرتا ہے جو مخلوق کو دین الہی سے گمراہ کرے اور وہ دین خداوندی کا اہل نہ ہو اور کفار مکہ یا درکھیں کہ عذاب الہی سے انکو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(۳۸) اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کریں گے کیوں نہیں! مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

شان نزول: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ (الغ)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔ چنانچہ مسلمان اس پر تقاضا کے لیے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ یہ سن کر وہ مشرک کہنے لگا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۳۹) تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں اہل مکہ اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کر دے اور تاکہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور قیامت کے منکرین کو پورا یقین ہو جائے کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ کہتے تھے۔

(۴۰) جو یہ کہتے تھے کہ جنت دوزخ، بعث و حساب کچھ نہیں اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہو جا، سو وہ ہو جائے گی۔

(۴۱-۴۲) اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے طرح طرح کی تکالیف دیں جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن و امان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے کئی درجے بہتر ہے۔ کاش یہ کفار بھی اس کو سمجھتے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾ بِالنَّبِيِّ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۴﴾
أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ
أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۵﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ
فِي تَقْلِيلِهِمْ فَمَا لَهُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۱۶﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ فَإِنَّ
رَبَّهُمْ لَهُمْ قُوَّةٌ رَحِيمٌ ﴿۱۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ
يَتَفَتَّوْا ظِلَالَهُ عَنِ الْأَيْمَنِ وَالْشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ
ذَخِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۹﴾ يَخْلُقُونَ رَجُلًا
مِنْ نُوْتِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا
الْحَيُّنَ الثِّنِينَ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَإِنَّمَا تَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ
وَالْأَرْضَ وَلَهُ الدِّينُ وَاصْبِرْ أَفْقِدِ اللَّهُ تَقْوُونَ ﴿۲۱﴾ وَأَمَّا كَمِ
نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۲۲﴾
ثُمَّ إِذَا كُشِفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا فِرَيْتُمْ مِنْكُمْ بِرَبِّكُمْ إِذُنَ كُفَرْتُمْ
بِكُفْرٍ وَإِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مَتَلَقًا فَسَوَى تَعْلَمُونَ ﴿۲۳﴾ وَتَجْعَلُونَ
لِمَا لَا يَحِلُّونَ نَهْيًا فَإِنَّمَا زَكَّنْهُمْ تَالِهُ لَتَسْلُنَّ عَنْكُمْ أَنْتُمْ
تَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾

اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف
ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل کتاب سے
پوچھ لو (۱۳)۔ (اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر
(بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو
(ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ اُن پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ
غور کریں (۱۴)۔ کیا جو لوگ بُری بُری چالیں چلتے ہیں اس بات
سے بے خوف ہیں کہ خدا اُن کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف
سے) اُن پر عذاب آجائے جہاں سے اُن کو خبر ہی نہ ہو (۱۵)۔ یا
اُنکو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے (۱۶)۔ یا
جب اُن کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو اُن کو پکڑ لے۔ بے شک تمہارا
پروردگار بہت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے (۱۷)۔ کیا ان
لوگوں نے خدا کی مخلوقات میں ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے
سائے دائیں سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) لوٹتے
رہتے ہیں (یعنی) خدا کے آگے عاجز ہو کر سجدے میں پڑے رہتے
ہیں (۱۸)۔ اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں
ہیں سب خدا کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور
نہیں کرتے (۱۹)۔ اور اپنے پروردگار سے جو اُن کے اوپر ہے
ڈرتے ہیں اور جو اُن کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں (۲۰)۔
اور خدا نے فرمایا ہے کہ دو دو معبود نہ بناؤ معبود ہی ایک ہے تو مجھ ہی
سے ڈرتے رہو (۲۱)۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب
اُسی کا ہے اور اُسی کی عبادت لازم ہے تو تم خدا کے بوا اوروں سے
کیوں ڈرتے ہو؟ (۲۲)۔ اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب خدا کی

طرف سے ہیں۔ پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اُسی کے آگے چلاتے ہو (۲۳)۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو
کچھ لوگ تم میں سے خدا کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں (۲۴)۔ تاکہ جو (نعمتیں) ہم نے اُن کو عطا فرمائی ہیں اُن کی ٹانھری کریں تو
(شرک) دُعا میں فائدے اٹھا لو۔ غریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا (۲۵)۔ اور ہمارے دیے ہوئے مال میں سے ایسی
چیزوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے ہی نہیں (کافرو) خدا کی قسم کہ جو تم افزا کرتے ہو اس کی قسم سے ضرور ہُدُش ہوگی (۲۶)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۴۳) تا (۵۶)

(۳۳) اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ انہیں معجزات اور پہلے لوگوں کی
خبریں دیں اور اُن پر اوامر و نواہی کے دلائل کی وحی کی۔ اور یہ بات تو رات و انجیل میں بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف
انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۴۴) اور آپ پر بھی یہ قرآن حکیم جبریل امین کے ذریعے اتارا گیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے قرآن حکیم میں جو احکام بیان کیے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے بیان کر دیں اور تاکہ وہ احکام قرآن میں غور کیا کریں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۴۵-۴۶) کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کر دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو تجارت کے سفر کے لیے آنے جانے میں پکڑے یا لوگ اللہ کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے۔

(۴۷) یا ان کے سردار اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے ان کو پکڑے، اللہ تعالیٰ تو بہ کرنے والے پر مہربان ہے یا یہ کہ عذاب کے موخر کرنے میں مہربان ہے۔

(۴۸) کیا مکہ والوں نے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں۔

(۴۹) (اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) اللہ تعالیٰ کی مطیع و فرمانبردار ہیں اور چاند و سورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان و زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہیں اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبر نہیں کرتے۔

(۵۰) اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو یا زیادہ معبودوں کی پوجا مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہ لا شریک ہے تو ان بتوں کی پوجا کرنے میں مجھ سے خوف کرو۔

(۵۲) تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کو ملک ہیں اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے۔ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو۔

(۵۳) اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، ان بتوں کی طرف سے نہیں، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ و زاری کرتے ہو۔

(۵۴) پھر جب اللہ تعالیٰ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا شروع کر دیتی ہے۔

(۵۵) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو نعمتیں عطا کی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روزہ عیش کر لو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(۵۶) اور ہم نے جو ان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے اللہ کی تم سے تمہاری ان جھوٹوں کی قیامت کے دن بالضرور باز پرس ہوگی۔

اور یہ لوگ خدا کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (اور) وہ اُن سے پاک ہے اور اپنے لیے (بیٹے) جو مرغوب (و دلپسند) ہیں (۵۷)۔ حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اُس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہو جاتا ہے (۵۸)۔ اور اس خبر بد سے (جو وہ سُنتا ہے) (لوگوں سے) چھپتا پھرتا ہے (اور) سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بُری ہے (۵۹)۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انہی کے لئے بُری باتیں (شایاں) ہیں اور خدا کو صفت اعلیٰ (زیب دیتی ہے) اور وہ غالب حکمت والا ہے (۶۰)۔ اور اگر خدا لوگوں کو اُن کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے۔ لیکن اُن کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیے جاتا ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ بچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (۶۱)۔ اور یہ خدا کے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور زبان سے بُھوٹ کئے جاتے ہیں کہ ان کو (قیامت کے دن) بھلائی (یعنی نجات) ہوگی۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے (دوزخ کی) آگ (تیار) ہے اور یہ (دوزخ میں) سب سے آگے بھیجے جائیں گے (۶۲)۔ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلی اُمتوں کی طرف پیغمبر بھیجے تو شیطان نے اُن کے کردار (ناشائستہ) اُن کو آراستہ کر دکھائے تو آج بھی وہی اُن کا دوست ہے اور اُن کے لیے عذاب الیم ہے (۶۳)۔ اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْهَيْبَتِ سُبْحَةً وَلَهُ الشَّهَادَةُ ۚ
وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۚ
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ نَأْيِشِهِ إِلَىٰ النَّسِكِ عَلَىٰ هُونٍ
أَمْرٍ يُدْشَىٰ فِي الثَّرَابِ إِلَّا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ لِّلَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ
ذُو الْحِكْمِ ۚ وَلَوْ يُوَاعِدُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمٍ لَّهُمْ ثَأْنُ مَا عَلَيْهِمْ ۚ
وَأَنَّهُ وَلَٰكِنْ يُؤَخَّرْ لَّهُمْ إِلَىٰ أَحَدٍ مُّسْتَأْنَفٍ فَاذْجَارًا جَاهِلُهُمْ لَا
يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْبِلُونَ ۚ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا
يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذْبَ أَنَّ لَهُمُ الْخُسْفَىٰ لَا جَوْلَهُمْ
أَنَّ لَهُمُ النَّارَ ۚ وَلَهُمْ مُّعْرَضُونَ ۚ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ
مِّن قَبْلِكَ فَوَلَّيْنَا لَهُمُ الشَّيْطَانَ أَعْيَا لَهُمْ فَلَوْلِئِهِمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
عَذَابُ الْيَوْمِ ۚ وَنَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّلْقَوْمِ الْيُؤْمِنُونَ ۚ
وَاللَّهُ أُنْزِلَ مِنَ السَّمَاءِ نَارٌ فَأَخْيَاهُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْقَوْمِ يَسْمَعُونَ ۚ وَإِن لَّكُمْ فِي الْأَعْدَاءِ لَعِبْدٌ نَّسْتَقِيمُ ۚ
مِّنَافِي بُعُوثِهِمْ مِنْ بَيْنِ قَوْمٍ وَدُونِهِمْ لَبَنَاءٌ عَصَا بَنِي إِسْرَٰئِيلَ
وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّجِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا
حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْقَوْمِ يَعْقِلُونَ ۚ

کردو۔ اور (یہ) مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے (۶۴)۔ اور خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے زمین کو اس کے

مرنے کے بعد زندہ کیا بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے (۶۵)۔ اور تمہارے لئے چار پایوں میں بھی (مقام) عبرت (دُخور) ہے کہ اُن کے پیٹوں میں جو گو برا اور لہو ہے اس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے (۶۶)۔ اور کھجور اور انگور کے میوؤں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں اُن کے لیے ان (چیزوں) میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے (۶۷)۔

تفسیر سورۃ النحل آیات (۵۷) تا (۶۷)

(۵۷) اور یہ لوگ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے اور یہ لوگ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔

(۵۸-۵۹) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو غم و ناراضگی میں اس کے چہرے کا نور غائب اور وہ سیاہ چہرے اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے، اس کے اظہار کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپائے پھرتا ہے اور سوچتا ہے آیا اس لڑکی کو ذلت و عار کی حالت میں لیے رہے یا اس کو مٹی میں زندہ درگور کر دے، اچھی طرح سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

(۶۰) جو لوگ مرنے کے بعد زندگی پر یقین نہیں رکھتے ان کے لیے جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔

(۶۱) اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر پکڑ کریں تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑیں، لیکن اُن کو ان کی متعین زندگیوں تک مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آ پہنچے گا، اس وقت ایک گھڑی نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں۔

(۶۲) (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں جن کو خود اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لیے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لیے جنت ہے، ان لوگوں کے لیے جنت کہاں سے ہوتی۔ یقینی بات ہے کہ ان کے لیے جہنم ہے اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کیے جائیں گے اور یا یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

(۶۳) بخدا آپ سے پہلے بھی دیگر امتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کر کے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام پر ایمان نہ لائے، وہ دنیا میں بھی ان کا رفیق تھا اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب مقرر ہے۔

(۶۴) اور ہم نے آپ پر یہ قرآن حکیم صرف اس لیے نازل کیا ہے کہ جن امور دین میں لوگوں میں اختلاف ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر کر دیں اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے۔

(۶۵) اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا، اس امر میں ان لوگوں کے لیے جو اطاعت کرتے اور تقصیر کرتے ہیں، بڑی دلیل تو حید ہے۔

(۶۶) اور مویشی میں سے ہم تمہارے لیے صاف مزے دار دودھ نکال کر تمہارے بچے کو دیتے ہیں۔

(۶۷) اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (اب یہ منسوخ ہے) اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو جیسا کہ سرکہ، خرمائے خشک، کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لیے توحید کی بڑی دلیل ہے جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔

وَأَوْرَثْنَا رِثَّةَ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ

التَّحِلَّ إِنَّ أَتَيْنِي مِنَ الْبِهَالِ يُبَوِّأُ مِنَ الْجَنَّةِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝
ثُمَّ كُلٍّ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ
بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ
يُزِيلُ إِلَىٰ أَرْضٍ الْغُرْبَىٰ لَا يُعْلَمُ بِعَدْلِ اللَّهِ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
قَدِيرٌ ۝ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ قَالِ الَّذِينَ
فُضِّلُوا بِرَأْوَىٰ رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا نَلِكْتُمْ إِنَّمَا تَهُمُّ فِيهِ سَوَاءٌ
أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْعَلُونَ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَيْنِينَ وَحَفَذَهُ وَرَزَقَكُمْ مِنْ
الْعَلْيَيْنِ أَتَىٰ الْبَاطِلُ يُؤْمِنُونَ وَبِغَيْبِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ۝
وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ وَلَا تَضْرِبُوا
لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ضَرَبَ
اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمِنْ رِزْقِ اللَّهِ
يَتَارِقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ
نَسْتَنْ أَلْحَدَ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور تمہارے خدا نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور (اونچی اونچی) چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں گھر بنا (۶۸)۔ اور ہر قسم کے میوے کھا اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلی جا۔ اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے بے شک سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی نشانی ہے (۶۹)۔ اور خدا ہی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت خراب عمر کو پہنچ جاتے ہیں اور (بہت کچھ) جاننے کے بعد ہر چیز سے بے علم ہو جاتے ہیں۔ بے شک خدا (سب کچھ جاننے والا) اور (قدرت والا) ہے (۷۰)۔ اور خدا نے رزق (دولت) میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی ہے وہ اپنا رزق اپنے مملوکوں کو تو دے ڈالنے والے ہیں نہیں کہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ تو کیا یہ لوگ نعمت الہی کے منکر ہیں؟ (۷۱)۔ اور خدا ہی نے تم میں سے تمہارت لیے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں تو کیا یہ بے اصل چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں سے انکار کرتے ہیں؟ (۷۲)۔ اور خدا کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین میں روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ (کسی اور طرح کا) مقدور رکھتے ہیں (۷۳)۔ تو (لوگو) خدا کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ (صحیح

مثالوں کا طریقہ) خدا ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۴)۔ خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جو (بالکل) دوسرے کے اختیار میں ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور ایک ایسا شخص ہے جس کو ہم نے اپنے ہاں سے (بہت سا) مال طیب عطا فرمایا ہے اور وہ اُس میں سے (رات دن) پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا رہتا ہے تو کیا دونوں شخص برابر ہیں؟ (ہرگز نہیں) الحمد للہ لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھ رکھتے (۷۵)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۶۸) تا (۷۵)

(۶۸) اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتا بنا لے اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتا بنا لے۔

(۶۹) پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر اور چوس کر واپس آنے کے لیے اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستوں پر چل لیے باعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے آسان ہیں۔ پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے، اس میں انسانوں کی بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے یا یہ قرآن کریم کے لیے بیان ثانی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے۔

(۷۰) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلے پیدا کیا اور پھر تمہاری عمریں ختم ہونے پر تمہیں موت دیتا ہے اور بعض لوگ تم میں سے وہ ہیں جو بنا کارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کو جاننے والا ہے اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔

(۷۱) اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بعض لوگوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال نہیں دیں گے، آقا اور غلام سب اس مال میں برابر ہو جائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لیے اس چیز کو پسند کرتے ہو جس کو اپنے لیے گوارا نہیں کرتے اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

(۷۲) اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور غلام، باندی اور داماد وغیرہ بھی پیدا کیے اور تمہیں جانوروں سے بہترین چیزیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی تم شیطان اور بتوں پر ایمان رکھو گے اور ان کی تصدیق کرو گے اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہو گے۔

(۷۳) یعنی اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے پانی برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار پر قادر ہیں اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(۷۴) تو اب تم اس بطلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکا شریک اور نائب مت ٹھہراؤ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ شریک اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے۔

(۷۵) اس کے بعد اللہ تعالیٰ مومن و کافر بندے کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال و تصرفات وغیرہ میں اس کو کوئی اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہو سکتا اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال و دولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خفیہ اور علانیہ جس طرح چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے یہ مومن مخلص کی شان ہے کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہو سکتے ہیں۔

تمام قسم کی تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہیں اور وحدانیت اسی ذات کے لیے ثابت ہے بلکہ ان میں سے اکثر قرآن کی مثالیں جانتے ہی نہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ایک عرب آدمی ابوالعیض بن امیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

وَضَرْبَ

اللَّهُ مَثَلًا لِّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَتَّكُمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ
كُلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ إِنَّمَا يُوَجِّهُهُ لَا بَأْسَ بِغَيْرِهِ هَلْ يَسْتَوِي
فِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝
وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا
كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونٍ أَمْهَتُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا
وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝
أَلَمْ يَرْوِ إِلَى الطَّيْرِ مُسْعَرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ نَائِيَاتٍ يَسْكُنْنَ
إِلَّا اللَّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝
وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ
جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اقَامَتِكُمْ
وَمِنْ أَصْوَابِهَا وَأَوْبَارُهَا وَأَشْعَارُهَا أَثَانًا وَمَتَانًا رَاحِي
حِينَ ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْهَا خَلْقَ ظِلَالٍ وَجَعَلَ لَكُمْ
مِنْ الْجِبَالِ الْكُنَانَا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ الْحَرَّ
وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ كَذَلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ
الْمُبِينُ ۝ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ
الْكَافِرُونَ ۝

اور خدا ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ دو آدمی ہیں ایک اُن میں سے
گوٹکا (اور دوسرے کی ملک) ہے (بے اختیار و ناتواں) کہ کسی چیز
پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور اپنے مالک کو دو بھر ہو رہا ہے وہ جہاں اُسے
بھیجتا ہے (خیر سے کبھی) بھلائی نہیں لاتا۔ کیا ایسا (گوٹکا بہرا) اور وہ
شخص جو (سُخا بولتا اور) لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور
خود سیدھے رستے پر چل رہا ہے دونوں برابر ہیں (۷۶)۔ اور
آسمانوں اور زمین کا علم خدا ہی کو ہے اور (خدا کے نزدیک) قیامت
کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ (اس سے بھی) جلد تر۔ کچھ شک
نہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۷۷)۔ اور خدا ہی نے تم کو تمہاری
ماؤں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تم کو
کان اور آنکھیں اور دل (اور انکے علاوہ اور اعضا) بخشے تاکہ تم شکر
کرو (۷۸)۔ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی ہوا
میں گھرے ہوئے (اڑتے رہتے) ہیں۔ ان کو خدا ہی تھاے رکھتا
ہے ایمان والوں کے لیے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں
(۷۹)۔ اور خدا ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا اور
اُسی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ڈیرے بنائے جن کو
تم سبک دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں لاتے ہو اور اُن کی اون اور
پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو)
مدت تک (کام دیتی ہیں) (۸۰)۔ اور خدا ہی نے تمہارے (آرام
کے) لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں
میں غاریں بنائیں اور گرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔ اور

(ایسے) کرتے (بھی) جو تم کو (اسلحہ) جنگ (کے ضرر) محفوظ رکھیں۔ اسی طرح خدا اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار بنو (۸۱)۔ اور اگر یہ لوگ اعراض کریں تو (اے پیغمبر) تمہارا کام فقط کھول کر سنا دینا ہے (۸۲)۔ یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں۔ مگر (واقف ہو کر) اُن سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ اکثر ناشکرے ہیں (۸۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۷۶) تا (۸۳)

(۷۶) اللہ تعالیٰ اس کی مزید صراحت کے لیے بتوں کی ایک اور مثال بیان کرتے ہیں کہ دو شخص ہیں، ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات نہیں کر سکتا ہے جو ان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کو نے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا جواب نہیں دے سکتا، یہ ان کے بتوں کی مثال ہے، کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی اللہ تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو اور صراطِ مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو نفع پہنچانے اور تکالیف کے دور کرنے میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

شان نزول: وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا الرُّجُلَيْنِ (النخ)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اگلی آیت رَجُلَيْنِ أَخَذَ هُمَا (النخ) یہ حضرت عثمانؓ اور ان کے غلام کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا اور اس کا انکار کیا کرتا تھا اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا ہے الخ۔

(۷۷) تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں، اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں، قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کی زندگی وغیرہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

(۷۸) اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تمہیں اشیا میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی اور اس نے تمہیں نیک بات سننے کے لیے کان اور نیک بات دیکھنے کے لیے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لیے دل عطا کیے تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

(۷۹) اے مکہ والو! کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں ان کو اس اڑنے میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں تھا مگر، پرندوں کے فضا میں رکے رہنے میں ان لوگوں کے لیے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی تمام رہے ہیں، وحدانیت الہیہ کی چند نشانیاں ہیں اب مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور

اس پر ایمان لائیں۔

(۸۰) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حالتِ حضر میں تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور حالتِ سفر میں جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون اور بالوں کے تمہارے لیے خیمے اور شامیانے بنائے جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے روؤں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کے سامانِ نفع کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لیے بنائیں۔

(۸۱) اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے درختوں، پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے، جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو اور تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے اور تمہارے لیے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

اور زر ہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، اگر تم اس کا اقرار کر کے اس کے فرمانبردار ہو جاؤ یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو۔

(۸۲) اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کی ذمہ داری تو احکامِ خداوندی کا زبانِ عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۸۳) چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو کہنے لگے بے شک محمد ﷺ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔

سَنَنْزِلُ: يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی، وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ (النخ) وہ کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَأْوِيكُمْ (النخ) تلاوت فرمائی۔ وہ پھر کہنے لگا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، یہاں تک کہ آپ اس آیت پر پہنچے كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ، یہ سن کر وہ اعرابی رخ پھیر کر چلا یا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناشکر گزار ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۖ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۖ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۚ فَاَلْقُوا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ ۚ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۖ وَالْقَوْلُ إِلَى اللَّهِ بِيَوْمَئِذٍ السَّلَامِ وَصَلَّى عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۖ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْصَدُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زَيْنَهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۖ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا أَعْلَى هَؤُلَاءِ ۖ وَكُنَّا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهَدَىٰ ذُرِّيَّتَهُ الْبَشَرِ لِلْعَالَمِينَ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِمَا هُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۖ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۖ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غُرْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَارًا تَتَخَذُونَ آبَاءَكُمْ وَخَلَاءَ بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَلَتَسْلُنَّ عَنَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ

اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ (یعنی پیغمبر) کھڑا کریں گے تو نہ تو کفار کو (بولنے کی) اجازت ملے گی اور نہ اُن کے عذر قبول کیے جائیں گے (۸۴)۔ اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے پھر نہ تو اُن کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ اُن کو مہلت ہی دی جائے گی (۸۵)۔ اور جب مشرک (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ پروردگار یہ وہی ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ (اُن کے کلام کو مسترد کر دیں گے اور) اُن سے کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو (۸۶) اور اُس دن خدا کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے اور جو طوفان وہ باندھا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہے گا (۸۷)۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا ہم اُن کو عذاب پر عذاب دیں گے۔ اس لیے کہ شرارت کیا کرتے تھے (۸۸)۔ اور (اُس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے خود اُن پر گواہ کھڑے کریں گے۔ اور (اے پیغمبر) تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے (۸۹)۔ خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو (۹۰)۔ اور جب خدا سے عہد واثق کرو تو اُس کو پورا کرو اور جب کچی قسمیں کھاؤ تو اُن کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے (۹۱)۔ اور اُس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے نوت کا تا۔ پھر اس کو

توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تمہیں اس سے آزما تا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کو اُس کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا (۹۲)۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو عمل تم کرتے ہو (اُس دن) اُن کے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا (۹۳)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۸۴) تا (۹۲)

(۸۴) اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لیے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کفار کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ یہ توبہ کے لیے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

(۸۵) اور نہ ان کفار سے عذاب کم کیا جائے گا اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔

(۸۶) اور جب یہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور انہوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیا اور ہمیں تمہاری پوجا کی بھی خبر نہیں۔

(۸۷) اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ جھوٹ بولا کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گے یا یہ کہ اپنے جھوٹے معبودوں سے الجھنے لگیں گے۔

(۸۸) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی دین الہی اور اطاعت خداوندی سے منع کرتے ہیں تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زہریلوں وغیرہ کی اور ان پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال و افعال شرکیہ کے۔

(۸۹) اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں سے ہوگا یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے اور محمد ﷺ آپ کی امت کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں ان کی صفائی کے لیے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن پاک اتارا جو حلال و حرام و امور و نواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

(۹۰) یقیناً اللہ تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی یا یہ کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور تمام گناہ اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی بنیاد نہیں اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں سے اس لیے روکتے ہیں تاکہ تم قرآن کے احکام سے نصیحت حاصل کرو۔

(۹۱) اور تم اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرو، جب کہ تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو، یہ آیت مبارکہ مراد اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اپنے درمیان ان وعدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ یہ کہا کرو کہ ہماری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور خواہ وفا عہد ہو یا نقص عہد، اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

شان نزول: وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ (النخ)

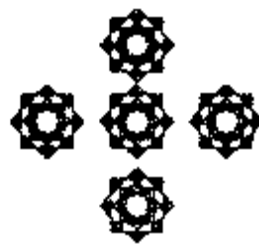
ابن جریرؒ نے بریدہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ رسول اکرم ﷺ نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۹۲) اور تم عہد شکنی کر کے رانٹہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت بنو کہ جس نے اپنا سوت کا تنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے وعدوں کو مکرو فریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو، محض اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، پس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقص عہد سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے اوپر ظاہر کر دے گا۔

شان نزول: وَلَا تَلُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابو بکر بن ابی حفص سے روایت کیا ہے کہ سعید یہ اسدیہ دیوانی ایک عورت تھی، جو بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی اور کات کر پھر توڑ دیتی تھی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو۔

(۹۳) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی کا پیروکار بنا دیتے لیکن جو دین الہی کا اہل نہیں ہوتا، اس کو اس سے گمراہ کرتے ہیں اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کرتے ہو یا یہ کہ وفائے عہد اور نقص عہد سب اعمال کی قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی۔



وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّهُ الَّذِينَ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطَانُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا بَدَلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتِرٌ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قُلْ لَّزَلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَقَدْ عَلَّمْنَا لَهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجِبْ وَهَذَا الْبَشَرُ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑائیں اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا تم کو عقوبت کا مزا چکھنا پڑے۔ اور بڑا سخت عذاب ملے (۹۴)۔ اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بھجوا اور) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو (کیونکہ ایفاء عہد کا جو) صلہ) خدا کے ہاں مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے (۹۵)۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (۹۶)۔ جو شخص نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اُس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے (۹۷)۔ اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو (۹۸)۔ کہ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اُن پر اُس کا کچھ زور نہیں چلتا (۹۹)۔ اُس کا زور اُنہی لوگوں پر چلتا ہے جو اُس کو رفیق بناتے ہیں اور اُس کے (وسوسے کے) سبب (خدا کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں (۱۰۰)۔ اور جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں۔ اور خدا جو کچھ نازل فرماتا ہے اُسے خوب جانتا ہے تو (کافر) کہتے ہیں کہ تم تو (یونہی) اپنی طرف سے بنالالتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر نادان ہیں (۱۰۱)۔

کہہ دو کہ اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لیکر نازل ہوئے ہیں تاکہ یہ (قرآن) مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور حکم ماننے والوں کے لئے تو (یہ) ہدایت اور بشارت ہے (۱۰۲)۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک فحش سکھا جاتا ہے۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجبی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے (۱۰۳)۔ جو لوگ خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو خدا ہدایت نہیں دیتا اور اُن کے لئے عذاب الیم ہے (۱۰۴)۔

تفسیر سورۃ النحل آیات (۹۴) تا (۱۰۴)

(۹۴) اور تم لوگ اپنے عہدوں کو فساد اور مکر و فریب اور آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ، کہیں دوسرے الاماعت

خداوندی سے نہ پھسل جائیں جیسا کہ چلتے ہوئے آدمی کا قدم جنمے کے بعد پھسل جاتا ہے اور پھر تمہیں اس وجہ سے کہ تم نے دوسروں کو دین الہی اور اطاعت خداوندی سے روکا، جہنم کی تکلیف بھگتنا پڑے اور تمہیں کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

(۹۵) اور تم لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو، تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے، اس سے ثواب آخرت کئی درجے بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔

(۹۶) یا یہ کہ جب تم اس کی تصدیق کرنا چاہو اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ثواب خداوندی باقی رہے گا اور جو لوگ وفائے عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیا کے اچھے کاموں کے بدلے میں آخرت میں ان کو اس کا ثواب دیں گے۔

(۹۷) اور جو شخص بھی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا اور اللہ تعالیٰ پر یقین قائم رکھے گا، بشرطیکہ مومن مخلص ہو تو ہم اس کو لطف والی زندگی دیں گے یعنی طاعت میں یا قناعت میں یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے بدلہ ان کو آخرت میں ثواب دیں گے، یہ آیت مبارکہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں میں ایک زمین کا جھگڑا تھا۔

(۹۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں۔

(۹۹) اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

(۱۰۰) اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

(۱۰۱) اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کے بدلہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالاں کہ بندوں کو کس چیز کا حکم دینا چاہیے اس کی مصلحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں۔

بلکہ ان ہی میں سے اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی کاموں کا حکم دیتے ہیں جن میں ان کے لیے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے۔

(۱۰۲) اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اس قرآن کریم کو حضرت جبریل امین آپ کے رب کی طرف سے ناسخ

و منسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔

تنزل کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے کیوں کہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن حکیم نازل ہوا ہے تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت قدم اور خوش رکھے اور مسلمانوں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے۔

(۱۰۳) اور اے محمد ﷺ یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبیر و یسار یہ دو آدمی آکر سکھا جاتے ہیں جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں، اس کی زبان تو (عجمی) عبرانی ہے اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی زبان میں ہے، جس کو یہ جانتے ہیں۔

ثَانِ نَزُولٍ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ اسْمُهَا يَتْلُوْنَ (النخ)

ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا اور رسول اکرم ﷺ اس کو جانتے تھے اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور مشرکین آپ کی آمد و رفت کو دیکھتے تھے اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی تو یہ دیکھ کر مشرکین کہنے لگے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور ہم کو جانتے ہیں کہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبد اللہ بن مسلم حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام ”یسار“ اور دوسرے کا ”جبیر“ تھا، دونوں لوہار تھے دونوں اپنی کتاب پڑھتے اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم ﷺ ادھر سے گزرتے اور ان کی قرأت کو سنتے تھے تو اس پر مشرکین کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے ان سے یہ قرآن سیکھا ہے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۰۴) جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، اللہ تعالیٰ ان کو کبھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے جو کہ اس کے دین کا اہل نہیں ہو گا یا یہ کہ ان کو حجت کی طرف رہنمائی نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دے گا اور ان کے لیے دردناک سزا ہوگی۔



إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۱﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْرَهٍ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَغَلَبَهُمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۲﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۴﴾ لَا جَزَاءَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْغَاسِقُونَ ﴿۵﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلُوا مِنْ جِهَادٍ وَأَوْصُوا وَإِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا يَغْفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۶﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَلَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۷﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۸﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۹﴾ فَكُلُوا مِنْ مَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَلًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رِئَاءَ تَعْبُدُونَهُ ﴿۱۰﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَارَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِلَّهِ بِهِ فَتَمِصَ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاطِلٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۲﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۳﴾

نُحُوث اور افتر اتو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور وہی نُحُوث نے ہیں (۱۰۵)۔ جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے۔ وہ نہیں جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور اُن کو بڑا سخت عذاب ہوگا (۱۰۶)۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں عزیز رکھا۔ اور اس لئے کہ خدا کا فر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰۷)۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور یہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (۱۰۸)۔ کچھ شک نہیں کہ یہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوں گے (۱۰۹)۔ پھر جن لوگوں نے ایذا میں اٹھانے کے بعد ترک وطن کیا پھر جہاد کیے اور ثابت قدم رہے تمہارا پروردگار ان کو بے شک ان (آزمائشوں) کے بعد بخشے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے (۱۱۰)۔ جس دن ہر نفس اپنی طرف سے جھگڑا کرنے آئے گا۔ اور ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کا نقصان نہیں کیا جائے گا (۱۱۱)۔ اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق با فراغت چلا آتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزا چکھا دیا (۱۱۲)۔ اور اُن کے پاس اُنہی میں سے ایک پیغمبر آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا سو اُن کو عذاب نے آ پکڑا اور وہ ظالم تھے (۱۱۳)۔ پس خدا نے جو تم کو حلال اور طیب رزق دیا ہے اُسے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اگر اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۴)۔ اُس نے تم پر مُردار اور لہو اور سور کا گوشت حرام کر دیا ہے اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے (اس کو بھی) ہاں اگر کوئی ناچار ہو جائے تو بشرطیکہ گناہ کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے نکلنے والا تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (۱۱۵)۔ اور یونہی نُحُوث جو تمہاری زبان پر آ جائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ کہ خدا پر نُحُوث بہتان باندھنے لگو۔ جو لوگ خدا پر نُحُوث بہتان باندھتے ہیں اُن کا بھلا نہیں ہوگا (۱۱۶)۔

(نُحُوث کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (اس کے بدلے) ان کو عذاب الیم (بہت) ہوگا (۱۱۷)۔

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۰۵) تا (۱۱۷)

(۱۰۵) سو جھوٹ اور بہتان لگانے والے تو یہی لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہیں۔

(۱۰۶) جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ہاں جو دانستہ کلمہ کفر کہے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی۔

نشان نزول: اِلَّا مَنْ اَكْرَهَ (النح)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا تو مشرکین نے حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو پکڑ لیا چنانچہ حضرت عمارؓ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی مرضی کی بات کہہ دی تو کفار نے ان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی تو تمہارے دل کی کیا کیفیت تھی کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر مطمئن تھا، حضرت عمارؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

نیز مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ کے چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا چنانچہ چند صحابہ کرامؓ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستے میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، غرض کہ مجبوراً زبردستی انہوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیے ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعدؒ نے طبقات میں عمر بن حکمؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور حضرت صہیبؓ کو بھی اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی اور حضرت ابوفیثمہؓ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی۔

(۱۰۷) اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو اسے اپنے دین کی طرف ہدایت دیتا ہے اور نہ اس کو اپنے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

(۱۰۸) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ آخرت کے کام سے بالکل غافل ہیں اور اس کو انھوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے اور تو حید سے غافل اور اس کے منکر ہیں۔

(۱۰۹) اے محمد ﷺ یہ یقینی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے یہ آیت مبارکہ مذاق اڑانے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اے محمد ﷺ بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کے ساتھی جنہوں نے اہل مکہ کی تکالیف اٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے تو آپ کا رب ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی بخشش کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔

سَبَّحْ نَزَلَ: ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلنَّاسِ قَاسِرًا (النح)

حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں انھی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لا کر ہجرت کی پھر جہاد کیا۔

(۱۱۱) یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں اور اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے اعمال کا خواہ نیک ہوں یا بد پورا بدلہ ملے گا یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی۔

(۱۱۲) اللہ تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک کیفیت بیان فرماتا ہے کہ وہ دشمن قتل، بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے امن اور اطمینان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے کھانے کے لیے پھل ان کے پاس ہر طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچا کرتے تھے۔ چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سات سالہ قحط اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑائی کا مزہ

چکھایا ان کی ناغلط حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

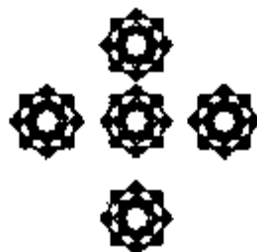
(۱۱۳) اور ان کے پاس ان ہی میں سے ایک عربی رسول یعنی محمد ﷺ آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے، ان کو اس قوم نے جھٹلا دیا تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب اللہ کی طرف سے نازل ہوا، جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کمر بستہ ہو گئے۔

(۱۱۴) سو کھیتیاں اور جانور اور نعمتیں کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو یعنی اگر تم کھیتوں اور جانوروں کو خود اپنے اوپر حرام کر لینے میں اللہ کی عبادت سمجھتے ہو تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو کیوں کہ اللہ کی عبادت ان کے حلال سمجھنے میں ہے۔

(۱۱۵) تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے پھر جو شخص فاقے کی وجہ سے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل مجبور ہو جائے بشرطیکہ مسلمانوں سے بغض نہ رکھتا ہو مطلب یہ ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور نہ یہ کہ بغیر شدید ضرورت کے کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس قدر شدید ضرورت کے موقع پر بقدر ضرورت مردار گوشت کھانے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی۔

(۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کے بارے میں مت کہہ دیا کرو کہ مثلاً یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں اور عورتوں پر حرام ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر محض بہتان لگا دو گے۔ جو لوگ اللہ پر بہتان لگاتے ہیں وہ عذاب الہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

(۱۱۷) ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔



وَعَلَى الَّذِينَ

هَٰذَا وَاحْرَمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا
 ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾
 ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا الشُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ
 أَنْ يَعْبُدُوا لَكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٩﴾
 إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ
 الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ رَاجِعًا إِلَىٰ هُدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
 مُسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّا فِي الْآخِرَةِ لَنُؤْتِي
 الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ بِلَاةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا
 وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ
 اخْتَلَفُوا فِيهِ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا
 كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ أَوْعِ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ
 وَالنُّوعِظَةَ الْحَسَنَةَ وَجَاوِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ
 رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تَصِلُ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُنْتَهَيْنِ ﴿١٢٥﴾
 وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوِّقْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ
 لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَعْرُزْ
 عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَلُوقٍ فِيمَا يُنْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ
 الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

اور جو چیزیں ہم تم کو پہلے بیان کر چکے ہیں وہ ہم نے یہودیوں پر
 حرام کر دیں تھیں۔ اور ہم نے اُن پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہی اپنے
 آپ پر ظلم کرتے تھے (۱۱۸)۔ پھر جن لوگوں نے نادانی سے بُرا کام
 کیا۔ پھر اسکے بعد توبہ کی اور نیکو کار ہو گئے تو تمہارا پروردگار (اُن
 کو) توبہ کرنے اور نیکو کار ہو جانے کے بعد بخشے والا (اور اُن پر)
 رحمت کرنے والا ہے (۱۱۹)۔ بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام
 (اور) خدا کے فرمانبردار تھے۔ جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور
 مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۰)۔ اُس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔
 خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا
 (۱۲۱)۔ اور ہم نے اُن کو دُنیا میں بھی خوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت
 میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے (۱۲۲)۔ پھر ہم نے تمہاری طرف
 وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو
 رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۲۳)۔ ہفتے کا دن تو انہی
 لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اور
 تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا
 جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۱۲۴)۔ (اے پیغمبر) لوگوں کو
 دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔
 اور بہت ہی اچھے طریق سے اُن سے مناظرہ کرو جو اس کے رستے
 سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر

چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے (۱۲۵)۔ اور اگر تم اُن کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دوجتنی تکلیف تم کو اُن سے پہنچی ہے اور
 اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے (۱۲۶)۔ اور صبر ہی کرو تمہارا صبر بھی خدا ہی کی مدد سے ہے۔ اور ان کے
 بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بداندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو (۱۲۷)۔ کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکو کار ہیں خدا
 اُن کا مددگار ہے (۱۲۸)

تفسیر سورۃ النحل آیات (۱۱۸) تا (۱۲۸)

(۱۱۸) صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دیں تھیں جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے پہلے سورۃ
 انعام میں کر چکے ہیں، چہ بیاں اور گوشت جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں ان کو حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی

زیادتی نہیں کی تھی لیکن انھوں نے گناہ کر کے خود ہی اپنے آپ کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

(۱۱۹) پھر محمد ﷺ آپ کا رب ایسے لوگوں کے لیے جنھوں نے جہالت سے جان بوجھ کر یا اس سے ناواقف ہو کر کوئی برا کام کر لیا ہو اور اس کے بعد توبہ کر لی اور نیک اعمال پر کاربند ہو گئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

(۱۲۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے رہنما تھے اور اللہ تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے اور سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۱) اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ اس کے بڑے شکر گزار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لیے چن لیا تھا اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستے یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی۔

(۱۲۲) اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں جیسے اولاد صالحہ، ان کی عمدہ تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثناء حسن دی تھیں اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۱۲۳) اے محمد ﷺ پھر ہم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ دین ابراہیمی پر قائم رہیے جو کہ سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے۔

(۱۲۴) اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنھوں نے جمعہ کی تعظیم میں اختلاف کیا تھا اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس دین میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

(۱۲۵) اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن حکیم اور قرآن حکیم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعے سے لوگوں کو بلائیے اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے طریقہ سے بحث کیجیے آپ کا رب اس شخص کو بھی اچھی طرح جانتا ہے جو اس کے دین سے گمراہ ہوا اور وہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

(۱۲۶) اور اگر تم ان کی اموات کا بدلہ لینے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو اور بدلہ نہ لو تو یہ چیز آخرت میں بڑے ثواب کا باعث ہے۔

مَنْ نَزَلَ: وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ (النح)

امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مشرکین نے حضرت حمزہ کا مثلہ یعنی ناک

وکان کاٹ ڈالے تھے تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا میں ان کے بدلے میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو قتل کروں اور تو آپ اسی حالت میں کھڑے تھے تو جبریل امین سورہ نحل کی ان آخری آیتوں کو لے کر تشریف لائے یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

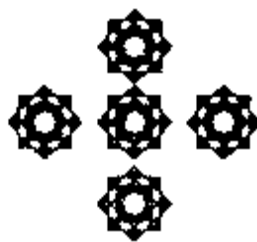
نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں انصار میں سے چونسٹھ اور مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، سب کا مثلہ کر دیا گیا تھا یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہمیں ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ بری حالت کر دیں گے چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک موخر معلوم ہوتا ہے اور اس سے پہلے جو حدیث روایت کی ہے اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ آیت غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے۔

غرض کہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لیے اس آیت کو دوبارہ نازل فرمایا ہے چنانچہ اوٹا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور پھر غزوہ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے۔

(۱۲۷) اور اے محمد ﷺ آپ کفار کی تکالیف پر صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خاص اللہ ہی کی توفیق خاص سے ہے اور ان مذاق اڑانے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے دل چھوٹا نہ کیجئے۔

(۱۲۸) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں اور جو کہ قول و عمل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔



سُورَةُ اِسْرَآءِل { ۱۷ } وَفِيهَا اَرْبَعٌ وَاثْنَا عَشْرُ اٰیَةً

الْحَمْدُ لِلّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهِ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیْهِ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةٌ مِّنْ حَمَلِنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضٰیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ تَقْدِیْرَ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُولٰٓئِهٖمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا اَنَّا اَوَّلُیْ بَاسٍ شَدِیْدٍ فَجَآءُوْا خِلَالَ الدِّیَارِ ۝ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمْ الْکُرْسٰی عَلَیْهِمْ ۝ وَاَمَدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِیْنِ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لَا تُفْسِدُمْ وَاِنْ اَسَآءْتُمْ فَلَهَا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لَیْسُوْا اَوْجُوْهُكُمْ وَلَیْدٌ خُلُوْا السُّجْدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَلَیْتَبَرُّوْا مَا عَلُوْا تَبٰیْرًا ۝ عَلٰی رُءُوسِهِمْ اَنْ یَّرْحَمُوْكُمْ وَاِنْ عُدُّوْا عَلٰی جَهَنَّمَ لَکٰفِرٍیْنَ حَصِیْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یُہْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝ وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهُ بِالْخَیْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

سُورَةُ اِسْرَآءِل { ۱۷ } وَفِيهَا اَرْبَعٌ وَاثْنَا عَشْرُ اٰیَةً

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر وہ ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے (۱)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اُس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا (۲)۔ اے اُن لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا بے شک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے (۳)۔ اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے (۴)۔ پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلط کر دیے اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے۔ اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا (۵)۔ پھر ہم نے دوسری بار تم کو اُن پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو جماعت کثیر بنادیا (۶) اگر تم نیکو کاری کرو گے تو اپنی جانوں کے لیے کرو گے۔ اور اگر اعمال بد کرو گے تو (اُن کا) دباں بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے (وعدے) کا وقت آیا تو (ہم نے) پھر اپنے بندے (بھیجے) تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہو گئے تھے اُسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کر دیں (۷)۔ اُمید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر وہی

(حرکتیں) کرو گے تو ہم بھی وہی (پہلا کے لیے سلوک) کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے (۸)۔ یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کے لیے جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لیے اجر عظیم ہے (۹)۔ اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰)۔ اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اُسی طرح بُرائی مانگتا ہے۔ اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے (۱۱)۔

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱) تا (۱۸)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آیت وَ اِنْ كَاذِبُوْا سے سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا تک اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے یہ آیات مدنی ہیں اور اس سورت میں ایک سو گیارہ آیات اور پندرہ سو تینتیس کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

(۱) وہ اولاد اور شریک سے پاک ذات ہے جو رسول اکرم ﷺ کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان کے قریب ہے جس کے گرد ہم نے پانی درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں تاکہ ہم محمد ﷺ کو اپنے عجائبات قدرت دکھا دیں چنانچہ اس رات میں رسول اکرم ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا بے شک اللہ تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم ﷺ کے اس سفر کو بڑے دیکھنے والے ہیں۔

(۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی اور ہم نے اسکو بنی اسرائیل کے لیے گمراہی سے ذریعہ ہدایت بنایا جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۳) اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا وہ بڑے شکر گزار بندے تھے چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمد للہ کہتے تھے۔

(۴) اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل کو یہ بات بتادی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے اور بہت زیادتیاں کرو گے۔

(۵) پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی باریک شرات پر عذاب کا وقت آئے گا یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم لوگوں پر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگجو ہوں گے اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تمہیں قتل کر ڈالیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا یعنی اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔ چنانچہ بنی اسرائیل نوے سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ کی قید میں رہے۔

(۶) پھر اللہ تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعے ان کی مدد فرمائی اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا یعنی پھر ہم تمہیں دولت دے کر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے اور تمہاری جماعت

اور تعداد کو بڑھا دیں گے۔

(۷) اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لیے حاصل کرو گے اور اگر تم شرک کرو گے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ قحطوں کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مردوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے پھر جب ان دو بار میں سے دوسری سزا یا دوسرے فساد کی میعاد آئے گی تو ہم تم پر قحطوں بن ایسا نوس رومی کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہیں مار مار کر اور قید کر کے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تو اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں گے اور جس چیز پر ان کا زور چلے گا سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں گے۔

(۸) عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمدیہ کی پیروی کرو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے اور اگر تم نیکیاں کرو گے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

(۹) یہ قرآن حکیم ایسے طریقے کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے یعنی شہادت اِنِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ان بااخلاص مومنوں کو جو کہ اعمال صالحہ کرتے ہیں جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۱۰) اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۱۱) اور نضر بن حارث کا فراپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلدی مطالبہ کر رہا ہے۔



وَجَعَلْنَا آيَاتٍ لِلَّذِينَ آمَنُوا لِيُذَكِّرُوا أَنفُسَهُمْ ۖ وَجَعَلْنَا
 آيَةَ الْفِتْنَةِ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ أَفْضَلًا مِّنْ زَكَاةٍ تَتْلُونَ أَعْدَ السِّينِ
 وَالْحِسَابِ ۖ وَكُلَّ شَيْءٍ فَضَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۖ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ
 طَبْعًا فِي عُرْفِهِ ۖ وَنُفِخَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَكْتُبُ فِيهِ مَنُشُورًا ۖ
 اقْرَأْ كِتَابَكَ تَكْفًى ۚ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حِسَابٌ ۖ مِّنْ أَهْتَدَىٰ
 فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
 وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنَّا لَنَّا مُعَذِّبِينَ ۚ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۚ وَإِذَا أَرَدْنَا
 أَن نَّهْلِكَ قَرْيَةً ۖ أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا
 الْقَوْلُ فَدَمَرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۖ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن
 بَدُونِ نُوحٍ ۖ وَكَفَىٰ لِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۖ بَصِيرًا ۖ
 مَن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ ۖ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا نَارًا تَلْهَىٰ ۖ يَرِيدُ ثُمَّ
 جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا نَارًا مُّوْأَقَدَةً حُورًا ۖ وَمَنِ ارْتَدَّ ۖ آخِرَةُ
 وَسْطَىٰ لَهَا سَعِيرًا ۖ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالُوا لَيْكَ كَانَتْ سَعِيرَةٌ فَشُكِّرُوا ۖ كَلَّا
 نَبْذُوهَ الْوَلَدَ ۖ وَهُوَ آلَاءُ مِن عَطَاءِ رَبِّكَ ۖ وَإِن كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا
 أَنْظِرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَلَآ آخِرَةَ الْكُبَرِ ذَرِّبُوا الْكُبَرِ
 تَفْصِيلًا ۖ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقَعَّدَ لَنَا مُؤْمِنًا قَدْ هَلَكَ ۖ
 وَتَقْضَىٰ رَبُّكَ إِلَّا تَتَبَدُّوْا ۖ إِلَّا يَأْتِيهِ الْإِنشَاءُ أَفْئِدَةً ۖ
 عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا
 وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۖ وَانْخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
 وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا ۖ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمُ ۚ إِنَّ
 تَكُونُوا صَادِقِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّلِينَ غَفُورًا ۖ

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک
 بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی
 روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر
 چیز کی تفصیل کر دی ہے (۱۲)۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو
 (بصورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز
 (وہ) کتاب اُسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا
 (۱۳)۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ
 ہی محاسب کافی ہے (۱۴)۔ جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی
 لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اُسی کو ہوگا
 اور کوئی شخص کسی دُسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور جب تک
 ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے (۱۵)۔ اور جب ہمارا ارادہ
 کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش
 پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اُس پر (عذاب کا)
 حکم ثابت ہو گیا۔ اور ہم نے اُسے ہلاک کر ڈالا (۱۶)۔ اور ہم نے
 نوح کے بعد بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور تمہارا پروردگار اپنے
 بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا کافی ہے (۱۷)۔ جو شخص
 دُنیا (کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں
 اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے جہنم کو
 (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نقرین سن کر اور (درگاہِ خدا
 سے) راندہ ہو کر داخل ہوگا (۱۸)۔ اور جو شخص آخرت کا خواست گار
 ہو اور اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اُسے لائق ہے اور وہ مومن بھی
 ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (۱۹)۔ ہم اُن کو اور ان
 سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے

پروردگار کی بخشش کسی سے رُک ہوئی نہیں (۲۰)۔ دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔ اور آخرت درجوں میں (دُنیا
 سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے (۲۱)۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملائیں سن کر اور بے کس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ
 گے (۲۲)۔ اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُس کے ہوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔
 اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور اُن سے ادب کے
 ساتھ بات کرنا (۲۳)۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دُعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنہوں نے

مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما (۲۴) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے (۲۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۱۲) تا (۲۵)

(۱۲) اور ہم نے چاند اور سورج کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا اور سورج کو خوب روشن بنایا تاکہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ اور تاکہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں اور دنوں کا حساب معلوم کر لو اور ہم نے حلال و حرام اور امر و نواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۱۳-۱۴) اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے دیکھنے کے لئے سامنے کر دیں گے جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب واضح ہوں گی اور وہ ان کو دیکھ لے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے، آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

(۱۵) جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے ایمان لاتا ہے اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی کو ملتی ہے کیوں کہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن قصاص وغیرہ کے عوض یا کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لیے نہیں بھیج لیتے۔

شان نزول: وَلَئِنْ شِئْنَا وَانِزْلَةً فَنَزَّلُ اُھْرٰی (النح)

حافظ ابن عبد البرؒ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

(۱۶) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرمانبرداری کا

حکم دیتے ہیں یا یہ کہ اسی بستی کے سرداروں ظالموں اور مالداروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور رؤسا کو تسلط دے دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزول عذاب کی حجت پوری ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو تباہ اور برباد کر ڈالتے ہیں۔

(۱۷) اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک کیا ہے اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر نزول عذاب سے باخبر ہیں اگرچہ اس چیز سے آپ کو آگاہ نہیں کیا۔

(۱۸) جو شخص اپنے ان نیک اعمال سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں، دنیا کی نیت رکھے گا اور آخرت کا منکر ہوگا تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کو آخرت میں بالکل بھی نہ دیں گے بلکہ جہنم اس کے لیے واجب کریں گے جو بد حال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہو کر داخل ہوگا یہ آیت مرید بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۹) اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا اور جنت کے لیے جیسے اعمال کرنے چاہیں ویسے ہی عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل اللہ کے نزدیک مقبول ہوگا یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۰) آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل اطاعت کی بھی امداد کرتے ہیں اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

(۲۱) اور اے محمد ﷺ آپ دیکھ لیجیے کہ مال و دولت خرم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور آخرت میں مومنین کے لیے بہت انعامات ہیں اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو نہ صاحب ملامت ہو جائے گا کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا اور پروردگار حقیقی تجھ کو ذلیل کر دے گا۔

(۲۳) تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی نازیبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا۔

(۲۴) اور اللہ کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لیے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

(۲۵) تمہارا رب تمہارے دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا ادب و احترام کرنے کا کیا جذبہ ہے اگر تم حقیقت میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہو تو وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔

وَابْتَغِ الْفَنَىٰ حَقَّهُ

وَالْكَسْبَ وَالْزَيْنَ السَّيِّئَ وَلَا تَبْذُرْ بِنَدْرٍ إِنَّ الْبَنِينَ كَانَ نُؤَا
 (أَخْوَانِ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا) وَأَمَّا تَعْرِضُ عَنْهُمْ
 أَيْتَعَارُ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا وَلَا تَجْعَلْ
 يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ لَلْهَوَىٰ الْهَوَىٰ
 إِنْ رَبُّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ
 خَبِيرٌ بَصِيرًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِبْرَٰهِيمَ إِنْ نَزَّلْنَاهُمْ
 وَلَكُمْ مِنْكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيرًا وَلَا تَقْرَبُوا الرِّزْقَ إِنْهُ
 كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
 إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلَاهُ سُلْطَانًا فَلَا يَتَرَفَّى
 فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي
 هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
 مَسْئُولًا وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمُوزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ السَّقِيَّةِ
 ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا وَلَا تَقْفُ لَكَ بِهِ عِلْمًا إِنَّ
 السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو اور فضول
 خرچی سے مال نہ اُڑاؤ (۲۶)۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو
 شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا
 کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے (۲۷)۔ اگر تم اپنے پروردگار
 کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں اُمید ہو اُن
 (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو اُن سے نرمی سے بات کہہ دیا
 کرو (۲۸)۔ اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت
 تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ
 سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ طامت زدہ اور درماندہ ہو کر
 بیٹھ جاؤ (۲۹)۔ بے شک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے
 فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ وہ
 اپنے بندوں سے خبردار ہے اور (اُن کو) دیکھ رہا ہے (۳۰)۔ اور اپنی
 اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیونکہ) اُن کو اور تم کو ہم ہی
 رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے
 (۳۱)۔ اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے
 (۳۲)۔ اور جس جائیداد کا مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اُسے قتل نہ

کرنا مگر جائز طور پر (یعنی بھائی شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے کہ (ظالم قاتل سے بدلہ
 لے) تو اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے۔ کہ وہ منصور و فتح یاب ہے (۳۳)۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا
 مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پُر ہشش ہوگی
 (۳۴)۔ اور جُب (کوئی چیز) ناپ کر دینے لگو تو پیانہ را بھرا کرو اور جب (قول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تول کر لو کرو۔ یہ بہت اچھی بات
 اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے (۳۵)۔ اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان
 سب (جوارح) کے لیے ضرور پاس پُرس ہوگی (۳۶)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۲۶) تا (۳۶)

(۲۶) یہ آیت مبارکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا اور نیز مسافر کا بھی احترام کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے اور اپنے مال کو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسری جگہ پر مت خرچ کرنا اگرچہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں قطعاً مت خرچ کرنا۔

شان نزول: وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ (النخ)

طبرانیؒ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر ان کو (باغ) فذک دے دیا۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے) کیوں کہ حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے حالاں کہ یہ آیت مکی ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۷) ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگرچہ ایک کوڑی ہو، حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکر ہے۔

(۲۸) اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس پوشیدہ مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیا کے پہلو تہی کرنا پڑے تو پھر ایسی صورت میں دلجوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللہ کہیں سے آئے گا تو دے دیا جائے گا۔

شان نزول: وَإِمَّا تُعْرِضُ عَنْهُمْ (النخ)

سعید بن منصورؒ نے عطا خراسانیؒ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مزنیہ کے کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لیے آئے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تمہیں سوار کر دوں تو وہ روتے ہوئے غم و افسوس کے ساتھ واپس ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا۔ اور ابن جریرؒ نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ رسول اکرم ﷺ سے مانگا کرتے تھے۔

(۲۹) اور نہ تو خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے ہاتھ روک لیا جائے اور نہ بالکل

ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیے یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابت دار کو نہ دینا چاہیے کہ دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے ورنہ الزام خوردہ خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے کہ دوسرے فقراء اور قرابت دار الزام دیں گے اور تم سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو تمہارے پاس مال ہو گا وہ سب دوسرے تم سے لے جائیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس نے رسول اکرم ﷺ سے کرتہ مانگا تھا تو آپ نے کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور خود برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہیں کھول دینا چاہیے کہ اپنے بدن کا کرتہ تک اتار کر آپ دے دیں اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نکل نہ سکیں۔

شان نزول: وَلَئِنْ جَعَلْتُ يَدَكَ مَفْلُوءَةً (النخ)

سعید بن منصورؒ نے سیار ابی الحکمؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس کپڑے وغیرہ مال آیا اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید سے آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم کر چکے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ اور خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہو گے۔

اور ابن مردویہؒ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک لڑکا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے، آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں، وہ لڑکا کہنے لگا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دے دیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دے دیا اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے، سب راہ اللہ میں خرچ کر دو، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔

(۳۰) بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے مال کی فراخی عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے۔

(۳۱) یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، اس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو ہم ان لڑکیوں کو اور

تم کو بھی رزق دیتے ہیں بے شک۔ ان کا زندہ دفن کر دینا سزا کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔
(۳۲) اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ نہ خفیہ طریقہ پر اور نہ علانیہ طور پر وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔

(۳۳) اور جس مومن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے اس کو مست قتل کرو ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑادی جائے۔
اور جس شخص کو ناحق دانستہ قتل کر دیا جائے تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے، اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی تجاوز نہیں کرنا چاہیے یعنی غیر قاتل کو نہ قتل کرے یا یہ کہ ایک کے عوض دس کو نہ قتل کرے۔ وہ طرف داری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

(۳۴) اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو تا کہ وہ پندرہ یا اٹھارہ سال کا ہو جائے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہوا کرے، اس کو پورا کیا کرو کیوں کہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن حساب ہوگا۔

(۳۵) اور جب ماپنے کی چیز ماپ کر دو تو پورا ماپو اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ ماپ و تول اور وعدوں کو پورا کرنا یہ بد عہدی اور چیزوں کو کم دینے سے بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

(۳۶) اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو، کیوں کہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا کی ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔



آپ پر وحی کے ذریعے بھیجی ہیں اور اے مخاطب اللہ برحق کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرنا ورنہ تو خود اپنے نفس کو ملامت کرنے والا اور ہر ایک بھلائی سے دور ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۴۰) تو کیا پھر بھی اس بات کے قائل ہو کہ تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنائی ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلاف بہت سخت بات کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہو۔

(۴۱) اور ہم نے اس قرآن میں وعدے اور وعید سب کو بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح نصیحت حاصل کر لیں۔ باقی قرآن کریم کی وعیدیں سن کر وہ تو ایمان سے دور ہی بھاگ رہے ہیں۔

(۴۲-۴۳) اور اگر اس معبود برحق کے ساتھ مقابل ان لوگوں کے اور بھی معبود ہوتے تو انہوں نے ابھی تک عرش والے تک اپنی قدر و منزلت کو یا یہ کہ راستہ کو تلاش کر لیا ہوتا، اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات بابرکت اولاد اور شریک سے پاک اور ان کی شرکیہ باتوں سے بہت زیادہ برتر اور ہر ایک چیز سے بلند ہے۔

(۴۴) اور وہ ایسا پاک ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کر رہی ہیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، خواہ نباتات میں ہو جو کہ اس کے حکم سے اس کی پاکی (حالاً یا قلاً) نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی پاکی کو نہیں سمجھتے کہ کون سی زبان میں وہ پاکی بیان کر رہے ہیں۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بڑا حلیم ہے کہ فوراً ان کی گرفت نہیں کرتا اور بڑا غفور بھی ہے کہ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرماتا ہے۔ (۴۵) اور جب آپ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ابو جہل کے درمیان جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے ہیں۔

شان نزول: وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ (الخ)

ابن منذرؒ نے ابن شہابؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مشرکین قریش کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور ان کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے تو وہ کہتے کہ یہ ہمیں مانگ کر ناچا رہے ہیں جس کی طرف یہ ہمیں بلا رہے ہیں اس سے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ان ہی کے اقوال روایت کر دیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ (الخ)۔ یعنی جب آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔

(۴۶) اور جب آپ کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے اور ان کی عبادت کی طرف جھک جاتے اور آپ کے فرمان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

(۴۷) اور جس وقت ابو جہل وغیرہ آپ کے قرآن کریم پڑھنے کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ

جس غرض سے یہ آپ کی قرأت کو سنتے ہیں اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعض کاہن اور بعض دیوانہ کہتے ہیں اور بعض دوسروں سے کہتے ہیں کہ تم محمد ﷺ کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

(۳۸) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسے کیسے القابات تجویز کرتے ہیں۔ سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ان سے ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لیے کوئی بھی دلیل نہیں۔

(۴۹) اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرکز پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چوراہو جائیں گے تو ہم پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی۔

قُلْ كُونُوا

جَعَادَةً أَوْ حَيْدُودًا ۖ أَوْ عُلَاقًا فَمَا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ
مَنْ يُعِدُّ تَأْتِيلَ الْآلِهَةِ ۚ فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْخَشِرُونَ إِلَيْكَ
رُؤُوسُهُمْ وَلَيُلَاقُونَكَ مَتًى هُوَ قَوْلٌ عَلَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝
يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِمَعْبُودٍ ۖ وَتَقُولُونَ أَنْ لَيْسَ
بِالْأَقْلِيلِ ۗ وَقُلْ لِمَنِ الْيَقِينُ يَقُولُوا لِلَّذِي هُوَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ
يَنْزِعُ بَيْنَهُمُ الرِّبَا ۚ الشَّيْطَانُ كَاۡنَ ۖ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا ۚ لَهُمْ أَنْفُسٌ
لَهُمْ أَنْ يَشَآئِرَ حُكْمُكَ أَلَنْ يَسْأَعِدَهُمْ ۖ وَرَأْسُكَ عَلَيْهِمْ
وَكَيْلًا ۝ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَطَرْنَا
بَعْضَ السَّمَكِ عَلَىٰ بَعْضٍ وَأَتَيْنَاكَ الْوَدَّ زَوْجًا ۚ قُلْ لِلَّهِ الدِّينُ
رَاسُ كُلِّ دِينٍ ۚ فَمَا لَا يَكُونُ لَكُفَّ الْمَعْرِفَةِ ۚ وَلَا تَحْجُزْ
أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ
وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا
وَأَنْ مِنْ قُوَّةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مَعَهَا ۚ بُوْهًا
عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۚ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ
بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا نُوحًا الْإِنشَاءَ مُبَرِّرًا
فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا أَنَا اللَّهُ ۚ فَاتَّخِذْهُمَا قُلُوبًا ۚ وَآتَيْنَاكَ رَبَّكَ
أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرِّيحَ الَّتِي أَرِيكَ إِلَّا فَتْنَةً لِّلنَّاسِ
وَالْحَجَرُ الْمَصْنُوعَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَلَقَدْ فَطَرْنَاكَ فِي بَرْزَخٍ ۚ

کہہ دو (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا (۵۰)۔ یا کوئی اور چیز جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) بڑی (سخت) ہو۔ جھٹ کہیں گے کہ (بھلا) ہمیں دوبارہ کون چلائے گا؟ کہہ دو کہ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ تو (تعجب سے) تمہارے آگے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا؟ کہہ دو اُمید ہے کہ جلد ہوگا (۵۱)۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اسکی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں بہت کم (مدت) رہے (۵۲)۔ اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔ کیونکہ شیطان (نری باتوں سے) اُن میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (۵۳)۔ تمہارا پروردگار تم سے خوب واقف ہے۔ اگر چہ تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تم کو اُن پر داروغہ (بنا کر) نہیں بھیجا (۵۴)۔ اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں تمہارا پروردگار اُن سے خوب واقف ہے۔ اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور داؤد کو زبور عنایت کی (۵۵)۔ کہو (کہ مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے۔ اُن کو بلادیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے (۵۶)۔ یہ لوگ جن کو (خدا کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اُن میں (خدا کا) زیادہ

مُغْرَب (ہوتا) ہے اور اسکی رحمت کے اُمیدوار رہتے ہیں اور اُس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (۵۷)۔ اور (کفر کرنے والوں کی) کوئی بستی نہیں مگر قیامت کے دن سے پہلے ہم اُسے ہلاک کر دیں گے یا سخت عذاب سے معذب کریں گے۔ یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے (۵۸)۔ اور ہم نے نشانیاں بھیجی اس لیے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور ہم نے ثمود کو اودھنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو (۵۹)۔ جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اس کو لوگوں کے لیے آزمائش کیا اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو اُن کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوئی ہے (۶۰)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۵۰) تا (۶۰)

(۵۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو پھر بھی مرنے کے بعد تمہیں زندہ کیا جائے گا۔

(۵۱) اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہمیں زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرمادیجیے کہ وہ، وہ ہے کہ جس نے پہلی بار تمہیں تمہاری ماؤں کے رحموں سے پیدا کیا ہے۔

آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے، سو اس بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا آپ فرمادیجیے عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آپہنچا ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا فرمانا ضروری ہے۔

(۵۲) اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا جب کہ تمہیں قبروں سے اٹھانے کے لیے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الہی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

(۵۳) آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرمادیجیے کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیا کریں تو ایسی بات کہا کریں جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو۔

کیوں کہ شیطان سخت جواب دلو کر لوگوں میں فساد ڈلوادیتا ہے اور واقعی وہ کھلا دشمن ہے اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل والا حکم ہے۔

(۵۴) تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں اہل مکہ سے نجات دے دے اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے اور ہم نے آپ کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو۔

(۵۵) اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو شرف خلوت اور

شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور رسول اکرم ﷺ کو قرآن کریم دیا ہے۔

(۵۶) محمد ﷺ آپ خزاہ سے فرمادیجیے جو کہ جنوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو شدت اور سختی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

شان نزول: قُلِ ادْعُوا النَّبِيِّنَ زَعَمْتُمْ (النح)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے وہ جن مشرف باسلام ہو گئے مگر یہ بد بخت پجاری ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرمادیجیے کہ جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

(۵۷) اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں، وہ خود اپنے رب کی عبادت کر کے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ خود اس کی جنت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کے عذاب نازل ہونے پر ان کو پھر کوئی پناہ نہیں۔

(۵۸) کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک نہ کر دیں یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب نہ دیں ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

(۵۹) اور ہمیں خاص فرمائی شے معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کو جھٹلا چکے ہیں اور اس جھٹلانے پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے تو یہ بھی ہلاک کر دیے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی سو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کے پیر کاٹ ڈالے اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

شان نزول: وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ (النح)

امام حاکمؒ اور طبرانیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے تاکہ یہ کھیتی باڑی

کر سکیں تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں اور اگر آپ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے مگر اس کے بعد اگر انھوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیے گئے اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کی اس درخواست کو ٹال دیتا ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہمیں خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں۔ نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

(۶۰) اور آپ وہ وقت یاد کیجیے، جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا تھا، اور شجرۂ زقوم جس کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے، ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا۔ اور ہم ان کو شجرۂ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھی چلی جاتی ہے۔

ثَانِ نَزُولِ: وَإِنَّ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَهَاطَ بِالنَّاسِ (النح)

ابو یعلیٰ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی تو آپ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا تو وہ مذاق اڑانے لگے اور آپ سے نشانیاں پوچھنے لگے چنانچہ آپ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی اور عمر پہاڑ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ نے کہا، نعوذ باللہ یہ جادوگر ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشا آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لیے موجب گمراہی کر دیا اور ابن منذر نے حسن رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن مردویہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو متفکر تھے تو آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لیے موجب گمراہی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، نیز ابن جریر نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلیٰ بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

ثان نزول : وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے اور امام بیہقیؒ نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شجرہ زقوم کا ذکر فرمایا تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈراتا تو ابو جہل بد بخت کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ شجرہ زقوم جس سے محمدؐ تمہیں ڈرا رہے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابو جہل نے کہا کہ وہ ٹرید پر مکھن لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھریں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاذْكُرْنَا لِلنَّاسِ كَيْفَ اسْتَجَبُوا لِادْعَائِهِمْ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ
 اءَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ خُلِقَ مِنْ دُونِ الْوَالِدِ
 عَلَى لَيْنٍ أَمْرَتَيْنِ إِلَى يَوْمِ الْفَيْدَةِ لَا خَشْيَةَ لَكَ مِنْ دُرِّيَّتِهِ إِلَّا
 قَلِيلًا قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ
 جَزَاءً مَوْفُورًا ۖ وَاسْتَغْفِرُكَ مِنَ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ
 وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْ لَهُمْ فِي الْأَمْوَالِ
 وَالْأَوْلَادِ وَعَدُوهُمْ وَمَا يَعِدُكُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۚ إِنَّ عِبَادِي
 لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۚ رَبُّكُمْ الَّذِي
 يُزَيِّجُ لَكُمُ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لِيَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّه كَانَ بِكُمْ
 رَحِيمًا ۖ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ
 إِلَّا إِلَهًُا فَلَمَّا نَجَّيْكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ
 كَفُورًا ۖ أَفَأَمْنْتُمْ أَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ جَانِبُ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ
 عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا رِجْزًا مَذْمُومًا
 يُعَذِّبُهُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ
 الرِّيحِ فَيَغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا سَمًا
 وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَخَلَقْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ
 الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۚ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا بھلا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا (۶۱)۔ (اور ازراہ طنز) کہنے لگا دیکھ تو کہ یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جزا کا تار ہوں گا (۶۲)۔ خدا نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے) (۶۳)۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکا تا رہ۔ اور اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ اور اُن کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور اُن سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے اُن سے کرتا ہے سب دھوکا ہے (۶۴)۔ جو میرے مخلص بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار کار ساز کافی ہے (۶۵)۔ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو۔ بے شک وہ تم پر مہربان ہے (۶۶)۔ اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اُس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے

ہی ناشکر! (۶۷)۔ کیا تم (اس سے) بے خوف ہو کہ خدا تمہیں خشکی کی طرف (بے جا کر زمین میں) دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے۔ پھر تم اپنا کوئی نگہبان نہ پاؤ (۶۸)۔ یا (اس سے) بے خوف ہو کہ تم کو دوسری دفعہ دریا میں لے جائے پھر تم

پر تیز ہوا چلائے اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں ڈبو دے۔ پھر تم اُس فرق کے سبب اپنے لیے کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ (۶۹)۔ اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور اُن کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی (۷۰)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۶۱) تا (۷۰)

(۶۱) وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا۔

(۶۲) کہنے لگا کہ ان کو جو مجھ پر سجدہ کرا کے فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں سوائے ان تھوڑے آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں، سب کو راہ حق سے پھسلاؤں گا اور گمراہ کروں گا اور اپنے قبضہ میں کر لوں گا۔

(۶۳) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے جو ان میں سے تیرے طریقہ پر چلے گا تو تم سب کی پوری سزا جہنم ہے۔

(۶۴) اور جان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا یا یہ کہ امیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہر قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔

اور ان پر اپنے سوار مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھالانا اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔

(۶۵) میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا ذمہ دار اور کافی کار ساز ہے۔

(۶۶) وہ ایسا غنی ہے کہ تمہارے نفع کے لیے کشتیوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اس کے علم کی تلاش کرو اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

(۶۷) اور جس وقت دریا میں تمہیں کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو، سب کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے، سوائے خدائے وحدہ لا شریک کے اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو۔

پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو۔ واقعی کافر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

(۶۸) مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں قارون کی طرح خشکی کی طرف لا کر دھنسا دے یا تم پر قوم لوط علیہم السلام کی طرح پتھر برسادیے جائیں پھر تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔

(۶۹) یا اے مکہ والو اس سے بے فکر ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جائے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے اور پھر تمہیں دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفران نعمت کیا ہے، غرق کر دے اور پھر اس غرق کرنے پر تمہیں کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے۔

(۷۰) اور ہم نے آدم کی اولاد کو ہاتھ اور پیر عطا کر کے عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا اور ان کو جانوروں کی روزی کی بہ نسبت بہتر اور پاکیزہ روزی عطا کی۔ اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل و صورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ نکالیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے واسطے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (۷۱)۔ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) رستے سے بہت دور (۷۲)۔ اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اس کے بوا اور باتیں ہماری نسبت بنالو۔ اور اس وقت وہ تم کو دوست بنا لیتے (۷۳)۔ اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر ان کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے (۷۴)۔ اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی (عذاب کا) دونا اور مرنے پر بھی دونا مزا چکھاتے۔ پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہیں پاتے (۷۵)۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تمہیں زمین (مکہ) سے بھسلا دیں تاکہ تمہیں وہاں سے جلا وطن کر دیں۔ اور اس وقت تمہارے پیچھے یہ بھی نہ رہتے مگر کم (۷۶)۔ جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے ان کا (اور ان کے بارے میں ہمارا یہی) طریق رہا ہے اور تم ہمارے طریق میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے (۷۷)۔ (اے محمد ﷺ) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے (۷۸)۔ اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لئے (سبب)

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهُ بِرِسَالَةٍ فَارْتَدَّ يَنْقَرُ عَنْهُ كِتَابُهُمْ وَلَا يَظْلُمُونَ فَيَتْلَا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَصْلُ سَبِيلًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْكَ عَنِ الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ لِتَقَرِّيْ عَلَيْنَا نَاغِرَةً ۝ وَاِذَا لَمْ تَخْذُ وَلَدٌ فَخَلِّیْلًا ۝ وَلَوْلَا اَنْ تُبَشِّرَ لَقَدْ كُنْتَ تَرْكُنَ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۝ اِذَا لَدَقْنَا ضَعْفَ الْحَيٰوةِ وَضَعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذَا لَا يَلْبَثُوْنَ خَلْقَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سَنَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسِنَّتِنَا تَعْوِيْلًا اَقْبَرُ الصَّلٰوةِ لَدُلُوْكَ الشُّسُبِ اِلَى غَسَقِ النَّيْلِ وَقُرْاٰنِ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْرًا ۝ وَمِنَ النَّيْلِ فَتَبَجْدُ بِهِ نَاقِلَةً لَّكَ ۝ عَسٰی اَنْ يُّبَشِّرَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ اِلٰى خَلْ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ نَافِلًا وَّزَحٰوةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَا اَنْعَمْنَا عَلٰى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِنَاجِيْهِ ۝ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُّوْسًا ۝ قُلْ كُلُّ يَعْلُ عَلٰى شَاكِلِيْهِ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِيْلًا ۝ وَيَسْأَلُوْكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَتَاُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

زیادت ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے (۷۹)۔ اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کبھیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالو۔ اور اپنے ہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو (۸۰)۔ اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے (۸۱)۔ اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے (۸۲)۔ اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگرداں ہو جاتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے۔ اور جب اُسے سختی پہنچتی ہے تو نا اُمید ہو جاتا ہے (۸۳)۔ کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے (۸۴)۔ اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے (۸۵)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۷۱) تا (۸۵)

(۷۱) قیامت کے دن جب کہ ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ یا یہ کہ ان کے نامہ اعمال سمیت یا یہ کہ ان کے دعوت ہدایت دینے والے یا دعوت گمراہی دینے والے کے ساتھ ملا دیں گے۔ پھر جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو خوش ہو کر پڑھیں گے اور ان کی نیکیوں میں ذرا کمی نہ کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔ کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فیتل کہتے ہیں اور انگلیوں کی جڑوں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی لفظ فیتل کا استعمال کیا گیا ہے۔

(۷۲) اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجا آوری سے اندھا رہے گا وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہو گا یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور حجت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا تو وہ آخرت میں بھی حجت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا اور زیادہ گمراہ ہو گا۔

(۷۳) اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے تاکہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے، یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ثَانِ نَزُولِهِ: وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُوكَ (النح)

ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد، عکرمہ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ امیہ بن خلف، ابو جہل اور کچھ قریشی چلے اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد چلو اور نعوذ باللہ ہمارے بتوں کو چھو لو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔

اور آپ ﷺ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہاں رہتے تھے، چنانچہ ان کے لیے نرم ہو گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جتنی روایات اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہیں، یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے، اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

چنانچہ ابوالشیخؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے تو کافروں نے کہا ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے، تا وقتیکہ آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے اگر میں ایسا کر لوں تو کیا حرج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن شہاب سے روایت کیا گیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیرؒ سے روایت کیا ہے کہ قریش رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو ان غرباء اور غلاموں کو جو آپ کے پیرو ہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجیے تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہو جائیں یہ سن کر آپ کچھ ان کی طرف متوجہ سے ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے سورہ نجم کی اَفْرَ اَيْتُمُ اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ تک تلاوت فرمائی تو شیطان نے یہ الفاظ آپ پر القاء کر دیے تِلْكَ الْغَرَائِيقُ الْعُلَىٰ وَاِنْ شَفَاعَتُهُمْ لَتَرْجَبُنَّ۔

چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد آپ برابر مغموم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنَّی الْشَّيْطَانُ فِیْ اُمْنِیَّةٍ یہ روایات اس بات پر دال ہیں کہ یہ آیات مکی ہیں۔

اور جن حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے، انھوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن مردویہؒ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک قبیلہ نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجیے تاکہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجائیں، پھر ہم اپنے بتوں کے چڑھاوے وصول کر کے اسلام لے آئیں گے، رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو مہلت دینے کا ارادہ کر لیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

ابن ابی حاتمؒ اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطے سے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اگر آپ نبی ہیں تو شام جائیے کیوں کہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو بھی اس چیز کا خیال ہو گیا چنانچہ آپ نے ملک شام کے

ارادہ سے غزوہ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل فرمائیں وَإِنْ كَاذِبُونَ۔ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔ اور اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت کم ٹھہر پاتے، یہاں تک کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے۔

(۷۴) اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔

(۷۵) اور اگر آپ کو ان کے مطالبہ کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

(۷۶) اور نیز یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں۔
(۷۷) جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کی قوموں کو ہلاک کیا جب کہ اپنے رسولوں کو انھوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

(۷۸) اے محمد ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد نماز ظہر اور عصر اور رات آنے پر مغرب و عشاء کی نماز ادا کیجیے اور صبح کی نماز بھی ادا کیجیے، بے شک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

(۷۹) اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی قرأت قرآن کریم کیا کیجیے اور سوکراٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجیے یہ آپ کے لیے فضیلت کی چیز ہے یا یہ کہ خاص آپ کے لیے ہے۔

(۸۰) اور آپ یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں اچھے طریقے سے داخل کیجیے، اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے اچھے طریقے سے لے جائیے اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجیے یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہنچائیے اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکال لے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجیے۔ جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

ثَانِ نَزُولٍ: وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الخ)

امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی اور آپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب مجھے اچھے طریقے سے پہنچائیے اور مجھے اچھے طریقے سے لے جائیے اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیے جس کے ساتھ نصرت ہو یہ روایت

اس چیز کے بیان کرنے میں صاف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے اور ابن مردویہ نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

(۸۱) اور کہہ دیجیے کہ اب رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں یا یہ کہ اب اسلام کا غلبہ ہو گیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے اور شیطان اور شرک اور مشرکین سب ہلاک ہوئے اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں۔

(۸۲) اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی اور کفر و شرک اور نفاق سے شفاء اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے۔ اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے الٹا نقصان بڑھتا ہے۔

(۸۳) اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے اور ایمان سے دور بھاگتا ہے اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہنچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۸۴) اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے سو تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے۔

(۸۵) اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں، اہل مکہ یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجیے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے یا یہ اس کے علم اور حکم سے بنی ہے اور علوم خداوندی میں سے تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

ثَانِ نَزُولِ: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ (النح)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں جا رہا تھا، آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیے ہوئے تھے، آپ کا گزر کچھ یہودیوں کے پاس سے ہوا، وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجیے، آپ یہ سن کر کچھ دیر کھڑے ہوئے اور اپنا سر مبارک اوپر کواٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے یہاں تک کہ وحی بند ہو گئی تو آپ نے ان سے فرمایا الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ، جو ہم اس شخص یعنی رسول اکرم ﷺ سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ

روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہ سے مطابقت پیدا کی جائے گی یہی قول حافظ ابن حجر عسقلانی نے اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس توقع میں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اور مزید تفصیل بتا دے، اس لیے سکوت اختیار فرمایا ہو ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

اور اگر ہم چاہیں تو جو (کتاب) ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اُسے (دلوں سے) محو کر دیں۔ پھر تم اُس کے لیے ہمارے مقابلے میں کسی کو مددگار نہ پاؤ (۸۶)۔ مگر (اس کا قائم رہنا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ تم پر اس کا بڑا فضل ہے (۸۷)۔ کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لائیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں (۸۸)۔ اور ہم نے اس قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا (۸۹)۔ اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب و غریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دو (۹۰)۔ یا تمہارا کھجوروں کا اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اسکے بیج میں نہریں بہا نکالو (۹۱)۔ یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا کر آؤ یا خدا اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لے آؤ (۹۲)۔ یا تمہارا سونے کا گھر ہو۔ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (۹۳)۔ اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو اُن کو ایمان لانے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے (۹۴)۔ کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام کرتے (یعنی بستے) تو ہم اُن کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے (۹۵)۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے وہی اپنے بندوں سے خبردار (اور اُن کو) دیکھنے والا

وَلَمَّا شَتَنَّاكَ لَهَبًا هَبْنَا بِكَ الْوَيْلَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَقَارًا
تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ أَلَمْ نَكُنْ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ إِنَّا فَقَضَاءُ
كَانَ عَلَيْنَا كَيْدًا ۝ قُلْ لِمَنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى
أَنْ يَأْتُوا بِثَلٍّ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِثَلٍّ وَلَوْ كَانَتْ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ
كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ
حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ بَحْثَةٌ مِنْ
تُجَيْلٍ وَعَنْبٍ فَتَفْجُرَ الْأَنْهَارَ خَلَلَهَا تَفْجِيرًا ۝ وَتُسْقِطَ السَّمَاءُ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِي بِنَارٍ ۝ وَالْمَلِكَةُ قَبِيلًا ۝
أَوْ يَكُونُ لَكَ يَمِينٌ مِنْ زُخْرِفٍ أَوْ تَرْفَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ
لِرَبِّكَ حَتَّى تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا تُفَرِّقُوهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي
عَمَّا هُمْ كُفَّةٌ ۝ أَلَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ
الْهُدَى ۝ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَشَّرَ اللَّهُ بِشَرٍّ أَمْ سُلُوكًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ
فِي الْأَرْضِ مَلِكَةٌ يَنْشُورُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ
مَلَكًا رَسُولًا ۝ قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ
بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَبِهْدَى النَّاسَ وَمَنْ
يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أُولِيَاءَ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَلَى وَجُوهِهِمْ عَذَابًا وَبَكْنَا وَصَلَّأْنَا وَبَنَّا جَهَنَّمَ كُلًّا
لَمْ خَبَثْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَلِكَ جَزَاءُ هُمُ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا
إِذَا كُنَّا عِظَاءً وَرُفَاءًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝

ہے (۹۶)۔ اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے منہ اوندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اُن کو (عذاب دینے کے لیے) اور بھڑکا دیں گے (۹۷)۔ یہ انکی سزا ہے اس لیے کہ وہ ہماری آیتوں سے کفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم (مرکر بوسیدہ) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کیے جائیں گے؟ (۹۸)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۸۶) تا (۹۸)

(۸۶) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے، سب سلب کر لیں۔

پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی اور اس چیز کو روکنے والا بھی نہ ملے۔

(۸۷) یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے، بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعے اس نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

(۸۸) اے محمد ﷺ آپ مکہ والوں سے فرمادیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ قرآن بنادیں جس میں اوامر و نواہی، وعدے و وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو امور ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہو، تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

شان نزول: قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ (الخ)

ابن اسحاقؒ اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ یا عکرمہؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے رسول اکرم ﷺ یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے تو وہ (یہودی) لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں، حالاں کہ آپ نے ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا ہے اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں اس میں ہم توریت کی طرح اتصال نہیں دیکھتے تو ہمارے لیے ایسی کتاب نازل کروائیے جسے ہم پہچانتے ہوں ورنہ ہم آپ کے پاس جیسی آپ کتاب لے کر آئے ہیں، ویسی کتاب لے کر آتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرمادیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا لائیں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے۔

(۸۹) اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لیے وعدے و وعید اور ہر قسم کے مضامین بیان کیے ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا اور کفر ہی پر جسے رہے۔

(۹۰) اور عبد اللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے جب

تک کہ آپ ہمارے لیے سرزمین مکہ میں چشمے اور نہریں نہ جاری کر دیں۔

تَبٰنْ نَزَلَ: وَقَالُوا لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ (النخ)

ابن جریرؒ نے بواسطہ ابن اسحاقؒ، مصری شیخؒ، عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان اور بنی عبدالدار کا ایک شخص اور ابوالختری، اسود بن مطلب، ربیعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابو جہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبہ بن حجاج، مدبہ بن الحجاج۔ ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں، ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا۔ تم نے آباؤ اجداد کو برا کہا دین کو عیب لگایا اور نو عمروں کو بے وقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان نہ کی ہو۔ اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لیے کرتے ہو تو ہم اپنے مال تمہارے لیے جمع کر دیتے ہیں تاکہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت اور شرافت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو کچھ لے کر آتا ہے کوئی جن ہے کہ جس کا تم پر غلبہ ہو گیا تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لیے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خوشخبری سناؤں اور ڈراؤں یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیشکش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے تو آپ ہمارے لیے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجیے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو چلا کر دور کر دے جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے اور ہمارے لیے ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے۔ اور اس میں شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں، ان کو ہمارے لیے زندہ کر دے اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لیے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کراؤ جو آکر تمہاری تصدیق کرے اور ہمارے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات تعمیر کر دے تاکہ جس چیز کی تلاش میں ہم آپ کو دیکھیں اس پر آپ کی مدد کر سکیں کیوں کہ ہم آپ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور روزی کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں تو آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجیے کہ آپ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیوں کہ ہم تو جب تک کہ آپ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ

پوری کریں ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آپ کی قوم نے آپ کے سامنے کئی باتیں رکھیں، مگر آپ نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کی پھر انھوں نے اپنی ذات کے لیے کچھ باتوں کی درخواست کی تاکہ ان کے ذریعے سے آپ کا اللہ تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کو پہچان لیں اگر آپ نے ایسا بھی نہیں کیا پھر جس عذاب سے آپ ان کو ڈراتے ہیں، اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کی انھوں نے درخواست کی۔ اللہ کی قسم میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ آپ آسمان پر چڑھنے کے لیے ایک سیڑھی نہ بنائیں پھر آپ اس پر چڑھیں اور میں آپ کو خود دیکھوں اور جب آپ وہاں سے آئیں اور آپ کے ساتھ ایک تحریر ہو اور مزید یہ کہ آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کے دعوے کی گواہی دیں کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ وہاں سے غمگین ہو کر چل دیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا تھا، اسی کے قول کو براہِ تردید آپ پر نازل کر دیا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر کا قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، امام سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ مرسل صحیح اور اس سے پہلے والی روایت کے لیے شاہد ہے، اس کی سند میں جوابہام ہے اس کا اس مرسل سے انجبار ہو گیا۔

(۹۱) یا خاص آپ کے لیے انگورو وغیرہ کا کوئی باغ ہو اور پھر اس باغ کے درمیان جگہ جگہ آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں۔
(۹۲) یا آپ ہم پر آسمان سے عذاب کا کوئی ٹکڑا گرا دیں یا آپ اپنے دعوے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو گواہ کر کے ہمارے سامنے لا کر نہ کھڑا کر دیں۔

(۹۳) یا آپ کے پاس کوئی سونے، چاندی کا بنا ہوا گھرنہ ہو یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے ہمارے پاس فرشتے لے کر نہ آئیں جو اس بات کی آکر گواہی دیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جب تک کہ آپ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے ایک تحریر نہ لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں کہ اس میں آپ کی رسالت کے متعلق لکھا ہو، اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار تو اولاد اور شریک سب چیزوں سے پاک ہے میں بجائے اس کے آدمی ہوں اور تمام رسولوں کی طرح رسول ہوں اور کیا ہوں۔

(۹۴) اور جس وقت ان مکہ والوں کے پاس رسول اکرم ﷺ قرآن کریم لے کر آچکے ہیں، اس وقت ان کو اللہ تعالیٰ

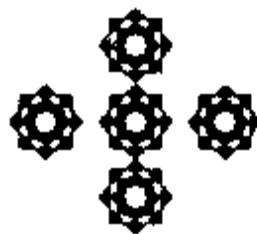
پر ایمان لانے سے سوائے اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہماری طرف آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۹۵) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتہ کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

(۹۶) اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے، اس بات پر اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ جو اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتا ہے، خوب جانتا اور خوب دیکھتا ہے کہ کون اس پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

(۹۷) اور اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے، وہی سیدھے راستے پر آتا ہے اور جسے وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو اللہ کے سوا ان مکہ والوں کے لیے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پائیں گے جو ان کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور ہمیں قیامت کے دن ان کو اندھا، گونگا، بہرہ کر کے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے اور ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی، تب ہی ہم ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

(۹۸) یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کیا ہمیں پھر زندہ کیا جائے گا اور دوبارہ ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔



[illegible]

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ اُن جیسے (لوگ) پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالموں نے انکار کرنے کے ہوا (اُسے) قبول نہ کیا (۹۹)۔ کہہ دو کہ اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے (اُن کو) بند کر کے رکھتے اور انسان دل کا بہت تنگ ہے (۱۰۰)۔ اور ہم نے موسیٰ کو نوکھلی نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے دریافت کر لو کہ جب وہ اُن کے پاس آئے تو فرعون نے اُن سے کہا کہ موسیٰ میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے (۱۰۱)۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ جانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے ہوا اس کو کسی نے نازل نہیں کیا۔ (اور وہ بھی تم لوگوں کے) سمجھانے کو اور اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے (۱۰۲)۔ تو اُس نے چاہا کہ ان کو سر زمین (مصر) سے نکال دے تو ہم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا (۱۰۳)۔ اور اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس ملک میں رہو سہو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے (۱۰۴) اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے (۱۰۵)۔ اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے (۱۰۶)۔ کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ہم

نے اس کو (یہ فی نفسہ حق ہے) جن لوگوں کو اس سے پہلے علم (کتاب) دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں (۱۰۷)۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا (۱۰۸)۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں (اور) روتے جاتے ہیں اور اس سے اُن کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے (۱۰۹)۔ کہہ دو کہ تم (خدا کو) اللہ کے نام سے پکارو یا رُحمن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اُس کے سب نام اچھے ہیں۔ اور نماز بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو (۱۱۰)۔ اور کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اُس کی بڑائی کرتے رہو (۱۱۱)

تفسیر سورۃ بنی اسرائیل آیات (۹۹) تا (۱۱۱)

(۹۹) کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان وزمین کا خالق ہے وہ اس بات پر پہلے ہی کی طرح قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے، اور اس کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا کہ مومنین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں، اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا اور کفر ہی پر قائم رہے۔

(۱۰۰) آپ ان مکہ والوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں تو اس صورت میں تم فاقہ کے ڈر سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور کافر بڑا تنگ دل بخیل اور لالچی ہے۔

(۱۰۱) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈیاں، گھن کے کیڑے، مینڈک، خون، قحط سالی اور مالوں کی کمی و بربادی دیے جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔
آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجیے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو۔

(۱۰۲) حضرت موسیٰ نے اس سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ موسیٰ پر یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کیے ہیں جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔
اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو برے طریقہ سے تباہ ہوگا۔

(۱۰۳) یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔

(۱۰۴) اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰؑ ہو چکا ہوگا تو ہم سب کو جمع کریں گے۔

(۱۰۵) اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر ہم نے ہدایت ہی کے ساتھ تو نازل کیا ہے اور وہ ہدایت ہی کے ساتھ آپ پر نازل ہو گیا اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو بھی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۰۶) اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا اور اس میں حلال و حرام اور امر و نواہی کو بیان کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں۔

اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا ایک ایک، دودو، تین تین آیات کر کے اور جا بجا تفصیل کے ساتھ مختلف اوقات میں نازل کیا ہے۔

(۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یہ ان لوگوں کے لیے وعید ہے مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کا بذریعہ تورات علم دیا گیا تھا یہ قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گرے ہیں وہ سجدے میں روتے ہوئے گرتے ہیں اور اس قرآن کریم کا سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھادیتا ہے یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱۰) اور اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں، خواہ اللہ، اللہ پکارو یا رحمن جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو، سو بہتر ہے اور آپ اپنی نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سن کر اول فلول بکیں اور وہ حسد کریں اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجیے۔

شان نزول: قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (النح)

ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یا اللہ، یا رحمن یہ سن کر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو، میں تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی آپ فرمادیجیے، خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

شان نزول: وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ (النح)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمان خداوندی وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ (النح) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے کیوں کہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے اور اسی طرح امام نووی نے بھی پہلی روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ان دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔ اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن حجرؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ روایت حضرت عائشہؓ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔ نیز ابن مہیہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباسؓ سے کہ صحابہ کرامؓ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِزْخِمْنِی (الخ)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ۔

(۱۱) اور فرمادیجیے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا نعوذ باللہ وہ مالک بنے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللہ مخالفت کر سکے اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے کیوں کہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں یا یہ کہ نہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں، علیحدگی اختیار کیجیے اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجیے۔

شان نزول: وَقُلِ الْغُصْدُ لِلّٰهِ النَّبِیِّ (الخ)

ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہود اور عیسائی اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے تھے عرب جج میں یہ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَاهُ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلِكٌ (الخ)۔ یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کمزور ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے۔



سُورَةُ الْكَافِ {۱۸} بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ۖ قَيِّمًا لِنُذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِمَنْ لَدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۖ مَا كُنْتُمْ فِيهِ أَبَدًا ۖ وَنُذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِإِبْنِهِمْ كُتُبًا ۚ قَوْلَهُ تَخْرِجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ أَنْ يَقُولُوا إِلَّا كَذِبًا ۚ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ ۖ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ ۖ أَسَفًا ۚ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۚ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَافِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۚ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَافِ فَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا مِنْ لَدُنْكَ رَحِمَةٌ ۖ وَهِيَ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۚ فَضَرْبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَافِ سِنِينَ ۖ عَدَدًا ۚ ثُمَّ بَعَثْنَا لِنَعْلَمَ أَيْ الْحَزْبَيْنِ الْاِخْطَى ۚ لَمَّا الْيَتُومَ أَمَدًا ۚ

سُورَةُ الْكَافِ {۱۸} بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی (اور بوجھدگی) نہ رکھی (۱)۔ (بلکہ) سیدھی (اور سلیس) اتاری تاکہ (لوگوں کو) عذاب سخت سے جو اس کی طرف سے (آنے والا ہے) ہے ڈرائے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (ان کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی بہشت) ہے (۲)۔ جس میں وہ ابدالا بدر ہیں گے (۳)۔ اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے (کسی کو) بیٹا بنالیا ہے (۴)۔ ان کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔ (یہ) بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں کہ) یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے (۵)۔ (اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے (۶)۔ جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے (۷)۔ اور جو چیز زمین

پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر میدان کر دیں گے (۸)۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ غار اور لوح والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے (۹)۔ جب وہ جو ان غار میں جا رہے تھے کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے کام میں درستی (کے سامان) مہیا کر دیے (۱۰)۔ تو ہم نے کئی سال تک ان کے کانوں پر (نیند کا) پردہ ڈالے (یعنی ان کو سلائے) رکھا (۱۱)۔ پھر ان کو جگا اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ جتنی مدت وہ (غار میں) رہے دونوں جماعتوں میں سے اس کی مقدار کس کو خوب یاد ہے (۱۲)۔

تفسیر سورۃ الکاف آیات (۱) تا (۱۲)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے ان دو آیات کے کہ جن میں عیینہ بن حصن فزاری کا تذکرہ ہے کہ وہ مدنی ہیں،

اس سورت میں ایک سو دس آیات اور پندرہ سو ستر سٹھ کلمات اور چھ ہزار چار سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) تمام خوبیاں اور شکر والوہیت اس اللہ کے لیے ثابت ہیں جس نے رسول اکرم ﷺ کو بذریعہ جبریل امین

قرآن کریم نازل فرمایا تو حید اور رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کے بیان میں توریت و انجیل اور تمام آسمانی کتب کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں کی، یہ آیت مبارکہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام آسمانی کتب کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا۔

(۲-۳) اور بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تا کہ رسول اکرم ﷺ قرآن کریم کے ذریعے سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں جو کہ اللہ کی طرف سے ہوگا اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا کہ جس اجر و ثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۴) اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن کریم یہود و نصاریٰ اور بعض مشرکین کو بھی ڈرائیے جو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں۔

(۵) نہ تو ان کے اس دعویٰ کی کوئی دلیل و حجت ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی اور یہ شرک کی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

(۶) شاید آپ تو ان لوگوں کی وجہ سے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

تہان نزول : سورہ کسوف

ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش نے نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سے جا کر محمد ﷺ کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو اور ان کو آپ کی اطلاع دو۔ کیوں کہ وہ کتاب اول کے عالم ہیں اور وہ علوم انبیاء سے واقف ہیں ہم ان علوم سے واقف نہیں چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود کو رسول اکرم ﷺ کی اطلاع دی اور آپ کے بعض امور ان سے بیان کیے علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کر دے تو وہ نبی مرسل ہیں ورنہ محض غلط دعوے دار ہیں۔

۱۔ ان سے ان چند نو جوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہو گئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے کیوں کہ یہ ان کا بڑا عجیب واقعہ تھا۔

۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا منہائے مشرق و مغرب کو پہنچ گیا تھا

کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔

۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

غرض کہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دے دوں گا اور انشاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے اور رسول اکرم ﷺ پندرہ راتوں تک رکے رہے، اس دوران میں نہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ اہل مکہ نے باتیں بنانا شروع کر دیں اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم ﷺ مغموم ہو گئے اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق گزری، پھر جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورہ کہف لے کر تشریف لائے، جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ۔

اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیہ بن ابی خلف، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوالنضر ی، یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی مخالفت بہت شاق گزرتی تھی اسی طرح جو آپ ان کو نصیحت کرتے، اس پر ان کا انکار گراں گزرتا تھا غرض کہ اس مجلس کو دیکھ کر آپ بہت غمگین ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ (الخ) یعنی کیا آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے۔

(۷) ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لیے بارونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے یا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں ہم نے ان کو زمین کے لیے باعث رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعے سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

(۸) اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کر دیں گے اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

(۹) اے محمد ﷺ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند، سورج

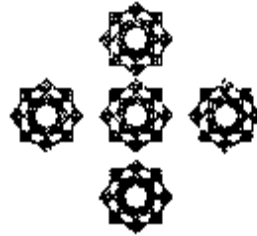
آسمان وزمین، ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی تعجب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ پیتل کی تختی ہے جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے جس میں کہف پہاڑ تھا یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۰) چنانچہ اب اللہ تعالیٰ اجمالی طور پر یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھیے اور اس سے چھٹکارے کا کوئی رستہ نکالے۔

(۱۱) چنانچہ ہم نے اس غار میں ان کو تین سو نو سال تک کے لیے سلا دیا۔

(۱۲) پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا تا کہ ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کر لیں کہ مومنین اور کافروں میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا ہے۔



نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْنَةٌ آمَنُوا بِإِبْرَاهِيمَ
 وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۖ وَوَرِّثْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَزْوَاجًا فَلَمَّا أَفْعَلْنَا
 رَبَّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ
 قُلْنَا إِذْ أَشْطَطْنَا ۖ هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ لُؤْلُؤًا
 لَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ
 عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ وَإِذْ اعْتَرَفْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ
 فَأَوَّا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُنَبِّئُ لَكُمْ
 مَنْ أَمَرَكُمْ مَرْفَقًا ۖ وَتَرَى الشَّيْءَ إِذَا أَطْلَعَتْ تُزَوِّرُ عَنْ
 كُفْيِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرَّبُ إِلَيْهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
 وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَبُ
 الْهُدَىٰ وَمَنْ يَضِلْ فَلَنْ يُضِلَّ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْسِدًا ۖ وَتَحْسَبُهُمْ
 أَيْقَاظَهُمْ رُقُودًا ۖ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ
 الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْنِهِ بِالْحَسْبِ ۖ إِذَا أَطْلَعَتْ
 عَلَيْهِمْ لَوَّيْتُمْ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَئِلَّيْتُ مِنْهُمْ رُغْبًا ۖ
 وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ
 كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ
 أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذَا إِلَى
 الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ
 مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۖ
 إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ
 فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۖ

ہم اُن کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو
 اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے اُن کو زیادہ ہدایت دی
 تھی (۱۳)۔ اور اُن کے دلوں کو مضبوط (یعنی مضبوط) کر دیا۔ جب
 وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور
 زمین کا مالک ہے۔ ہم اُس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں
 گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی (۱۴)۔
 ان ہماری قوم کے لوگوں نے اس کے سوا اور معبود دیتار کھے ہیں۔ بھلا
 یہ اُن (کے خدا ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس سے
 زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ افترا کرے (۱۵)۔ اور جب تم
 نے ان (مشرکوں) سے اور جن کی یہ خدا کے سوا عبادت کرتے ہیں
 ان سے کنارہ کر لیا ہے تو غار میں چل رہو۔ تمہارا پروردگار تمہارے
 لئے اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور تمہارے کاموں میں آسانی (کے
 سامان) مہیا کرے گا (۱۶)۔ اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ
 (دھوپ) ان کے غار سے داہنی طرف سمٹ جائے اور جب غروب ہو
 تو اُن کے بائیں طرف کتر جائے اور وہ اُس کے میدان میں تھے۔
 یہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جس کو خدا ہدایت دے وہ ہدایت
 یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ
 بتانے والا نہ پاؤ گے (۱۷)۔ اور تم اُن کو خیال کرو کہ جاگ رہے
 ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں۔ اور ہم اُن کو دائیں اور بائیں کروٹ
 بدلاتے تھے۔ اور اُن کا غٹھا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے
 تھا۔ اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور اُن
 سے وہشت میں آ جاتے (۱۸)۔ اور اسی طرح ہم نے اُن کو اٹھایا
 تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے
 نے کہا کہ تم (یہاں) کتنی مدت رہے انہوں نے کہا کہ ایک دن یا اس
 سے بھی کم۔ انہوں نے کہا کہ جتنی مدت تم رہے ہو تمہارا پروردگار یہی
 اس کو خوب جانتا ہے۔ تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیج دو
 دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے۔ تو اُس میں سے کھانا لے آئے اور

آہستہ آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے (۱۹)۔ اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ یا پھر اپنے مذہب
 میں داخل کر لیں گے اور اُس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے (۲۰)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۱۲) تا (۲۰)

(۱۳) ہم بذریعہ قرآن کریم آپ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نو جوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملہ

میں بصیرت عطا کی تھی یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔

(۱۴) اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائی تھی وہ دقیانوس کا فربادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو اللہ کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسی صورت میں ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(۱۵) ہماری اس قوم نے تو اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے، یہ لوگ اپنی اس پرستش پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اور اس کے لیے شریک تجویز کرے۔

(۱۶) جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں الگ کر دیا ہے سو تم خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلانے کا اور تمہارے لیے کل کو کامیابی کا سامان درست فرمائے گا یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی یہ نو جوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

(۱۷) اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے دہنی جانب کو نکھی رہتی ہے اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونہ میں تھے یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے، وہ ہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ اپنے دین سے گمراہ کر دے تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار اور ہدایت کا راستہ بتانے والا نہ پائیں گے۔

(۱۸) اور اے محمد ﷺ جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالاں کہ وہ سوتے تھے اور اس سونے کی حالت میں ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے تاکہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھالے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اے مخاطب اگر اس حالت میں تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تو دہشت زدہ ہو جاتا۔

(۱۹) اور اسی طرح تین سو نو سال گزر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا تاکہ آپس میں بات کریں چنانچہ مکسلیمنامی نے جو ان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نیند میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہو گے بعض بولے غالباً ایک دن رہے ہوں گے مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے تو بولے ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے مکسلیمنامی نے کہا کہ یہ تو صحیح خبر تمہارے اللہ ہی کو ہے کہ تم کس قدر رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجودہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ آئے گا اور کون سا کھانا پاکیزہ اور حلال ہے تاکہ وہ اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے اور سب کام خوش اسلوبی سے کرے تاکہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

(۲۰) اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جائیں تو تمہیں قتل کر ڈالیں گے یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کر لیں گے اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لو گے تو پھر کبھی عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملے گی۔

وَكَذَلِكَ أَعْتَرْنَا

عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُيُوتًا رَأَيْنَاهُمْ أَكْفَرُوا قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۖ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۖ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ وَعْدَ اللَّهِ ۖ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۖ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِّي رَبِّيَ إِلَىٰ قَرَبٍ مِّنْ هَٰذَا ۖ وَرَشَدًا ۖ وَلَوْ تَوَصَّلْتُمْ إِلَىٰ ثَلَاثِ مِائَةِ سِنِينَ ۖ وَإِذَا دُودُوا تَسْعَاءَ قُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِّنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۖ وَأَتْلُ مَا أَوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مَبْدَلَ لِّكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۖ ۝ وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ ۖ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَفْشِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلُ قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۖ

اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حال) سے خبردار کر دیا تاکہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ کیا جاتا ہے) اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ اس وقت لوگ ان کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان (کے غار) پر عمارت بنادو۔ ان کا پروردگار ان (کے حال) سے خوب واقف ہے۔ جو لوگ ان کے معاملے میں غلبہ رکھتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم ان (کے غار) پر مسجد بنائیں گے (۲۱)۔ (بعض لوگ) انکل بچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا ان کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے (اور) چھٹا ان کا کتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی ان کے شمار سے خوب واقف ہے ان کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم ان (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری گفتگو۔ اور نہ ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا (۲۲)۔ اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کروڑوں گا (۲۳)۔ مگر (انشاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) خدا چاہے تو (کروڑوں گا) اور جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے (۲۴)۔ اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے (۲۵)۔ کہہ دو کہ جتنی مدت وہ رہے اُسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اُسی کو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں (معلوم) ہیں۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اُس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے (۲۶)۔ اور اپنے پروردگار کی کتاب کو جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔ اُس کی باتوں کو کوئی

بدلنے والا نہیں۔ اور اُس کے سوا تم کہیں پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے (۲۷)۔ اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اُن کے ساتھ صبر کرتے رہو۔ اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔ کہ تم آرائش زندگی دُنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا (۲۸)

تفسیر سورۃ الکافرات آیات (۲۱) تا (۲۸)

(۲۱) اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت و حکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت سے مطلع کر دیا اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ استفاد نامی مسلمان شخص تھا اور دقیا نوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوئی تھی تا کہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے کافر کہنے لگے کہ ان کے پاس کوئی گرجا یا عمارت بنا دو کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے۔

(۲۲) اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطور یہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی مار یعقوب یہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ لوگ بے تحقیق باتیں کر رہے تھے اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا۔

اے محمد ﷺ آپ ان مخاطبین سے فرما دیجیے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں جو کہ ان میں مسلمان تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے۔ لہذا آپ ان مخاطبین سے بھی اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجیے، بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجیے اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیان فرمادیا وہ ہی آپ کے لیے کافی ہے۔

(۲۳-۲۴) آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ مثلاً میں کل کروں گا یا کل ایسا کہوں گا مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجیے اور جب آپ اتفاقاً انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجیے اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتا دے گا۔

یہ آیت کریمہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ سے مشرکین مکہ نے روح

اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا کل بتادوں گا اور آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔

تِلْكَ آيَةُ الْاٰلِ اَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهُ (النخ)

اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں قسم کھائی پھر اس قسم پر چالیس راتیں گزر گئیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجیے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے۔

(۲۵) اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو سال تک رہے ہیں۔

تِلْكَ آيَةُ الْاٰلِ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ (النخ)

ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ تَوَّابٍ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے تین سو سال مراد ہیں یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا مِائَةٍ وَارْبَعُونَ تِسْعًا، یعنی تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔

(۲۶) آپ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہو گیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیا کچھ سننے والا ہے اور ان کا اللہ کے علاوہ کوئی محافظ نہیں یا یہ کہ اہل مکہ کو اللہ کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانی والا مددگار اور رشتہ دار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

(۲۷) اور آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجیے اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کیا کیجیے اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پائیں گے۔

(۲۸) اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔ اور ایسے شخص کی بات نہ مانے جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے اور وہ بتوں کی پوجا میں مصروف ہے اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تِلْكَ آيَةُ الْاٰلِ وَلَا تُطْعَمْنَ اَعْفَلْنَا (النخ)

ابن مردویہؒ نے جریرؒ اور ضحاکؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے رسول اکرم ﷺ سے ایک ایسی چیز کی

درخواست کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمائی وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے اور مکہ کے رؤساء کو اپنے پاس بٹھائیے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے امیہ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا اور آپ سے جو کہا گیا تھا آپ اس سے بے خبر اور غافل تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو عیینہ کہنے لگا جس وقت ہم آپ کے پاس آیا کریں تو انھیں اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجیے اور ہمیں بٹھالیا کیجیے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے ہم نے ظالموں کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قاطین اُن کو گھیر رہی ہوگی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے اُن کی دادرسی کی جائے گی جو پچھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) مونہوں کو ٹھون ڈالے گا (اُن کے پینے کا) پانی بھی بُرا اور آرام گاہ بھی بُری (۲۹)۔ (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۳۰)۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں اُن کے (مخلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اُن کو سونے کے کفن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے۔ (اور) تختوں پر بٹیکے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا) خوب آرام گاہ ہے (۳۱)۔ اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انکور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے اور اُن کے گرد گرد بھجوروں کے درخت لگا دیے تھے اور اُن کے درمیان کھیتی پیدا کر دی تھی (۳۲)۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے۔ اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی (۳۳)۔ اور (اس طرح اُس (شخص) کو) (اُن کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے ہاتھیں کر رہا

وَقِيلَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَسَنُشَاءُ فَلْيَنْصَبْ
وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدُ لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ
بِهِمْ سَرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ
يَشْوِي الْوُجُوهُ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ
أَحْسَنَ عَمَلًا أُولَئِكَ لَهُمْ جَنَّتٌ عَذْنٌ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُخَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِينَ
فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نَعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَثَلًا ذُرِّيَّتَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أُغْنَابٍ
وَخَفَقْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا كَلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
أَلَتْ أُكْلَهُمَا وَلَمْ تَحْطَرْمِيهِ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلْفَهُمَا نَهْرًا
وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا
أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ
ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا
وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُودُّتْ إِلَى رَبِّي لَأُجِدَنَّ
خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ
أَكْفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ
سَوَّاكَ رَجُلًا لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا
وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
إِنْ تُرَبَّنَا أَقْلٌ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا

فَقَسَىٰ رَبِّي أَنِ

يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلْ عَلَيْهَا حِشْبَانًا مِّنَ
السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا وَيُصْبِحَ نَارُهَا غُورًا فَلَن
تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۚ وَأُحِيطْ بِشَرِّهِ وَأُصْبِحْ بِقَلْبٍ كَفْبٍ عَلَىٰ
مَا أَتَّفَقَ فِيهَا وَهِيَ غَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرْوَةِهَا يَقُولُ يَلَيَّتَنِ
لَمَّا أَشْرَكَ بِرَبِّي أَحَدًا ۖ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِتْنَةٌ يَنْصُرُونَهُ
مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۚ

تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال (ودولت) میں بھی زیادہ ہوں اور
جتنے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں
(۳۳)۔ اور ایسی شیخیوں سے اپنے حق میں ظلم کرتا ہوں۔ اپنے باغ
میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو
(۳۵)۔ اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔ اور اگر میں اپنے
پروردگار کی طرف لوٹا یا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی
جگہ پاؤں گا (۳۶)۔ تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا کہنے لگا
کہ کیا تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا

پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا (۳۷)۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کرتا (۳۸)۔ اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا اگر تم مجھے مال و اولاد میں
اپنے سے کمتر دیکھتے ہو (۳۹) تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے۔ اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان
سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے (۴۰)۔ یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اُسے نہ لاسکو (۴۱)۔ اور اُس کے
میوؤں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا۔ تو جو مال اُس نے اُس پر خرچ کیا تھا۔ اُس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے
لگا۔ اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا (۴۲)۔ (اس وقت) خدا کے سوا کوئی جماعت اُس کی مددگار نہ
ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا (۴۳)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۲۹) تا (۴۳)

(۲۹) اور آپ عیینہ سے فرمادیجئے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا دل
چاہے ایمان لے آئے اور جس کا دل چاہے کفر رہے یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی
ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے کفر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر
رہتا ہے، بے شک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قاتیں ان کو گھیرے
ہوں گی اور اگر وہ پانی کی فریادری کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیون کے تیل کی تلچھٹ کی
طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا کہ وہ پاس آتے ہی منہ کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا
ہی بری جگہ ہوگی یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے۔

(۳۰-۳۱) البتہ جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے خداوندی کی بجا آوری کی
تو جو خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے ہم ایسے لوگوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کریں گے ایسے حضرات کے لیے رحمن

کی طرف سے محلات ہیں کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور موٹے ریشم کے پہنیں گے اور جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانا ہے یعنی بہترین جگہ ان کے رفقاء یعنی انبیاء اور صالحین کی جگہ ہے۔

(۳۳ تا ۳۴) آپ اہل مکہ کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجیے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مومن جس کا نام یہود اور دوسرا کافر جس کا نام ابوفطرس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔

دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا اور بھی تمول کا سامان تھا چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میرا مال بھی تجھ سے زیادہ ہے اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔

اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچا یا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھے کو ملے گی۔ یہ سن کر اس کے مومن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے جس نے تمہیں آدم کی اولاد سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے صحیح و سالم انسان بنایا لیکن میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے اور میں ان بتوں میں سے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جس وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے میری کیا طاقت ہے۔

اور اگر تو مجھ کو خدم و حشم میں کم تر سمجھتا ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے بہتر باغ دے دے اور تیرے اس باغ پر آگ بھیج دے کہ یہ اچانک چھٹیل میدان ہو کر رہ جائے یا اسکا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان تمول کو آفت نے ہلاک کر دیا پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اور جو اس کی آمدنی تھی اس پر حسرت و ندامت میں ہاتھ ملتارہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اور اس کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ آئی کہ عذاب الہی سے اس کی حفاظت کرتی اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الہی کو ٹال سکا۔

هَذَاكَ الْوَلَايَةُ

بَلِّغِ الْحَقَّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۖ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيحُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ الْسَّالُّ وَالْبُنُوتُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَقِيَّةُ الصَّلَاحُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۚ وَعَرِّضُوا عَلَى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۚ وَوَضَعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوَسِّتُنَا مَا لِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يَغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهُ ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۚ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۝

یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق کی ہے، اُسی کا صلہ بہتر اور (اُسی کا) بدلہ اچھا ہے (۴۳)۔ اور اُن سے دُنیا کی زندگی کی بھی مثال بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی ٹل گئی پھر وہ پُورا پُورا ہو گئی کہ ہوائیں اُسے اُڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۵)۔ مال اور بیٹے تو دنیا کی (رونق و) زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور اُمید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں (۴۶)۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو تم صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے (۴۷)۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم اُن سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت) کا کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا

(۳۸)۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اُس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کیے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا (۳۹)

تفسير سورة الكهف آيات (٤٤) تا (٤٩)

(۴۴) قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لیے ہوگی اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے جس کو وہ ثواب دے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(۳۵) آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کی بقاء اور فنا کی حالت بیان کیجیے جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس پانی کے ذریعے سے زمین کے نباتات خوب گنجان ہو گئے ہوں پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوا میں اڑائے پھرے اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کی بقاء پر پوری قدرت حاصل ہے۔

(۳۶) اس کے بعد دنیا کے ساز و سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح ان میں سے بھی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اور پانچوں نمازیں اور باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہے۔ یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

(۳۷) اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان ہے اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حشر میں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (۳۸) اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا آخر تم ہمارے پاس آئے جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا بلکہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لیے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے۔

(۳۹) اور نامہ اعمال مخلوقات کے دائیں اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح پھسل کر کھلا رکھ دیا جائے گا پھر آپ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامہ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامہ اعمال نے تو بغیر قلم بند کیے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ اور کہا گیا کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دینی امور پر) قہقہہ ہے۔

اور جو کچھ انھوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کرے گا اور مومن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

لَادَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَمَنْ
لَكُمْ عَدُوٌّ وَيُسُّ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۖ مَا أَشْهَدُ تَهُمَ خَلْقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقِ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُمْ مُشْخِذَ
الْمُضِلِّينَ عَذَابًا ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَاءِيَ
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا لِيَنَّهُمْ
مُؤَبِّقًا ۖ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا
وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۖ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۖ
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا
رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ أَلَّا يَزْكُرُوا آيَاتِنَا لَعْنَةُ الْعَذَابِ
قَبْلًا ۖ وَمَا تُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ
وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ
وَاتَّخَذُوا آلِيَتِي وَمَا آتَيْنَا مِنْهُمُ إِلَّا هُزُؤًا ۖ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدْ مَتَّ
يَدًا إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي
آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِلَّا
إِذَا أْبَدْنَا ۖ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا
كَسَبُوا الْعَجَلُ لَهُمُ الْعَذَابُ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا
مِنْ دُونِهِ مَوْيلًا ۖ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا
لِإِبْلِهِمُ مَوْعِدًا ۖ

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ
کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے پروردگار
کے حکم سے باہر ہو گیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا
دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور (شیطان کی
دوستی) ظالموں کے لئے (خدا کی دوستی کا) بڑا بدل ہے (۵۰)۔
میں نے اُن کو نہ تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا
تھا اور نہ خود اُن کے پیدا کرنے کے وقت۔ اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ
کرنے والوں کو مددگار بناتا (۵۱)۔ اور جس دن خدا فرمائے گا کہ
(اب) میرے شریکوں کو جن کی نسبت تم گمان (الوہیت) رکھتے
تھے بلاؤ تو وہ اُن کو بلائیں گے مگر وہ اُن کو کچھ جواب نہ دیں گے۔
اور ہم اُن کے بیچ میں ایک ہلاکت کی جگہ بنادیں گے (۵۲)۔ اور
گنہگار لوگ دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں
پڑنے والے ہیں۔ اور اس سے بچنے کا کوئی رستہ نہ پائیں گے
(۵۳)۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے) کے
لئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن انسان سب
چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (۵۴)۔ اور لوگوں کے پاس جب
ہدایت آگئی تو اُن کو کس چیز نے منع کیا کہ ایمان لائیں اور اپنے
پروردگار سے بخشش مانگیں بجز اس کے کہ (اس بات کے منتظر ہوں
کہ) انہیں بھی پہلوں کا سا معاملہ پیش آئے۔ یا اُن پر عذاب
سامنے آ موجود ہو (۵۵)۔ اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجا کرتے ہیں تو
صرف اس لئے کہ (لوگوں کو خدا کی نعمتوں کی) خوشخبریاں سنائیں
اور (عذاب سے) ڈرائیں، اور جو کافر ہیں وہ باطل (کی سند)
سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو پھسلادیں اور انہوں نے
ہماری آیتوں کو اور جس چیز سے انہیں ڈرایا جاتا ہے ہنسی بنالیا

(۵۶)۔ اور اُس سے ظالم کون جس کو اُسکے پروردگار کے کلام سے سمجھایا گیا تو اُس نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ اور جو اعمال وہ آگے کر چکا
اُس کو بھول گیا۔ ہم نے اُنکے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔ اور کانوں میں ثقل (پیدا کر دیا ہے کہ سُن نہ سکیں) اور
اُن کو تم اُن کی طرف بلاؤ تو کبھی رستے کی طرف نہ آئیں گے (۵۷)۔ اور تمہارا پروردگار بخشش والا صاحبِ رحمت ہے اور اگر وہ
اُن کے کرتوتوں پر اُن کو پکڑنے لگے تو اُن پر جھٹ عذاب بھیج دے مگر اُن کے لئے ایک وقت (مقرر کر رکھا) ہے کہ اس کے عذاب

سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے (۵۸)۔ اور یہ بستیاں جو (ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (کفر سے) ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا۔ اور انکی تباہی کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا تھا (۵۹)

تفسیر سورۃ الکافرات آیات (۵۰) تا (۵۹)

(۵۰) اور جب ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو کہ سردار تھا اور جنات میں سے تھا اس لیے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی اطاعت سے سرکشی کی اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

کیا تم پھر بھی شیطان کی اور اس کے چیلوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو حالاں کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لیے میرے علاوہ براہِ بدل اختیار کیا ہے۔

یہ کہ عبادت خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کر لیا یہ کہ ولایت خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنالیا۔

(۵۱) حالاں کہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت ان کو بلایا، یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت ان سے مدد طلب کی اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود و نصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دوست و بازو بناتا۔

(۵۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ اپنے ان معبودوں کو یاد کرو جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے نجات دلا دیں گے سو وہ ان معبودوں کو پکاریں مگر یہ ان کو جواب نہ دیں گے اور ہم ان عابد و معبود کے درمیان دوزخ میں وادی حائل کر دیں گے۔ یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت و دوستی تھی ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی سے تبدیل کر دیں گے۔

(۵۳) اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کر لیں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

(۵۴) اور ہم نے مکہ والوں کے لیے اس قرآن کریم میں وعدے و وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں اور ابی بن خلف بھی باطل پر جھگڑے میں سب سے بڑھ کر بے یار و آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

(۵۵) اور اہل مکہ کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر پہنچ

چکے ہیں آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا، سوائے اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں۔

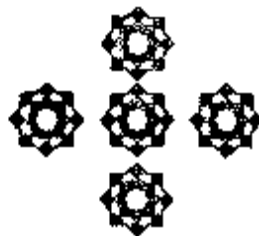
(۵۶) اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراش کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس باطل کے ذریعے حق اور ہدایت کو بچلا دیں اور انھوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے محض دل لگی اور مذاق بنارکھا ہے۔

(۵۷) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا ہے اس کے نتیجہ کو بھول جائے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھ سکیں اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

(۵۸) اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو ٹال رکھا ہے۔ اگر ان سے ان کے شرک پر پکڑ کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب نازل کر دیتا بلکہ ان کی ہلاکت کے لیے ایک مقرر وقت ہے کہ اس عذاب الہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاسکتے۔

(۵۹) اور یہ بستیوں والے گزشتہ لوگ جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں جب انھوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لیے وقت مقرر کیا تھا۔



وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَتْلِهِ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ

أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۖ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ
بَيْنَهُمَا نِسَاءَ آلِ مُوسَىٰ فَأَتَتْهُنَّ سَيِّدَتُهُ فِي الْبُحْرِ سَرَبًا ۖ فَلَمَّا جَاوَزَا
قَالَ لِقَتْلِهِ إِنِّي عَدَاؤُنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۖ
قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ
وَمَا أَلْسِنَتُهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَكَ ۖ وَآتَخَذَ سَيِّدَتُهُ فِي
الْبُحْرِ عَجَبًا ۖ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَمُوتُ ۖ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا
قَصَصًا ۖ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً ۖ مِنْ
عِنْدِنَا وَوَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۖ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَيْتُكَ
عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَ بَيْنَنَا عِلْمُتَ رُشْدًا ۖ قَالَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ
خُبْرًا ۖ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي
لَكَ أَمْرًا ۖ قَالَ فَلَنْ أَبْعَثَنِي لَوْلَا تَسْتَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ
أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۖ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا كُنَا فِي السَّفِينَةِ
خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا
إِمْرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ قَالَ
لَا تُؤْخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۖ
فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا الْبَقِيََا غُلَامًا فَقَتَلَهُ ۖ قَالَ أَقْتُلْتُ نَفْسًا
رَزَقْنَاهُ يُغَيِّرُ نَفْسٍ ۖ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا ثَكْرًا ۖ

قَالَ الْمُرَّ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ
قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَذَا فَلَا تُصِجْنِي ۖ قَدْ
بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۖ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَا أَهْلَ قَرْيَةٍ
اسْتَطْعَمُوا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوا لَهُمْ فُجْرًا ۖ فَبَدَّلَ الْأَرْبَابَ
أَنْ يَنْقُصَ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ
قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۖ سَأُنَبِّئُكَ بِمَا يُوَیْلُ ۖ لَمْ تَسْتَطِيعْ
عَلَيْهِ صَبْرًا ۖ إِنَّا السَّفِينَةَ فَكُنْتَ لِلسَّكِينِ يَسْلُونُ فِي الْبُحْرِ
فَارْدَتْ أَنْ أَعْيَبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ فَلَمْ يَأْخُذْ كُلُّ سَفِينَةٍ

اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک میں دو دریاؤں
کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں بیٹھے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں
(۶۰)۔ جب اُن کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے
۔ تو اُس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنا لیا (۶۱)۔ جب
آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارا کھانا لادو۔
اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہو گئی ہے (۶۲)۔ (اس نے) کہا کہ
بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو
میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے (آپ سے) اُس کا ذکر کرنا
شیطان نے بھلا دیا۔ اور اُس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ
لیا (۶۳)۔ (موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش
کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے
(۶۴)۔ (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ
دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت
ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا (۶۵)۔ موسیٰ نے
اُن سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے)
آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اُس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی
باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں (۶۶)۔ (خضر نے
کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے (۶۷)۔ اور جس
بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اُس پر صبر کر بھی کیونکر کر سکتے ہو (۶۸)۔
موسیٰ نے کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیے گا۔ اور میں آپ
کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا (۶۹)۔ (خضر نے) کہا کہ اگر تم
میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا
جب تک میں خود اُس کا ذکر تم سے نہ کروں (۷۰)۔ تو دونوں چل
پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو
پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اسے اس لیے پھاڑا ہے
کہ سواروں کو غرق کر دیں۔ یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات
کی (۷۱)۔ (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے
ساتھ صبر نہ کر سکو گے (۷۲)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ

غَضَبًا ۖ وَأَمَّا الْعُلَمَاءُ فُكُنَ أَبُوهُ مُؤْمِنِينَ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِمَّا زَكَاوًا
وَأَقْرَبَ رَحْمًا ۖ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي
الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ
رَبُّكَ أَنْ يُبْلَغَا أَشَدُّ هُمًا وَيَسْتَغْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ
وَمَفْلُكَةً عَنِ امْرِئٍ ذَلِكِ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ ۱۶

سے ہوئی اس پر مؤاخذہ نہ کیجئے۔ اور میرے معاملے میں مجھ پر
مشکل نہ ڈالے (۷۳)۔ پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے
میں) ایک لڑکا ملا (تو خضر نے) اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا
کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو (ناحق) بغیر قصاص کے مار
ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بُری بات کی (۷۴)۔ (خضر نے) کہا کیا
میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے (۷۵)۔
انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں

(یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے (۷۶)۔ پھر
دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔
پھر انہوں نے وہاں پر ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی خضر نے اُس کو سیدھا کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ اگر آپ چاہتے تو
اُن سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تاکہ کھانے کا کام چلتا) (۷۷)۔ (خضر نے) کہا کہ اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی (مگر) جن
باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں اُن کا تمہیں بھیہد بتائے دیتا ہوں (۷۸)۔ (کہ وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت
(کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گزارہ) کرتے تھے۔ اور اُن کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو
میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں (تاکہ وہ اُسے غصب نہ کر سکے) (۷۹)۔ اور وہ جو لڑکا تھا اُس کے ماں باپ دونوں مومن تھے
ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (بڑا ہو کر جو بد کردار ہوتا کہیں) اُن کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے (۸۰)۔ تو ہم نے چاہا کہ اُن کا پروردگار اس
کی جگہ اُن کو اور (بچہ) عطا فرمائے جو پاک طہیتی اور محبت میں سے اس سے بہتر ہو (۸۱)۔ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی (جو)
شہر میں (رہتے تھے) اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ (مدفون) تھا اور اُن کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ
اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے۔ اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیے۔ یہ
ان باتوں کی کاراز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے (۸۲)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۶۰) تا (۸۲)

(۸۲ تا ۶۰) اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل
میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر میرے سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑھ کر
عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضر علیہ السلام موجود ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروائیے، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے زادراہ کے طور پر لے کر سمندر کے کنارہ پر چل دو، ایک چٹان کے پاس جہاں عین
حیات ہے اس مقام پر جا کر مچھلی زندہ ہو جائے گی اور وہیں تمہیں خضر علیہ السلام ملیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ
وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے شرفاء میں سے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی خدمت اور ان کی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں مسلسل چلتا جاؤں گا یہاں تک کہ اس جگہ پر پہنچ جاؤں، جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملتے ہیں، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے جگہ پر پہنچے اور کسی پتھر کے ساتھ لگ کر سو گئے اور اٹھنے کے بعد اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شاردہ یعنی یوشع بن نون سے فرمایا ہمارا ناشتہ تولاؤ ہمیں تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تھکان ہوئی ہے یوشع بن نون نے کہا موسیٰ علیہ السلام لیجیے دیکھیے جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپ سے بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی موقع کی تو ہمیں تلاش تھی کیوں کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اللہ کی طرف سے یہی نشانی بیان کی گئی تھی، سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے اور واپس ہوئے اور اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا حضرت موسیٰ نے خضر علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو اللہ کی جانب سے سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔

انھوں نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں صبر کروں گا خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ علم سے باہر ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہوں گے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے حکم سے اختلاف نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ سوال نہ کرنا جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپ سے ذکر نہ کروں۔ غرض کہ حضرت موسیٰ اور خضر دونوں ایک طرف چل دیے، جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ قوم کو بہت ہی مشکل میں ڈال دیا ہے، خضر علیہ السلام نے فرمایا، موسیٰ علیہ السلام کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہو اس پر گرفت نہ کیجیے اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی کیجیے۔ پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کمسن لڑکا ملا، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم بچے کو مار ڈالا اور وہ بھی کسی جان کے بدلے نہیں بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کے متعلق دریافت کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے کیوں کہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں، پھر دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ جب انطاکیہ شہر پر سے گزر رہا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا، سوانھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اتنے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار ملی جو گرنے والی تھی تو حضرت علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے حضرت اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے کہ اس کا کھانا لے کر کھا لیتے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے، باقی میں ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے سو میں نے اس لیے عیب ڈالا کیوں کہ ان کے آگے ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایماندار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہنچائے گا اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

سو ہمیں یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو اس سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔

چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا جس کے ذریعے سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اور اس لڑکے کا نام جیسوود تھا اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا اس واسطے حضرت علیہ السلام نے بحکم خداوندی اس کو قتل کیا۔

اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو وہ احرم، صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی جو انطاکیہ شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں علم اور حکمت کی باتیں مکتوب تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے

ایسے شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدل احوال پر یقین کرتے ہوئے پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا باپ کا شیخ ایک امانت دار آدمی تھا سو آپ کے رب نے

اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں اور آپ کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے اور ان میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْيَتَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا
إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۚ فَاتَّبَعِ
سَبِيلَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي
عَيْنِ حَسِةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَذَّكَّرُ الْقَرْيَتَيْنِ إِمَّا أَنْ
تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۚ قَالَ أَأَنَا مَنْ ظَلَمَ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا ثَكْرًا ۚ وَأَمَّا مَنْ
آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا
يُسْرًا ۚ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبِيلًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ۚ كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا
بِمَا كَانَتْ تَعْمَلُ ۚ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبِيلًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ
وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۚ قَالُوا يَذَّكَّرُ الْقَرْيَتَيْنِ
إِنْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ
لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۚ قَالَ بَلْ أَكُنِّي
فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۚ
أَتُوبُ إِلَىٰ رَبِّ الْحَدِيدِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
انْفُخُوا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ أَتُوبُ إِلَىٰ رَبِّي عَلَيْهِ قَطْرًا ۚ
فَمَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۚ قَالَ
هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ
وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۚ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَعَلْنَاهُمْ جَنَّاتٍ ۚ وَعَرْضًا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۚ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غَظَاةٍ عَنْ ذِكْرِي
وَكَانُوا لَا يَسْمَعُونَ سَعَاءً ۚ فَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا
عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِّلْكَافِرِينَ نَزْلًا ۚ

اور تم سے ذوقرین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں اس کا کسی قدر حال تم کو پڑھ کر سنا تا ہوں (۸۳)۔ ہم نے اُس کو زمین میں بڑی دسترس دی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا (۸۴)۔ تو اُس نے (سفر کا) ایک سامان کیا (۸۵)۔ یہاں تک کہ جب سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اُسے ایسا پایا کہ ایک کچھڑ کی ندی میں ڈوب رہا ہے اور اُس (ندی) کے پاس ایک قوم دیکھی۔ ہم نے کہا ذوقرین! تم ان کو خواہ تکلیف دو خواہ اُن (کے بارے) میں بھلائی اختیار کرو (دونوں باتوں کی تمہیں قدرت ہے) (۸۶)۔ (ذوقرین نے) کہا کہ جو (کفر و بد کرداری سے) ظلم کرے گا اُسے ہم عذاب دینگے پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹا یا جائے گا تو وہ بھی اُسے بُرا عذاب دیگا (۸۷)۔ اور جو ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا اُس کے لئے بہت اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اپنے معاملے میں (اس پر کسی طرح کی سختی نہیں کریں گے بلکہ) اُس سے نرم بات کہیں گے (۸۸)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان (سفر کا) کیا (۸۹)۔ یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کے لئے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی (۹۰)۔ (حقیقت حال) یوں (تھی) اور جو کچھ اُسکے پاس تھا ہم کو سب کی خبر تھی (۹۱)۔ پھر اُس نے ایک اور سامان کیا (۹۲)۔ یہاں تک کہ دود یواروں کے درمیان پہنچا۔ تو دیکھا کہ اُن کے اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ بات کو سمجھ نہیں سکتے (۹۳)۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ذوقرین! یا جوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں (۹۴)۔

(ذوالقرنین نے) کہا کہ خرچ کا جو مقدار خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو میں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دوں گا (۹۵)۔ تو تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کر دیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کاھنہ) برابر کر دیا (اور) کہا کہ (اب اسے) دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک کر) آگ کر دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبہ لاؤ کہ اس پر پگھلا کر ڈال دوں (۹۶)۔ پھر اُن میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگاسکیں (۹۷)۔ بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو (ڈھا) کر ہموار کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے (۹۸)۔ (اس روز) ہم اُن کو چھوڑ دیں گے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صُور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کر لیں گے (۹۹)۔ اور اس روز جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے (۱۰۰)۔ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سُننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے (۱۰۱)۔ کیا کافریہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے بوا (اپنا) کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہوں گے) ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے (۱۰۲)

تفسیر سورۃ الکہف آیات (۸۳) تا (۱۰۲)

(۹۸ تا ۸۳) اے محمد ﷺ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

چنانچہ انھوں نے سفر کے لیے ایک راستہ اختیار کر لیا یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر انھوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔ ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو یہاں تک کہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں یا ان کے ساتھ پہلے نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کر دو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بالکل ٹھیک لیکن جس نے ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

پھر ذوالقرنین نے ممالک مشرقیہ کے فتح کرنے کے ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچ کر انھوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لیے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل عاری قوم تھی اور اس قوم کو تاراج و تاول اور

منک کہا جاتا تھا۔

غرض کہ ذوالقرنین جیسا کہ منجہائے مغرب تک پہنچے تھے، اسی طرح سفر کرتے منجہائے مشرق تک پہنچے اور اُن کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی۔ ہمیں اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں روم کی طرف ہوئے۔

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ انھوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین! قوم یا جوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، یعنی ہمارے تروتازہ میوؤں کو کھا جاتے ہیں اور خشک کو لے جاتے ہیں اور ہماری اولاد کو قتل کر ڈالتے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یا جوج بھی ایک آدمی کا نام تھا اور ماجوج بھی ایک شخص کا اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا۔

تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لیے کچھ ضروری چیزیں جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کچھ رکاوٹ بنادیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے، انھوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلاء کو پر کر دیا تو ان کو حکم دیا دھونکو، چنانچہ انھوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبالا لاتا کہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا اس پر ڈال دیا گیا۔

تو پھر یا جوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے لگا سکتے تھے تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے جس وقت یا جوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یا جوج ماجوج کے نکلنے کے بارے میں برحق ہے۔

(۹۹) اور اُن کے نکلنے کے دن یا روم سے واپسی کے دن جب کہ یا جوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے، ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے اور صورت پھونکے جانے کے بعد ہم سب کو جمع کر لیں گے۔

(۱۰۰-۱۰۱) اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کر دیں گے جو ہماری

توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے اور وہ رسول اکرم ﷺ سے دشمنی کی وجہ سے قرآن کریم سن بھی نہیں سکتے تھے۔

(۱۰۲) کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی و اخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت و فرمانبرداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔ ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانے کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں کہ جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں (۱۰۲)۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں (۱۰۳)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵)۔ یہ ان کی سزا ہے (یعنی) جہنم اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اڑائی (۱۰۶)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے ان کے لئے بہشت کے باغ مہمانی ہوں گے (۱۰۷)۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے (۱۰۸)۔ کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنََّّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا أُولَٰئِكَ جِزَاءُ مَا كَفَرُوا بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَنَاسٍ كَانُوا يَرْجُوا أَنَّ إِلَهُ رَبِّيَ فَلْيَسْأَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُتَىٰ بِهِ إِلَّا بِبَدَلٍ مِّمَّا كَانُوا

کے) لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور (سمندر) اس کی مدد کو لائیں (۱۰۹)۔ کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے (۱۱۰)

تفسیر سورۃ الکافر آیات (۱۰۳) تا (۱۱۰)

(۱۰۳-۱۰۴) اے نبی کریم آپ ان سے فرمائیے کہ کیا ہم آپ کو ایسے لوگوں کے بارے میں بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں تمام محنت سب اکارت گئی جیسا کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

(۱۰۵) یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کر رہے ہیں ان کے سارے نیک کام غارت گئے تو قیامت کے دن بمع ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے یعنی قیامت

کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا۔

(۱۰۶) ان کی سزا جہنم ہوگی اس وجہ سے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور میری کتاب اور میرے رسول محمد ﷺ کا مذاق اڑایا تھا۔

(۱۰۷-۱۰۸) بے شک جو حضرات رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کی رہائش کے لیے فردوس کے باغات ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

(۱۰۹) اور اے محمد ﷺ آپ خصوصاً یہود سے بھی فرمادیجیے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و کمالات لکھنے کے لیے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے۔

شان نزول: قُلْ لَوْ كَانِ الْبَصَرُ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ جس کو ہم اس رسول سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (الخ) اس پر یہود کہنے لگے کہ ہمیں بہت علم دیا گیا ہے ہمیں توریت دی گئی ہے اور جن کو توریت دی گئی ہو انھیں خیر کثیر دی گئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے۔

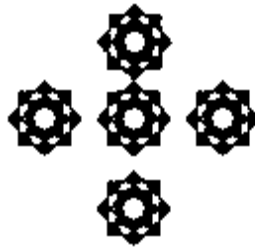
(۱۱۰) اور آپ ان سے فرمادیجیے کہ میں تم ہی جیسا آدمی ہوں میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں سو جس شخص کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو منہ دکھانے کا ذرہ وہ وہ خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شان نزول: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن ابی الدنیاؒ نے ”کتاب الاخلاص“ میں طاؤس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اعمال کرتا ہوں اور مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا ٹھکانا دکھا دیا جائے، آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے، وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے یہ روایت مرسل ہے اور

امام حاکم نے اسی روایت کو متدرک میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولاً شرط شیخین پر روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانا دکھا دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جندب بن زبیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا کوئی صدقہ و خیرات کرے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے اور پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے۔



تفسیر سورۃ مریم آیات (۱) تا (۲۰)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں اٹھانوے آیات اور نو سو باسٹھ کلمات اور تین ہزار تین سو دو حروف ہیں۔

(۱) کھبِ عص۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانے والا ہے اور عالم ہے، صادق ہے یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے اور ہاء سے مراد ہدایت فرمانے والا ہے اور یا سے مراد ہے کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے اور صادق یعنی کہ اپنے وعدے میں سچا ہے یا یہ کہ کاف سے کریم اور لفظ ہا سے ہاد یا حلیم اور عین سے علیم اور صادق سے صادق کنایہ ہے یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی کہ بہت ہی زیادہ سچا اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔

(۲-۳) یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا۔

(۴) اے میرے رب میرا جسم کمزور ہو گیا ہے اور میرے بال سفید ہو گئے ہیں اور اے میرے رب میں آپ سے کوئی دعا کرنے میں ناکام نہیں رہا ہوں۔

(۵-۶) اور اپنے بعد اپنے وارثوں کے بارے میں اندیشے میں مبتلا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقویٰ کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو یا یہ کہ میرے ورثہ کم ہیں اور میری بیوی حسنہ، ہشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے لہذا آپ خاص اپنی رحمت سے ایسا فرزند عطا فرمائیے جو کہ میرے خاص علوم میں میرا وارث بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے موروثی علوم میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور بادشاہت ہوں (حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی انضیال تھی) اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکو کار بنائیے۔

(۷) چنانچہ اللہ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے زکریا علیہ السلام ہم تمہیں ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام یحییٰ ہے کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کوئی اولاد نہیں دی تھی یا کہ یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔

(۸) زکریا علیہ السلام نے جبریل امین کے ذریعے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اولاد کس طرح ہوگی جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہوں یہ کہ میری عمر بہتر (۷۲) سال کی ہو چکی ہے۔

(۹) جبریل امین نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا موجودہ حالت یوں ہی رہے گی تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور اے زکریا یحییٰ سے پہلے میں نے ہی تمہیں پیدا کیا۔

(۱۰) تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بیوی کے حاملہ ہونے کے لیے کوئی علامت مقرر

فرمادیجیے۔

ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم لوگوں سے بات چیت نہ کر سکو گے حالاں کہ تندرست ہو گے کسی قسم کی کوئی بیماری اور گونگا پن نہیں ہوگا۔

(۱۱) چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور ان کو اشارہ سے یازمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

(۱۲-۱۳-۱۴) پھر یحییٰ علیہ السلام جس وقت بالغ ہوئے اور سن شعور کو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان کی پوری کوشش اور پابندی کے ساتھ پیروی کرو اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں عقل و علم عطا کیا تھا اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لیے رحمت اور صلہ رحمی یا یہ کہ ان کو دین میں صلاحیت عطا کی تھی۔

اور وہ اپنے رب کے بڑے تابعدار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ دین میں نافرمانی کر نیوالے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

(۱۵) اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت عطا ہو جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ انھوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کہ وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

(۱۶) اور اے محمد ﷺ قرآن کریم میں سے حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ بھی بیان کیجیے جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی طرف تھا۔

(۱۷) پھر انھوں نے گھر والوں کے سامنے پردہ ڈال لیا تاکہ اس کی آڑ میں غسل کر سکیں چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

(۱۸) یہ دیکھ کر حضرت مریم علیہا السلام کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ کا فرمانبردار ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ متقی ایک بڑے آدمی کا نام تھا حضرت مریم علیہا السلام گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور کہنے لگیں کہ اگر تو متقی ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

(۱۹) حضرت جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لیے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک نیک فرزند دوں۔

(۲۰) حضرت مریم علیہا السلام نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالاں کہ ابھی میرا کوئی خاوند نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ

هُوَ عَلَىٰ هَٰئِنٍ وَلَنَجْعَلَ لَآيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ
 اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝
 فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلَىٰ جَنَاحِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ
 قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰ بِهَا مِنْ تَحْتِهَا
 اَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهِيَ فِي
 اَيْدِي جَنَاحِ النَّخْلَةِ تُسَاقُ عَلَيْكِ رُطَبًا جَدِيًّا ۝
 فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَاَمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا
 فَقَوْلِي ۚ اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اَكَلُمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝
 فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهَا قَالُوْا لِمَ لِمَ لِمَ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝
 يٰاُخْتُ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكَ اَمْرًا سُوْءًا وَمَا كَانَتْ اُنْثٰى بَغِيًّا ۝
 فَاَشَارَتْ اِلَيْهٖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْفُلْهِ صَبِيًّا ۝
 قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اَنْسِنِي الْكِتٰبَ وَجْعَلْنِي نَبِيًّا ۚ وَجْعَلْنِي
 مُبْرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصِنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ
 حَيًّا ۚ وَبِرَّ اَبَوَآلِدِيْ وَلِمَ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ
 عَلٰى يَوْمٍ وُلِدْتُ وَيَوْمٍ اَمُوتُ وَيَوْمٍ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ
 عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا
 كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا اَفَاَنَّا
 يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبَّنَا وَرَبَّكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ
 هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ ۚ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ
 لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۚ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصُرْ
 يَوْمَ يَأْتُوْنَآ لٰكِنَ الظَّالِمُوْنَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝
 وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ ۚ
 وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا ۚ اَلَيْتَنَا
 يَرْجِعُوْنَ ۝

ہج

(فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ
 مجھے آسان ہے اور (میں اُسے اُسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ
 اُس کو لوگوں کے لیے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہ) رحمت (اور
 مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے (۲۱)۔ تو وہ اس (بچے) کے
 ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اُسے لے کر ایک ذورجگہ چلی گئیں (۲۲)۔ پھر
 درِ ذہ اُن کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں
 اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی (۲۳)۔ اس وقت اُن
 کے بچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو۔
 تمہارے پروردگار نے تمہارے بچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے
 (۲۴)۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ
 کھجوریں جھڑ پڑیں گی (۲۵)۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔
 اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت
 مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی (۲۶)۔ پھر
 وہ اس (بچے) کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ
 مریم یہ تو تُو نے بُرا کام کیا (۲۷)۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ
 ہی بد اطوار آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی (۲۸)۔ تو مریم نے
 اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے
 کیوں کربات کریں (۲۹)۔ (بچے نے کہا) کہ میں خدا کا بندہ ہوں
 اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے (۳۰)۔ اور میں جہاں
 ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحبِ برکت کیا ہے اور جب
 تک زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے اور (مجھے) اپنی
 ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور سرکش و بد بخت
 نہیں بنایا (۳۱)۔ اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا
 اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام (ورحمت) ہے
 (۳۲)۔ یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس
 میں لوگ شک کرتے ہیں (۳۳)۔ خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا
 بنائے وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو یہی کہتا ہے
 کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۳۴)۔ اور بے شک خدا ہی میرا اور تمہارا
 پروردگار ہے تو اُسی کی عبادت کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے (۳۵)۔ پھر
 (اہل کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر ہوئے
 اُن کو بڑے دن (یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے سے خرابی ہے (۳۶)۔ وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے۔ کیسے سننے والے

اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے۔ مگر ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں (۳۸)۔ اور اُن کو حسرت (وانسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصلہ کر دی جائے گی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹)۔ ہم ہی زمین کے اور جو لوگ اس پر (بستے) ہیں اُن کے وارث ہیں۔ اور ہماری ہی طرف اُن کو لوٹنا ہوگا (۴۰)

تفسیر سورۃ مریم آیات (۲۱) تا (۴۰)

(۲۱) جبریل امین نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا میرے لیے آسان ہے اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے بیٹے کو بنی اسرائیل کے لیے ایک نشانی بنائیں اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لیے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

(۲۲-۲۳) چنانچہ حضرت مریمؑ حاملہ ہو گئیں اور ان کا حمل نو ماہ کا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک دن کا تھا چنانچہ وہ اس کی پیدائش کے وقت دروازہ مقام پر لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں اور دروزہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑ لی اور گھبرا کر بولیں کہ کاش میں اس بچہ سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔

(۲۴) فوراً حضرت جبریل علیہ السلام نے پائیں مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تم دکھی مت ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے اور یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے پائیں مکان میں ایک نہر جاری کر دی ہے۔

(۲۵) اور اس کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، اس سے تم پر تازہ کھجوریں جھریں گی۔

(۲۶) پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو روزہ کی جس میں بولنے کی پابندی ہے، نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ خود تمہاری طرف سے جواب دے دیں گے۔

(۲۷) حضرت عیسیٰ چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا۔

(۲۸) اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے ہارون کی عبادت و پرہیزگاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا کیوں کہ ہارون بہت نیک انسان تھے یا یہ کہ ہارون بڑے آدمی تھے، لہذا ان کے ساتھ تشبیہ دے دی۔

(۲۹) اور کہا گیا کہ ہارون اور حضرت مریمؑ ایک ہی باپ کی اولاد تھے اس لیے ان کی طرف منسوب کیا اور نہ تمہاری ماں بری عورت تھی چنانچہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ کہنا ہو ان سے کہو، قوم کہنے لگی بھلا ایسے شخص سے کیوں کہ بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے یہ پالنے میں بچہ ہی ہے۔

(۳۰، ۳۱) حضرت عیسیٰ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم توریت و انجیل دیا

ہے (گو آئندہ دے گا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہے جیسے دے دی) اور ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مجھے نبی بنایا (یعنی بنائے گا) اور میں جس مقام پر بھی ہوں، مجھے نیکیوں کی تعلیم دینے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

(۳۲) اور مجھے میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور مجھے سرکش غصہ میں قتل و غارت گری کرنے والا اور اپنے پروردگار کا نافرمان نہیں بنایا۔

(۳۳) اور جس وقت کہ میں پیدا ہوا، شیطان کے کوچے سے مجھ کو سلامتی ہو اور قبر کی گھبراہٹ سے جب کہ میں مروں گا اور جس وقت کہ قبر سے زندہ کر کے میں اٹھایا جاؤں گا۔

(۳۴) یہ ہے عیسیٰ بن مریم کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل سچی بات جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں کہ بعض ان کو اللہ اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض اللہ کا شریک کہتے ہیں۔

(۳۵) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد کے طور پر اپنائے اس کی ذات اولاد اور شریک سے بالکل ماوراء و پاک ہے کیوں کہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے مثلاً وہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کو پیدا فرمایا تو وہ صرف اتنا فرمادیتے ہیں کہ ”کُنْ“ ہو جا سو وہ کام ہو جاتا ہے۔

(۳۶) غرض کہ جب حضرت عیسیٰ اپنی قوم کو رسالت کی دعوت دینے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا بھی رب اور خالق و رازق ہے اور تمہارا بھی رب اور خالق و رازق ہے تو خاص اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔

(۳۷) اور جس توحید کا میں تمہیں حکم دے رہا ہوں وہ سیدھا راستہ یعنی دین اسلام ہے تو کافروں نے باہم اختلاف ڈال دیا، بعض کہنے لگے کہ یہی اللہ ہیں بعض کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے ہیں بعض بولے کہ اللہ کے شریک ہیں سو ان لوگوں کے لیے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں باہم اختلاف کیا قیامت کے دن کے عذاب سے بہت بڑی خرابی ہے دوزخ میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے، اس کا نام ”ویسل“ ہے یا یہ کہ اس سے مراد دوزخ کا گڑھا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عذاب کی سختی ہے، اس دن یہ کافر کیسے کچھ شنوا اور مینا ہو جائیں۔

(۳۸) قیامت کے دن یہ لوگ کیسے کچھ سننے اور دیکھنے والے ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہیں اور نہ اللہ کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں لیکن مشرکین آج دنیا میں اپنے اس قول کی بنا پر کہ حضرت عیسیٰ اللہ ہیں اور اللہ کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں کیسے کھلے کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

(۳۹) اور محمد ﷺ آپ ان لوگوں کو پچھتاوے کے دن سے ڈرائیے جب کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے اور جنت دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور وہ لوگ اس چیز سے نادانی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن اور موت کے بعد پھر جی اٹھنے پر ایمان نہیں لاتے۔

(۴۰) اور ہم تمام زمین اور اہل زمین کے مالک ہیں یعنی آخر ایک دن سب مریں گے اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جائیں گے، پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے یعنی نیکی کے بدلے نیکی اور برائی کے بدلے برائی پائیں گے۔

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صٰدِقًا

نَبِیًّا اِذْ قَالَ لِاٰبِیْہِ یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْعٰ وَلَا یُبْصِرُ
وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ۙ یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُ مِنَ الْعِلْمِ مَا
لَمْ یَأْتِکَ فَالْبَعْثِیْ اٰھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۙ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۙ یٰاَبَتِ اِنِّیْ
اَخَافُ اَنْ یَّسْکَنَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ۙ
قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنِ الْہِیْۤیَ یٰاِبْرٰہِیْمَ لَیْنِ لَّمْ تَنْتَہَ لَا رُحْمَکَ
وَ اھْجُرْنِیْ وَلِیًّا ۙ قَالَ سَلِّمْ عَلَیْکَ سَاسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ
بِیْ حَفِیظًا ۙ وَ اعْتَزَّلْ لَکُمْ وَ اَتَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ ادْعُوا رَبِّیْ
عَسٰی اَلَّا اَکُوْنَ بِدُعَاۤءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۙ فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمْ وَ اَلْبَعْدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ هَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ کَلَّامَکَ نَبِیًّا ۙ
وَ وَهَبْنَا لَہُمْ مِنْ رَّحْمٰتِنَا وَ جَعَلْنَا لَہُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ۙ
وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَ کَانَ رَسُوْلًا نَبِیًّا ۙ
وَ نَادٰیْنٰہُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْاَیْمَنِ وَ قَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا ۙ
وَ وَهَبْنَا لَہٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا اِخًا لَّہٗ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ۙ وَ اذْکُرْ فِی
الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ رَسُوْلًا
نَبِیًّا ۙ وَ کَانَ یٰمُرُ اٰھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ وَ کَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ
مَرْضِیًّا ۙ وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اٰدٰرِیْسَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّقًا نَبِیًّا ۙ
وَ رَفَعْنٰہُ مَکَلًّا عَلِیًّا ۙ

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے (۴۱)۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں (۴۲)۔ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو بیٹے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا (۴۳)۔ ابا شیطان کی پرستش نہ کیجیے بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے (۴۴)۔ ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آپکے لئے ہو گا تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں (۴۵)۔ اُس نے کہا کہ ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا (۴۶)۔ (ابراہیم نے) سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں آپ کے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے (۴۷)۔ اور میں آپ لوگوں سے اور جن کو آپ خدا کے سوا پکارا کرتے ہیں ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا (۴۸)۔ اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ خدا کے سوا پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق اور (اسحاق کو) یعقوب بخشے۔ اور سب کو پیغمبر بنایا (۴۹)۔ اور ان کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں۔ اور ان کا ذکر جمیل بلند کیا (۵۰)۔ اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کرو بے شک وہ (ہمارے) برگزیدہ اور پیغمبر مرسل تھے (۵۱)۔ اور ہم نے ان کو طور کی وہابی جانب پکارا اور باتیں کرنے کے لیے نزدیک بلایا (۵۲)۔ اور اپنی مہربانی سے ان کو ان کا بھائی ہارون پیغمبر عطا کیا (۵۳)۔ اور

کتاب میں اسمعیل کا بھی ذکر کرو۔ وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے (۵۴)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (برگزیدہ) تھے (۵۵)۔ اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو۔ وہ بھی نہایت سچے نبی تھے (۵۶)۔ اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھالیا تھا (۵۷)۔

تفسیر سورۃ مريم آیات (۴۱) تا (۵۷)

(۴۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجیے وہ اپنے ایمان کے ساتھ بڑے راست بازی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔

(۴۲) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ اے میرے باپ تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں اور نہ تمہاری عبادت کو دیکھتے ہیں اور نہ عذاب الہی کے مقابلہ میں تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں۔

(۴۳) میرے باپ میرے پاس اللہ کی طرف سے ایسا علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا وہ یہ کہ جو شخص غیر اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کا عذاب دے گا۔

سواللہ کے دین میں میری پیروی کرو میں تمہیں ایک سیدھا دین اسلام کا راستہ بتاؤں گا۔

(۴۴) میرے باپ بتوں کی عبادت کرنے میں شیطان کی بات ہرگز مت مانو، شیطان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

(۴۵) اے میرے باپ اگر آپ ایمان نہ لائے تو مجھے ڈر ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب نہ نازل ہو پھر تم دوزخ میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

(۴۶) ان کے باپ آزر نے جواب دیا ابراہیم علیہ السلام کیا تم میرے معبودوں کی عبادت سے منکر ہو گئے ہو اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں تمہیں قید کر دوں گا یا یہ کہ مار ڈالوں گا اور جب تک میں زندہ ہوں تم مجھ سے علیحدہ رہو یا یہ کہ مجھ سے اس قسم کی گفتگو مت کرو یا یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے کنار کش ہو جاؤ۔

(۴۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سلامتی ہو آپ پر اب میں تمہارے لیے اپنے رب سے دعا کروں گا وہ میری باتوں سے کو خوب جانتا ہے، اگر اس کی مرضی ہوگی تو میری دعا قبول فرما لے گا۔

(۴۸) اور میں تم لوگوں سے اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور بس میں اپنے رب کی عبادت کروں گا کیوں کہ مجھے امید اور یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں رہوں گا۔

(۴۹) چنانچہ جب حضرت ابراہیم ان لوگوں اور ان بتوں سے علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو حضرت (اسحاق علیہ السلام) بیٹا اور (حضرت یعقوب علیہ السلام) پوتا عطا کیا۔

(۵۰) اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خاص نعمت و رحمت سے نیک اولاد اور رزق حلال عطا کیا اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور تعریف کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

(۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے، وہ کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے پاک اور عبادت و توحید کے لیے اللہ تعالیٰ کے خاص کیے ہوئے بندے تھے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا۔

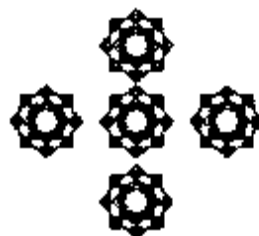
(۵۲) اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور کے دائیں جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مصاحب خاص بنایا یہاں تک کہ قلم کی آواز انھوں نے سنی۔

(۵۳) اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لیے مصاحب خاص بنایا اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو اور ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کا وزیر اور مددگار بنایا۔

(۵۴) اور حضرت اسمعیلؑ کا بھی ذکر کیجیے، یقیناً وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے رسول بھی تھے اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔

(۵۵) اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

(۵۶-۵۷) اور قرآن کریم میں حضرت ادریسؑ کا بھی ذکر کیجیے بے شک وہ اپنے ایمان میں بڑے سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو جنت میں بلند مرتبہ تک پہنچایا۔



اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ

الْبَٰتِنِیْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا مَعَ نُوْحٍ وَمِمَّنْ ذُرِّيَّةَ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰءَ اَوَّلٰی وَاَمِمَّنْ هٰدٰی نَا وَاجْتَبٰی نَا اِذَا نَشِیْ عَلٰیہِمْ اٰیٰتِ
لِیَ الرَّحْمٰنِ خَرُوْا سٰجِدًا وَّابْکِیًّا ۚ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ خَلْفٌ
ۙ اَصَاغُوْا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ۙ
اِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَاَلَّا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ۚ جَنَّتِ عَدْنٍ الَّتِیْ وَعَدَ
الرَّحْمٰنُ عِبَادَہٗ بِالْغَیْبِ اِنَّہٗ كَانَ وَعْدَہٗ نٰثِرًا ۚ لَا یَسْتَوِیْنَ
فِیہَا اَنْعَمَ وَاَلَّا سَلٰ ۙ وَلَهُمْ رِزْقُہُمْ فِیہَا بُکْرَۃً وَعَشِیًّا ۙ
تِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرُثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِیًّا ۙ
وَمَا نُنَزِّلُ اِلَّا بِالْمُرَدِّۙ لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا
وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَمَا كَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَبَآیْنُہُمَا فَاعْبُدْہٗ وَاصْطَبِرْ لِّعِبَادِہٖ هَلْ تَعْلَمُ
لَہٗ سَیِّئًا ۙ وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اِذَا اٰمٰتٌ لَّسَوْفَ اُخْرَجَ حَیًّا ۙ
اَوْ لَا یَذِکُّ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَذِکُّ شَیْئًا ۙ
فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّہُمْ وَالشَّیْطٰنِ ثُمَّ لَنَنْحَضِرَنَّہُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ
جِثِیًّا ۚ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَنۡبَیَّہُمْ اَشَدُّ عَلٰی
الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمَا اَوَّلٰی بِہَا صِلٰ ۙ
وَ اِنْ مِنْکُمْ اِلَّا وَاَرَدَہَا كَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَٰشَا مَقْضِیًّا ۚ ثُمَّ
لَنُنَجِّیَ الَّذِیْنَ اٰتَقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِیْنَ فِیہَا جِثِیًّا ۙ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے اپنے پیغمبر میں سے فضل کیا (یعنی) اولاد
آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کی ساتھ
(کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان
لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان
کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدے میں گر پڑتے اور
روتے رہتے تھے (۵۸)۔ پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے
جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اسے) کھودیا۔
اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو غنقریب انکو گمراہی کی
سزا ملے گی (۵۹)۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک
کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہونگے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا
جائے گا (۶۰)۔ (یعنی) بہشت جاودانی (میں) جس کا خدا نے
اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے (اور جو ان کی آنکھوں سے) پوشیدہ
(ہے) بے شک اسکا وعدہ (نیوکاروں کے سامنے) آنے والا ہے
(۶۱)۔ وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بیہودہ کلام نہ سنیں گے اور ان
کے لئے صبح و شام کھانا تیار ہوگا (۶۲)۔ یہی وہ جنت ہے جس کا ہم
اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا
(۶۳)۔ اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے
پروردگار کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے جو ہمارے آگے ہے اور جو کچھ
پیچھے ہے اور جو انکے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا پروردگار
بھولنے والا نہیں (۶۴)۔ (یعنی) آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان
دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اس

کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ بھلا تم کوئی اہم نام جانتے ہو (۶۵)۔ اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا زندہ
کر کے نکالا جاؤں گا؟ (۶۶)۔ کیا (ایسا) انسان یا نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا (۶۷)۔
تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) ٹھنوں پر رہے
ہونے (ہوں گے) (۶۸)۔ پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سرکشی کرتے تھے (۶۹)۔ اور ہم ان
لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ اہل ہیں (۷۰)۔ اور تم میں سے کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر نرنا
ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے (۷۱)۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں ٹھنوں کے بل پڑا
ہوا چھوڑ دیں گے (۷۲)۔

تفسیر سورۃ مريم آیات (۵۸) تا (۷۲)

(۵۸) اور جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت ادریس، اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور کچھ ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا اور بعض ان میں سے حضرت ابراہیم کی اولاد یعنی حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق کی اولاد میں سے تھے اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور اسلام اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی توفیق کی بناء پر منتخب کیا وغیرہ جیسا کہ حضرت عبدالسلام وغیرہ جب ان حضرات کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات جن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

(۵۹) پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشات کی پیروی کی اور فحش بہنوں سے شادی کرنا شروع کر دی، یہ نالائق یہود ہیں سو یہ لوگ عنقریب غیبتی وادی جہنم میں گریں گے۔

(۶۰) البتہ ان یہودیوں میں سے جس نے توبہ کر لی اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(۶۱-۶۲) اب اللہ تعالیٰ جس جنت میں یہ لوگ جائیں گے اس کے اوصاف بیان فرما رہا ہے یعنی ان ہمیشہ رہنے والے باغوں میں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں نہ سننے پائیں گے، سوائے اکرام و اعزاز کے طور پر ایک دوسرے کو سلام کرنے کے اور ان کو جنت میں دنیا کے انداز سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

(۶۳) اور یہ جنت ایسا مقام ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں داخل کریں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہوں گے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

(۶۴) اور اے محمد ﷺ ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً سوائے آپ کے رب کے حکم کے نہیں آسکتے۔ قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا اور وحی اللہ تعالیٰ نے کچھ دنوں کے لیے روک لی تھی تو جب جبریل امین وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کی وجہ دریافت کی اس وقت انھوں نے یہ جواب دیا امور آخرت اور امور دنیا اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہوگا وہ سب چیزیں اسی کی ملکیت میں داخل ہیں اور جب سے آپ کے رب نے وحی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں۔

تَنَانِ نَزُولٍ: وَمَا تَنْزِيلُ اِلٰهٍ بِاَمْرِ رِبِّكَ (النخ)

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبریل امین سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کے لیے جلدی جلدی کیوں نہیں آتے، ذرا جلدی جلدی آیا کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے بقیہ روایت حسب سابق ہے اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ کون سا قطعہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ عزیز ہے اور کون سا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیے بغیر میں کچھ نہیں جانتا چنانچہ جبریل دوبارہ تشریف لائے مگر دیر سے آئے اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے اس پر جبریل امین نے فرمایا ہم سوائے آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔ اور ابن اسحاقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم ﷺ سے اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا تو پندرہ راتوں تک اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے، اس پر انھوں نے یہ فرمایا۔

(۶۵) اور وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کا خالق ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو۔ بھلا آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کے مانند اور اس کا ہم صفت پاتے ہیں۔

(۶۶-۶۷) ابی بن خلفؒ تجھی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا ابی بن خلف اس چیز سے نصیحت حاصل نہیں کرتا کہ اس سے پہلے ہم اس کو بدبودار نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم اس ادنیٰ طریقے پر قادر ہیں۔

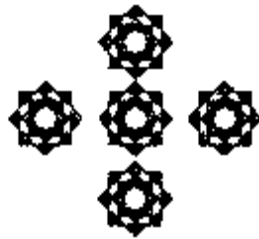
(۶۸) سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ابی اور اس کے ساتھیوں کو جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان سب کو دوزخ کے گرد اس حالت میں اکٹھا کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

(۶۹) پھر ان گناہ گاروں کی ہر ایک جماعت میں سے ان لوگوں کو جدا کر لیں گے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۷۱) اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا دوزخ پر سے گزرنہ ہو (خواہ داخل ہوں یا اس کو یاد کریں) یہ فیصلہ لازم تاکید کیا ہوا ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

(۷۲) پھر ہم ان لوگوں کو جو کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والے تھے نجات دے دیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے دیں گے۔



وَإِذَا تُثْلَىٰ

عَلَيْهِمْ أَتَيْنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَمْ يَتْلُوا الْقُرْآنَ غَيْرُ مَقَالًا وَاحْسَنُ لَدِيَّا وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِثِيًّا قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَنُ نَدًّا أَحْسَنُ إِذَا رَأَوْا آيَاتِنَا وَعَدُّونَ إِنَّا الْعَذَابُ وَإِنَّا السَّاعَةُ فَنَسِيحُونَ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مَقَالًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَلْقِيَّتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۝ أَقْرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا سَكَتَ لَنَا قَوْلٌ وَنَدَّدَ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَثَرْنَهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَوَثَّرُوا بِهَا فَلَا تَجْعَلُ عَلَيْهِمْ آلَةً لَعَنَّا لَهُمْ عَذَابًا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْكُفْرِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرْدًا ۝ لَا يَسْتَكُونُ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝ وَوَيْلٌ لِلْبَغِيِّ لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا الْإِنْسَانَ عَابًا ۝ لَقَدْ اخْتَصَمُوا وَعَدَّ اللَّهُ ۝ وَكَلَّمَهُمْ آتِيَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَتَرَبَّعُهُ بِلِسَانِكَ لِنَبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَنُنذِرُ بِهِ قَوْمًا لَذًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِشُّ مِنْهُمْ مَنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

اور جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے مکان کس کے اچھے اور مجلسیں کس کی بہتر ہیں (۷۳)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ وہ لوگ (ان سے) ٹھاٹھ اور نمود میں کہیں اچھے تھے (۷۴)۔ کہہ دو کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے خدا اسے آہستہ آہستہ مہلت دے دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خواہ عذاب اور خواہ قیامت۔ تو (اس وقت) جان لیں گے کہ مکان کس کا بُرا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے (۷۵)۔ اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں خدا اُن کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تمہارے پروردگار کے صلے کے لحاظ سے خوب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں (۷۶)۔ بھلا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آجوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (اگر میں از سر نو زندہ ہوا بھی تو یہی) مال اور اولاد مجھے (وہاں) ملے گا (۷۷)۔ کیا اس نے غیب کی خبر پالی ہے یا خدا کے یہاں (سے) عہد لے لیا ہے (۷۸)۔ ہرگز نہیں۔ یہ جو کہتا ہے ہم اس کو لکھتے جاتے اور اس کے لیے آہستہ آہستہ عذاب بڑھاتے جاتے ہیں (۷۹)۔ اور جو چیزیں یہ بتاتا ہے ان کے ہم وارث ہوں گے اور یہ اکیلا ہمارے سامنے آئے گا (۸۰)۔ اور ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنالئے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے (موجب عزت و) مدد ہوں (۸۱)۔ ہرگز نہیں۔ وہ (معبودانِ باطل) اُن کی پرستش سے انکار کریں گے اور ان کے دشمن (و مخالف) ہوں گے (۸۲)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ اُن کو برا ہیختہ کرتے رہتے ہیں (۸۳)۔ تو تم اُن پر (عذاب کے لیے) جلدی نہ کرو اور ہم تو اُن کے لیے (دن) شمار کر رہے ہیں (۸۴)۔ جس روز ہم پر ہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے (۸۵)۔ اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے (۸۶)۔ (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو (۸۷)۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے (۸۸)۔ (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بُری بات (زبان پر) لائے ہو (۸۹)۔ قریب ہے کہ اس (افتراء) پر

آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں (۹۰)۔ کہ انہوں نے خدا کے لئے بیٹا تجویز کیا (۹۱)۔ اور خدا کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے (۹۲)۔ تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے (۹۳)۔ اُس نے ان (سب) کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے (۹۴)۔ اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے (۹۵)۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے خدا اُن کی محبت (مخلوقات کے دل میں) پیدا کر دے گا (۹۶)۔ (اے پیغمبر) ہم نے یہ (قرآن) تمہاری زبان میں آسان (نازل) کیا ہے تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری پہنچا دو اور جھگڑالوؤں کو ڈرنا دو (۹۷)۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے بھلا تم اُن میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا (ہیں) اُن کی بھٹک سکتے ہو (۹۸)

تفسیر سورۃ مريم آیات (۷۳) تا (۹۸)

(۷۳) اور جب نظر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہمارے اوامر و نواہی کے بیان میں واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافران لوگوں سے جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔ (۷۴) اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسی بہت سی جماعتیں ہلاک کی ہیں جو مال و اولاد اور مجالس و محافل میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔

(۷۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے آپ ان کی حالت کو کہ جب یہ اس عذاب کو دیکھ لیں گے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو، تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں برا اور دنیا میں تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

(۷۶) اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے یا یہ کہ جو حضرات ناسخ کے ذریعے سے ہدایت پر ہیں تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اور پانچوں نمازیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

(۷۷) اور کیا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد ﷺ آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملے گا۔

ثَانِ نَزُولٍ: اَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا (النم)

امام بخاری و مسلم نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہی

کے پاس اپنے قرض کی واپسی کے لیے آیا تو عاص کہنے لگا کہ جب تک تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے گا تیرے قرض نہ ادا کروں گا، حضرت خباب نے فرمایا کہ اگر تو مر کر پھر زندہ ہو جائے گا تب بھی کفر نہ کروں گا اس پر عاص نے کہا کہ میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں تو عاص کہنے لگا تو میرے پاس جب ہی آنا میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد سب کچھ ہوگا، تیرا قرض ادا کروں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی کیا بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے۔

(۷۸) اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرما رہا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ کو دیکھ لیا ہے کہ اس کو مال و اولاد ملے گا، یا اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا وعدہ لے لیا ہے۔

(۷۹) ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ بکتا ہے، ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

(۸۰) اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لیے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہم مومنین کو دیں گے اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال و اولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے ایسا کہا تھا اس کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

(۸۱) اور یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں تاکہ یہ بت ان کی عذاب الہی سے حفاظت کریں۔

(۸۲) ہرگز یہ بت ان کی عذاب الہی سے حفاظت نہیں کر سکتے بلکہ ان کے وہ معبود تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے خلاف اور ان کے عذاب کی زیادتی کی حمایت کریں گے۔

(۸۳-۸۴) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجیے ہم ان میں سے ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

(۸۵-۸۶-۸۷) اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر و شرک اور تمام برائیوں سے بچنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی دارالنعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے جمع کریں گے (یعنی اعزاز دیں گے) اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے اور فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا ماننے والا ہوگا (اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے)۔

(۸۸-۸۹-۹۰) اور یہود بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائیں اور

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

(۹۱-۹۲) اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں جیسا کہ یہود حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔

(۹۳) کیوں کہ جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے رو برو غلام بن کر حاضر ہوں گے اور کافروں کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کر نیوالا ہے۔

(۹۴) اس نے ان سب کو اپنے احاطہ میں کر رکھا ہے اور اپنے علم سے سب کو جمع کر رکھا ہے۔

(۹۵) اور قیامت کے دن سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

(۹۶) بے شک جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور ان کے لیے مومنین کے دلوں میں خاص طور پر محبت پیدا کر دے گا۔

ثَانِ نَزْوِل: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (النّٰز)

ابن جریر نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے کہ جب انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں سے شیبہ، عتبہ، امیہ بن خلف تھے، افسوس ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔

(۹۷) اور ہم نے اس قرآن کریم کی قرأت کو آپ پر اس لیے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کو خوشخبری سنائیں اور اس کے ذریعے سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں۔

(۹۸) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کی قوم سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر دیا تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی ہلکی آواز بھی سنتے ہیں۔



سُورَةُ طه لِكَيْتُمْ وَهِيَ ثَمَانِيْنَ اٰیَاتٍ اِنْ كُنْتُمْ رَاٰیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طه مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی ۝ اَلَّا تَذْكُرْ لَیْسَ یُعْشٰی ۝ تَنْزِیْلًا مِّنْ خَلْقِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ اَلِیَحْسُنُ عَلٰی الْعَرْشِ اُسْتَوٰی ۝ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَتَحْتَ الثَّرٰی ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ ۝ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۝ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهٖ امْكُتُوْا اِنِّیْ اَنْتَ نَارُ الْعِلْمِ اَتٰیكُمْ فَنُهَا بِقَبْسٍ اَوْ اِبْجَدَ عَلٰی النَّارِ هُدٰی ۝ فَلَمَّا اَتٰهَا نُوْدٰی یُّوْسٰی ۝ اِنِّیْ اَنْزَلْتُكَ فَاَخْلَعُ نَعْلَیْكَ ۝ اِنَّكَ بِاَوْدِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۝ وَاَنَا اَخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ۝ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝

سُورَةُ طه لِكَيْتُمْ وَهِيَ ثَمَانِيْنَ اٰیَاتٍ اِنْ كُنْتُمْ رَاٰیْنَ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے طہ (۱)۔ (اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ (۲)۔ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لیے (نازل کیا ہے) جو خوف رکھتا ہے (۳)۔ یہ اس (ذات برتر) کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان بنائے (۴)۔ (یعنی خدائے) رحمن جس نے عرش پر قرار پکڑا (۵)۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (۶)۔ اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات تک کو جانتا ہے (۷)۔ (وہ) معبود (برحق) ہے (کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے (سب) نام اچھے ہیں (۸)۔ اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے (۹)۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے

(میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا رستہ معلوم کر سکوں (۱۰)۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ (۱۱)۔ میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو اپنی جوتیاں اتار دو۔ تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو (۱۲)۔ اور میں نے تم کو انتخاب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو (۱۳)۔ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو (۱۴)

تفسیر سورہ طہ آیات (۱) تا (۱۴)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں ایک سو پینتیس آیات اور ایک ہزار تین سو ایک کلمات اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حروف ہیں۔

(۱-۲-۳) یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو کہ مطیع و فرمانبردار ہو۔ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ رات کو تہجد میں اس قدر دیر تک قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک تک ورم آجاتا تھا تو اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسانی فرمادی۔

یعنی اے محمد ﷺ یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ خود کو تکلیف دیں۔ طہ کے معنی مکی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں۔

شان نزول: مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ (الغ)

ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی بار اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو آپ نماز کے لیے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی دیر تک کھڑے ہوتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی یعنی ہم نے قرآن آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے دونوں پیروں میں سے ہر ایک پیر باری باری اٹھاتے رہتے تھے تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر دیر تک کھڑے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے ذریعے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کفار نے کہا کہ اس شخص کو یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس کے رب نے تکلیف میں ڈال دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۴) یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا اس طرح ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے۔

(۵) اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر براجمان ہوا یعنی اس کا تخت شاہی سب پر بھاری ہے یا یہ کہ اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔

(۶) آسمان و زمین اس کی ملکیت ہیں اور تمام عجائبات اور تمام مخلوقات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں یعنی جو چیزیں ساتویں زمین کے نیچے ہیں کیوں کہ ساتویں زمین پانی پر ہیں اور پانی مچھلی پر ہے اور مچھلی صحرہ پر ہے۔

(۷) اور صحرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے اور بیل ثری کے اوپر ہے اور ثری اس ترمٹی کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی ملکیت میں شامل ہیں اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یا فعل کو علانیہ طور پر کرے تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور کی ہوئی بات کو اور ہلکے اس سے بھی زیادہ پوشیدہ بات کو جانتا ہے یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے ابھی تک اس کو ظاہر نہیں کیا ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

(۸) وہ ذات وحدۃ لا شریک ہے اور اس کی صفات اعلیٰ ہیں ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

(۹-۱۰) اور اے محمد ﷺ ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہنچی ہے، اب آپ کو بتاتے ہیں جب کہ انھوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں کیوں کہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا شاید وہاں آگ کے پاس راستہ بتانے والا بھی کوئی مجھے مل جائے۔

(۱۱-۱۲) چنانچہ جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے، فوراً اللہ کی طرف سے آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو، اس لیے کہ وہ مردہ ہوئے

گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے کیوں کہ تم ایک پاکیزہ میدان یعنی طویٰ میں یا یہ کہ طویٰ اس لیے کہا گیا کہ اس سے پہلے اور انبیاء کرام کا ادھر سے گزر ہو چکا تھا یا یہ کہ اس وادی میں جس میں یہ درخت تھا ایک کنواں تھا جس کے چاروں طرف پتھر لگا دیے گئے تھے اس بنا پر اس وادی کو طویٰ کہا گیا۔

(۱۳) اور میں نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے، لہذا جو تمہیں حکم دیا جائے، اس پر عمل کرو۔

(۱۴) میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں لہذا میری فرمانبرداری کرو اور اگر کسی وقت نماز پڑھنا بھول جاؤ تو فوراً یاد آتے ہی پڑھ لیا کرو۔

اِنَّ السَّاعَةَ اَتَتْۡہَا

اَکَادُ اُخْفِیْہَا لِتُجْزِیَ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی ۝ فَلَا یُصَدِّکُ عَنْہَا مَنْ لَا یُلَیُّوْہُمْ بِہَا وَابْعَ ہُوْہُ فَتَرٰہِیْ ۝ وَابْتَکَ سَیِّئَکَ یٰمُوسٰی ۝ قَالَ ہِیْ عَصٰی اَتَوَكَّلُ عَلَیْہَا وَہَھْشَ بِہَا عَلٰی غَنَمِیْ ۝ وَلِیْ فِیْہَا مَارِبٌ اٰخَرٰی ۝ قَالَ اَلْقِہَا یٰمُوسٰی ۝ فَالْقَہَا ۝ فَاِذَا ہِیْ حِیَۃٌ تَسْعٰی ۝ قَالَ خُذْہَا وَارٰتُخْفِ تَحْتَ سَیِّدِکَ ۝ ہَا سَیِّدُکَ الْاَوَّلٰی ۝ وَاَصْمُکَ یَدُکَ اِلٰی بَیْضَکَ تَخْرُجُ بَیْضًا ۝ مِنْ غَیْرِ سُوِّ اٰیۃٍ اٰخَرٰی ۝ یٰزَیْرِکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی ۝ اِذْ هَبَّ رٰلِیْ فِرْعَوْنَ ۝ اِنَّہٗ طَغٰی ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاجْعَلْ عَقْدَہٗ مِنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَہُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِنْ اٰہْلِیْ ۝ ھَرُوْنَ اٰخِیْ ۝ اَشْدُّ دَبَہً اَزَّیْ ۝ وَتَرٰکَہُ فِیْ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ۝ وَنَذْکُرْکَ کَثِیْرًا ۝ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُوْلَکَ یٰمُوسٰی ۝ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَیْکَ مَرَّةً اٰخَرٰی ۝ اِذْ اَوْحٰیْنَا اِلٰی اِمْرَاکَ مَا یُوحٰی ۝ اِنْ اَقْبَدَ فِیْہِ فِی التَّابُوْتِ فَاَقْبَدْ فِیْہِ فِی الْبَیْۃِ فَلَیْلَیْہِہِ الْیَمُّ ۝ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذُہٗ عَدُوُّیْ وَعَدُوُّہٗ ۝ وَالْقَیْتُ عَلَیْکَ مَجَبَّةً ۝ فِیْیْ ۝ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ۝ اِذْ تَسْتَمِیْ اُخْتُکَ فَتَقُوْلُ ھَلْ اُوْتِیْتُکُمْ عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُہٗ ۝ فَرَجَعْتُکَ اِلٰی اِمْرَاکَ ۝ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُہَا ۝ وَلَا تَحْزَنَ ۝ وَفَقَلْتَ نَفْسًا فَتَجَیْنُکَ مِنَ النِّعَمِ وَفَقَلْتَ فِتْوًا ۝ فَلَبِثْتَ سِنِیْنِ فِیْ اٰہْلِ مَدِیْنٍ ۝ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ ۝ یٰمُوسٰی ۝ وَاَصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ۝

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اسکا بدلہ پائے (۱۵)۔ تو جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک ہو جاؤ (۱۶)۔ اور موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (۱۷)۔ انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی فائدے ہیں (۱۸)۔ فرمایا کہ موسیٰ اسے ڈال دو (۱۹)۔ تو انہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا (۲۰)۔ خدا نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو اور ڈرنا مت ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے (۲۱)۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا لو وہ کسی عیب (وبیماری) کے بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا۔ (یہ) دوسری نشانی (ہے) (۲۲)۔ تاکہ ہم تمہیں اپنے نشانات عظیم دکھائیں (۲۳)۔ تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) وہ سرکش ہو رہا ہے (۲۴)۔ کہا میرے پروردگار (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے (۲۵)۔ اور میرا کام آسان کر دے (۲۶)۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے (۲۷)۔ تاکہ وہ بات سمجھ لیں (۲۸)۔ اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما (۲۹)۔ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو (۳۰)۔ اس سے میری قوت کو مضبوط فرما (۳۱)۔ اور اے میرے کام میں شریک کر (۳۲)۔ تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں

(۳۳)۔ اور تجھے کثرت سے یاد کریں (۳۴)۔ ٹوہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے (۳۵)۔ فرمایا موسیٰ تمہاری دعا قبول کی گئی (۳۶)۔ اور ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا (۳۷)۔ جب ہم نے تمہاری والدہ کو الہام کیا تھا جو تمہیں بتایا جاتا ہے (۳۸)۔ (وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دور یا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اُسے اٹھا لے گا۔ اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اس لیے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لیے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ (۳۹)۔ جب تمہاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کو پالے۔ تو (اس طریق سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ رنج نہ کریں اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے تم کو غم سے مخلصی دی اور ہم نے تمہاری (کئی بار) آزمائش کی۔ پھر تم کئی سال الہ مدین میں ٹھیرے رہے۔ پھر اے موسیٰ تم (قابلیت رسالت کے) اندازے پر آپہنچے (۴۰)۔ اور میں نے تم کو اپنے کام کے لئے بتایا ہے (۴۱)۔

تفسیر سورۃ طہ آیات (۱۵) تا (۴۱)

(۱۵) اور دوسرا یہ کہ قیامت آنیوالی ہے میں اس کے قائم ہونے کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لیے مخفی رکھا ہے تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی تاکہ ہر ایک نیک و بد کو، جو کچھ کسی نے نیک و بد اعمال کیے ہیں ان کو ان کا بدلہ مل جائے۔

(۱۶) تو تمہیں قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص روک نہ پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار اور بتوں کی پوجا کر کے اپنی خواہشات پر چلتا ہو کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ۔

(۱۷-۱۸) اور اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ میری لاشی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پہ ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی کئی کام نکلتے ہیں۔

(۱۹-۲۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے زمین پر ڈال دو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا تو یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گئی جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاشی بنا دیں گے۔

(۲۲) اور نیز تم دایاں ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے کر پھر نکالو، وہ بغیر کسی برص بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہوگی۔

(۲۳-۲۴) تاکہ ہم تمہیں اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھائیں اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۲۵-۲۸) نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میرا حوصلہ بڑھائیے تاکہ میں اس

سے تبلیغ میں نہ ڈروں اور فرعون کی طرف تبلیغ رسالت کا جو میرا کام ہے اس کو آسان فرما دیجیے اور میری زبان سے لکنت بناد دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

(۲۹-۳۵) اور ہارون علیہ السلام کو میرا معاون مقرر کر دیجیے اور ان کے ذریعے سے میری قوت کو مضبوط کر دیجیے اور میرے کام یعنی فرعون کی جانب تبلیغ رسالت میں ان کو میرے ساتھ شامل کر دیجیے تاکہ ہم دونوں مل کر تیری خوب نمازیں زبان و قلب سے پڑھیں اور کثرت سے تیرا ذکر زبان و قلب سے کریں یقیناً آپ ہمارے حال سے واقف ہیں۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا موسیٰ علیہ السلام تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا اور ان کے کام کو آسان کر دیا اور زبان کی لکنت دور کر دی اور حضرت ہارون کو ان کا مددگار اور رسول بنا دیا۔

(۳۷-۳۸) اور ہم تو اس احسان کے علاوہ ایک مرتبہ پہلے بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتانے کے قابل تھی۔

(۳۹) کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک بند صندوق میں رکھ دو اور پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو پھر دریا ان کو کنارے تک لے آئے گا آخر کار فرعون ان کو پکڑ لے گا جو کافر ہونے کی وجہ سے میرا بھی دشمن ہے اور قتل کرنے کے ارادہ سے ان کا بھی دشمن ہے۔

اور اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اس وقت تمہارے چہرے پر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تھا تاکہ جو تمہیں دیکھے پیار کرے اور تمہارے ساتھ جو کچھ اس وقت معاملہ ہو رہا تھا وہ میری خاص نگرانی میں ہو رہا تھا۔

(۴۰-۴۱) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تمہاری بہن تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر تک آئیں اور اجنبی بن کر کہنے لگیں کیا آپ کو ایسی آیا چاہیے جو اس کی اچھی طرح پرورش کرے چنانچہ اس طریقے سے ہم نے تمہیں تمہاری ماں کے پاس پھر پہنچا دیا تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف نکل جائے۔

اور تم نے غلطی سے ایک قبیلے کو مار ڈالا تھا اور پھر قوم کے انتقام کے خوف سے بھی ہم نے تمہیں نجات دی اور بار بار ہم نے تمہیں آزمائشوں میں ڈالا پھر اس کے بعد مدین والوں میں دس سال تک رہے پھر ایک خاص وقت پر جو میرے علم میں تمہاری رسالت اور ہم کلامی کے لیے مقرر تھا تم یہاں آئے اور اے موسیٰ علیہ السلام یہاں آنے پر میں نے تمہیں کو اپنا رسول بنانے کے لیے منتخب کیا ہے۔



اِذْ هَبُّ اَنْتَ وَآخُوكَ

بَايَتِي وَلَا تَتَّبِعَانِي ذِكْرِي ۚ اِذْ هَبَّا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰ ۚ
فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰ ۚ ۝۱۰۰
ثَخَفُ اِنْ يَفْطُرْ عَلَيْنَا اَوْ اَنْ يَّطْفِئُ ۚ ۝۱۰۱
مَعَكُمْ اَسْمِعْ وَاِى ۚ ۝۱۰۲
فَقُولَا اِنَّا رُسُلُكَ فَاَرْسِلْ
مَعَنَا بَنِي اِسْرَءٰىلَ وَلَا تَعِذْ لَهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ
رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۚ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ الْيَسْنَآ
اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰى ۚ ۝۱۰۳
فَسَنُزَكِّيْكَ يٰٓيُوسُفٰ ۚ ۝۱۰۴
رَبَّنَا الَّذِى اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقًا ثُمَّ هَدٰى ۚ ۝۱۰۵
قَالَ عَلَيْنَا عِنْدَ رَبِّىۤ فِى كِتٰبٍ لَا يَبْصُلُ رَبِّىۤ وَلَا يَنْسٰى ۚ ۝۱۰۶
الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّاَوْسَلَٰ لَكُمُ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ
مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا مِنْۢ بَيْنَاتِ الشَّجَرِ ۚ ۝۱۰۷
وَاَرْعَوٰا لَكُمْ اَنْۢ بٰرِكًا ۚ ۝۱۰۸
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۰۹
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۰
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۱
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۲
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۳
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۴
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۵
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۶
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۷
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۸
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۱۹
فَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اِلٰهًا ۚ ۝۱۲۰

تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲)۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے (۴۳)۔ اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے (۴۴)۔ دونوں کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر تعدی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے (۴۵)۔ خدا نے فرمایا کہ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا اور دیکھتا ہوں (۴۶)۔ (اچھا) تو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے اور انہیں عذاب نہ کیجیے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو (۴۷)۔ ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب (تیار) ہے (۴۸)۔ (غرض موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا کہ موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے (۴۹)۔ کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت بخشی پھر راہ دکھائی (۵۰)۔ کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ (۵۱)۔ کہا کہ اُن کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھوتا ہے (۵۲)۔ وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا۔ اور اس میں تمہارے لیے

رستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے انواع و اقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں (۵۳)۔ (کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چار پائیوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۵۴)۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے (۵۵)۔ اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب و انکار ہی کرتا رہا (۵۶)۔ کہنے لگا کہ موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ (اپنے جادو کے زور) سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو (۵۷)۔ تو ہم بھی تمہارے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر لو کہ نہ تو ہم اُس کے خلاف کریں گے اور نہ تم (اور یہ مقابلہ) ایک ہموار میدان میں (ہوگا) (۵۸)۔ (موسیٰ نے کہا کہ آپ کے لیے یوم زینت کا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگ اُس دن چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں (۵۹)

تفسیر سورۃ طہ آیات (۴۲) تا (۵۹)

(۴۲-۴۳) تم اور ہارون دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر جاؤ اور میری عبادت میں سستی مت کرنا یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی غفلت نہ کرنا۔ لہذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

(۴۴) اس کو نرمی کے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کر کے یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

(۴۵-۴۶) دونوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ اس سے پہلے ہم پر ہمیں مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ ہمیں قتل ہی کر ڈالے اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تمہیں کو وہ جواب دے گا اس کو میں سنتا ہوں اور جو وہ تمہارے ساتھ کارروائی کرے گا اسے دیکھتا ہوں۔

(۴۷) لہذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دو تا کہ ہم انھیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیف میں مت ڈال اس لیے کہ وہ آزاد ہیں اور ہم اس دعویٰ پر معجزہ بھی لے کر آئے ہیں یعنی ید بیضاء اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو دکھایا۔

اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لیے سلامتی ہو جو توحید کا قائل ہو۔

(۴۸) اور ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ دائمی عذاب اس شخص پر ہوگا جو کہ توحید کا منکر ہو اور ایمان سے منہ پھیر لے۔

(۴۹-۵۰) یہ سن کر فرعون کہنے لگا کہ تم دونوں کا رب کون ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مطابق جوڑا عطا فرمایا، یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹ اور بکری کو بکرا کہ ہر ایک کا جوڑا بنادیا، پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی رہنمائی کی۔

(۵۱-۵۲) فرعون نے اس پر حضرت موسیٰ سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا وہ کیسے ہلاک کیے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کی ہلاکت کا علم میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں ہے میرا رب ایسا ہے کہ نہ

غلطی کرتا ہے اور نہ ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے اور نہ ان کو سزا دینے سے چوک سکتا ہے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہاری آمد و رفت کے لیے راستے بنائے کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے سے مختلف شکلوں کے نباتات پیدا کیے۔

(۵۴) جن کو اللہ کی اجازت سے تم خود بھی کھاتے ہو اور اپنے مویشی بھی چراتے ہو ان مذکورہ چیزوں میں عقل مندوں کے لیے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(۵۵) اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تمہیں کو پیدا کیا یعنی تم سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے پیدا کر لیا اور حضرت آدم کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی اور اسی زمین میں تم دفن کیے جاؤ گے۔ اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تمہیں کو دوبارہ نکالیں گے۔

(۵۶) اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور اور کہنے لگا کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اور اسلام لانے سے انکار کیا اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔

(۵۷) مزید کہنے لگا کہ موسیٰؑ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

(۵۸) تو جیسا تم جادو لے کر آئے ہو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لے کر آتے ہیں تو موسیٰؑ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کر لو جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقہ پر اپنے اور ہمارے درمیان مقرر کر لو۔

(۵۹) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہوتے ہیں۔



فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

كَيْدُهُ ثُمَّ اَلَى ۖ قَالَ اَلَمْ يَأْتِ فِرْعَوْنَ لَا تَقْرَءُ عَلٰى اَللّٰهِ كَيْدًا
فَيَسْجُدْ لِعِزَّتِهِ ۚ بَعْدَ اٰیٍ ۚ وَكَذٰلِكَ خَابَ مِّنْ اَفْئِسٍّ ۚ فَكُنَّا زُرْعًا ۚ اَلَمْ يَأْتِ
يَدْنُهُمْ وَاَسْرٰۤءَالُ النَّجْوٰى ۚ كَاَلُوْا اِنَّ هٰذِهِ السُّحُوْرُ لَا يُزِيْدُنَ اَنۡ
يُخْرِجُكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ يَسْجُدُ لَهَا وَيُذِيقُهَا طَرَفًا ۚ اَلَمْ يَأْتِ
فَاُجِئُوْا بِكَيْدِكُمْ ثُمَّ اَنْتُمْ اَصْحٰۤءٌ ۚ وَكَذٰلِكَ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنۡ اٰتٰنِ ۚ
قَالُوْا اَلَيْسَ اِنَّا اَنۡثٰى ۚ اِنَّا اَنۡثٰى ۚ وَلَآ اَنۡ اُنۡ لَّكُنۡ اَوَّلُ مَنۡ اَنۡثٰى ۚ
قَالَ بَلۡ اَلْقَوۡا فَاِذَا جِآءَ اَلْفُؤۡدُ وَعَصٰۤىهُمۡ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِّنۡ سِجَرِهِمۡ
اَنۡهَا اَسْنُى ۚ فَاَوْبَحۡسُ فِىۡ نَفْسِهِ خِيَفَةُ فِرْعَوۡنَ ۚ فَكُنَّا لَا تَخْفُ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۚ وَالَّذِىۡ نَاۤىۡ بِبَيْنِكَ تَلَقَّفۡ مَا صَنَعُوْا ۚ اِنَّمَا
صَنَعُوْا كَيْدُ سِجَرٍ ۚ وَلَا يَفْلَحُ السُّجُرُ حِيۡثُ اَتٰى ۚ فَالْقَى السُّحُوْرُ
سُجۡدًا ۚ قَالُوْا اَلَمْ نَأۡتِ بِهٖ زُرۡعًا ۚ وَفِرْعَوۡنَ ۚ وَقَالَ اَمۡتَنۡ لَّهِ قَبۡلَ
اَنۡ اٰذِنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمۡ الَّذِىۡ عَلٰىكُمْ السُّحُورُ ۚ فَلَا قَطۡعَۢنْ
اِيۡدِيْكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ مِّنۡ خِلَافٍ ۚ وَلَا وَصِيْلَ لَّكُمْ فِىۡ جَدۡوٍ وَّعِ
النَّخْلِ وَاَتَعَلَّنَ اِنۡنَا اَشَدُّ عَذٰۤبًا وَّاَبۡقٰى ۚ قَالُوْا اَلَا نُوۡفِّرُكَ عَلٰى مَا
جَآءَنَا مِنۡ الْبَيِّنٰتِ ۚ الَّذِىۡ فَكَّرْنَا فَاَقۡضِ نَاۤىۡ اَنْتَ قَاضٍ ۚ اِنَّمَا
تَقۡضِىۡ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۚ اِنَّا اَمۡنَاۤىۡ بِرَبِّنَا لِيُغۡفِرَ لَنَا خَطِيۡئَنَا
وَمَا اَكُرِهۡتَنَا عَلَيۡهِ مِّنَ السِّحْرِ وَاَللّٰهُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ۚ

تو فرعون لوٹ گیا اور اپنے سامان جمع کر کے پھر آیا (۶۰)۔ موسیٰ نے اُن (جادو گروں) سے کہا کہ ہائے تمہاری کم بخشی خدا پر جھوٹ افترا نہ کرو کہ وہ تمہیں عذاب سے فنا کر دے گا۔ اور جس نے افترا کیا وہ نامراد رہا (۶۱)۔ تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑنے اور چپکے چپکے سرکشی کرنے لگے (۶۲)۔ کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اور تمہارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں (۶۳)۔ تو تم (جادو کا) سامان اکٹھا کر لو اور پھر قطار باندھ کر آؤ اور آج جو غالب رہا وہی کامیاب ہوا۔ (۶۴)۔ بولے کہ موسیٰ یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو یا ہم (اپنی چیزیں) ڈالتے ہیں (۶۵)۔ موسیٰ نے کہا کہ نہیں تم ہی ڈالو (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں اُن کی رسیاں اور لائٹیاں موسیٰ کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں ادھر ادھر) دوڑ رہی ہیں (۶۶)۔ (اُس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا (۶۷)۔ ہم نے کہا کہ خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہو (۶۸)۔ اور جو چیز (یعنی لائٹیاں) تمہارے واسطے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے۔ اس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادو گروں کے جھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا (۶۹)۔ (القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے میں گر پڑے (اور) کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے (۷۰)۔ (فرعون) بولا کہ بیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ تمہارا بڑا (یعنی استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا (اس وقت) تم کو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے (۷۱)۔ انہوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آگئے ہیں اُن پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اُس پر ہم آپ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجیے اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اس دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) (۷۲)۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور (اسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے (۷۳)۔

تفسیر سورۃ طہ آیات (۶۰) تا (۷۳)

(۶۰) غرض کہ یہ سن کر فرعون دربار سے اپنی جگہ چلا گیا پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادو گروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادو گروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر (۷۲) تھے۔

(۶۱) موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا ارے لعنہ اللہ تعالیٰ پر بہتان مت لگاؤ کہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے ہلاک ہی نہ کر دے۔

اور جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

(۶۲) یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آگئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر کیا۔

(۶۳) بالآخر سب متحد ہو کر اعلانیہ کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقہ کا اور تم میں سے بہترین اور عقل مند لوگوں کا دفتر ہی ختم کر دیں۔

(۶۴) لہذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور اپنے جادو اور اپنے علم کا انتظام کرو اور سب صفیں آراستہ کر کے مقابلہ کے لیے آؤ۔ آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب ہوگا۔

(۶۵-۶۶) غرض کہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انھوں نے زمین پر ۲ لکڑیاں اور ۲ رسیاں ڈالیں، ان کی نظر بندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے سانپ کی مانند چلتی ہوں۔

(۶۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی اس لیے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کر دیں گے۔

(۶۸-۶۹) ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب رہو گے بایں طور کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، اور یہ عصا ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سوا نگ رکھا ہے سب کو نگل جائے گا، انھوں نے یہ جو کچھ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سوا نگ ہے اور جادوگر کہیں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور اللہ کے عذاب سے کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

(۷۰) غرض کہ انھوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا، جادوگر سب سجدہ میں گر گئے، یعنی اس پھرتی سے سروں کو جھکایا گویا کہ گر پڑے ہوں اور با آواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے۔

(۷۱) فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ میری اجازت کے بغیر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، موسیٰ علیہ السلام تو جادو میں تمہارے استاد ہیں، میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر نگواتا ہوں اور یہ بھی تمہیں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب کا عذاب سخت اور دیر پا ہے یا میرا۔

(۷۲) ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے ان دلائل اور اوامروں کو ابھی اور کتاب اور رسول کے مقابلے میں جو ہمیں ملے ہیں اور اس ذات کی عبادت کرنے پر جس

نے ہمیں پیدا کیا ہے تمہیں جو کچھ کرنا ہے کرو اور جو کچھ ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہو، دل کھول کر کرلو تو اس دنیاوی زندگی میں تو ہمارے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے، آخرت میں تو تیرا ہم پر کوئی زور نہیں چلے گا۔

(۷۳) ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ وہ ہمارا کفر و شرک معاف کر دیں اور تم نے جادو کے معاملہ میں جو ہم پر دباؤ ڈالا ہے اس کو بھی معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو ثواب اور بزرگی ہے وہ اس مال میں سے جو تم نے ہمیں دیا ہے کئی گنا اچھی اور پائیدار ہے۔

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۖ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۖ جِئْتُ عَلَيْكَ بِخَبْرٍ مِنْ تَحْتِهَا ۖ إِلَّا تَنْهَوْا عَنِ الْغَيْبِ ۖ فَبِهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اسْبِرْ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُم مَّطَرِيقًا إِلَىٰ الْبَحْرِ يَبَسًا ۖ لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۖ فَاتَّبِعْهُمْ فَرْعَوْنَ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَوْمِ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۖ يَبْقَىٰ السَّيْرُ أَيْلًا قَدْ أَجَعَلْنَاكُمْ مِنْ عَذَابِكُمْ ۖ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلَوىٰ ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحِلَّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۖ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۖ وَمَا أَجْعَلُكَ عَنْ قَوْمِكَ يَمُوسَىٰ ۖ قَالَ هُمُ أَوْلَاءُ عَلَيَّ أَشِيرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۖ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ الشَّامِرِيُّ ۖ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۖ قَالَ يَقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَأَيْتُمْ أَن يُجِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ۖ قَالُوا إِنَّا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمَلْنَا نُورًا مِنْ رَبِّنَا ۖ الْقَوْمُ فَقَدُوا فَنَبَاكَ فَكَذَلِكَ أَتَىٰ الشَّامِرِيُّ ۖ فَأَخْرَجَ اللَّهُ مِنْ جِلْدِ جَسَدِ آلِهِ خُورًا فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ۖ أَفَلَا يَذَرُونِ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۖ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۖ

جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جیے گا (۷۴)۔ اور جو اس کے رو بردار ایمان دار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کئے ہونگے تو ایسے لوگوں کے لیے اونچے اونچے درجے ہیں (۷۵)۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا (۷۶)۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ پھر ان کے لیے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنا دو۔ پھر تم کو نہ تو (فرعون کے) آپکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر (۷۷)۔ پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ تو دریا (کی موجوں) نے ان پر چڑھ کر انہیں ڈھانک لیا (یعنی ڈبو دیا) (۷۸)۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور سیدھے رستے پر نہ ڈالا (۷۹)۔ اے آل یعقوب ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تورات دینے کے لیے تم سے کوہ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر من اور سلویٰ نازل کیا (۸۰)۔ اور حکم دیا کہ (جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ۔ اور اس میں حد سے نہ نکلنا۔ ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا) (۸۱)۔ اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کرے پھر سیدھے رستے چلے اس کو میں بخش دینے والا ہوں (۸۲)۔ اور اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے (آگے چلنے میں) کیوں جلدی کی (۸۳)۔ کہا وہ میرے پیچھے (آ رہے) ہیں اور اے پروردگار میں نے تیری طرف (آنے کی)

جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو (۸۴)۔ فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے اُن کو بہکا دیا ہے (۸۵)۔ اور موسیٰ غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے (اور) کہنے لگے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا (میری جدائی کی) مدت تمہیں دراز (معلوم) ہوئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو۔ اور (اس لیے) تم نے مجھ سے جو وعدہ (کیا تھا اس کے) خلاف کیا (۸۶)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا (۸۷) بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے اُس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا (۸۸)۔ تو اس نے اُن کے لیے ایک پھڑپھڑایا (یعنی اس کا) قالب جس کی آواز گائے کی سی تھی۔ تو لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے۔ مگر وہ بھول گئے ہیں (۸۸)۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ اُن کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔ (۸۹)

تفسیر سورۃ طہ آیات (۷۴) تا (۸۹)

(۷۴) اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لیے جہنم مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے اور نہ زندہ ہی رہے گا یعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

(۷۵-۷۶) اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا در اس حال میں کہ اس نے نیک کام بھی کیے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لیے جنتوں میں بڑے اونچے درجات ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں کہ وہ دارالرحمن سے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں بنایا ہے جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام جو تو حید خداوندی کا قائل ہو اور اعمال صالحہ کرے۔

(۷۷) (فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دیا کہ اس میں نہ فرعون کے تعاقب کا خدشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

(۷۸-۷۹) چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جا ملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آ ملا، غرض کہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لا کر ہلاک کیا اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور ان کو نیک راہ نہ بتلائی۔

(۸۰) اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تمہیں فرعون سے نجات دی اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

کوہ طور کے دائیں جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا اور وادی تہ میں تم پر من و سلویٰ نازل فرمایا۔

(۸۱) اور اجازت دی کہ ہم نے تمہیں جو پاکیزہ چیزیں یعنی من و سلویٰ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس نعمت کی ناشکری مت کرو یا یہ کہ اگلے دن کے لیے بچا کر نہ رکھو کہ کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ و عذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گزرا ہوا۔

(۸۲) اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی ہوں جو کفر و شرک سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اچھے کام کریں اور اچھے اعمال پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر قائم رہیں اور اسی پر انتقال کریں۔

(۸۳-۸۴) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لیے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے۔

(۸۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا ہم نے تمہارے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ کی پرستش میں مبتلا کر دیا ہے اور اس گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔

(۸۶) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت مکمل ہونے کے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور فتنہ کا شور و شغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لیے جدا ہو گیا تھا یا یہ کہ تمہیں یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو، اس لیے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

(۸۷) قوم کہنے لگی موسیٰ علیہ السلام ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، اس کی اپنے اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی لیکن آل فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لا دیا تھا اس لیے اس نے اس بچھڑے کی پوجا پر مجبور کیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا۔

(۸۸) پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لیے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر

کیا جو کہ ایک قالب خالی از کمالات تھا، اور اس میں صرف ایک بے معنی آواز تھی، قوم نے اس کے بارے میں سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے، سامری نے ان سے کہا کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام تو بھول گئے اور غلطی سے کوہ طور پر چلے گئے یا یہ کہ سامری نے حکم خداوندی اور اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا۔

(۸۹) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سمجھ کا نقص بیان فرماتے ہیں کہ کیا سامری اور اس کے ساتھی اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ پچھڑانہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ اس سے کسی نقصان کے دور کرنے اور ان کو کسی قسم کے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۹۰)۔ وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس (کی پوجا) پر قائم رہیں گے (۹۱)۔ (پھر موسیٰ نے ہارون سے) کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم کو کس چیز نے رد کا (۹۲)۔ (یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟ (۹۳)۔ کہنے لگے کہ بھائی میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑیے میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا (۹۴)۔ (پھر سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے؟ (۹۵)۔ اُس نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے فرشتے کے نقش پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔ پھر اس کو (پچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) لہجھا بتایا (۹۶)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ جانتھو کہ (دنیا کی) زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے کہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے (یعنی عذاب کا) جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا۔ اور جس معبود کی (کی پوجا) پر تو (قائم و) متکلف تھا اس کو دیکھ۔ ہم اسے جلادیں گے پھر اس کی

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمُ اِنَّمَا فَتَنَّكُمُ بِهِ ۚ وَاِنْ رَزَقَكُمْ الْرِزْقُ فَاتَّبِعُونِي وَاَطِيعُوا اَمْرِي ۚ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوسٰى ۚ قَالَ يَهْدُوْنَ مَا مَنَعَكَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْا ۚ اَلَا تَتَّبِعُنَ اَمْرِي ۚ فَاصْبِرْ مَا قَالَ يَبْتَوَمُوْا لَا تَاْخُذْ بِدُعَايِهِمْ ۚ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّیْ خَشِيتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَقْتُ بَيْنَ بَنِي اِسْرٰٓءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۚ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰ سَامِرِیْ ۚ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ ۚ فَخَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اُثْرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّيْتُ لِيْ نَفْسِیْ ۚ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُلْقٰهُ ۚ وَانْظُرْ اِلَى الْهٰكِ الَّذِیْ ظَلَمْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنْ خَرَقْتَهُ ۚ ثُمَّ لَنُنِسِفَهُ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ۚ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ اَحَدٌ ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۚ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتٰیكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۚ مِّنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهُ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ وِزْرًا ۚ خَلِدُیْنَ فِیْهِ ۚ وَسَاءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ جُنَآذِلًا ۚ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی السُّورِ وَتَحْشُرُ الْجَبْرِیْنَ یَوْمَیْنِ زُرْقًا ۚ یَسْتَفْخِفُوْنَ یَذْنَبُوْنَ اَنْ یَّكُوْنُوْا عَشْرًا ۚ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ۚ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ لَّیْسَتْهُمْ اِلَّا یَوْمًا ۚ

راکھ) کو اڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے (۹۷)۔ تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے (۹۸)۔

اس طرح پر ہم تم سے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں۔ اور ہم نے تمہیں اپنے پاس سے نصیحت (کی کتاب) عطا فرمائی ہے (۹۹)۔ جو شخص اس سے منہ پھیرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰)۔ (ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں (بتلا) رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے بُرا ہے (۱۰۱)۔ جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی (۱۰۲)۔ (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو (۱۰۳)۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھیرے ہو (۱۰۴)۔

تفسیر سورۃ طہ آیات (۹۰) تا (۱۰۴)

(۹۰) اور ان لوگوں سے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے ہو یا یہ کہ تم نے اس بچھڑے کی پوجا کی ہے۔ (۹۱) حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آئیں اسی کی عبادت پر برابر جے بیٹھے رہیں گے۔

(۹۲-۹۳) غرض کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آ گئے تو حضرت ہارون سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کون سی چیز مانع تھی اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کر دیا، کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی)۔

(۹۴) اس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا اے میرے ماں جائے میری داڑھی نہ پکڑیں اور نہ میرے سر کے بال پکڑیں۔ (ماں کا ذکر) اس لیے کر دیا تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا ہو۔ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میرے آنے کا انتظار نہ کیا اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا (اور نہ آپ کے پاس آیا)۔

(۹۵-۹۶) اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سامری یہ تو نے بچھڑے کی پوجا کیوں کی، سامری کہنے لگا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی، وہ کہنے لگا کہ میں حضرت جبریل امین کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ دلہنہ الحیا تھا۔ تو میں نے حضرت جبریل امین کے گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھالی تو میں نے اس خاک کو اس بچھڑے کے

منہ اور اس کی سرین میں ڈال دی جس کی وجہ سے اس کے منہ سے یہ آواز نکلنے لگی اور میرے جی کو یہی بات بھائی۔
(۹۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے تاکہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا اور قیامت کے دن تیرے لیے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے نکلنے والا نہیں اور اب اپنے اس معبود کا بھی نظارہ کر لے جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلادیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کے اڑادیں گے۔

(۹۸) تمہارا معبود حقیقی تو وہی اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں سے تمام جزیوں کو احاطہ میں کیے ہوئے ہے۔

(۹۹) اسی طرح محمد ﷺ آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت و بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس قرآن حکیم میں تمام اولین و آخرین کے متعلق معلومات اور باتیں ہیں۔

(۱۰۰-۱۰۱) جو لوگ اس کے مضامین ماننے سے اعراض کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کا عذاب کے بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لیے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگی۔
(۱۰۲-۱۰۳) جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کربے ہوئے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہو گے۔

(۱۰۴) وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے ہم اسے خوب جانتے ہیں جب کہ ان سب کا زیادہ عاقل اور سچا صاحب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔



وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي
نَسْفًا يَكُونُ هَاكِنًا صُفْحًا ۖ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ
يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ
فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هِسًّا يَوْمِيذٍ لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ
لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۚ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ
مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا
يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۖ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَحَرَّرْنَا
فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۖ
فَتَعْلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ
أَنْ يُقَضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۖ وَلَقَدْ عَهِدْنَا
إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَنِ ۖ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عِزًّا ۖ وَأَوَّزْنَا لِلْمَلَائِكَةِ
السُّجُودَ وَالْإِدْمَارَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ۖ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ
هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ۖ
إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۖ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا
تَصْحَىٰ ۖ فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى
شَجَرَةٍ الْعُلَىٰ وَمَلَائِكَةٍ لَا يُبْصَرُ ۖ فَآكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سُلُوسَتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذُرِّيِّ الْجَنَّةِ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ
فَقَوَّىٰ ۖ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۖ

اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ خدا
انہیں اڑا کر بکھیر دے گا (۱۰۵)۔ اور زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے
گا (۱۰۶)۔ جس میں تم نہ کچی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی)
(۱۰۷)۔ اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس
کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے۔ اور خدا کے سامنے آوازیں
پست ہو جائیں گی تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ سناؤ گے (۱۰۸)۔ اس
روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے خدا
اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے (۱۰۹)۔ جو کچھ اُن کے
آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے اور وہ (اپنے)
علم سے خدا (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰)۔ اور اس زندہ و قائم
کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نا
مرا در ہا (۱۱۱)۔ اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم
کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا (۱۱۲)۔ اور ہم نے اس کو اسی طرح کا
قرآن عربی نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح کے ڈراوے بیان
کر دیے ہیں تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں۔ یا خدا اُن کے لیے نصیحت پیدا
کردے (۱۱۳)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔ اور قرآن کی
وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن
کے (پڑھنے کے) لیے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرا پروردگار مجھے
اور زیادہ علم دے (۱۱۴)۔ اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ
(اُسے) بھول گئے اور ہم نے اُن میں صبر و ثبات نہ دیکھا (۱۱۵)۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا (۱۱۶)۔ ہم نے فرمایا کہ
آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ (۱۱۷)۔ یہاں تم کو یہ
(آسانش) ہوگی کہ نہ بھوکے رہو نہ تنگے (۱۱۸)۔ اور یہ کہ نہ پیا سے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ (۱۱۹)۔ تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ
ڈالا اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو
(۱۲۰)۔ تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو اُن پر اُن کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے
لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے (۱۲۱)۔ پھر اُن کے پروردگار نے اُن کو
نوازا تو اُن پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی (۱۲۲)

تفسیر سورۃ طہ آیات (۱۰۵) تا (۱۲۲)

(۱۰۵) قبیلہ بنو ثقیف کے لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کیا تھا کہ قیامت کے دن کی کیا حالت ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔

تَمَّانُ نَزَلَ: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ (النخ)

ابن مندّر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد ﷺ! آپ کا پروردگار پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کرے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (النخ)۔
(۱۰۶-۱۰۷) پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہوگا۔ جس پر تو اے مخاطب نہ کوئی وادی اور ٹھن وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی کوئی بلندی دیکھے گا۔

(۱۰۸) قیامت کے دن سب خدائی بلائے والے کے ساتھ تیزی سے ہولیں گے اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب نہیں مڑے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ ماسوا پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

(۱۰۹) اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دے گی مگر ایسے شخص کی شفاعت فائدہ مند ہوگی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہو۔

(۱۱۰) اللہ تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا ہو۔

(۱۱۱) اس روز تمام چہرے اس اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو شرک لے کر آیا ہوگا۔

(۱۱۲) اور جس نے نیک کام کیے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سوا سے نہ تو پورے اعمال کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوگا اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا کوئی خطرہ ہوگا۔

(۱۱۳) اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے و وعید بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لیے ثواب پیدا کر دے یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہو جائیں تو قرآن کریم ان کے لیے باعث عزت ہو جائے یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہو جائے۔

(۱۱۴) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور اے محمد ﷺ! آپ قرآن حکیم پڑھنے

میں اس سے پہلے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے کیوں کہ جبریل امین جس وقت آپ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے، تو جبریل امین اس آیت کی قرأت سے فارغ نہیں ہو پاتے تھے، یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور فرمایا کہ آپ تو یہ دعا کیا کیجیے اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظہ فہم اور حکمت اور بڑھادے۔

شان نزول: وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے یہاں تک کہ آپ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی، محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امین میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی آپ قرآن کریم پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورہ نساء میں دوسرا شان نزول بھی گزر چکا ہے مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

(۱۱۵) اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں سے کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہوگی اور ہم نے ان میں (مردوں والی) پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی۔

(۱۱۶) اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تہیت کرو تو سوائے ان کے سردار ابلیس کے اور سب نے سجدہ کیا، ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کر دیا۔

(۱۱۷) پھر ہم نے کہا اے آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی حضرت ”حوا“ کا دشمن ہے اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ جنت سے باہر نکال دیے جاؤ اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔

(۱۱۸-۱۱۹) یہاں جنت میں تو آپ کے لیے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہو گے اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

(۱۲۰) پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو بہکایا اور کہنے لگا اے آدم کیا آپ کو ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ یہاں (آدم و حوا) آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اور ایسی بادشاہی ہو گی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

(۱۲۱) ان دونوں (آدم و حوا) نے اس درخت میں سے کھالیا، اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر پر زیتون کے پتے چپکانے لگے جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً

گر جاتے اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود خلد کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا، اس کو حاصل نہ کر سکے۔
(۱۲۲) اور پھر جب حضرت آدم علیہ السلام نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انھیں اور زیادہ مقبول بنالیا اور ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا۔

قَالَ اَهْطَا

وَمِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَآ اَنۡاۤ اُنۡزِلَ لَكُمۡ فُرۡقَانًا هٰذَا هُوَ
فَمِنۡ اَتَّبَعَ هٰذَاۤ اِىۡ فَلَآ يَحۡضِلْ وَلَا يَشۡفٰى ۚ وَمَنۡ اَعۡرَضَ
عَنۡ ذِكۡرِيۡ فَاِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحۡشُرُهُۥ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
اَعۡلٰى ۙ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِيۡ اَعۡلٰى وَقَدۡ كُنْتُ بِصِدۡرٍ اَعۡلٰى
قَالَ كَذٰلِكَ اَتَّكٰ اٰيۡتُنَا فَنَسِيۡتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنۡسٰى ۙ
وَكَذٰلِكَ نَجۡزِيۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَلَمۡ يُوۡفِ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَقَدْ اٰتٰى
الْاٰخِرَةَ اَشَدَّ وَاَبۡغٰى ۙ اَفَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ لَهۡمُ كَمَا اَهۡلَكۡنَاۤ اٰبَآءَهُمۡ مِّنَ
الۡاَوَّلٰى يَسۡتَوۡنَ فِىۡ مَسۡكِنِهِمۡ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّاَوَّلٰى
بِغۡ اَلۡبَصٰرِ ۙ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنۡ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَمٰنٍ وَّاجِلٌ
مُّسۡتَسٰى ۙ فَاَصۡبِرْ عَلٰۤى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ
طُلُوۡعِ الشُّشۡ وَّقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا وَمِنۡ اَنۡۡثٰى اَيۡلٍ فَسَبِّحۡ وَاطۡرَافِ
النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ۙ وَلَا تَذۡكُرۡ عِیۡنُكَ اِلَّا بِمَعۡنٰیہِۚ اَوْ لٰجَا
فِیۡہُمۡ زُہۡرَةُ الْحَیۡوَةِ الدُّنۡیَا اِنۡفَتَحَتۡ لَہُمۡ فِیۡہِ وَرِزۡقُ رَبِّكَ
خَیۡرٌ وَّاَبۡغٰى ۙ وَاَمُرُّ اَهۡلَکَ بِالصَّلٰوَةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ۙ لَا
نَسۡتَکَ رِزۡقًا نَحۡنُ نَزۡرُقُکَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقٰوٰى ۙ وَقَالُوۡا
لَوْ لَا یَاۤتِیۡنَا بِآیٰتٍ مِّنۡ رَبِّہٖ اَوْ لَمۡ تَاۡتِہُمۡ بَیۡنَتۡہُ فَاِیۡ الضُّحٰفِ
الۡاَوَّلٰى ۙ وَلَوْ اَنَّا اَہۡلَکۡنَہُمۡ بَعۡدَ اِیۡہِۢمۡ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا
لَوْ لَا اُرۡسَلَتِ الْبَنَارُ سُوۡلًا فَتَنۡبِیۡ اٰیٰتِکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَذٰلَ
وَنَجۡزِیۡ ۙ قُلۡ کُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرۡکِصُوۡا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ
ۙ مِّنۡ اَصۡحٰبِ الصِّرَاطِ السَّوۡبِیۡ وَمِنۡ اَهۡتَدٰى ۙ

فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن
(ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو
شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں
پڑے گا (۱۲۳)۔ اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی
تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے
(۱۲۴)۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں
اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا (۱۲۵)۔ خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے
تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تُو نے اُن کو بھلا دیا۔ اسی طرح
آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے (۱۲۶)۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور
اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے
ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے
(۱۲۷)۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لیے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم
ان سے پہلے بہت سے فرقوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے
مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ عقل والوں کیلئے اس میں (بہت
سی) نشانیاں ہیں (۱۲۸)۔ اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی
طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کے لیے) ایک میعاد مقرر نہ
ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا (۱۲۹)۔ پس جو کچھ یہ
بکو اس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس
کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو۔ اور
رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی
اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تاکہ تم خوش ہو جاؤ
(۱۳۰)۔ اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں
آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ اُن کی آزمائش کریں اُن
پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت
بہتر اور باقی رہنے والی ہے (۱۳۱)۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو
اور اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں۔ اور (نیک) انجام (الہی) تقویٰ کا ہے (۱۳۲)۔ اور

اور اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں۔ اور (نیک) انجام (الہی) تقویٰ کا ہے (۱۳۲)۔ اور

کہتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی (۱۳۳)۔ اور اگر ہم اُن کو پیغمبر (کے بھیجنے) سے پیشتر کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے (۱۳۴)۔ کہہ دو کہ سب (نتائج اعمال کے) منتظر ہیں سو تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر چلنے والے کون ہیں اور (جنت کی طرف) راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم) (۱۳۵)

تفسیر سورہ طہ آیات (۱۲۳) تا (۱۳۵)

(۱۲۳) اس کے بعد حضرت آدم و حوا اور سانپ وغیرہ سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو اور اس حال میں جاؤ کہ تم سب ایک دوسرے کے یعنی سانپ انسانوں کا اور انسان سانپ کے دشمن ہوں گے پھر اگر اے انسانوں تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی کتاب اور رسول پہنچے تو تم میں سے جو شخص میرے رسول اور میری کتاب کی اتباع کرے گا تو وہ ان کی اتباع کی وجہ سے نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں سختی میں ہوگا۔

(۱۲۴) اور جو شخص میری توحید سے یا میری کتاب اور میرے رسول سے منہ پھیرے گا تو اس کو قبر میں یا دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

(۱۲۵) وہ عرض کرے گا کہ مجھے اندھا کیوں کیا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا۔

(۱۲۶) ارشاد ہوگا ایسا ہی ہے کیوں کہ تیرے پاس ہماری کتاب اور ہمارا رسول آیا تھا اور تو نے نہ ان کا اقرار کیا اور نہ اس پر عمل کیا اسی طرح آج تیرے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی اور تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(۱۲۷) اسی طرح ہم ہر اس شخص کو سزا دیں گے جو شرک کرے اور کتاب اللہ اور رسول اللہ پر ایمان نہ لائے اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دنیاوی عذاب سے زیادہ دیر پا ہے۔

(۱۲۸) کیا ان مکہ والوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان ہی مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں۔ اور جوان مجرموں کو ہم نے سزا دی ہے ان میں عقل مندوں کے لیے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

(۱۲۹) اور اگر تاخیر عذاب کے بارے میں آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی اور اس امت کے لیے نزول عذاب کے بارے میں ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان کی ہلاکت کے لیے ان پر عذاب ضرور نازل ہوتا۔

(۱۳۰) لہذا اے محمد ﷺ یہ کفار جو ظلم اور کفر کر رہے ہیں، آپ اس پر صبر کیجیے اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے صبح کی نماز اور ظہر و عصر اور رات آنے پر مغرب و عشاء کی نماز پڑھیے اور ظہر و عصر کا بھی اہتمام رکھیے تاکہ ان عبادتوں کے صلہ میں آپ کو مقام شفاعت حاصل ہو اور آپ اس سے خوش ہو جائیں۔

(۱۳۱) اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے کہ جن سے ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر (یہودی قبائل) کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا تھا تا کہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے، اس سے جنت بہت افضل اور دیر پا ہے۔

ثَانِ نَزُولٍ: وَلَا تُدْنِ عَيْنُكَ (الخ)

ابن شیبہ، ابن مردویہ، بزاز اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے ہاں ایک مہمان آئے۔ آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض لے آؤ اس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو صورت حال بتائی، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا تا آنکہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی یعنی اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جن کو ہم نے کفار کی مختلف جماعتوں کو ان کی آزمائش کے لیے دے کر رکھا۔

(۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے اور آپ کے متعلقین سے معاش نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور جنت تو ان ہی حضرات کے لیے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(۱۳۳) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے، کیا ان کے پاس توریت و انجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہنچا کہ ان میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت کا ذکر ہے۔

(۱۳۴) اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس سے پہلے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں ہلاک کر دیتے تو قیامت کے دن یہ یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے اور آپ کی کتاب پر ایمان لاتے اس سے پہلے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے اور قیامت کے دن ہمیں عذاب ہوا۔

(۱۳۵) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا ہے تو تھوڑا سا مزید انتظار کر لو۔

قیامت کے نزول عذاب کے وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست پر کون ہیں اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔



سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ مِنْ ثَمَانِيَةِ اَرْبَعِيْنَ اَيَّاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ﴿١﴾
مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ اِلَّا اسْتَعْوَجُوْهُ وَهُمْ
يَلْعَبُوْنَ ﴿٢﴾ لَا هِيَ قُلُوْبُهُمْ وَاَسْرُوْا النَّجْوٰى الَّذِيْنَ ظَنُّوْا
هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَأْتُوْنَ السَّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٣﴾
قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ﴿٤﴾
بَلْ قَالُوْا اَصْنٰفٌ اَخْلٰوْا بِرَبِّ اَفْلَاحِهِ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ قَلِيْلًا يَّنٰا
بِآيٰتِهِ كَمَا اَرْسَلْنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٥﴾ مَا اَمْنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰا
اَقْلَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَاَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ الْاَرَجَالَ اَوْ جِئْنَا بِهَمٍّ
فَسْأَلُوْا اَهْلَ الدِّيْكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَاجْعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا اَلًا يَّاكُوْنُ الطَّعَامُ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمْ
الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمِنْ نَّشْءٍ وَاَهْلَكْنٰا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٩﴾ لَقَدْ
اَنْزَلْنٰا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ قَصَصْنٰا
مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظٰلِمَةً وَاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ﴿١١﴾
فَلَمَّا اَحْسَوْا بِاَنْسَانَا اِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوْا
وَازْجِعُوْا اِلٰى مَا اَنْزَلْنٰا فِيْهِ وَمَسٰكِيْنَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلُوْنَ ﴿١٣﴾

سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ مِنْ ثَمَانِيَةِ اَرْبَعِيْنَ اَيَّاتٍ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ غفلت
میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں (۱)۔ ان کے پاس کوئی نئی
نصیحت اُن کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اُسے کھیلتے
ہوئے سنتے ہیں (۲)۔ اُن کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور
ظالم لوگ (آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں کہ یہ (فحش کچھ
بھی) نہیں مگر تمہارے جیسا آدمی ہے تو تم آنکھوں دیکھتے جادو (کی
لپیٹ) میں کیوں آتے ہو (۳)۔ (پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور
زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا پروردگار اُسے جانتا ہے۔ اور وہ سننے
والا (اور) جاننے والا ہے (۴)۔ بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ
قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں (نہیں)
بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے (نہیں) بلکہ یہ (شعر ہے
جو اس) شاعر (کا متحجہ طبع) ہے تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دے کر)
بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے (۵)۔
ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی تھیں۔ تو
کیا یہ ایمان لے آئیں گے (۶)۔ اور ہم نے تم سے پہلے مردہ

(پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں اُن سے پوچھ لو (۷)۔ اور ہم نے اُن کے ایسے
جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے (۸)۔ پھر ہم نے اُن کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو اُن کو
اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا (۹)۔ ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا
تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے (۱۰)۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ستم گار تھیں ہلاک کر مارا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دیے (۱۱)۔
جب انہوں نے ہمارے (مقدمہ) عذاب کو دیکھا تو لگے اس سے بھاگنے (۱۲)۔ مت بھاگو اور جن (نعمتوں) میں تم عیش و آسائش
کرتے تھے ان کی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔ شاید تم سے (اس بارے میں) دریافت کیا جائے (۱۳)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو بارہ آیات اور ایک ہزار ایک سو تراسی کلمات اور چار ہزار

آٹھ سو ساٹھ حروف ہیں۔

(۱) کتاب اللہ میں جس عذاب کا ان مکہ والوں سے وعدہ کیا ہے، ان کے اس عذاب کا وقت قریب ہے اور یہ ابھی اس سے غافل ہیں اور اس کو جھٹلا رہے ہیں اور انھوں نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

(۲) ان کے نبی کے پاس ان کے رب کی طرف بذریعہ جبریل امین جو نصیحت تازہ آتی ہے۔

یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت نازل ہوتی ہے تو جبریل امین کی تشریف آوری اور رسول اکرم ﷺ کا ان کے سامنے آیات قرآنیہ کا تلاوت کرنا اور ان کا سننا یہ سب چیزیں تازہ اور نئی ہیں تو یہ کفار مکہ رسول اکرم ﷺ کے پڑھنے اور قرآن کریم کو اس طریقے سے سنتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

(۳) ان لوگوں کے دل یوم حشر سے بالکل غافل ہیں اور یہ ظالم لوگ یعنی مشرکین مکہ ابو جہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کے بارے میں آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ہم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں تو کیا پھر بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو اور جھوٹ سنتے جاتے۔ حالاں کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ جادو اور جھوٹ ہے۔

(۴) محمد ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو خواہ وہ پوشیدہ ہو خواہ آسمان میں ہو اور خواہ زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی بات کو بخوبی سننے والا اور جوان کو سزا ملے گی اسے خوب جاننے والا ہے۔

(۵) بلکہ بعض نے یوں بھی کہا کہ محمد ﷺ جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ منتشر خیالات ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ پیغمبر ﷺ نے اس قرآن حکیم کو اپنی طرف سے بنالیا بلکہ بعض نے کہا یہ تو شاعر ہیں، شاعروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی بڑی نشانی لائیں جیسا کہ پہلے رسول اپنی اپنی قوم کے انکار کے وقت نشانیاں لائے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ آپ کی قوم سے پہلے کوئی قوم نشانیوں پر ایمان نہیں لائی جن کو ہم نے ان نشانیوں کی تکذیب کے وقت ہلاک کیا ہے سو کیا آپ کی قوم نشانیوں اور معجزات پر ایمان لے آئے گی بلکہ ہرگز یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

ثَمَّانُ نَزُولِ: مَا اَمْسَتْ قُبُلُهُمْ مِّنْ قُرْآنٍ (النخ)

ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور آپ کو ہمارے ایمان لانے پر خوشی ہوگی تو آپ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونے کی پہاڑی میں تبدیل کر دیجئے۔

چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی قوم نے جو آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیا جائے گا لیکن اگر ان کے سوال کو پورا کر دیا جائے اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائیں تو نزول عذاب کے متعلق میں ان کو پھر مہلت نہیں دی جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔

(۷) اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے جیسا کہ آپ کو بنایا ہے جن کے پاس ہم فرشتوں کو بھیجا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے پاس بھیجتے ہیں اگر تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے تو توریت و انجیل کے ماننے والوں سے پوچھ لو۔

(۸) اور اسی طرح ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے۔ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔

(۹) پھر ہم نے ان انبیاء کرام سے جو نجات کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا یعنی انبیاء کرام کو اور جو انبیاء کرام پر ایمان لائے ان کو اس عذاب سے نجات دی اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔

(۱۰) اور ہم تمہارے نبی کریم کی طرف ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو اس میں تمہاری عزت و شرافت ہے کیا پھر بھی اپنی عزت و شرافت کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۱۱) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے کافر و مشرک تھے برباد کر دیں اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی جو ان کی بستیوں میں آباد ہو گئی۔

(۱۲) سو جب ان مشرکین نے اپنی ہلاکت کے لیے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو عذاب سے بچنے کے لیے اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا۔

(۱۳) فرشتوں نے ان سے کہا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو، شاید تم میں سے کوئی ایمان لانے کے بارے میں یا نبی ﷺ کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے۔



کہنے لگے کہ ہائے شامت بے شک ہم ظالم تھے (۱۴)۔ تو وہ ہمیشہ اسی طرح پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اُن کو (کھیتی کی طرح) کاٹ کر (اور آگ کی طرح) بجھا کر ڈھیر کر دیا (۱۵)۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو و لعب کے لیے پیدا نہیں کیا (۱۶)۔ اگر ہم چاہتے کہ کھیل (کی چیزیں یعنی زن و فرزند) بنائیں تو اگر ہم کو کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے (۱۷)۔ (نہیں) بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں تم بناتے ہو اُن سے تمہاری ہی خرابی ہے (۱۸)۔ اور جو لوگ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اسی کے (مملوک اور اسی کا مال) ہیں اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اُس کی عبادت سے نہ کنیا تے ہیں اور نہ اُکتاتے ہیں (۱۹)۔ رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ اُکتاتے ہیں (۲۰)۔ بھلا لوگوں نے جو زمین کی چیزوں سے (بعض کو) معبود بنالیا ہے (تو کیا) وہ ان کو (مرنے کے بعد) اٹھا کھڑا کرینگے؟ (۲۱)۔ اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں خدائے مالک عرش اُن سے پاک ہے (۲۲)۔ وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرسش نہیں ہوگی (اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) اُن سے پرسش ہوگی (۲۳)۔ کیا لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنالیا ہے ہیں کہہ دو کہ (اس بات پر) اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (میری اور) میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو مجھ سے پہلے (پیغمبر) ہوئے ہیں۔ اُن کی کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) اُن میں اکثر حق بات کو نہیں جانتے اور اس لیے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۲۴)۔ اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے اُن کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو (۲۵)۔ اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے وہ پاک ہے (اس کے نہ بیٹا ہے نہ بیٹی) بلکہ (جن کو یہ لوگ بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ اس کے عزت والے بندے ہیں (۲۶)۔ اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷)۔ جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہو گا وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہو اور وہ اُس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۸)۔ اور جو شخص اُن میں سے یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو اُسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)۔

قَالُوا يُونُسُ اَنَا الْظَالِمِينَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زِلْنَا ثَلَاثًا نَدْعُوهُمْ عَلَىٰ جَعَلُنَاهُمْ خَصِيْدًا اَخِيْدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِيبُ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهَا آلًا تَخَذُ مِنْهُ مِنْ لَدُنَّا اَلَا اَن كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَكُنْ مِنْهُ قَاذِرًا هُوَ اَهْوَا هُوَ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِنْ اَتَّصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَ لَا يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يَسْئَلُوْنَ الْيَلَّ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اَتَّخَذُوا اِلٰهَةً مِّنْ اَرْضٍ هُمْ يُنشَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانْ فِيْهَا اِلٰهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمْ اَتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ قُلْ هَآئِذَا بَرَأْنٰكُمْ هَآذَا اِذْ كُرْتُمْ مَعِيْ وَذِكْرٌ مِّنْ قَبْلِيْ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۚ سُبْحٰنَہٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِہٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْہُمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنْ اَرٰضٰی وَهُمْ مِنْ خَشِيْعٍ مُّسْتَفِئُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْہٗ جَهَنَّمَ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

۱۷

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۴) تا (۲۹)

(۱۳) وہ لوگ قتل انبیاء اور نزول عذاب کے وقت کہنے لگے، ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ہی نبی ﷺ کے قتل کرنے میں ظالم تھے۔

(۱۵) سوان کی یہی چیخ و پکار جاری رہی حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا جس طرح فصل کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو حضرت یمن میں ایک بستی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی والوں کا تذکرہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان بستی والوں کی طرف ایک نبی بھیجا انھوں نے اس نبی ﷺ کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاداش میں ان بستی والوں پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا، اس نے سب کو قتل کر دیا کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔

(۱۶) اور ہم نے زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اس طرح نہیں بنایا کہ ہم فضول کام کرنے والے ہوں کہ اوامرو نواہی کی کوئی ضرورت نہ ہو۔

(۱۷) کفار جو اس بات کے قائل تھے کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اس کی اب اللہ تعالیٰ تردید فرماتے ہیں کہ اگر ہمیں لڑکیاں یا بیوی یا یہ کہ اولاد ہی بنانی ہوتی تو خاص اپنے پاس کی چیز یعنی حوروں میں سے بناتے۔ (۱۸) بلکہ ہم اس حق بات کو باطل بات پر پھینک مارتے ہیں سو وہ حق اس باطل کا خاتمہ کر دیتا ہے یا یہ کہ ہم نے اثبات حق اور ابطال باطل کے لیے پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے اس بات پر بڑا عذاب ہوگا جو تم کہتے ہو کہ عیاذ باللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(۱۹-۲۰) تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں جو اللہ کے نزدیک مقرب فرشتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں کسی وقت بھی عبادت خداوندی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے اکتاتے نہیں۔

(۲۱) کیا ان کفار مکہ نے اللہ کے علاوہ اور معبود بنائے رکھے ہیں، زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں یا پیدا کرتے ہوں۔

(۲۲) اور زمین میں یا آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہوتا تو دونوں کی مخلوقات بھی کبھی کی درہم برہم ہو جاتیں، سو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا وہ ان کی باتوں سے جو اس کے لیے اولاد اور شریک ثابت کر رہے ہیں پاک ہے۔

(۲۳) اللہ تعالیٰ جو کچھ کہتا کرتا اور حکم دیتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور بندوں کے اعمال و اقوال پر باز پرس کی جاسکتی ہے۔

(۲۴) کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ تم اپنی دلیل ان جھوٹے معبودوں کے دعویٰ پر پیش کرو، یہ میری اور مجھ جیسوں کی کتاب ہے یعنی قرآن کریم ہے اور مجھ سے پہلے جو مومنین، کافرین گزرے ہیں ان کی کتابیں موجود ہیں، ان کی کتابوں میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے یا اس کا کوئی شریک ہے۔ بلکہ ان لوگوں میں زیادہ وہی ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتے۔ اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔

(۲۵) ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تاکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں اور میری ہی عبادت کیا کرو۔

(۲۶-۲۷) اور ان کفار مکہ میں سے بعض یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں اولاد بنا رکھی ہے تو بہ تو بہ اس کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، بلکہ وہ فرشتے اس کے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے صلے میں ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے، قول و فعل میں اللہ کے حکم کے بغیر جبریل، میکائیل سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے مطابق قول و فعل انجام دیتے ہیں۔

(۲۸) اللہ تعالیٰ ان کے امور آخرت اور امور دنیا سب کو جانتا ہے اور قیامت کے دن وہ فرشتے سوائے اس شخص کے جس کے لیے شفاعت کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی توحید کو قبول فرمالیا ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہیں۔

(۲۹) اور ان فرشتوں میں سے یا یہ کہ مخلوق میں سے جو شخص نعوذ باللہ فرضاً یوں کہے کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں تو ہم اس کے بدلے اسے جہنم کی سزا دیں گے اور ہم کافروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔



اُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنْ

السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ كَانْتَا ثَلَاثًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّيَّءَ سَفْهًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ اٰيَاتِنَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الْاَيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخُلْدُ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةُ الْمَوْتِ ۝ وَنَبِّئُكُمْ بِالْاَسْوَءِ الْغَيْرِ فِتْنَةً وَّالَّذِينَ تَرْتَجِعُونَ ۝ وَاذْكُرْ اِلَٰهَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اِنْ يَتَّخِذُوْكَ اِلَٰهًا هَؤُلَاءِ اَهْلُهَا الَّذِيْنَ يَذْكُرُ الْاِهْتِكُمْ ۝ وَهُمْ يَذْكُرُ الرَّحْمٰنُ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاوِرِكُمْ اِلَيّْٰى فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَيَقُولُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكْفُوْنَ عَنْ وُجُوْهِهِمُ النَّارُ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَسْتَشْرَيْنَا بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَعَوْا بِحَبْلٍ مِنْهُمْ مَا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِئُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ يَمْلِكُكُمْ بِالْاَيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۝ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُونَ ۝

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے (۳۰)۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ اُن پر چلیں (۳۱)۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانوں سے منہ پھیر رہے ہیں (۳۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں (۳۳)۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ بھلا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (۳۴)۔ ہر تنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (۳۵) اور جب کافر تم کو دیکھتے ہیں تو تم سے استہزا کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمن کے نام سے منکر ہیں (۳۶)۔ انسان (کچھ ایسا جلد باز ہے کہ گویا) جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو تم جلدی نہ کرو (۳۷)۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کا) یہ وعید (ہے وہ) کب (آئے گا) (۳)۔ اے کاش کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو نہ روک سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور نہ اُن کا کوئی مددگار ہوگا (۳۹)۔ بلکہ قیامت اُن پر ناگہاں واقع ہوگی اور اُن کے ہوش کھودے گی۔ پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی (۴۰)۔ اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزا ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے اُن کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اُڑاتے تھے آگھیرا (۴۱)۔ کہو کہ رات اور دن میں خدا سے تمہاری کون حفاظت کر سکتا ہے بات یہ ہے کہ یہ اپنے پروردگار کی یاد سے منہ پھیرے ہوئے ہیں (۴۲)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۳۰) تا (۴۲)

(۳۰) کیا یہ لوگ جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی

نہ آسمان سے بارش کا ایک قطرہ گرتا تھا اور نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی تھی ایک دوسرے کے ساتھ اس اعتبار سے ملے ہوئے تھے پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ایک دوسرے سے جدا کر دیا کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین میں نباتات اگنے لگے، بلکہ ہم نے مرد و عورت کے پانی سے ہر ایک چیز کو بنایا جو بارش کے پانی کی محتاج ہے۔ کیا ان باتوں کو سن کر بھی مکہ والے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

(۳۱) اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑوں کو جو کہ زمین کے لیے میخیں ہیں، اس لیے بنایا کہ زمین ان کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس زمین میں گھائیاں اور کھلے کھلے رستے بنائے تاکہ وہ لوگ ان رستوں کے ذریعے سے سفر کی آمد و رفت میں منزل مقصود کو پہنچ جائیں۔

(۳۲) اور آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنایا جو گرنے سے بھی اور بذریعہ ستاروں کی مار کے شیطین سے بھی محفوظ ہے۔

اور یہ اہل مکہ اس آسمان کے اندر کی نشانیوں سے یعنی چاند، سورج، ستاروں سے اعراض کیے ہوئے ہیں ان میں تدبر اور غور و فکر نہیں کرتے۔ اور اس نے چاند و سورج کو مسخر کیا کہ ہر ایک، الگ الگ دائرے میں اس طرح چل رہے ہیں گویا تیر رہے ہیں۔

(۳۳) اور ہم نے آپ سے پہلے اور انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا، اے محمد ﷺ اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نَاوَنَزُول: وَمَا جَعَلْنَا بَشَرًا مِّن قَبْلِكَ (النح)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو آپ کے انتقال فرمانے کی خبر دی گئی آپ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے بعد میری امت کی کون نگرانی کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

(۳۵) یہ آیت مبارکہ کفار کے جواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ بد بخت آپ کے انتقال فرما جانے کے منتظر تھے اور اس کی خوشیاں مناتے تھے، موت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں سے ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تمہیں سختی اور فراخی سے آزماتے ہیں، یہ دونوں باتیں اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں اور مرنے کے بعد پھر تم سب ہماری طرف چلے آؤ گے اور ہم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

(۳۶) اور اے محمد ﷺ ابو جہل اور اس کے ساتھی جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے اپنی گفتگو میں مذاق کرنے لگتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کیا یہی صاحب ہیں جو تمہارے بتوں کا برائی سے ذکر کرتے ہیں حالاں کہ یہ خود اللہ تعالیٰ

کے ذکر پر انکار اور کفر کیا کرتے ہیں اور بد بخت کہا کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو نہیں جانتے مسلمان کذاب جانتا ہے۔

شان نزول: وَإِذَا أَرَأَى الْكَافِرِينَ كَفَرُوا (النح)

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا ابو جہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزر ہوا یہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے جب ابو جہل نے آپ کو دیکھا تو بد بخت ہنسا اور ابوسفیان سے کہا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان کو غصہ آیا اور کہا کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ بنی عبد مناف میں کوئی نبی ہو غرض کہ دونوں کی یہ گفتگو رسول اکرم ﷺ نے سنی اور آپ ابو جہل کے پاس لوٹ کر آئے اور اس کو ڈرایا اور فرمایا کہ تو اس وقت تک اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا جب تک کہ تیرے اوپر بھی وہی عذاب نازل نہ ہو جو دوسروں پر ہوا، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے مذاق کرنے لگتے ہیں۔

(۳۷) انسان جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے یا یہ کہ انسان سے مراد نضر بن حارث ہے کہ وہ جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہوا ہے اسی بنا پر نزول عذاب کے بارے میں جلدی کرتا ہے۔

ہم عنقریب اپنی وحدانیت کے دلائل آفاق میں دکھائے دیتے ہیں یا یہ کہ اپنی عذاب بالسیف کی نشانی عنقریب بدر کے دن دکھائے دیتے ہیں سو تم وقت آنے سے پہلے نزول عذاب کے بارے میں جلدی مت کرو۔

(۳۸) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ ابے محمد ﷺ وہ عذاب کا وعدہ جس سے آپ ہمیں کوڑا راتے ہیں وہ کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں۔

(۳۹) کاش ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے منکر ہیں اس وقت کی خبر ہوتی کہ عذاب میں ان کی کیا درگت بنے گی تو یہ ہرگز نزول عذاب کے بارے میں جلدی نہ کرتے۔ نزول عذاب کے وقت تو یہ لوگ اس عذاب کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا کہ اس عذاب کو ان سے دور کر دے۔

(۴۰) بلکہ قیامت کا عذاب ان پر ایک دم سے آئے گا سو ان کے ہوش و حواس بھلا دے گا، پھر اپنے اوپر سے نہ اس کو ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو عذاب کے بارے میں مہلت دی جائے گی۔

(۴۱) اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم نے مذاق کیا جیسا کہ آپ کا آپ کی قوم مذاق اڑاتی ہے سو جن لوگوں نے انبیاء کرام کے ساتھ مذاق کیا تھا تو ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے یا یہ کہ ان کے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

(۴۲) اور اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے یہ بھی فرمائیے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں اللہ کے عذاب

سے تمہاری حفاظت کرتا ہے یا یہ کہ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو اس کے عذاب سے حفاظت کرتا ہے بلکہ یہ لوگ اب بھی اپنے رب حقیقی کی توحید اور اس کی کتاب کو جھٹلانے والے اور اسے پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

کیا ہمارے ہوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچا سکیں۔ وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہم سے پناہ ہی دیے جائیں گے (۴۳)۔ بلکہ ہم ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادا کو متنبہ کرتے رہے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ان کی عمریں بسر ہو گئیں۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں؟ کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں (۴۵)۔ اور اگر ان کو تمہارے پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب پہنچے تو کہنے لگیں کہ ہائے کم بختی ہم بے شک گنہگار تھے (۴۶)۔ اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اُس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں (۴۷)۔ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سرتاپا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیزگاروں کے لیے (۴۸)۔ جو دین دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی خوف رکھتے ہیں (۴۹)۔ اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو (۵۰)۔ اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم اُن (کے حال) سے واقف تھے (۵۱)۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن (کی پرستش) پر تم مختلف

اَمْ لَهُمْ اِلٰهَةٌ تَسْتَعْتَمُ مِنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مَتَابِعُصِبُونَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَعْنَا هَؤُلَاءِ وَاَبَاءَهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَأْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهِمُ الْغَالِبُونَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّا اُنْذِرْكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ اِذَا مَا يُنْذَرُونَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ فَتَنَّاهُمْ نَفْعًا مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَوْمَئِذٍ اِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تَظْلُمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وُكْلًا يَّوْماً حَسِبِينَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿۴۹﴾ وَهَٰذَا ذِكْرُ مُرْكٍ اَنْزَلْنَاهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكَرُونَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدًا مِّنْ قَبْلُ وَقَدْ اٰتٰىهُ عَلَيْهِمْ ؕ اِذْ قَالَ لِاٰبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذَا السَّمٰنِيُّ الَّذِيْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُونَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا وَاٰجِدُنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِينَ ﴿۵۲﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۳﴾ قَالُوْا اٰجِئْنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللَّٰعِبِيْنَ ﴿۵۴﴾ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ السَّمَٰوٰتِ

وقائم) ہو (۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے (۵۳)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے (۵۴)۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو (۵۵)۔ (ابراہیم نے) کہا (نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس (بات) کا گواہ (اور اسی کا قائل) ہوں (۵۶)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۴۳) تا (۵۶)

(۴۳) کیا ان کے پاس ہمارے علاوہ ایسے معبود ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کو بچا لیتے ہوں وہ بے چارے دوسروں کے عذاب سے کیا حفاظت کرتے اور ان کی در ماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے عذاب کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکا تو پھر وہ بے چارے دوسروں کا کیا ساتھ دیتے۔

(۴۴) بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد کو بہت مہلت دی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا۔ کیا مکہ والے یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ان کی سر زمین کو چاروں طرف سے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر فتح کرتے چلے آ رہے ہیں تو کیا یہ لوگ اب رسول اکرم ﷺ کے مقابلہ میں غالب آئیں گے۔

(۴۵) آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تو صرف وحی یعنی قرآن کریم کے ذریعے سے تمہیں ڈراتا ہوں اور ان بہروں کو جس وقت حق کی دعوت دی جاتی ہے اور اس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے تو یہ سنتے ہی نہیں یا یہ کہ آپ ان بہروں کو حق کی بات کہاں سنا سکتے ہیں۔

(۴۶) اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جائے تو یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم نے ہی اللہ تعالیٰ کا کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

(۴۷) بلکہ ہم قیامت کے روز میزانِ عدل قائم کریں گے اس میزان کے دو پلڑے ہوں گے اور اس کی زبان بھی ہوگی اس میں نیکیوں اور برائیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا وزن نہیں کیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی کر دی جائے اور کسی کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ بلکہ اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے وہاں حاضر کر دیں گے یا یہ کہ اس کا بدلہ دے دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں یا یہ کہ ہم حفاظت کرنے والے اور جاننے والے کافی ہیں۔

(۴۸) اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو ایک فیصلہ یعنی شبہات سے نکالنے کی یا یہ کہ فرعون پر غلبہ اور قوت پانے کی اور گمراہی سے روشنی اور اس کے لیے بیان اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی۔

(۴۹) جو پرہیز گار اپنے پروردگار سے بغیر دیکھے اس کی خوشنودی کے لیے نیک اعمال کرتے ہیں اور وہ لوگ عذاب قیامت سے بھی ڈرتے ہیں۔

(۵۰) اسی طرح یہ قرآن کریم بھی ایک کثیرالفائدہ نصیحت کی کتاب ہے جو اس پر ایمان لائے یہ اس کے لیے باعث رحمت و مغفرت ہے جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے پھر بھی مکہ والو تم اس کے منکر ہو۔

(۵۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے پہلے ان کو علم اور خوش فہمی عطا کی تھی یا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے ان کو نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی اور ہم ان کے کمالات کو اور یہ کہ وہ اس چیز کے اہل ہیں، خوب جانتے تھے۔

(۵۲) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آذر اور نمرود بن کنعان اور اس کے لوگوں سے کہا یہ کیا بیہودہ مورتیاں ہیں جن کی تم لوگ عبادت کر رہے ہو۔

(۵۳) وہ لوگ کہنے لگے، ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی غلطی اور کفر میں مبتلا ہیں۔

(۵۵) وہ یہ سن کر کہنے لگے اے ابراہیم کیا تم سچی اور حقیقی بات کہہ رہے ہو یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو۔

(۵۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار اور ان کا خالق ہے اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں، اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔



وَقَالَ اللَّهُ

لَا كَيْدَ لَكُمْ اَصْحَانَا مَكْرُكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٦﴾
 فَجَعَلَهُمْ جُنُودًا اِلَّا كَيْدًا اَلَهُمْ لَعَالَهُمْ اَلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٥٧﴾
 قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِاِلٰهِنَا اِنَّهٗ لَيَبْنَ الْغُلٰمِيْنَ ﴿٥٨﴾ قَالُوا
 سَمِعْنَا فَتًى يَدْعُوهُمْ يُقَالُ لَهُ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٥٩﴾ قَالُوا فَاَتُوْا
 بِهٖ عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَالَهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦٠﴾ قَالُوا اَاَنْتَ
 فَعَلْتَ هَذَا بِاِلٰهِنَا يَا اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦١﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُ
 هُمْ هٰذَا فَاسْأَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَرَجَعُوْا
 اِلَى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْا اَلَا اَنْتُمْ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَكْسِبُوْا عَلٰى
 دُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ قَالَ اَفَتَقْتَدُوْنَ
 مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٥﴾ اَفَبِ
 لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٦﴾
 قَالُوا اَحَرِّقُوْهُ وَانصُرُوْا اِلٰهَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فاعِلِيْنَ ﴿٦٧﴾
 قُلْنَا يٰ نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٨﴾ وَاَرَادُوْا
 بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلَوْطًا
 اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ
 اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَّكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧١﴾
 وَجَعَلْنٰهُمْ اٰيَةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فَعَلِ
 الْخَيْرٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٢﴾
 وَلَوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي
 كَانَتْ تُعَذِّبُ السَّٰكِنِيْنَ اَلَيْهِمْ كَانُوْا قَوْمًا سَوِيًّا فٰسِقِيْنَ ﴿٧٣﴾
 وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٤﴾

اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں
 سے ایک چال چلوں گا (۵۷)۔ پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر
 ایک بڑے (بت) کو (نہ توڑا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں
 (۵۸)۔ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے
 کیا؟ وہ تو کوئی ظالم ہے (۵۹)۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان
 کو اُن کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اُسے ابراہیم کہتے ہیں (۶۰)۔ وہ
 بولے کہ اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہ رہیں (۶۱)۔ (جب
 ابراہیم آئے تو) بت پرستوں نے کہا کہ ابراہیم بھلا یہ کام ہمارے
 معبودوں کے ساتھ تم نے کیا ہے؟ (۶۲)۔ (ابراہیم نے) کہا
 (نہیں) بلکہ یہ اُن کے اس بڑے (بت) نے کیا (ہو گا)۔ اگر یہ
 بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو (۶۳)۔ انہوں نے اپنے دل میں غور
 کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بے شک تم ہی بے انصاف ہو (۶۴)۔
 پھر (شرمندہ ہو کر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیم سے کہنے لگے کہ)
 تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں (۶۵)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ پھر تم خدا کو
 چھوڑ کر ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں
 اور نہ نقصان پہنچا سکیں (۶۶)۔ ٹھٹھ ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے ہوا
 پوجتے ہو اُن پر بھی کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (۶۷)۔ (تب وہ) کہنے
 لگے کہ اگر تمہیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو
 اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (۶۸)۔ ہم نے حکم دیا کہ
 اُسے آگ سرد ہو جا۔ اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)
 (۶۹)۔ اُن لوگوں نے بُرا تو اُن کا چاہا تھا مگر ہم نے اُنہی کو نقصان
 میں ڈال دیا (۷۰)۔ اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا
 نکالا جس میں ہم نے اہل عالم کے لیے برکت رکھی ہے (۷۱)۔ اور
 ہم نے ابراہیم کو اخلق عطا کیے۔ اور مستزاد برآں یعقوب اور سب کو

نیک بخت کیا (۷۲)۔ اور اُن کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور اُن کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا
 حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے (۷۳)۔ اور لوط (کا قصہ یاد کرو) جب اُن کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا
 اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے بچا نکالا۔ بے شک وہ بُرے اور بدکردار لوگ تھے (۷۴)۔ اور انہیں اپنی
 رحمت (کے محل) میں داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک بختوں میں تھے (۷۵)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۵۷) تا (۷۵)

(۵۷) اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی اچھی طرح درگت بناؤں گا جب تم ان کے پاس سے اپنی عید منانے چلے جاؤ گے۔

(۵۸-۵۹) چنانچہ جب وہ سب لوگ شہر کے باہر عید منانے گئے اور حضرت ابراہیمؑ شہر میں اکیلے رہ گئے تو حضرت ابراہیمؑ ان کے بت خانہ میں گئے تو انھوں نے بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ لوگ اپنی عید سے واپسی پر حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کریں چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ یہ بے ادبی کا کام ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔

(۶۰) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کا نام ابراہیمؑ ہے ان بتوں کا برائی اور ذلت کے ساتھ ذکر کرتے سنا ہے۔

(۶۱) یہ سن کر نمرود نے سب سے کہا، اچھا تو اس شخص کو سب لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب اس کی حرکت یا اس کے قول یا یہ کہ اس کو جو سزا دی جائے اس پر گواہ ہو جائیں۔

(۶۲) غرض کہ وہ سب کے سامنے آئے تو سب کی طرف سے ان سے نمرود نے کہا، ابراہیمؑ کیا تم نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی ہے۔

(۶۳) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں نے نہیں بلکہ اس بڑے گردن کی یہ حرکت کی ہے جس کی گردن میں یہ کدال لٹکی ہوئی ہے سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں تا کہ یہ تمہیں خود بتادیں کہ کس نے ان کی پٹائی کی ہے۔

(۶۴) اس پر وہ لوگ خود کو ملامت کرنے لگے اور ان کے سردار نمرود نے ان سے کہا کہ حقیقت میں حضرت ابراہیمؑ کے مقابلہ میں تم ہی ناحق ہو اور وہ حق پر ہیں۔

(۶۵) پھر شرم کے مارے اپنے سروں کو جھکا لیا اور پھر اپنی پچھلی بات پر آگئے اور نمرود کہنے لگا اے ابراہیمؑ تمہیں تو اچھی طرح معلوم ہی ہے کہ بت کچھ بولتے نہیں تو ان سے کیا پوچھیں کہ کس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔

(۶۶) اس وقت ابراہیمؑ نے ان کی خوب خبر لی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو کہ وہ تمہاری اس عبادت کرنے میں نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکے اور ترک عبادت میں تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکے۔

(۶۷) تمہارے لیے بربادی اور تم پر افسوس ہے اور ان پر بھی جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تمہارے میں انسانوں والا ذہن نہیں اور تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو تمہیں نفع و نقصان کچھ بھی نہ پہنچا سکے، وہ ہرگز کسی بھی صورت میں

عبادت کے لائق نہیں۔

(۶۸) ان کا سردار نمرود یہ سن کر کہنے لگا کہ نعوذ باللہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو اور ان سے اپنے معبودوں کا بدلہ لینے کے لیے اگر تمہیں کچھ کرنا ہو تو بس ان کو آگ میں ڈال دو۔

(۶۹) ہم نے آگ کو حکم دیا کہ گرمی سے ٹھنڈی اور ٹھنڈک سے بے ضرر ہو جا، ابراہیم علیہ السلام کے حق میں اور اگر اللہ تعالیٰ زیادہ ٹھنڈک سے بے ضرر ہونے کا حکم نہ فرماتا تو ٹھنڈک کی شدت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچاتی۔

(۷۰) ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کارروائی کی تھی سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

(۷۱) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اور لوط علیہ السلام کو حسف سے بچا کر ان دونوں کو سرزمین مقدس، فلسطین اور اردن کی طرف بھیج دیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لیے پانی اور پھلوں کی بھی برکت رکھی تھی۔

(۷۲) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد میں نبوت عطا کی۔

(۷۳) اور ہم نے ان سب کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم و اطاعت کی طرف مخلوق کو دعوت دیا کرتے تھے۔

اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا یا یہ کہ توحید کی طرف دعوت دینے کا خصوصاً نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ لوگ ہماری خوب اطاعت کیا کرتے تھے۔

(۷۴) اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے عقل سلیم اور نبوت عطا کی اور سدوم بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے برے برے کام کیا کرتے تھے یعنی لواطت بے شک وہ لوگ اپنے کفر میں بڑے بد ذات اور ان افعال لواطت وغیرہ میں بہت ہی بدکار تھے۔

(۷۵) اور ہم لوط علیہ السلام کو آخرت میں جنت میں داخل کریں گے اور ان کو دنیا میں بھی نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا اور وہ انبیاء کرام کے طریقہ پر تھے۔



وَلَوْ اِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَجَعَلْنَاهُ اٰهْلًا مِّنَ الْاٰلِ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَنَصَرْنَاهٗ مِّنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا سَوِيًّا ۙ فَاَعْرَضْنَاهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَخْكُنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَسَتْ فِيْهِ غَمُّ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحٰكِمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۙ فَفَتَنَّا سُلَيْمٰنَ ۙ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۙ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِيْنَ ۙ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لِّكُمْ لِتَمْكِنَ لَّكُمْ مِّنْ بَاۡسِكُمْ ۙ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۙ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِیْ ۙ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بَرَكْنَا فِیْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عَلٰیْمِيْنَ ۙ وَمِنَ الشَّیْطٰنِ مَنۢ یَّغْوٰصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۙ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ وَاٰیُوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اٰنِیْ مَسْنٰی الطُّرُقَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِْنَ ۙ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا عَنْهُ غَمُّهُ وَاتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنۢ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ۙ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِذْ رُسَّ وَذَ الْكِفْلِ كُلُّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۙ وَاَدْخَلْنَاهُمْ فِی رَحْمَتِنَا ۙ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۙ

اور نوح (کا قصہ بھی یاد کرو) جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہم کو پکارا تو ہم نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی (۷۶)۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے اُن پر نصرت بخشی۔ وہ بے شک بُرے لوگ تھے سو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا (۷۷)۔ اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم اُن کے فیصلے کے وقت موجود تھے (۷۸)۔ تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی (مسخر) کر دیا تھا اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے (۷۹)۔ اور ہم نے تمہارے لیے اُن کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیے (۸۰)۔ اور ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کر دی تھی جو اُن کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں (۸۱)۔ اور دیوؤں کی جماعت کو بھی اُن کے تابع کر دیا تھا کہ اُن میں بعض اُن کے لیے غوطے مارتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم اُن کے نگہبان تھے (۸۲)۔ اور ایوب کو (یاد

کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۸۳)۔ تو ہم نے اُن کی دعا قبول کر لی اور جو اُن کو تکلیف تھی وہ دور کر دی اور اُن کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے اُن کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لیے (یہ) نصیحت ہے (۸۴)۔ اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے (۸۵)۔ اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکوکار تھے (۸۶)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۷۶) تا (۸۶)

(۷۶) اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا ان کا وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے اپنے رب سے دعا کی، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔

(۷۷) اور ہم نے ایسی قوم سے بدلہ لیا جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کو جھٹلایا یقیناً وہ لوگ اپنے کفر میں بہت برے تھے، اس لیے ہم نے ان سب کو طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔

(۷۸) اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو بھی ہم نے نبوت اور حکمت کے ساتھ اعزاز عطا کیا ان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ وہ کسی قوم کے انگوروں کے باغ کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جس کھیت میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں چلی گئی تھیں اور اس کھیت کو کھا گئی تھیں اور ہم حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلہ کو جاننے والے تھے۔

(۷۹) سو ہم نے اس فیصلہ کا آسان سمجھاؤ سلیمان علیہ السلام کو دے دیا اور یوں ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور نبوت عطا کی تھی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ جس وقت وہ تسبیح کیا کرتے تھے، پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور اسی طرح پرندوں کو بھی اور ان کاموں کے کرنے والے ہم تھے۔

(۸۰) اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے لیے سکھائی تاکہ وہ زرہ تمہیں لڑائی میں تمہارے دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچائے، سو تم اس زرہ کی نعمت کا شکر کرو گے بھی یا نہیں۔

(۸۱) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تیز ہوا کو تابع بنا دیا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اسطر سے اس سرزمین کی طرف چلتی، جس میں ہم نے پھلوں وغیرہ کی برکت رکھی ہے یعنی شام، اردن، فلسطین کی طرف اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اس لیے ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا۔

(۸۲) اور شیطین یعنی جنات میں سے بھی ہم نے ایسوں کو مسخر کر دیا تھا جو سلیمان علیہ السلام کے لیے دریاؤں میں غوطہ لگایا کرتے تھے تاکہ جواہرات اور موتی سمندروں میں سے نکال کر ان کے پاس لائیں اور وہ اس غوطہ زنی کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تعمیرات کے بھی کام کیا کرتے تھے اور ان جنات کے سنبھالنے والے ہم تھے تاکہ ان میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

(۸۳) اور ایوب علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انہوں نے شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بہت سخت جسمانی تکلیف پہنچ رہی ہے، آپ مہربانی فرمائیں اور اس تکلیف سے مجھے نجات دیں۔

(۸۴) سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور جنت میں ہم نے ان کا کنبہ جو دنیا میں ہلاک ہو گیا تھا عطا کیا اور جتنا ہلاک ہو گیا تھا اس کے برابر اس دنیا میں بھی عطا کیا یہ سب اپنی خاص رحمت کے سبب سے اور مومنین کے لیے یادگار کے سبب سے۔

(۸۵-۸۶) اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا بھی تذکرہ کیجیے یہ سب احکام الہیہ تشریعیہ، و تکوینیہ پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے، ہم ان کو آخرت میں اپنی جنت میں داخل کریں گے اور ذوالکفل علیہ السلام کے علاوہ یہ سب نبی تھے اور ذوالکفل نبی نہیں تھے بلکہ ایک صالح نیکوکار شخص تھے۔

اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے آخر اندھیرے میں (خدا کو) پکارنے لگے کہ تیرے ہوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصور وار ہوں (۸۷)۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (۸۸)۔ اور زکریا (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے (۸۹)۔ تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انہیں تکلی بخشنے اور ان کی بیوی کو (ان کے حسن معاشرت) کے قابل بنادیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے (۹۰)۔ اور ان (مریم) کو بھی یاد کرو جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا۔ تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ان کو اور ان کے بیٹے کو اہل عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۹۱)۔ یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲)۔ اور یہ لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہو گئے (مگر) سب ہماری طرف رجوع کرنے والے ہیں (۹۳)۔ جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ اور ہم اس کے لئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں (۹۴)۔ اور جس ہستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ وہ دنیا کی طرف رجوع کریں (وہ رجوع نہیں کریں گے) (۹۵)۔ یہاں تک کہ یا جوج اور ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں (۹۶)۔ اور قیامت کا سچا وعدہ قریب آجائے۔ تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے (۹۷)۔ (کافروں اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے ہوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا اندھن ہو گے (اور) تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے (۹۸)۔ اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ (چلتے) رہیں گے (۹۹)۔ وہاں

وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۖ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ ۝ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلًّا إِلَيْنَا يَجْعُونَ ۝ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۝ وَحَرَّمَ عَلَيَّ قَرِيَةً أَهْلَكْنَاهَا أَكْثَرُ أَجْرًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝ وَقَاتَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَأَذَاهِي شَاحِصَةً أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يُؤْيِلْنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَرِدُونَ ۝ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءَ إِلَهًا مَا وَرَدُوا هَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَوْجُرُوهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَكَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْرُغُهُمُ الْفَرْغُ الْأَكْبَرُ وَتَلَقَّوهُمْ النَّارُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝

ان کو چھلانا ہوگا اور اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے (۱۰۰)۔ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)۔ (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی ہر طرح کے

عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲)۔ اُن کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۸۷) تا (۱۰۴)

(۸۷) اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے جب کہ وہ اپنے بادشاہ سے ناراض ہو کر چل دیے اور انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس دن کے چلے جانے پر کوئی پکڑ نہیں کریں گے (اللہ کے حکم سے ان کو مچھلی نگل گئی) پس انھوں نے اندھیروں میں پکارا، ایک اندھیرا دریا کا، دوسرا مچھلی کے پیٹ کا، تیسرا مچھلی کی آنتوں کا، غرض کہ ان تاریکیوں میں دعا کی کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں، میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں، بے شک میں قصور وار ہوں کہ بغیر آپ کے حکم کے ناراض ہوا۔

(۸۸) ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کو تاریکیوں سے نجات دی اور اسی طرح ہم اور ایمان والوں کو بھی غم و پریشانی سے دعا کے وقت نجات دیا کرتے ہیں۔

(۸۹) اور اے محمد ﷺ آپ ذکر کیا اللہ کے قصہ کا ذکر کیجیے جب کہ انھوں نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے لا وارث تنہا بغیر کسی مددگار کے نہ رکھیے، یوں تو سب مددگاروں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

(۹۰) سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو نیک بخت فرزند یحییٰ عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا، یہ انبیاء کرام علیہم السلام یا یہ کہ حضرت ذکر کیا اللہ اور یحییٰ علیہ السلام نیک کاموں کی طرف سبقت کرتے تھے اور اس طرح ہمیں پکارتے تھے یا یہ کہ جنت کی امید اور دوزخ کے خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے تواضع اور اطاعت کے ساتھ رہتے تھے۔

(۹۱) اور حضرت مریم علیہا السلام کا بھی ذکر کیجیے جنھوں نے اپنی عزت کو بچایا پھر ان کے گریبان میں ہمارے حکم سے جبریل علیہ السلام نے ہماری روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لیے خاص کر بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنا دی۔

(۹۲) کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوا اور مردوں میں سے بغیر کسی کے ہاتھ لگائے اور قریب آئے حضرت مریم علیہا السلام کے ولادت باسعادت ہوئی اے لوگو یہ ہے تمہارا پسندیدہ طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور حاصل یہ کہ میں تمہارا رب حقیقی وحدہ لا شریک ہوں، میری ہی اطاعت کیا کرو۔

(۹۳) اگر لوگوں نے اس حقیقت کے باوجود اپنے درمیان اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا ہے اور یہودیوں نے علیحدہ دین اور عیسائیوں نے علیحدہ اور مجوس نے اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کر لیا ہے تو باقی ہر ایک گروہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔

(۹۴) سو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوگا اور وہ اپنے ایمان میں سچا بھی ہوگا تو اس کے اعمال

صالحہ کا ثواب ضائع نہیں جائے گا بلکہ اسے اس کے ان اعمال پر ثواب دیا جائے گا اور ہم اس کو بدلہ اور ثواب دینے والے ہیں اور یہ کہ ہم ان کے اعمال لکھ لیتے ہیں اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(۹۵) اور مکہ والوں کے لیے جیسا کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی ہیں جن کو ہم نے کفر کے ساتھ ذلیل کیا ہے ان کے لیے توفیق اور ہدایت ناممکن ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں یا یہ مطلب ہے کہ مکہ والوں میں سے جن لوگوں کو ہم نے بدر کے دن تیغ کر کے ہلاک کر دیا ہے، ان کے لیے دنیا میں لوٹ کر آنا ناممکن ہے۔

(۹۶) یہاں تک کہ جب یا جوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور قیامت قائم ہوگی تو اس وقت یہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور وہ یا جوج ماجوج غایت کثرت کی وجہ سے ہر ایک ٹیلا اور بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے اور ان کے سید ذوالقرنین (ذوالقرنین بادشاہ کی بنائی ہوئی دیوار) سے نکلنے کے وقت قیامت بالکل قریب آجائے گی۔

(۹۷) بس پھر یہ قصہ ہوگا کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے انکار کرنے والوں کی ایک دم سے آنکھیں ذلیل و خوار ہو کر پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

اور یوں کہتے نظر آئیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس دن سے غفلت میں تھے بلکہ حقیقتاً ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کے منکر تھے۔

(۹۸) بے شک اے مکہ والو تم اور تمہارے یہ بت سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور تم سب اور یہ تمہارے بت دوزخ میں داخل ہوں گے۔

شان نزول: اَنْتُمْ وَمَا تُعْبُدُونَ (الخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو ابن زبیری نے کہا کہ چاند سورج، ستارے، فرشتے اور حضرت عزیرؑ ان کی پرستش ہوتی ہے، یہ سب ہمارے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الدِّیْنَ سَبَقْتُ (الخ) یعنی جن حضرات کے لیے جنت مقدر ہو چکی، وہ دوزخ سے اس قدر دور رہیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ مُرَيِّمٌ مِّثْلًا تَاْخِصُّمُوْنَ (الخ)

(۹۹) اگر یہ بت واقعی تمہارے معبود ہوتے تو اس جہنم میں کیوں داخل ہوتے یہ سب عابد و معبود اس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل ہوں گے۔

(۱۰۰) اور ان کا دوزخ میں شور و غل اور گدھے جیسی آوازیں ہوں گی (معاذ اللہ) اور وہ دوزخی رحمت و شفاعت دوزخ سے نکلنے اور نرمی کی کوئی بات بھی نہ سنیں گے اور نہ وہاں دیکھیں گے۔

(۱۰۱-۱۰۲) اور جن حضرات کے لیے ہماری طرف سے جنت مقدر ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ و عزیرؑ علیہ السلام وہ

دوزخ سے نجات میں رہیں گے اور اس سے اس قدر دور رکھے جائیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی پسند کی چیزوں سمیت جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۰۳) اور جب دوزخ بھری جائے گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیا جائے گا یہ بھی ان کو غم میں نہ ڈالے گی اور جنت کے دروازے پر ان حضرات کا فرشتے بشارت و خوشخبری دینے کے ساتھ استقبال کریں گے اور کہیں گے یہ ہے وہ تمہارا دن جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اِنْكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ (الخ) سے لے کر یہاں تک یہ آیت عبد اللہ بن زبیری کے بارے میں نازل ہوئی اس نے جو رسول اکرم ﷺ سے بتوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں (۱۰۴)۔ اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکو کار بندے ملک کے وارث ہوں گے (۱۰۵)۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے (۱۰۶)۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷)۔ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے۔ تو تم کو چاہیے کہ فرمانبردار بن جاؤ (۱۰۸)۔ اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام الہی سے) آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ
السَّجِلِّ لِنُكْتِبَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا
إِنَّا لَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاءًا
لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
قُلْ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِإِلْهِنَا إِلَهُ وَاحِدٌ فَهَلْ أُنْتُمْ
مُؤْمِنُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ أَذُنُكُمْ عَلَى سَوَإٍ وَإِنْ أَدْرَى
أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ
الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرَى لَعَلَّهُ فِتْنَةُ لَّكُمْ
وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا
بِالرَّحْمَنِ الْمُسْتَعَانَ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

جاتا ہے وہ (عن) قریب (آنے والی) ہے یا (اُس کا وقت) دور ہے (۱۰۹)۔ جو بات پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوشیدہ کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے (۱۱۰)۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے آزمائش ہو اور ایک مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اٹھاتے رہو) (۱۱۱)۔ پیغمبر نے کہا کہ اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا پروردگار بڑا مہربان ہے اسی سے اُن باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے (۱۱۲)

تفسیر سورۃ الانبیاء آیات (۱۰۴) تا (۱۱۲)

(۱۰۴) اور قیامت کا دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جس دن ہم آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ پر اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور جس طرح پہلی بار ان کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا تھا، اسی طرح پھر دوبارہ قبروں سے پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔

(۱۰۵) اور ہم داؤد علیہ السلام کی زبور میں توریت کے بعد لکھ چکے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ سر زمین جنت کے مالک میرے موحّد بندے ہوں گے یا یہ کہ ارض مقدسہ کے وارث بنی اسرائیل کے نیکو کار یا اخیر زمانہ کے نیکو کار ہوں گے اور وہاں اتریں گے۔

(۱۰۶) بے شک اس قرآن حکیم میں موحّدین کے لیے کافی مضمون ہے یا یہ کہ اوامر و نواہی کے ذریعے سے نصیحت ہے۔

(۱۰۷-۱۰۸) اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لیے رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر جن و انس میں سے جو آپ پر ایمان لائے، اس پر عذاب سے رحمت و نعمت کے لیے بھیجا ہے۔

بس آپ فرمادیجیے کہ میرے پاس تو اس قرآن حکیم کے ذریعے سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی ایک ہی معبود وحدہ لا شریک ہے، اب بھی مکہ والو تم سچے دل سے توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

(۱۰۹) پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان اور اخلاص سے سرکشی کریں تو آپ ان سے فرمادیجیے کہ میں تمہیں واضح اطلاع کر چکا ہوں جس میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں کہ میری مدد کی جائے گی اور تمہیں انکار پر سزا ملے گی۔

(۱۱۰) باقی میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب قریب ہے یا دور، اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار اور کی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات تم دل میں رکھتے ہو یا جو کام چھپ کر کرتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔

(۱۱۱) اور تم پر کب عذاب نازل ہوگا، اس کی بھی اسی کو خبر ہے باقی پورے یقین سے میں نہیں جانتا شاید تاخیر عذاب تمہارے لیے امتحان ہو اور نزول عذاب کے وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔

(۱۱۲) آپ فرمادیجیے کہ میرے اور مکہ والوں کے درمیان حق اور عدل کے موافق فیصلہ فرمادیجیے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے ہم ان جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں جو تم بنایا کرتے ہو۔



سُورَةُ الْحَجِّ {۲۲} وَفِيهَا آيَاتٌ لِّلَّذِينَ يَرْجُونَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝
يَوْمَ تَرَوْهَا تَذْهَبُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَلْيٍ حَلْيَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى
وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ۝ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطَانٍ مُّرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ
وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ
فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبُعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاهُ مِن تَرَابٍ ثُمَّ مِمَّنْ
نُّطْفِئُهُ ثُمَّ مِمَّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِمَّنْ مُضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنَبَيِّنَ لَكُمْ وَلِنَقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى
أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لَتَبَلِّغُوا أَشْدَّكُمْ
وَمِنْكُمْ مَنْ يَتَوَلَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أُولَئِكَ الْعُرَى
لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۝ وَتَرَى الْأَرْضَ
هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
وَأَلْبَتَتْ مِنْ كُلِّ رَوْحٍ بُهْجٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّ الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ ثَالِثِي عَظْفِهِ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۝ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنَذِيقُهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ وَأَنَّ
اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

سُورَةُ الْحَجِّ {۲۲} وَفِيهَا آيَاتٌ لِّلَّذِينَ يَرْجُونَ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم ہوگا
(۱)۔ (اے مخاطب) جس دن تو اُس کو دیکھے گا (اُس دن یہ حال ہوگا
کہ) تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔
اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور لوگ تجھ کو متوالے نظر
آئیں گے مگر وہ متوالے نہیں ہونگے بلکہ (عذاب دیکھ کر) مدہوش
ہو رہے ہوں گے بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے (۲)۔ اور بعض
لوگ ایسے ہیں جو خدا (کی شان) میں علم (ودانش) کے بغیر جھگڑتے
اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں (۳)۔ جس کے بارے میں
لکھ دیا گیا ہے کہ جو اُسے دوست رکھے گا تو وہ اُس کو گمراہ کر دے گا اور
دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا (۴)۔ لوگو اگر تم کو (مرنے کے
بعد) جی اٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا
تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اُس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس سے
خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی
ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں۔ اور ہم
جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھیرائے رکھتے ہیں۔
پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از
بہری) مر جاتے ہیں۔ اور بعض (شیخ فانی ہو جاتے اور بڑھاپے کی)
نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جاننے کے
بعد بالکل بے علم ہو جاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے
کہ (ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس
پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہو جاتی ہے اور اُبھرنے لگتی ہے اور
طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے (۵)۔ ان قدرتوں سے
ظاہر ہے کہ خدا ہی (قادر مطلق ہے جو) برحق ہے۔ اور یہ کہ وہ مردوں

کو زندہ کر دیتا ہے اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶)۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ خدا سب
لوگوں کو جو قبروں میں ہیں جلا اٹھائے گا (۷)۔ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو خدا (کی شان) میں بغیر علم (ودانش) کے اور بغیر

ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے جھگڑتا ہے (۸)۔ (اور تکبر سے) گردن موڑ لیتا (ہے) تاکہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے گمراہ کر دے۔ اس کے لیے دنیا میں ذلت ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب (آتش) سوزاں کا مزا چکھائیں گے (۹)۔ (اے سرکش) پیاس (کفر) کی سزا ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۱۰)۔

تفسير سورة الحج آيات (١) تا (١٠)

یہ سورت مکی ہے سوائے ان پانچ آیتوں کے یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ (الخ) یہ دو آیتیں اور اِذْ قَالَ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِمْ (الخ) یہ دو آیتیں اور آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رُكَّعُوْا وَاَسْجُدُوْا (الخ) یہ پانچوں آیتیں مدنی ہیں، قرآن کریم میں جس مقام پر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الخ) کے ساتھ خطاب ہو وہ آیت مدنی ہوتی ہے اور جس جگہ پر يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ خطاب ہو وہ مکی اور مدنی دونوں ہوتی ہے اور آپ کو کوئی ایسی آیت مکی نہیں ملے گی جس میں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب ہوگا۔

(۱) اس سورت میں اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اکیانوے کلمات اور پانچ ہزار ایک سو پینتیس حروف ہیں۔
یہ خطاب خاص و عام دونوں طریقوں پر ہوتا ہے باقی اس مقام پر عام ہے کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو کیوں کہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی خوفناک چیز ہوگی۔

(۲) جس روز تھوہ اولیٰ کے وقت تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے تو اس روز یہ حال ہوگا کہ تمام دودھ پلانے والیاں ہیبت کے مارے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے پیٹ کے بچوں کو ایام پورا ہونے سے پہلے ہی ڈال دیں گی۔

(۳) اور بعض آدمی ایسے ہیں یعنی نضر بن حارث جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر جانے بوجھے اور بغیر کسی حجت و دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر ملعون شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔

تَانِ نَزُولًا: وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ (النمر)

ابن ابی حاتمؒ نے ابو مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴) جس شیطان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو اس کا اتباع کرے گا تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو راہ حق سے بے راہ کر دے گا اور اس کو عذاب دوزخ کا راستہ بتلا دے گا یعنی ایسی باتیں اس سے کروائے گا جس

سے دوزخ واجب ہو جائے۔

(۵) اے مکہ والو! اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق میں شک و شبہ میں ہو تو ذرا اپنی ابتداء آفرینش کے بارے میں غور کر لو، کیوں کہ ابتدا پیدا کرنے سے پھر تمہارا دوبارہ زندہ کرنا زیادہ مشکل نہیں کیوں کہ ہم نے پہلی بار تمہیں بواسطہ حضرت آدم مٹی سے بنایا۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں نطفہ سے بنایا اور پھر نطفہ کے بعد خون کے لوتھڑے سے پھر تازہ بوٹی سے جو کہ لوتھڑے میں تختی آنے کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ اس بوٹی میں بعض کے پورے اعضا بنا دیتے ہیں اور بعض کو ناقص ہی کر دیتے ہیں تاکہ ہم قرآن کریم تمہاری ابتدائی پیدائش اور اس کی حقیقت کو ظاہر کر دیں اور ہم رحم مادر میں جس نطفہ کو چاہتے ہیں گرنے سے ایک مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں یا یہ کہ رحم مادر میں ہم جس بچہ کو چاہتے ہیں مہینوں کی ایک مدت معینہ یعنی وضع حمل تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر اس مدت معینہ کے بعد ہم بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لاتے ہیں۔ تاکہ تم میں سے بعض اپنی بھری جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تیس سال تک کے ہو جائیں اور تم میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلوغت سے پہلے ہی ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

اور بعض تم میں وہ ہیں جو بڑھاپے کی عمر تک پہنچا دیے جاتے ہیں یعنی زیادہ بڑھاپے کی حالت میں وہی سابقہ شیر خوار بچے کی حالت ہو جاتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کی سمجھ اور اس سے باخبر ہوتے ہوئے پھر اسی چیز سے بے سمجھ اور بے خبر ہو جاتے ہیں۔

اور اے مخاطب! تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ویران پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ سبزی کے ساتھ ابھرتی ہے یا یہ کہ اس میں حرکت اور پانی سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہوتی ہے اور سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے اور پانی کی وجہ سے ہر قسم کے خوش رنگ نباتات اگاتی ہے۔

(۶) یہ جو کچھ تمہاری حالت بدلنے پر اور زمین کی حالت کی تبدیلی سے قدرت خداوندی کا ظہور فرمایا یہ سب اس لیے کہ تاکہ تم اب جان لو اور اس بات کا اقرار کر لو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور اسی کی عبادت برحق ہے اور وہ ہی جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہ ہی موت و حیات ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷) اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اور اس کے آنے اور قائم ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت میں جزا و سزا کے لیے قبروں میں پڑے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

(۸) اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دین الہی اور کتاب خداوندی میں بدون واقفیت علم ضروری بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے اپنی گردن منکاتے ہوئے اور آیات خداوندی سے اعراض اور رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو

جھٹلاتے ہوئے جھکڑا کرتے ہیں۔

(۹) تاکہ دوسرے لوگوں کو دین الہی اور اطاعت خداوندی سے بے راہ کر دیں ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے یعنی بدر کے دن ذلیل ہو کر مارا جائے گا اور ہم قیامت کے دن جلتی ہوئی آگ کا عذاب یا سخت عذاب اس کو چکھائیں گے۔

(۱۰) اور اس سے کہا جائے گا کہ بدر کے دن جو تو مارا گیا اور اب یہ سزا ملی یہ تیرے ہاتھ کے کیے ہوئے شرکیہ کاموں کا نتیجہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت نصر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ بغیر جرم و قصور کے اپنے بندوں کی گرفت کرنے والا نہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ

عَلَىٰ خَرَفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۚ وَإِنْ أَصَابَهُ فِتْنَةٌ أُنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۚ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُ ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۚ يَدْعُوا الْمَنَ ضَرَّةً ۚ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۚ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ تَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُدْهِبَنَّ كَيْدَهُ مَا يَغِظُ ۚ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلَنْ اللَّهُ يُهْدِيَ مَنْ يَرِيدُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالطَّيِّبِينَ وَالْكَاهِنِينَ وَالْمُجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشُّجَّارُ وَالْحِجَارُ ۚ وَالنَّجْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۚ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُدْرِكٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُشَاءُ ۚ

اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائے اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل ٹوٹ جائے (یعنی پھر کافر ہو جائے) اُس نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصان صریح ہے (۱۱)۔ یہ خدا کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اُسے نہ نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے سکے یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے (۱۲)۔ (بلکہ) ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان فائدے سے زیادہ قریب ہے۔ ایسا دوست بھی بُرا اور ایسا ہم صحبت بھی بُرا (۱۳)۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے خدا اُن کو عیشوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں۔ کچھ شک نہیں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۴)۔ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا اُسے دنیا اور آخرت میں مدد نہیں دے گا تو اُس کو چاہیے کہ اوپر کی طرف (یعنی اپنے گھر کی چھت میں) ایک رتی باندھ پھر (اس سے اپنا) گلا گھونٹ لے پھر دیکھے کہ آیا یہ تدبیر اُس کے غم کو دور کر دیتی ہے (۱۵)۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے (جس کی تمام) باتیں کھلی ہوئی (ہیں) اور یہ (یاد رکھو) کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (۱۶)۔ جو لوگ مومن (یعنی مسلمان) ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست ہیں اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک۔ خدا ان (سب) میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بے شک خدا ہر چیز سے باخبر ہے (۱۷)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو

(تلق) آسمانوں میں ہے اور جوزمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چار پائے اور بہت سے انسان خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس شخص کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے (۱۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۱۱) تا (۱۸)

(۱۱) اور بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے سے کرتا ہے جیسے کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہو اور شک میں ہو اور کسی نعمت کے انتظار میں مبتلا ہو، یہ آیت بنو حلاف اور منافقین بنی اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ گیا تو ظاہری طور پر رسول اکرم ﷺ کے دین سے رضا مندی کا اظہار کر دیا اور اگر کسی قسم کی کوئی سختی آگئی تو اپنے سابقہ مشرکانہ دین کو اختیار کر لیا جس سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، دنیا کی ذات کو برباد کیا اور آخرت میں جنت ہاتھ سے چھوٹی، یہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کا نقصان واضح نقصان کہلاتا ہے۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْبُدُ اللَّهَ (الحج)

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی مدینہ منورہ آ کر اسلام قبول کر لیتا تھا پھر اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہو جائے اور اس کی گھوڑی بچہ دے دے تب تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی بیوی کے لڑکا نہ پیدا ہو اور اس کی گھوڑی نے بچہ نہ دیا تو کہتا کہ یہ دین بُرا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے جیسے کوئی کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہو۔

اور ابن مردویہ نے عطیہ کے ذریعے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہوا، اسلام لاتے ہی اس کی پینائی مال و اولاد سب چیزیں جاتی رہیں، اس نے اسلام سے بُرا شکون لیا اور کہنے لگا میرے اس دین سے مجھے نعوذ باللہ کوئی بھلائی نہیں حاصل ہوئی، میری نظر اور مال جاتا رہا، میرا لڑکا مر گیا، اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(۱۲) اور یہ بنو حلاف اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگے۔ جو نہ ان کو عبادت نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچا سکتی ہے یہ بھی حق و ہدایت سے انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

(۱۳) اور یہ بنو حلاف ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا نقصان بہ نسبت اس کے نفع کے بہت جلد واقع ہونے والا ہے ایسا کارساز بھی بہت برا ہے اور ایسا رفق بھی برا، یعنی جس معبود کی عبادت اس کے پرستش کرنے والے کے لیے نقصان و عذاب کا باعث ہو تو ایسا معبود بہت برا ہے۔

(۱۳) اور اللہ تعالیٰ تو ایسا منعم حقیقی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے کہ جس کو چاہے بد بخت بنائے اور جس کو چاہے سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔

(۱۵) اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کیوں کہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کی دنیا میں مدد نہیں کی جائے گی تو آپ کی پیروی کرنے سے ہمارے اور یہود کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی غلبہ و نصرت و شوکت کے ساتھ دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا تو وہ ایک رسی اپنے مکان کی چھت میں باندھ کر اس سے اپنا گلا گھونٹ لے اور پھر اپنے متعلق غور کرے کہ اس کے اس فعل نے جو اس کو رسول اکرم ﷺ پر غصہ تھا اس کا تدارک کیا یا نہیں۔

اور اس آیت کی ایک اور طریقہ پر تفسیر کی گئی کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو دنیا میں رزق عطا کر کے اور آخرت میں ثواب دے کر مدد نہیں فرمائے گا تو وہ اپنے مکان کی چھت میں ایک رسی باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اس رسی کو کاٹ ڈالے، اس کے بعد دیکھے کہ اس کا گلا گھسنے لگے اس کو جو رسول اکرم ﷺ کے بارے میں غیظ و غضب تھا وہ ختم کیا یا اب بھی باقی ہے۔

(۱۶) اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے جس میں حلال و حرام کی واضح آیات ہیں اور جو شخص ہدایت کا اہل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے دین کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

(۱۷) اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مدینہ منورہ کے یہودی اور صائبین جو نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے اور نجران کے عیسائی یعنی سید و عاقب اور سورج اور آگ کی پوجا کرنے والے اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ فرمادے گا اللہ تعالیٰ ان کے اختلاف اور ان کے اعمال سے واقف ہے۔

(۱۸) اے محمد ﷺ آپ کو قرآن کریم کے ذریعے اس عجیب بات کا علم نہیں ہوا کہ اللہ کے سامنے سب اپنی اپنی حالت کے مطابق عاجزی کرتے ہیں جو مخلوقات کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں جیسا کہ مومنین اور سورج چاند اور ستارے پہاڑ اور درخت اور چوپائے (مگر انسان باوجود سب سے زیادہ عاقل ہونے کے ان میں سے) بہت سے تو فرمانبردار ہیں ان کے لیے جنت ثابت ہو گئی اور وہ مومنین ہیں اور بہت ایسے ہیں (کہ بوجہ تابعدار نہ ہونے کے

ان پر دوزخ کے عذاب کا حق ثابت ہو گیا جیسا کہ کافر جس کو اللہ بد بختی میں مبتلا کر کے ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں کہ اس کو سعادت دے دے۔

یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ برائیوں کے ذریعے ذلیل کرے اسے مغفرت خداوندی کے بغیر کوئی عزت دینے والا نہیں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے خواہ کسی کو اہل بد بختوں میں سے بنائے یا سعادت والوں میں سے اور خواہ کسی کو اہل معرفت میں سے کرے یا غیر معرفت میں سے۔

هٰذِهِ خُصَمٰى اَخْتَصَمُوْا فِيْ رِيْهِمْ
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِعَتْ لَھُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهِرُ فِيْهَا فَاثِي بَطُوْنُهُمْ وَالْجَلْدُ
وَلَھُمْ مَّقَامِعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا
مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ
اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جَنَّتٍ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُعَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ
اَسَاوِرٍ مِّنْ ذَّهَبٍ وَلَوْوْا وَلِبَاسُھُمْ فِيْهَا خَرِيْرٌ
وَّھُدُوْا اِلَى الْظِّلِّیْمِ مِنَ الْقَوْلِ وَھُدُوْا اِلَى صِرَاطٍ
الْحَنِیْدِ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ
اللّٰهِ وَالسَّجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰ لِلنَّاسِ سَوَآءً
الْعَٰكِفِ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ یُزِدْ فِیْهِ بِالْعَادِ یُظَلِّمْ نُدْفَةً
مِّنْ عَذَابِ الْیَمِّ وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
اَنْ لَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَطَهَّرَ بَیْتِیْ لِلطَّٰیْفِیْنَ وَالْقَٰلِمِیْنَ
وَالرَّكْعِ السَّجُوْدِ وَاِذْنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْا رِجَالًا
وَعَلٰی كُلِّ صَٰمِرٍ یَّاتِیْنِ مِنْ كُلِّ فِجٍّ عَیْبٌ لِّیَشْھَدُوْا
مَنَافِعَ لَھُمْ وَیَذْكُرُوا اَسْمَ اللّٰهِ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَةٍ
عَلٰی مَا رَزَقْنٰھُمْ مِنْ بَیْھِمَہِ الْاَنْعَامِ فَاْكُلُوْا مِنْھَا
وَاطْعَمُوْا الْبَاسِ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لَیَقْضُوْا تَفْشَھُمْ
وَلِیُؤْفَکُوْا اَنْذَرُھُمْ وَلِیُظَوِّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔ تو جو کافر ہیں اُن کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے۔ (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا (۱۹)۔ اس سے اُن کے پیٹ میں اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰)۔ اور اُن (کے مارنے ٹھوکنے کے) لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے (۲۱)۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (و تکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلتے کے عذاب کا مزہ اچکھتے رہو (۲۲)۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے خدا اُن کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہاں اُن کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہاں اُن کا لباس ریشمی ہوگا (۲۳)۔ اور اُن کو پاکیزہ کلام کی ہدایت کی گئی اور (خدا کے) حمید کی راہ بتائی گئی (۲۴)۔ جو لوگ کافر ہیں اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے اور مسجد محترم سے جسے ہم نے لوگوں کے لیے یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے روکتے ہیں خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے۔ اور جو اس میں شرارت سے کج روی (وکفر) کرنا چاہے اُس کو ہم درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۲۵)۔ اور (ایک وقت تھا) جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ کو مقام مقرر کیا (اور ارشاد فرمایا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجینا اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو صاف رکھا کرو (۲۶)۔ اور لوگوں میں حج کے لیے ندا کرو کہ تمہاری طرف پیدل اور ڈبلے

اونٹوں پر جو دور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں (۲۷)۔ تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لیے حاضر ہوں۔ اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے اُن کو دیے ہیں اُن پر خدا کا نام لیں۔ اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر در ماندہ کو بھی کھاؤ (۲۸)۔ پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دُور کریں اور نذرین پوری کریں اور خانہ قدیم (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں (۲۹)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۱۹) تا (۲۹)

(۱۹-۲۰-۲۱) یہ دو دین والے فرقتے ہیں یعنی مسلمان اور یہود و نصاری جنہوں نے اپنے پروردگار کے دین کے بارے میں اختلاف کیا ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے زیادہ واقف ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمادیا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے منکر تھے یعنی یہود و نصاری ان کے لیے آگ کے کرتے اور جے تیار کیے جائیں گے اور ان کے سر کے اوپر سے تیز کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا۔

اس سے ان کے پیٹ کی چربی اور کھال وغیرہ سب گھل جائے گی اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرم گرز ہوں گے۔

نشان نزول: لُذَانِ خُصْبِ (النخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابو ذرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت مبارکہ حضرت حمزہؓ، عبیدہؓ، علیؓ بن ابی طالب اور عتبہؓ، شیبہؓ، ولید بن عتبہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور امام حاکمؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے غزوہ بدر میں ہم نے جو مبارزت کی۔ نیز امام حاکمؒ نے دوسرے طریقے سے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے دن جنگ کی یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہؓ اور عتبہ بن ربیعہؓ، شیبہ بن ربیعہؓ، ولید بن عتبہؓ۔ اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے انھوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اور ہماری کتاب بھی مقدم ہے اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے مقدم ہے، مسلمانوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں ہم رسول اکرم ﷺ پر اور تمہارے نبی پر اور اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے سب پر ایمان لائے ہیں۔

(۲۲) وہ لوگ جس وقت دوزخ کے عذاب سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی دوزخ میں دھکیل دیے جائیں

گے اور گر زمارے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ سخت ترین جلنے کا عذاب جھیلے رہو۔

(۲۳) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی اور ان کو جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور لباس ریشم کا ہوگا۔

(۲۴) ان کو دنیا میں کلمہ طیب یعنی لا الہ الا اللہ کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس اللہ کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد و ستائش ہے یہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان ان کے اختلاف کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہے۔

(۲۵) بے شک جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے ساتھ کفر کیا جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی (اس واقعہ تک حضرت ابوسفیان اسلام نہیں لائے تھے) اور لوگوں کو دین خداوندی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور مسجد حرام سے بھی روکتے ہیں جب کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام حدیبیہ کے سال عمرہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے حالاں کہ جس مقام کو ہم نے سب آدمیوں کے لیے حرم اور قبلہ بنایا ہے اس میں سب برابر ہیں اس حرم کے اندر رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی اور جو شخص حرم میں کسی خلاف دین کام کی ظلم کے ساتھ ابتدا کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب دیں گے یعنی سخت ترین اس کو سزا دیں گے تاکہ اس کو پھر کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو، یہ آخری آیت عبد اللہ بن انس بن حنظل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مدینہ منورہ میں ایک انصاری کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر پناہ حاصل کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص قصداً قتل ظلم و شرک کا ارتکاب کر کے مکہ مکرمہ میں پناہ لے گا تو ہم اس کو دردناک سزا دیں گے یعنی اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی پناہ دی جائے گی تا وقتیکہ حرم سے باہر نہ نکلے پھر اس پر دفعہ گرائی جائے گی۔

ثَمَانُ نَزُولٍ: وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن انیس کو دو افراد کے ساتھ بھیجا ایک ان میں مہاجر تھے دوسرے انصاری چنانچہ تینوں نے آپس میں نسب پر فخر کیا، عبد اللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۶) اور ان لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بھی بیان کیجیے جب کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی

یعنی ایک بادل بھیجا جو اس جگہ کے چاروں طرف رک گیا درمیان میں وحی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی اور ہم نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک مت ٹھہرانا اور میری اس مسجد کو طواف کرنے والوں کے لیے اور تمام شہروں کے نمازیوں کے لیے نماز میں قیام و سجود رکوع کرنے والوں کے لیے خواہ وہ کسی طرح کریں بتوں کی گندگی سے پاک رکھنا۔

(۲۷) اور اپنی اولاد میں حج کی فرضیت کا اعلان کر دو، اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے، پیدل بھی اور جو اونٹنیاں سفر کی وجہ سے دہلی ہو گئی ہیں ان پر سوار ہو کر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔

شان نزول: وَعَلَىٰ كَذِبٍ مُّسْتَمِرٍّ (النح)

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حج کے زمانہ میں لوگ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور کمزور اونٹنیوں پر بھی سوار ہونے اور کرایہ پر سواری کرنے کی اجازت دی۔

(۲۸) تاکہ اپنے فوائد اخروی اور دنیوی کے لیے حاضر ہوں، فوائد آخرت دعا اور اللہ کی عبادت اور فوائد دنیا نفع اور تجارت تاکہ ایام مقررہ یعنی ایام تشریق میں ان مخصوص قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں اور قربانی کے جانوروں میں سے تم خود بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو۔

(۲۹) پھر قربانی کے بعد لوگوں کو ارکان حج پورے کر دینے چاہئیں یعنی سرمنڈواڈالیں اور ناخن اور لب بنوالیں اور رمی جمار کریں اور جو چیزیں انھوں نے اپنے اوپر واجب کر لی ہیں ان کو پورا کریں اور اس کے محفوظ گھر یعنی خانہ کعبہ کا ان ہی دنوں میں طواف کریں جو کہ فرض ہے اس گھر کو عتیق اس معنی کے اعتبار سے کہا کہ یہ ہر ایک ظالم و جابر کے ظلم سے آزاد ہے یا یہ کہ حضرت نوح کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا یا یہ کہ (عتیق کے معنی قدیم کے ہیں) اور یہ سب سے پہلا گھر ہے یہ کہ جو اس کے گرد طواف کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک و آزاد ہو جاتا ہے۔



ذَلِكَ وَمَنْ يُعِظْمُ حُرْمَتِ اللَّهِ فَلَهُ خَيْرٌ لَّهِ عِنْدَ رَبِّهِ
وَأَحَلَّتْ لَكُمْ الْأَنْعَامَ إِلَّا مَا يُشْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝
خُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا
خَرَجَ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخَفَتْهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهَوَّى بِهِ الرِّيحُ فِي
مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝ ذَلِكَ وَمَنْ يُعِظْمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ
تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
ثُمَّ مَجْلُوهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
لِّئَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
فَالِهَكُمْ إِلَهُ وَاحِدًا فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝
الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّادِقِينَ عَلَىٰ
مَا آصَابَهُمْ وَالنَّقِيصِ الصَّلَوةِ وَمِنَازَرَقَهُمْ يُنْفِقُونَ
وَالْبُذُنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۝
فَإِذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا
فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۝ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا
لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا
دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۝ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْحَسَنِينَ ۝
إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی
ہیں عظمت رکھے تو یہ پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے
اور تمہارے لیے موسیٰ حلال کر دیے گئے ہیں سوائے اُن کے جو
تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ تو جن کی پلیدی سے بچو اور ٹھوٹی
بات سے اجتناب کرو (۳۰)۔ صرف ایک خدا کے ہو کر اور اس کے
ساتھ شریک نہ ٹھیرا کر۔ اور جو شخص (کسی کو) خدا کے ساتھ شریک
مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اُس کو
پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دُور جگہ اُڑا کر پھینک دے
(۳۱)۔ یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے
مقرر کی ہیں عظمت رکھے۔ تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری میں سے
ہے (۳۲)۔ ان میں ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے فائدے ہیں
پھر ان کو خانہ قدیم (یعنی بیت اللہ) تک پہنچنا (اور ذبح ہونا) ہے
(۳۳)۔ اور ہم نے ہر ایک اُمت کے لئے قربانی کا طریق مقرر
کر دیا ہے تاکہ جو موسیٰ چار پائے خدا نے اُن کو دیے ہیں (اُن کے
ذبح کرنے کے وقت) اُن پر خدا کا نام لیں۔ سو تمہارا معبود ایک ہی
ہے تو اسی کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری
سُنادو (۳۴)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے
دل ڈر جاتے ہیں اور (جب) ان پر مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے
ہیں اور نماز آداب سے پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو عطا
فرمایا ہے (اس میں سے نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں
(۳۵)۔ اور قربانی کے اُونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لیے شعائر خدا
مقرر کیا ہے۔ ان میں تمہارے لیے فائدے ہیں تو (قربانی کرنے

کے وقت) قطار باندھ کر اُن پر خدا کا نام لو۔ جب پہلو کے بل گر پڑیں تو اُن میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھ رہنے والوں اور سوال
کرنے والوں کو بھی کھاؤ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو (۳۶)۔ خدا تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے
نہ خون۔ بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح خدا نے اُن کو تمہارا مسخر کر دیا ہے تاکہ اس بات کے بدلے کہ اس نے تم کو
ہدایت بخشی ہے اُسے بزرگی سے یاد کرو۔ اور (اے پیغمبر) نیکو کاروں کو خوشخبری سُنادو (۳۷)۔ خدا تو مومنوں سے اُن کے دشمنوں کو ہٹاتا
رہتا ہے۔ بے شک خدا کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۲۰) تا (۲۸)

(۲۰) یہ بات تو جو احکام مذکورہ اور واجبات کی ادائیگی کے بارے میں تھی ہو چکی، اب یہ کہ جو احکام حج کی توفیر کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہے اور ان مخصوص جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کے گوشت کا کھانا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا، سوائے ان بعض جانوروں کے جن کی حرمت سورۃ مائدہ میں تمہیں بتادی گئی ہے جیسا کہ مردار، خون، سؤر کا گوشت کہ ان کا کھانا تمہارے لیے حرام ہے، لہذا تم شراب خوری اور بت پرستی کو بالکل قطعاً چھوڑ دو اور علاوہ اس کے تم باطل اور جھوٹی بات کو بھی چھوڑ دو کیوں کہ کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حج کے تبلیہ میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ إِلَّا شَرِيكَاهُ وَلَكَ تَمْلِكُہُ وَمَا مَلَک۔
اللہ تعالیٰ نے اس بے ہودہ بات سے بھی ان کو روک دیا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے تبلیہ پڑھو اور خاص اسی کے لیے حج کرو۔

(۳۱) اور حج و تبلیہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر رستہ میں پرندے اس کی بوٹیاں نوچ کر جہاں چاہا سولے گئے یا اس کو ہوانے کسی دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک دیا۔

(۳۲) یہ بات بھی ہو چکی یعنی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اس کے لیے جاہلی اور دوری ہے اب یہ سنو کہ جو شخص مناسک حج کا پورا لحاظ کرے گا اور سب سے اچھی اور عمدہ قربانی کرے گا تو یہ عمدہ قربانی قلوب کی اور آدمی کے خلوص سے حاصل ہوگی۔

(۳۳) تمہیں ان جانوروں سے ان پر سواری کر کے اور ان کے دودھ سے فوائد حاصل کرنا جائز ہے جب تک کہ شرعی قاعدے سے تم ان کو قربانی کے لئے وقف نہ کرو اور پھر اس کے حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے یعنی کل حرم کہ حج کی قربانی منی میں ذبح کی جائے گی۔

(۳۴) اور ہم نے مسلمانوں میں ہر ایک کے لیے قربانی کرنا اور ان کے حج و عمرہ کے لیے قربانی کی جگہ اس لیے مقرر کی ہے تاکہ وہ ان حلال جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کیے ہیں۔

سو تمہارا معبود ایک ہی اللہ وحدہ لا شریک ہے سو موحّد خالص بن کر اسی کی عبادت کرو۔

(۳۵) اور آپ ایسے لوگوں کو جو خلوص کے ساتھ عبادت میں کوشش کرتے ہیں جنت کی خوشخبری سنا دیجیے کہ جب ان کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم دیا جاتا ہے تو ان سے ڈر جاتے ہیں۔

اور مشقتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور ایسے پانچوں نمازوں کے تمام

ارکان و آداب وضو، سجود، رکوع، قیام اور اوقات کی پوری رعایت رکھنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجیے اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ و خیرات کرتے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(۳۶) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے اور یہ حج کے ارکان میں سے ہیں تاکہ تم ان کو ایام حج میں ذبح کرو یہ قربانیاں تمہارے لیے باعث ثواب ہیں، سو تم ان کو تمام عیبوں سے درست کر کے ان کے ذبح کرنے کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو یا یہ کہ (اونٹ کا) بابا یاں پیر باندھ کر اور تین پیروں پر اس کو کھڑا کر کے اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ ذبح ہونے کے بعد کسی کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھاؤ اور اس سے سوال کرنے والے کو بھی دو جو معمولی سی چیز پر قناعت کر جاتا ہے اور اس کو بھی دو جو تمہارے سامنے آ جاتا ہے پر مانگتا نہیں، ہم نے ان جانوروں کو اس طرح جیسا کہ بیان کیا ہے تمہارے حکم کے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور اس اجازت کا شکر ادا کرو۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون زمانہ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو بیت اللہ کی دیواروں پر رکھ دیا کرتے تھے اور ان کے خون سے بیت اللہ کی دیواروں کو ملوث کر دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو روک دیا کہ اللہ تعالیٰ خون اور گوشت کو قبول نہیں کرتا بلکہ وہ تمہارے پاکیزہ اور صاف اعمال کو قبول کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں اپنے دین اور سنت کی توفیق عطا فرمائی۔

سَبَّحَ نَزَلَ: لَنْ يَنْتَهِ لَهِ لُحُومُهَا (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور اس کے خون سے ملوث کر دیا کرتے تھے تو صحابہ کرامؓ یہ دیکھ کر کہنے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔

(۳۸) اور قول و فعل سے نیکی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے یا یہ کہ خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اکرمؐ پر اور قرآن کریمؑ پر ایمان رکھنے والوں سے ان کفار مکہ کے مظالم کو ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دھوکے باز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔



اَوْنِ لِلَّذِيْنَ يَفْتَكُوْنَ بِالْكُفْرِ ظُلُمًا وَّارًا
 اَللّٰهُ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدْ يُوَدِّعُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
 بِغَيْرِ حَقٍّ اَلَا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ
 بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّفِدَتْ مَتَّ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسْجِدٌ
 يُذَكِّرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُوْهُ اِنَّ
 اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۱۷ الَّذِيْنَ اِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا
 الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَامْرُؤًا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
 وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۝۱۸ وَاِنْ يَكْذِبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
 نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُوْدٌ ۝۱۹ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝۲۰ وَاَصْحٰبُ الْمَدِيْنَةِ
 وَكَذٰبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُ لَهُمْ لِقٰى كَانُ يَكْبُرُ
 فَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلُكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ لِّهِيَ خَآوِيَةٌ عَلَى عُرْوَتِهَا
 وَبِئْرٍ مُّعْتَظَةٍ وَقَصِيْرٍ مَّشِيْنٍ ۝۲۱ اَفَلَمْ يَسْمِعُوْا اِنِ الْاَرْضُ فَتَلٰوَنَ
 لَهُمْ قُلُوْبٌ يَعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ يَسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا
 تَعْنٰى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْنٰى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝۲۲
 وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدًا وَّاهٍ ۝۲۳
 عِنْدَ رَبِّكَ كَآلِفٌ لِّسَنَةِ مَآءٍ تَعْدٰوُنَ ۝۲۴ وَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ
 اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَلِيَ الْمَصِيْرُ ۝۲۵

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے
 (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور خدا (اُن کی مدد
 کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے (۳۹)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ
 اپنے گمروں سے ناحق نکال دیے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا)
 ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک
 دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں) کے صومعے اور (عیسائیوں
 کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں
 کی) مسجدیں جن میں خدا کا بہت ساذ کر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی
 ہوتیں۔ اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اُس کی ضرورت مدد کرتا ہے۔
 بے شک خدا توانا (اور) غالب ہے (۴۰)۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم
 اُن کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک
 کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب
 کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے (۴۱)۔ اور اگر یہ لوگ تم کو
 جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود بھی (اپنے
 پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں (۴۲)۔ اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی
 (۴۳)۔ اور مدین کے رہنے والے بھی۔ اور موسیٰ بھی تو جھٹلائے
 جا چکے ہیں لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر اُن کو پکڑ لیا۔ تو (دیکھ
 لو کہ) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا (۴۴)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں

کہ ہم نے اُن کو تباہ کر ڈالا کہ وہ نافرمان تھیں۔ سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور (بہت سے) کنوئیں بے کار اور (بہت سے) محل
 ویران پڑے ہیں (۴۵)۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ اُن کے دل (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سمجھ سکتے اور کان
 (ایسے) ہوتے کہ اُن سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں
 (۴۶)۔ اور (یہ لوگ) تم سے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور بے شک تمہارے
 پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے (۴۷)۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ میں ان کو مہلت دیتا
 رہا اور وہ نافرمان تھیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے (۴۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۳۹) تا (۴۸)

(۳۹) اب مسلمانوں کو کفار مکہ کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے دی گئی جن سے کہ لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ کفار
 مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: اُنْزِلَ لِلنَّبِيِّينَ يُقْتُلُونَ (النخ)

امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے تحسینؒ اور امام حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا تا کہ وہ ہلاک ہوں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی۔

(۳۰) جن کو کفار مکہ نے ان کے گھروں سے بے وجہ بغیر کسی جرم کے نکالا، محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ توڑتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے آتش کدے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جس میں تکبیر و تہلیل کثرت سے کی جاتی ہے، سب منہدم ہو جاتیں کہ انبیاء کرام کی بدولت مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی بدولت کافروں سے اور مجاہدین کی بدولت جہاد نہ کرنے والوں سے تکالیف کو دور کرایا، اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی کی مدد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کرنے اور اس شخص کی مدد کرنے میں جو کہ اس کے نبی کی مدد کرے، بڑی طاقت والا اور اپنے نبی کے دشمنوں کو سزا دینے میں بڑا غالب ہے۔

(۳۱) یہ حضرات (صحابہ کرام) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین مکہ میں حکومت دے دیں تو خود بھی پانچوں نمازوں کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی تو حید اور رسول اکرم ﷺ کی پیروی کا حکم دیں اور کفر و شرک اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت سے روکیں اور آخرت میں تمام کاموں کے انجام اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے۔

(۳۲-۳۳) اور اے محمد ﷺ اگر یہ قریش آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح، نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود، ہود علیہ السلام کی اور قوم صالح، صالح علیہ السلام کی اور قوم ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام کی اور قوم لوط، لوط علیہ السلام کی اور قوم شعیب بھی شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔

(۳۴) اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی ان کی قبیلہ قوم کی طرف سے جھٹلایا گیا ہے، ان کافروں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دی پھر میں نے ان کو عذاب میں جکڑ لیا، سو محمد ﷺ یکھیں میری گرفت کیسی سخت ہوئی۔

(۳۵) غرض کہ کتنی بستیوں والے جن کو بذریعہ عذاب ہم نے ہلاک کیا ہے جن کی حالت یہ تھی کہ وہ شرک اور نافرمانی کرتی تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور اسی طرح ان بستیوں میں کتنے بے کار کنوئیں پڑے ہیں کہ کوئی ان کا مالک اور ان میں سے پانی کھینچنے والا نہیں اور بہت سے بڑے مضبوط قلعے پڑے ہیں کہ کوئی ان میں رہنے والا نہیں۔

(۳۶) تو کیا یہ کفار مکہ اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے علاوہ اور قوموں کا کیا حشر ہوا، اس کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے اور یہ غور و فکر کرنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جائیں کہ حق اور خوف کی بات کو سننے لگیں مگر بات یہ ہے کہ بغیر عبرت کے دیکھنے یا یہ کہ کلمہ شرک سے آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں

بلکہ حق اور ہدایت کی طرف سے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

(۴۷) اور اے محمد ﷺ انصر بن حارث نزول عذاب کے وقت سے پہلے آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں، عذاب کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کبھی اس کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن جس میں ان سے نزول عذاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ دنیا کے سالوں میں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

(۴۸) اور بہت سی بستیوں والے ہیں جن کو میں نے ایک معینہ مدت کے لیے مہلت دی ہے اور وہ ان ہی کی طرح کفر و شرک کی باتیں کرتے تھے، پھر میں نے ان کو دنیا میں بھی سزا دی اور سب کو آخرت میں میری طرف واپس آنا ہوگا۔

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں (۴۹)۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کے لیے بخشش اور آبرو کی روزی ہے (۵۰)۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں (اپنے زعم باطل میں) ہمیں عاجز کرنے کی سعی کی وہ اہل دوزخ ہیں (۵۱)۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اُس کی آرزو میں (دوسرے) ڈال دیتا تھا تو جو (دوسرے) شیطان ڈالتا ہے خدا اُس کو دُور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۲)۔ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (دوسرے) شیطان ڈالتا ہے اُس کو اُن لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے۔ بے شک ظالم پر لے درجے کی مخالفت میں ہیں (۵۳)۔ اور یہ بھی غرض ہے کہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ وہ (یعنی وحی) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل خدا کے آگے عاجزی کریں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا اُن کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے (۵۴)۔ اور کافر لوگ ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت اُن پر ناگہاں آجائے یا ایک نامبارک دن کا عذاب اُن پر واقع ہو (۵۵)۔ اس روز بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ (اور) وہ ان میں فیصلہ کر دے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے (۵۶)۔ اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۴۷ ۝۴۸ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِيْ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۴۹ ۝۵۰ وَمِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُوْلٍ ۚ وَّلَا نَبِيَّۙ اِلَّا اِذَا اَتَمَلٰى الشَّيْطٰنُ فِىْ اَمِيْنِيْهِۙ فَيَسُوْغُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يَحْكُمُ اللّٰهُ اَيْتِهٖۙ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۱ ۝۵۲ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۚ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاِنَّ الظَّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝۵۳ ۝۵۴ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا الْعِلْمُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُوْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْرِجَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝۵۵ ۝۵۶ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً ۙ اَوْ يٰۤاْتِيَهُمْ عَذَابٌ يُّوْمٍ عَقِيْمٍ ۝۵۷ ۝۵۸ اَلَمْ تَكُنْ يَوْمَ مِيْدِنَ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمُ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فِيْ جَنَّتِ النَّعِيْمِ ۝۵۹ ۝۶۰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِِيْنٌ ۝۶۱ ۝۶۲ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَتَلُوْا اَوْ مَا تُؤَلِّزُ رِقَتَهُمْ ۝۶۳ ۝۶۴ اللّٰهُ رَزَقًا حَسَنًا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّٰزِقِيْنَ ۝۶۵ ۝۶۶ لِيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهٗ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝۶۷ ۝۶۸ ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبْ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْ بِهٖ ثُمَّ يُغْنِ عَلَيْهِ لِيُنْصِرْهُ اللّٰهُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۶۹

اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۵۷)۔ اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے۔ اُن کو خدا اچھی روزی دے گا۔ اور بے شک خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۵۸)۔ وہ اُن کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور خدا تو جاننے والا (اور) مُردہ ہمارے (۵۹)۔ یہ (ہات خدا کے ہاں ٹھہر چکی ہے) اور جو شخص (کسی کو) اتنی ہی ایذا دے جتنی ایذا اُس کو دی گئی ہے پھر اُس شخص پر زیادتی کی جائے تو خدا اس کی مدد کرے گا۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے (۶۰)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۴۹) تا (۶۰)

(۴۹) آپ فرمادیجیے مکہ والوں میں تو تمہارے لیے اللہ کی طرف سے ایک ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔

(۵۰) سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے، ان کے گناہوں کی دنیا میں بخشش اور جنت میں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔

(۵۱) اور جو لوگ ہماری آیات یعنی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلاتے رہتے ہیں، وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے، ایسے لوگ جہنمی ہیں۔

(۵۲) بلکہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ واقعہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس رسول نے احکام خداوندی میں سے کچھ پڑھا، یا اس نبی نے کچھ بیان کیا تو شیطان نے اس رسول کے پڑھنے اور اس نبی کے بیان کرنے میں کچھ شبہ ڈال دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان شیطانی شبہات کو اپنے نبی کی زبانی بیان کروادیا تاکہ ان پر کوئی عمل نہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو بیان کر دیتا ہے تاکہ ان پر عمل کیا جائے اور شیطان جو شبہات ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا اور نیست و نابود کر دینے میں حکمت والا ہے۔

شان نزول: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (النح)

ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورہ نجم کی تلاوت فرمائی جس وقت آپ ﷺ اَلرَّائِیُّنَ اَللَّاتِ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الْغَالِیَةِ الْاٰخَرٰی (النح) پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلوا دیے بِلَکَ الْغَوَّابِیُّ الْعَلٰی وَاِنْ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْفَعِی (النح)۔ (کہ ان بڑے بڑے بتوں کی سفارش قبول کی جائے گی) مشرکین کہنے لگے آج سے پہلے ہمارے بتوں کا اچھائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا غرض کہ آپ نے سورت کے اختتام پر سجدہ کیا اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور ابن مردودہؒ نے دوسرے طریقے سے سعید بن جبیرؒ کے ذریعے حضرت ابن عباسؓ سے جہاں

تک میں سمجھتا ہوں یہ روایت نقل کی ہے اور اس سند کے علاوہ اور دوسری سند سے یہ روایت متصلاً مروی نہیں ہے اور صرف امیہ بن خالد اس روایت کو متصلاً بیان کر رہے ہیں، باقی وہ ثقہ اور مشہور آدمی ہیں اور نیز اسی روایت کو امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں واقدیؒ ہے اور ابن مردویہؒ نے کلبیؒ، ابو صالحؒ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اور ابن جریرؒ نے عوفیؒ کے ذریعے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن اسحاقؒ نے اسی روایت کو سیرت میں محمد بن کعبؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ کے ذریعے سے ابن شہابؒ سے اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعبؒ اور محمد بن قیسؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایات قریب قریب ایک ہی مضمون کی ہیں باقی یہ تمام روایات سعید بن جبیرؓ کی سند کے علاوہ جو سب سے پہلے روایت کی ہے ضعیف ہیں یا منقطع، حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ روایت کے کثرت طرق اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت موجود ہے اور پھر جب کہ دو مرسل صحیح طریق بھی اس روایت کے موجود ہیں جنہیں ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے ایک طریق تو ان میں سے زہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کا طریق ہے اور دوسرا داؤد بن ہند عن ابی العالیہ کا طریق ہے اور شیخ ابن عربیؒ اور قاضی عیاضؒ کے اس قول کا کہ یہ سب روایات باطل ہیں، کی کوئی اصلیت نہیں اور کچھ اعتبار نہیں۔☆

(۵۳) تاکہ اللہ تعالیٰ نبی کے اس پڑھنے میں شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دل میں شک و اختلاف کا مرض ہے اور جن کے دل یا دالہی سے بالکل ہی شقی ہیں تاکہ دیکھیں کہ کس پر عمل کرتے ہیں اور واقعی یہ مشرک لوگ جیسا کہ ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی حق اور ہدایت کی بڑی مخالفت اور دشمنی میں ہیں۔

(۵۴) تاکہ جن حضرات کو قرآن کریم اور تورات کا علم دیا گیا وہ اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ یہ حق و باطل کی وضاحت اللہ کی طرف سے ہے اور یہ نبی کی زبان پر جو حق بات ظاہر ہوئی ہے وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کے اس حق کے اظہار کی اور تصدیق کریں اور پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جائیں اور بسر و چشم قبول کر لیں۔

اور واقعی اللہ تعالیٰ ہی ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے راہ راست یعنی دین اسلام دکھاتا ہے۔

☆ یہ واقعہ امام بہقیؒ، قاضی عیاضؒ، محمد بن اسحاقؒ، شیخ ابو منصور ماتریدیؒ اور ابن عربیؒ کی تصریح کے مطابق غیر ثابت، بے سند، موضوع اور گھڑا ہوا ہے۔ اور اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ واللہ اعلم (مترجم)

(۵۵) اور رہ گئے یہ کافر ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی تو یہ ہمیشہ قرآن کریم کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے لیکن محمد ﷺ آپ ان کو اس وقت دیکھنا جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی یا ان پر کسی ایسے دن کا عذاب آپہنچے جس سے چھٹکارا نہیں۔

(۵۶) جیسا کہ بدر قیامت کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی وہ ہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کیے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے کہ تحائف کے ذریعے سے ان کو عزت دی جائے گی۔

(۵۷) اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا اور سخت ترین عذاب ہوگا۔

(۵۸) جن لوگوں نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی پھر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کفار نے قتل بھی کیا یا سفر یا حضر میں وہ انتقال کر گئے تو ان لوگوں میں سے انتقال فرمانے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بہترین ثواب اور ان میں سے جو زندہ ہیں ان کو پاکیزہ اور حلال اموال غنیمت عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۵۹) اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ داخل فرمائے گا جسے وہ اپنے لیے بہت ہی پسند کریں گے یعنی کہ ان کو جنت میں لے جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے ثواب اور ان کی شرافت و بزرگی کو خوب جاننے والا اور جن لوگوں نے ایسے برگزیدہ لوگوں کو قتل کیا ان کی سزا کے موخر کرنے میں بڑا حلیم ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا جو اللہ تعالیٰ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرمائے گا۔

(۶۰) جو شخص دشمن کے ولی کو قتل کرے جیسا کہ اس نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے اور پھر اس دشمن کی طرف سے اس شخص پر ظلم کیا جائے تو مظلوم کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا کہ وہ اسے قتل کر دے گا تو اس سے دیت نہیں لی جائے گی یعنی کسی شخص کے ولی کو قتل کر دیا اور پھر اس قاتل سے ولی مقتول نے دیت وصول کر لی پھر قاتل کی طرف سے زیادتی کی گئی اور اس نے اس ولی مقتول کو بھی قتل کر دیا تو اب اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی یہ جس شخص کے بھائی پر زیادتی کی گئی ہے یہ اس کے لیے انتقام ہے۔

ثَانِ نَزُولٍ: ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایک چھوٹے لشکر کے بارے میں نازل ہوئی جس کو رسول اکرم ﷺ نے روانہ فرمایا تھا چنانچہ راستے میں ان سے مشرکین ایسے وقت میں ملے جب کہ ماہ محرم الحرام

کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اصحاب محمد ﷺ کو قتل کر دو کیوں کہ یہ شہر حرام میں قتال کو حرام سمجھتے ہیں (اس لیے ہم سے جھگڑا نہیں کریں گے موقع اچھا ہے) صحابہ کرام نے ان کو قسمیں دلائیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرایا کہ ہمارے سے جھگڑا مت کرو کیوں کہ ہم شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں سمجھتے مشرکین نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور ان سے قتال کیا اور ان پر زیادتی کی چنانچہ پھر مسلمانوں نے بھی ان سے قتال کیا اور مسلمانوں کی اللہ کی طرف سے مدد کی گئی، اسی کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

یہ اس لیے کہ خدا رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور خدا تو سننے والا دیکھنے والا ہے (۶۱)۔ یہ اس لیے کہ خدا ہی برحق ہے اور جس چیز کو (کافر) خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اس لیے کہ خدا رفیع الشان اور بڑا ہے (۶۲)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا آسمان سے مینہ برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک خدا باریک بین اور خبردار ہے (۶۳)۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے۔ اور بے شک خدا بے نیاز (اور) قابل ستائش ہے (۶۴)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) خدا نے تمہارے زیر فرمان رکھی ہیں۔ اور کشتیاں (بھی) جو اُسی کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر (نہ) گر پڑے مگر اُس کے حکم سے۔ بے شک خدا لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے (۶۵)۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو حیات بخشی۔ پھر تم کو مارتا ہے پھر تمہیں زندہ بھی کرے گا۔ اور انسان تو (بڑا) ناشکرا ہے (۶۶)۔ ہم نے ہر ایک اُمت کے لیے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں۔ تو یہ لوگ تم سے اس امر میں جھگڑا نہ کریں اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو بے شک تم سیدھے رستے پر ہو (۶۷)۔ اگر یہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو تم عمل کرتے ہو خدا اُن سے خوب واقف ہے (۶۸)۔ جن باتوں میں تم اختلاف کرتے

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُوَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۝ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٌ ۝ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَلَا يَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِمْ عِلْمٌ ۝ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝

ہو خدا تم میں قیامت کے روز اُن کا فیصلہ کر دے گا (۶۹)۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے خدا اس کو جانتا ہے۔ یہ

(سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ بے شک یہ سب خدا کو آسان ہے (۷۰)۔ اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی اُس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور نہ اُن کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔ (۷۱)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۶۱) تا (۷۱)

(۶۱) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے تو بعض اوقات دن رات سے لمبا ہوتا ہے اور دن کے اجزا کو رات میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات رات دن سے زیادہ لمبی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(۶۲) یہ اللہ کی قدرت کا اس لیے مظاہرہ کرایا جا رہا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے اور تم اس بات کا یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے اور وہی ہستی میں کامل الوجود ہے اور جن چیزوں کی تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو وہ بالکل ہی بے ہودہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

(۶۳) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے بارش برسائی جس سے زمین نباتات کی وجہ سے سرسبز ہو گئی اللہ تعالیٰ ان نباتات کے نکالنے میں بڑا مہربان اور ان کے پورے مکانات کی خبر رکھنے والا ہے۔

(۶۴) جو کچھ آسمانوں و زمین میں مخلوقات وغیرہ ہیں وہ سب اسی کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں اور وہ اپنے کارخانہ قدرت میں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے یا یہ کہ جو بھی اس کی تعریف کرے ہر قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔

(۶۵) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن اس چیز کی خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور جانوروں کو تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے اور کشتیوں کو بھی تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔

اور وہی قیامت تک کے لیے آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنے حکم سے روکے ہوئے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑی شفقت و رحمت والا ہے۔

(۶۶) اور اسی نے تمہیں کو تمہاری ماؤں کے رحم ہی میں زعفر کی حالت میں زندگی دی اور وہی تمہیں بچپن یا بڑے

ہونے کی حالت میں موت دے گا اور وہی تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کرے گا۔ واقعی بدیل بن ورقاء کافر اور اللہ تعالیٰ اور بعث بعد الموت اور مسلمانوں کے ذبیحہ کا منکر ہے۔

(۶۷) کیوں کہ ہم نے ہر ایک دین والے کے لیے ذبح اور یہ کہ عبادت کا طریقہ متعین کر دیا ہے وہ اپنے دین کے طریقہ پر ذبح کیا کرتے ہیں۔

(۶۸) سوان اعتراض کرنے والوں کو چاہیے اس امر ذبح اور توحید میں آپ سے جھگڑانہ کریں اور نہ آپ کی مخالفت کیا کریں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی توحید کی طرف دعوت دیتے رہیے، یقیناً آپ پسندیدہ صحیح رستہ یعنی اسلام پر ہیں اور اگر یہ پھر بھی ذبح اور توحید کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں اور جکتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذبح کیا ہوا یعنی مردار بہ نسبت اس کے زیادہ حلال ہے کہ جسے تم اپنی چھریوں سے ذبح کرتے ہو تو آپ فرما دیجیے کہ تم میں جو ذبح کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

(۶۹) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم لوگوں کے درمیان عملی فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں یعنی امر ذبح اور توحید کے بارے میں مخالفت کیا کرتے تھے۔

(۷۰) اے محمد ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں (خطاب خاص مراد عام ہے) کہ آسمان والوں میں جو نیکیاں اور زمین والوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں محفوظ ہیں اور لوح محفوظ کے بغیر بھی ان تمام چیزوں کا محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت آسان ہے۔

(۷۱) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کے جواز عبادت پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب اور حجت نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل اور ان مشرکین سے کوئی عذاب خداوندی کو روکنے والا ان کا مددگار نہ ہوگا۔



وَإِذَا تَنَاسَلُ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ

فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا النُّكْرَ بِيَكَادُونَ يَسْطُونَ
بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ بِشَرِّ مَنْ دَلِكُمْ
النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ
يَأْتِيَهُمُ النَّاسُ ضَرْبٌ مَثَلٌ فَاسْتَعِزُّوهُ إِنَّ الَّذِينَ
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ
اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوا
مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۚ مَا قَدَّرُوا لِلَّهِ حِسٌّ
قَدَرَهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ
الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۚ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَرَأَى اللَّهُ تَرْجُعَ
الْأُمُورِ ۚ يَأْتِيَهُمُ الَّذِينَ آمَنُوا وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا
وَاعْبُدُوا وَارْكَعُوا وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ
وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ
إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى
النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ
هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۚ

اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (اُن کی شکل
بگڑ جاتی ہے اور) تم اُن کے چہروں پر صاف طور پر ناخوشی (کے
آثار) دیکھتے ہو۔ قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ اُن کو ہماری آیتیں
پڑھ کر سناتے ہیں اُن پر حملہ کر دیں۔ کہہ دو کہ میں تم کو اس سے بھی
مُری چیز بتاؤں؟ وہ دوزخ کی آگ ہے جس کا خدا نے کافروں
سے وعدہ کیا ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے (۷۲)۔ لوگو! ایک مثال بیان
کی جاتی ہے اسے غور سے سُنو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے
ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع
ہو جائیں اور اگر اُن سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اُسے اُس
سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود
دونوں) گئے گزرے ہیں (۷۳)۔ ان لوگوں نے خدا کی قدر
جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی کچھ شک نہیں کہ خدا زبردست (اور)
غالب ہے (۷۴)۔ خدا فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے
منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بے شک خدا سننے والا
(اور) دیکھنے والا ہے (۷۵)۔ جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے
پیچھے ہے وہ اس سے واقف ہے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی
کی طرف ہے (۷۶)۔ مومنوں کو ع کرتے اور سجدے کرتے اور
اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تا کہ فلاح پاؤ
(۷۷)۔ اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو۔ جیسا جہاد کرنے کا حق
ہے۔ اُس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات)
میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین

(پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ
پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا (کے دین کی رستی) کو مضبوطی
سے پکڑے رہو۔ وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے (۷۸)

تفسیر سورۃ الحج آیات (۷۲) تا (۷۸)

(۷۲) اور جب ان لوگوں کے سامنے قرآن حکیم کی آیتیں جو کہ اوامر و نواہی کے بیان میں خوب واضح ہیں پڑھ کر
سنائی جاتی ہیں تو آپ ان منکرین قرآن کے چہروں پر قرآن کریم سے ناگواری کے آثار دیکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر ابھی حملہ کر دیں جو ان کو قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، آپ ان کفار مکہ سے فرمادیجئے کیا میں تمہیں اس سے زیادہ ناگواری کی چیز بتا دوں جو کہ تم اس دنیا میں مسلمانوں سے کہتے ہو وہ دوزخ ہے کیوں کہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے زیادہ کم نفع والا کسی دین والے کو نہیں دیکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخ ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور تم بھی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہو اور وہ برا ٹھکانا ہے جس کی طرف تم جاؤ گے۔

(۷۳) اے کفار مکہ تمہارے بتوں کی ایک عجیب حالت بیان کی جاتی ہے اس کو غور سے سنو اور قبول کرو وہ یہ کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی تو پیدا کر ہی نہیں سکتے اگرچہ یہ سارے عابد اور یہ سب معبود مل کر بھی کوشش کریں تب بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے (اور یہ تو بڑی بات ہے وہ معبود تو ایسے عاج ہیں) اور اگر مکھی تمہارے ان معبودوں سے کچھ چھین لے جائے جو کچھ تم ان پر شہد ملتے ہو تو تمہارے یہ معبود اس مکھی سے چھڑا ہی نہیں سکتے اور نہ اس کو بھگا سکتے ہیں۔

ایسے ہی یہ بت بیہودہ ہیں اور ایسی ہی مکھی یا یہ کہ ایسا ہی ان کی پرستش کرنے والا بیہودہ ہے اور ایسے ہی ان کے یہ معبود بیہودہ ہیں۔

(۷۴) افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنا چاہیے تھی نہ کی یہ آخری آیت یہود کے اقوال کی تردید میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غنی اور معاذ اللہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں اور یا یہ کہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آرام کیا ان بدتمیزیوں کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی جیسی بڑائی بیان کرنی چاہیے تھی وہ نہ کی، اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی طاقت والا اور یہودیوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔

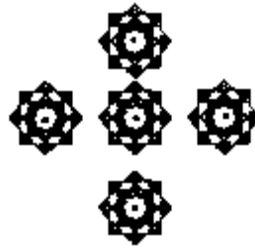
(۷۵) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لیے جس کو چاہتا ہے جن لیتا ہے۔ فرشتوں میں سے جیسے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور اسی طرح آدمیوں میں سے بھی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام ہیں اور جو کفار کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے انجام کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(۷۶) اور وہ ان فرشتوں اور انسانوں کے امور آخرت امور دنیا اور ان سب چیزوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ بتا دے گا۔

(۷۷) لہذا اے ایمان والو نماز میں رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی تابعداری کیا کرو اور نیک اعمال کیا

کرو امید ہے کہ تم غضب الہی اور عذاب الہی سے نجات پاؤ گے۔

(۷۸) بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اسی نے تمہیں اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا اور تم پر دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں کی مثلاً فرمایا کہ جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور جس میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو وہ سیدھے لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لے تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو اس اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے پہلے کتب انبیاء کرام میں تمہارا لقب مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول اکرم ﷺ تمہاری گواہی دینے اور تصدیق کرنے والے ہوں اور تم انبیاء کرام کے لیے ان کی قوموں کے مقابلہ میں گواہ ہو، لہذا پانچوں نمازوں کو وضو، رکوع و سجود کی تکمیل اور اوقات کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو اور دین الہی اور کتاب الہی کو مضبوطی سے پکڑے رہو وہ تمہارا محافظ و کار ساز ہے، سو کیسا اچھا محافظ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔



سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ
هُم لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلرُّجُوعِ حَافِظُونَ ۝
الَّذِينَ عَلَى أَرْوَاحِهِمْ أَوْفَاءٌ لِّمَا نَفَعُوا فِيهَا هُمْ غَيْرُ مَكُولِينَ ۝
فَمِنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ
لِأَمَانَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
يَحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْيَتَامَىٰ
هُم فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ
ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَفْثَةً ۖ فِي قَوَارِعَ مَكِينٍ ۖ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّفُثَةَ عَلَاقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَاقَةَ مُضْغَةً ۖ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا ۖ فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا
ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا ۖ أَمْرًا فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝
ثُمَّ أَنَاكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَنِيثُونَ ۝ ثُمَّ أَنَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُعْثُونَ
وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ قَدْ سَمِعَ طَرَاتِقُ اللَّيْلِ عَنِ الْخَلْقِ خَلْقِينَ ۝
وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْأَرْضِ نَازِلًا عَلَى
ذَهَابٍ بِهٖ لَقِيدُونَ ۝ فَاَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّجِيلٍ
وَأَعْنَابٍ ۖ لَّكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ ۖ وَفِيهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَشَجَرَةً
تَخْرُجُ مِنْ طُورٍ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصَنِيعٌ لِلاَّكِلِينَ ۝
وَإِنَّ لَّكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّشِيقُكُمْ مِّمَّا فِي بَطُونِهَا وَلَكُمْ
فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ ۖ وَفِيهَا تَأْكُلُونَ ۖ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
بے شک ایمان والے رشتہ کار ہو گئے (۱)۔ جو نماز میں عجز و نیاز
کرتے ہیں (۲)۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں
(۳)۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴)۔ اور جو اپنی بٹیمگاہوں کی
حفاظت کرتے ہیں (۵)۔ مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے)
جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں
ملامت نہیں (۶)۔ اور جو ان کے ہوا اوروں کے طالب ہوں وہ
(خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں (۷)۔ اور جو
امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں (۸)۔ اور جو نمازوں کی
پابندی کرتے ہیں (۹)۔ یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں
(۱۰)۔ (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ (اور) اُس
میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱)۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا
کیا ہے (۱۲)۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر
رکھا (۱۳)۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی
ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اُس کو نبی
صورت میں بنادیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت
ہے (۱۴)۔ پھر اس کے بعد تم مرجاتے ہو (۱۵)۔ پھر قیامت کے روز
اٹھا کھڑے کیے جاؤ گے (۱۶)۔ اور ہم نے تمہارے اوپر (کی
جانب) سات آسمان پیدا کیے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں
(۱۷)۔ اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے سے پانی نازل کیا۔
پھر اُس کو زمین میں نصیرا دیا اور ہم اُس کے نالہ و گریہ پر بھی قادر ہیں
(۱۸)۔ پھر ہم نے اُس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے
باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لیے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں
اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو (۱۹)۔ اور وہ درخت بھی (ہم ہی نے
پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے (یعنی زیتون کا درخت کہ)
کھانے کے لیے روغن اور سالن لیے ہوئے اگتا ہے (۲۰)۔ اور
تمہارے لیے چار پايوں میں عبرت (اور نشانی) ہے کہ جو ان کے
پیشوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں۔ اور تمہارے
لیے ان میں (اور بھی) بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی
ہو (۲۱)۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو (۲۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۱) تا (۲۲)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو اٹھارہ آیات اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمات اور چار ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۲-۱) بے شک ان مومنوں نے کامیابی اور نجات پائی اور ان موحدین نے توحید خداوندی کی وجہ سے مقام سعادت کو حاصل کر لیا اور یہی لوگ جنت کے وارث ہوں گے کافر جنت کے وارث نہیں ہوں گے یا یہ کہ ان مومنوں نے جو اپنے ایمان کے ذریعے تصدیق خداوندی کرنے والے ہیں، فلاح اور کامیابی پائی اور فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک کامیابی اور دوسرے اس کامیابی کی بقاء اور دوام (اور یہ دونوں اہل ایمان کو حاصل ہوں گی) اب اللہ تعالیٰ ان مومنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور تکبیر تحریرہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

شان نزول: الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ هُمْسُونَ (النخ)

امام حاکمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس وقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں، اس کے نزول کے بعد سے آپؐ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور اسی روایت کو ابن مردویہ نے انھیں الفاظ میں روایت کیا ہے کہ آپؐ اپنی نماز میں التفات فرماتے تھے اور سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے اسی کو بایں طور روایت کیا ہے کہ آپؐ اپنی نظر گھمایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین سے مرسل روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳-۷) اور جو بیہودہ باتوں اور جھوٹی قسموں سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں اور جو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کو حرام شہوت رانی سے پاک رکھنے والے ہیں لیکن اپنی چاروں بیویوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے کیوں کہ ان پر اس حلال طریقہ میں کوئی الزام نہیں، البتہ جو حلال راستہ کے علاوہ اور مقام پر شہوت رانی کا طلب گار ہو تو ایسے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے حرام اور گندے راستہ کی طرف بڑھنے والے ہیں۔

(۸-۱۱) اور جو لوگ اپنی امانتوں کو جو شرعاً ان کے سپرد کی گئی ہیں جیسا کہ روزہ، وضو، غسل جنابت اور امانت کا مال اور اپنے عہد کا خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہو یا حقوق العباد میں سے ہو پورا کرنے کا پورا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں اور یہی جنت کے وارث

ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اصل مقام ہے اور یہ لوگ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(۱۲-۱۳) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بذریعہ آدم علیہ السلام پیدا کیا پھر ہم نے اس خلاصہ یعنی غذا کو مٹی بنا دیا جو چالیس دن تک ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا جو چالیس روز تک اسی حالت میں رہا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دی جو چالیس دن تک اسی حالت میں رہی، پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزا کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان بوٹیوں پر گوشت اور رگ اور پٹھے چڑھائے، پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنا دیا، سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام ہنرمندوں سے بڑھ کر ہے۔

شان نزول: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ (الغ)

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ موافقت کی چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ ہم بھی لوٹائے جائیں گے، فَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ تو یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہو گئے۔

(۱۵-۱۶) اور پھر تم اس عجیب واقعہ کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔ (۱۷) اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے کہ ان میں سے ایک ایک کے اوپر ہے اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے کہ بغیر کسی حکم اور نہی کے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے۔

(۱۸) اور ہم نے معاشی ضرورت کے مطابق بارش برسائی یا یہ کہ اتنا پانی برسا یا جو تمہاری کفایت کر جائے اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کر دیا اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب اور نہریں بنائیں اور پانی کو زمین میں سے بالکل خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں۔

(۱۹) اور پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لیے باغات پیدا کیے، کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ان باغوں میں تمہارے لیے بکثرت قسم قسم کے میوے ہیں اور ان کو تم بعد میں کھاتے بھی ہو۔

(۲۰) اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں کثرت سے ہوتا ہے نہطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سیناء اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر درخت زیادہ ہوں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل سالن کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۲۱-۲۲) اور تمہارے لیے مویشی بالخصوص اونٹ میں بھی غور کرنے کا مقام ہے ہم تمہیں کو ان میں سے خالص شیریں دودھ پینے کو دیتے ہیں، جو خون اور نجاست کے درمیان سے نکلتا ہے اور تمہارے لیے ان میں اور بھی کئی سواری اور

بار برداری کے بہت سے فوائد ہیں اور ان کے گوشت، دودھ اور بچوں کو کاٹ کر کھاتے پیتے بھی ہو اور اونٹوں پر خشکی میں اور کشتیوں پر سمندر میں سفر کرتے رہتے ہو۔

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے اُن سے کہا کہ اے قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں (۲۳)۔ تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔ تم پر بڑائی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی سنی نہیں (۲۴)۔ اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے۔ تو اس کے بارے میں کچھ مدت انتظار کرو (۲۵)۔ (نوح نے) کہا کہ پروردگار انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر (۲۶)۔ پھر ہم نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آپہنچے اور تنور (پانی سے بھر کر) جوش مارنے لگے تو سب (قسم کے حیوانات) میں سے جوڑا جوڑا (یعنی نر اور مادہ) دو دو کشتی میں بٹھا دو اور اپنے گھر والوں کو بھی۔ سو ان کے جن کی نسبت اُن میں سے (ہلاک ہونے کا) حکم پہلے (صادر) ہو چکا ہے اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے (۲۷)۔ اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (خدا کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَقَالَ الْمَلَأُوا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ مَّا تَصْوَافِهِ مَعْنَىٰ جِنِّ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كُنْتُ بَدِيعًا ۝ فَاوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعْ الْفُلَ ۖ فَأَصْنَعْنَا الْفُلَ ۖ وَوَحَيْنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَاسِئِينَ ۖ وَاهْلِكِ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ۖ ۝ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِ ۖ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۖ وَقُلِ رَبِّ انزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ ۖ وَإِنْ كُنَّا لَبَاطِلِينَ ۖ ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمًا آخَرِينَ ۖ فَارْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

نے ہم کو نجات بخشی ظالم لوگوں سے (۲۸)۔ اور (یہ بھی) دُعا کرنا کہ اے پروردگار ہم کو مبارک جگہ اتار یو اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے (۲۹)۔ بے شک اس (قصے) میں نشانیاں ہیں اور ہمیں تو آزمائش کرنی تھی (۳۰)۔ پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور جماعت پیدا کی (۳۱)۔ اور اُن ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا (جس نے اُن سے کہا) کہ خدا ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۳۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۲۳) تا (۳۲)

(۲۳) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تو حید خداوندی کا اقرار کر لو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تمہیں اس بات کا حکم دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ پھر کیا تم دوسروں کو معبود بنانے سے نہیں ڈرتے۔

(۲۴-۲۵) تو ان کی قوم کے رئیس یہ سن کر عوام سے کہنے لگے کہ نوح علیہ السلام سوائے اس کے کہ تمہاری طرح کے ایک

آدمی ہیں اور کچھ نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعوے سے تم پر فوقیت حاصل کریں اور اگر اللہ کو ہمارے پاس رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو بھیج دیتا، نوح علیہ السلام جو کہتے ہیں، ہم نے اپنے پہلے بڑوں کے زمانہ میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں سنا، نوح علیہ السلام کو جنون ہو گیا ہے تو ان کے مرنے کے وقت تک ان کی حالت کا انتظار کرو۔

(۲۶-۲۷) نوح علیہ السلام نے (مایوس ہو کر) عرض کیا، پروردگار ان پر عذاب نازل کر کے میرا بدلہ لے لے کیوں کہ انھوں نے میری رسالت کو جھٹلایا ہے تو ہم نے ان کے پاس بذریعہ جبریل امین حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پس جس وقت ہمارے عذاب کا وقت قریب آ پہنچے اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہو یا یہ کہ صبح کا کنار ا نکل جائے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک مادہ اس کشتی میں سوار کر لو اور آپ کے متعلقین میں سے جو آپ پر ایمان لائے ان کو بھی سوار کر لو سوائے ان کے جن پر عذاب نازل ہونے کا حکم ہو چکا اور یہ سن لو کہ مجھے اپنی قوم کے کافروں کی نجات کے بارے میں کوئی درخواست مت کرنا وہ سب غرق کیے جائیں گے۔

(۲۸) پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کافروں سے نجات دی۔

(۲۹) اور جس وقت کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا اے میرے رب میرے یہاں اترنے میں برکت فرمائیے، یعنی پانی اور سبزہ کی برکت ہو اور آپ دنیا و آخرت میں سب امانت والوں سے اچھے ہیں۔

(۳۰) اس مشرک قوم کے ساتھ جو ہم نے کیا اس میں بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں خصوصاً مکہ والوں کے لیے تاکہ وہ ایسے لوگوں کی پیروی نہ کریں اور ہم آزمائشوں کے ساتھ یا یہ کہ سزا دے کر آزماتے ہیں۔

(۳۱-۳۲) پھر ہم نے قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا اور ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر لو اور جس خدائے وحدہ لا شریک پر میں تمہیں کو ایمان لانے کے لیے کہتا ہوں اس کے علاوہ اور کوئی اللہ نہیں کیا تم پھر غیر اللہ کی عبادت سے ڈرتے نہیں ہو۔



وَقَالَ الْمَلَأَمِنْ قُوِيهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِذْعَارِ
الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ لَا كَلِمَ
مِثْلُكُمْ لَكُمْ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا
مِثْلَكُمْ لَأَكْفِرَنَّ أَزْوَاجُكُمْ مِنْكُمْ إِذَا عَمِرْتُمْ وَلَتَكُنَّ لَكُمْ
وَعِظَامًا لَكُمْ فَخَرَجُونَ هِيَئَاتِ هِيَئَاتِ لِمَا تَعْدُونَ
إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَعْنُ بِبَعُوثِينَ
إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَأَنَّا نَحْنُ لَ
بِؤْمُرِينَ قَالَ رَبُّهُمُ إِنَّا كَذَّبُونَ قَالَ عَنَّا قَلِيلٌ
لَيُصْبِحُنَّ نَارِينَ فَآخَذَ لَهُمُ الصَّيْحَةُ بِأَنفُسِهِمْ فَبُجِّلُوا فَمَاءٌ
فَبَعْدَ الْقَوْرِ الظَّالِمِينَ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخِرِينَ
مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ثُمَّ أَرْسَلْنَا
رُسُلَنَا تَتْرًا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رُسُلُنَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ
بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبَعْدَ الْقَوْرِ لَا يُؤْمِنُونَ ثُمَّ
أَرْسَلْنَا مُوسَى وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ
إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ فَفَقَأُوا
الْأَنْفُسَ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِدُونَ فَكَذَّبُواهُمَا
فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ
يَهْتَدُونَ وَجَعَلْنَا إِبْرَاهِيمَ وَمَرْيَمَ وَآلَةَ آيَةَ وَأَوْنَيْنَاهُمَا إِلَى رُبُونَا
بِذَاتِ قُرْبَاهِ وَمَعِينٍ

تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو نچوٹ سمجھتے
تھے۔ اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے
لگے کہ یہ تو تمہارے جیسا آدمی ہے۔ جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی
طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو (پانی) تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے
(۳۳)۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھالے میں
پڑ گئے (۳۴)۔ کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو
جاؤ گے اور استخوان (کے) ہوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین سے)
ٹکالے جاؤ گے؟ (۳۵)۔ جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے
(بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے (۳۶)۔ زندگی تو یہی ہماری دنیا کی
زندگی ہے کہ (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہم پھر نہیں
اٹھائے جائیں گے (۳۷)۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر
نچوٹ افترا کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں (۳۸)۔ پیغمبر نے
کہا اے پروردگار انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے تو میری مدد کر
(۳۹)۔ فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصے میں پشیمان ہو کر رہ جائیں گے
(۴۰)۔ تو اُن کو (وعدہ برحق کے مطابق) زور کی آواز نے آن پکڑا تو
ہم نے اُن کو گھوڑا کر ڈالا۔ پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے (۴۱)۔ پھر
اُن کے بعد ہم نے اور جماعتیں پیدا کیں (۴۲)۔ کوئی جماعت اپنے
وقت سے نہ آگے جاسکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (۴۳)۔ پھر ہم
پے در پے اپنے پیغمبر بھیجے رہے۔ جب کسی امت کے پاس اُس کا
پیغمبر آتا تھا تو وہ اُسے جھٹلا دیتے تھے۔ تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے
(ہلاک کرتے اور اُن پر عذاب) لاتے رہے اور اُن کے افسانے
بناتے رہے پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن پر لعنت (۴۴)۔ پھر ہم

نے موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دے کر بھیجا (۴۵)۔ (یعنی) فرعون اور اُسکی جماعت کی طرف۔ تو
انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے (۴۶)۔ کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور اُن کی قوم کے لوگ
ہمارے خدمت گار ہیں (۴۷)۔ تو اُن لوگوں نے اُن کی تکذیب کی سو (آخر) ہلاک کر دیے گئے (۴۸)۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی
تھی کہ وہ لوگ ہدایت پائیں (۴۹)۔ اور مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اُن کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور اُن کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے
کے لائق تھی اور جہاں (نظر اہوا) پانی جاری تھا پناہ دی تھی (۵۰)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۳۳) تا (۵۰)

(۳۳) ان پیغمبر کی قوم میں سے جو رئیس تھے اور جنہوں نے کفر کر لیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے
ان کو مال و اولاد بھی دیا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ رسول تو تمہاری طرح ایک عام آدمی ہیں یہ وہی کھاتے ہیں جو کہ تم کھاتے
ہو اور وہی پیتے ہیں جیسا کہ تم پیتے ہو۔

- (۳۴) اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کا کہا مان لو تو واقعی تم بے وقوف اور خسارے میں ہو۔
- (۳۵-۳۶) کیا یہ رسول تم سے یہ کہتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے، یہ ناممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔
- (۳۷) بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے اس میں باپ دادا مرتے ہیں اور اولاد پیدا ہوتی ہے اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔
- (۳۸) یہ رسول ایسا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ہم تو ہرگز اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے پیغمبر نے دعا کی اے میرے رب ان پر عذاب نازل کر کے میری مدد کر کیوں کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔
- (۳۹-۴۰-۴۱) اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا، اس تکذیب پر نزول سزا کے وقت عنقریب یہ پچھتائیں گے چنانچہ ان کو جبریل امین کی آواز نے سخت عذاب کے ساتھ آ پکڑا، پھر ہلاک کرنے کے بعد ہم نے ان کو خس و خاشاک کی مانند کر دیا تو ان کافروں کے لیے اللہ کی مار اور رحمت خداوندی سے رسوائی اور محرومی ہے۔
- (۴۲) اور پھر ہم نے ان کی ہلاکت کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا، ایک امت کے بعد دوسری امت ان کے زمانہ سے لے کر اٹھارہ سال تک اور اٹھارہ سال کے عرصے کو ایک قرن کہتے ہیں۔
- (۴۳) ان امتوں میں سے کوئی امت نہ اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتی ہے۔
- (۴۴) پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا جب کسی امت کے پاس اس امت کا رسول اللہ کے احکام لے کر آیا اور انھوں نے اس رسول کو جھٹلایا۔ تو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے ان کی کہانیاں بنادیں کہ ان کے زمانہ میں وہ سنائی جانے لگیں تو اللہ کی رحمت سے دور ہیں وہ لوگ جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔
- (۴۵) پھر ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنی نشانیاں اور کھلا معجزہ دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔
- (۴۶) تو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آیات تسعہ پر ایمان لانے سے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی موسیٰ علیہ السلام کے مخالف اور ایمان سے تکبر کرنے والے۔
- (۴۷) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر یعنی موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام پر جو کہ ہماری ہی طرح ہیں ایمان لے آئیں حالاں کہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے غلام ہیں۔
- (۴۸-۴۹) غرض کہ وہ لوگ ان دونوں کی رسالت کو جھٹلاتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب دریا میں غرق کیے گئے اور ہم نے موسیٰ کو توریت عطا کی تاکہ وہ لوگ گمراہی سے ہدایت پائیں۔
- (۵۰) اور ہم نے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنایا کہ بغیر باپ کے اور بغیر کسی انسانی تعلق کے پیدا ہوئے یہ دونوں کے لیے قدرت کاملہ کی عظیم نشانی ہے اور ہم نے ان دونوں کو ایسی بلند زمین میں لے جا کر پناہ دی جو پھلوں کی وجہ سے اور نہر جاری ہونے کی وجہ سے سرسبز و شاداب جگہ تھی یعنی دمشق۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

وَأَعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۖ وَإِنْ هَذِهِ أَفْئَتُكُمْ
أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ ۖ وَإِنَّا نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ فَتَقْرَأُوا أَمْرُهُمْ بَيْنَهُمْ
زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۖ قَدْ زُهِمٌ فِي غُرَّتِهِمْ
حَتَّىٰ حِينٍ ۖ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا لَبِذُ هُمْ بِهِ مِنْ تَالٍ وَبَيْنٍ ۖ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ
خَشِيَةِ رَبِّهِمْ فُشِّقُوا ۖ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۖ
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِمْ لَا يَشْرِكُونَ ۖ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا
وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ ۖ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۖ أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ
فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۖ وَلَا تَكِلْ فَنَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ بَلْ قُلُوبُهُمْ
فِي غُرَّتِهِمْ مِنْ هَذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ فَمِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۖ
حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجُورُونَ ۖ لَا تَعْبُرُوا
الْيَوْمَ أَرْبَابَكُمْ مَنَّا لَا تَنْصُرُونَ ۖ قَدْ كَانَتْ لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ فَنَكُتُكُمْ
عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْكَبُونَ ۖ مُنْسِكِبِينَ ۖ سِيرًا أَنَّهُمْ جُورُونَ ۖ
أَقْلَمُوا بِذِٰلِكَ الْقَوْلِ ۖ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۖ
أَمْ لَمْ يُنَبِّهُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۖ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ
بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ ۖ أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۖ وَلَوْ أَرَادَ الْحَقُّ
أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۖ بَلْ أَتَيْنَهُمْ
بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۖ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خُورًا فَتَقُولُونَ
خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۖ وَإِنَّكَ لَتَلَذَّاعٌ ۖ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصَّراطِ لَنُكَيْبُونَ ۖ
وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلْجَوَانِ طُغْيَانُهُمْ
يَعْمَلُونَ ۖ وَلَقَدْ أَخَذْنَا لَهُمْ بَالًا إِذِ اسْتَعَاذُوا بِالرَّبِّهِمْ
وَمَا يَنْصَرِعُونَ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ بَابًا إِذَا عَذَابٌ
بِشَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۖ

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو
میں اُن سے واقف ہوں (۵۱)۔ اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت
میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے
ڈرو (۵۲)۔ تو پھر آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا
کر دیا۔ جو چیز جس فریق کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے
(۵۳)۔ تو اُن کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں رہنے دو
(۵۴)۔ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو دنیا میں اُن کو مال اور
پیسوں سے مدد دیتے ہیں (۵۵)۔ (تو اس سے) اُن کی بھلائی
میں جلدی کر رہے ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں (۵۶)۔ جو
لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں (۵۷)۔ اور جو اپنے
پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸)۔ اور جو اپنے پروردگار
کے ساتھ شرک نہیں کرتے (۵۹)۔ اور جو دے سکتے ہیں وہ دیتے
ہیں اور اُن کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن کو اپنے
پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۶۰) یہی لوگ نیکوں میں جلدی
کرتے ہیں اور یہ ہی اُن سے آگے نکل جاتے ہیں (۶۱)۔ اور
ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے
پاس کتاب ہے جو سچ کچھ کہہ دیتی ہے اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا
(۶۲)۔ مگر اُن کے دل ان باتوں کی طرف سے غفلت میں (پڑے
ہوئے) ہیں اور ان کے سوا اور اعمال بھی ہیں جو یہ کرتے رہتے
ہیں (۶۳)۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن میں سے آسودہ حال
لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اُس وقت چلائیں گے (۶۴)۔ آج مت چلاؤ
تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی (۶۵)۔ میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ
کر سنائی جاتی تھیں اور تم اُلٹے پاؤں پھر پھر جاتے تھے (۶۶)۔ اُن
سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے، اور بیہودہ بکواس
کرتے تھے (۶۷)۔ کیا انہوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا اُن
کے پاس کچھ ایسی چیز آئی ہے جو اُن کے اگلے باپ دادا کے پاس
نہیں تھی (۶۸)۔ یا یہ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں اس وجہ سے
اُن کو نہیں مانتے (۶۹)۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے (نہیں)

بلکہ وہ اُن کے پاس حق لیکر آئے ہیں اور اُن میں اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰)۔ اور اگر خدا نے برحق اُن کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو اُن میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں۔ بلکہ ہم نے اُن کے پاس اُن کی نصیحت (کی کتاب) پہنچادی ہے اور وہ اپنی (کتاب) نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں (۷۱)۔ کیا تم اُن سے (تبلیغ کے صلے میں) کچھ مال مانگتے ہو۔ تو تمہارے پروردگار کا مال بہت اچھا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (۷۲)۔ اور تم تو اُن کو سیدھے رستے کی طرف بلاتے ہو (۷۳)۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۷۴)۔ اور اگر ہم اُن پر رحم کریں اور جو تکلیفیں اُن کو پہنچ رہی ہیں وہ دور کر دیں تو اپنی سرکشی پر اڑے رہیں (اور) بھٹکتے (پھریں) (۷۵)۔ اور ہم نے اُن کو عذاب میں بھی پکڑا تو بھی اُنہوں نے خدا کے آگے عاجزی نہ کی اور وہ عاجزی کرتے ہی نہیں (۷۶)۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو اُس وقت وہاں نا اُمید ہو گئے (۷۷)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۵۱) تا (۷۷)

(۵۱) اے محمد ﷺ حلال چیزیں کھاؤ اور خوب نیک کام کرو، آپ اور آپ کی امت جو نیک کام کرتی ہے میں اس کے ثواب سے خوب واقف ہوں۔

(۵۲) یہ ہے تمہارا طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہے تمہارا پسندیدہ دین اور میں تمہارا رب حقیقی وحدہ لا شریک ہوں کہ اس عظیم نعمت کے ساتھ میں نے تمہیں کو سرفراز کیا، سو تم میری ہی اطاعت کرو۔

(۵۳) تو ان امتوں نے اپنے دین میں اپنا طریقے سے الگ الگ مختلف فرقے بنائے، جیسے یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس، ہر ایک گروہ اور جماعت کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔

(۵۴) اے محمد ﷺ آپ ان کو ان کی جہالت میں نزول عذاب کے وقت تک یعنی بدر کے واقعہ تک یوں ہی رہنے دیجیے۔

(۵۵-۵۶) یہ مختلف گروہ والے کیا یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم ان کو دنیا میں جو مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو دنیا میں جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ان سے آخرت میں پوچھ گچھ ہوگی اور یہ اس کی وجہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کو دنیا میں فائدہ پہنچایا اور آخرت میں ہم ان کو ذلیل و رسوا کریں گے۔

(۵۷-۶۱) اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اوصاف بیان فرماتا ہے جنہیں حقیقی طور پر دنیا میں جلدی جلدی فائدے پہنچائے جاتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس ایمان میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور جو کچھ صدقہ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ مال خرچ کرتے ہیں، سو کرتے ہیں یا یہ کہ جو کچھ نیک اعمال کرتے ہیں سو کرتے ہیں اور باوجود اس دینے کے ان

کے دل اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں کہیں ایسا نہ کہ وہاں آخرت میں یہ چیزیں قابل قبول نہ ہوں ایسی خوبیوں والوں کو ہماری طرف سے بہت جلد فائدہ پہنچایا جائے گا۔

اور یہ لوگ اعمال صالحہ میں سبقت کر رہے ہیں اور اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کرنے میں اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

(۶۲) اور ہم تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے اور ہمارے پاس ایک دفتر نامہ اعمال کا محفوظ ہے جس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں لکھی ہوئی ہیں جو ٹھیک ٹھیک عدل و انصاف کے ساتھ سب کا حال بتا دے گا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی اور ان کی برائیوں میں کوئی ذرہ برابر اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

(۶۳) بلکہ ان مکہ والوں یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے دل اس قرآن کریم کی طرف سے جہالت اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور جن نیکیوں کا آپ ان کو حکم دیتے ہیں ان کے علاوہ برائیاں ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں جن کو یہ دنیا میں اپنے وقت آنے تک کر رہے ہیں۔

(۶۴) یہاں تک کہ جب ہم ان کے سرکشوں اور امراء و رؤساہ شام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ، شیبہ وغیرہ پر سات سالہ قحط سالی کا عذاب نازل کریں گے تو یہ چیخ و پکار شروع کر دیں گے۔

(۶۵) آپ ان سے فرما دیجیے آج کے دن ہمارے عذاب سے چیخ و پکار مت کرو کیوں کہ ہمارا عذاب تم سے ٹالا نہیں جائے گا۔

(۶۶-۶۷) قرآن حکیم تمہیں پڑھ کر سنایا جایا کرتا تھا اور تمہارے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹتے تھے اور بیت اللہ شریف کی وجہ سے خود کو بڑا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں اور کہتے تھے مشغلہ اس کے چاروں طرف ہے اور رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور قرآن کریم کی شان میں تم لوگ بیہودہ باتیں بکتے تھے۔

شان نزول: مُسْتَلْبِسِينَ بِهِ (الخ)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش قوم بیت اللہ کے گرد قہے کہانیاں کہا کرتی تھی اور طواف نہیں کرتی تھی اور پھر اس پر فخر کرتے چنانچہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۶۸) کیا ان لوگوں نے اس قرآن کریم میں اور جو کچھ اس میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں غور نہیں کیا یا ان مکہ والوں کے لیے امن و برأت کی کوئی دستاویز آگئی۔

(۶۹) یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہیں تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔

(۷۰) یا یہ وجہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے پاس قرآن کریم اور توحید و رسالت لے کر آئے اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۱) اور اگر بالفرض واقعہ پر خدا ان کے خیالات کے مطابق ہو جاتا کہ آسمان میں بھی ایک اللہ اور زمین پر بھی ایک اللہ تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم نے ان کے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا جس میں ان کی عزت اور شرافت ہے سو یہ لوگ اپنی شرافت و عزت کی چیز کو بھی جھٹلاتے ہیں۔

(۷۲) کیا اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کرتے، سو یہ بھی غلط ہے کیوں کہ آمدنی تو آپ کی جو جنت میں ہے اس تمام دولت سے بہتر ہے جو ان کے پاس دنیا میں ہے اور وہ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

(۷۳) بلکہ آپ تو ان کو صراطِ مستقیم یعنی دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔

(۷۴) اور ان لوگوں کی جو مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ وہ دین خداوندی سے دور ہوتے جاتے ہیں۔

(۷۵) اور اگر ہم ان مکہ والوں پر مہربانی فرمادیں اور ان کو بھوک کی جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ پھر بھی کفر اور گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔

(۷۶) اور ہم نے ان کو بھوک اور قحط سالی کے عذاب میں گرفتار بھی کیا ہے سو یہ لوگ نہ اپنے پروردگار کے سامنے توحید کے قائل ہو کر جھکے اور نہ عاجزی اختیار کر کے ایمان لائے۔

شان نزول: وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُ شَهْمًا بِالْعَذَابِ (النخ)

امام نسائیؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیانؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ میں آپ کو اللہ کی اور رشتہ داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے خون اور مردار تک کھا لیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور عاجزی اختیار کی اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے کہ ابن ابیاز حنفیؒ جب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو وہ قیدی تھے آپ نے ان کو رہا کر دیا چنانچہ وہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر وہاں سے واپس آئے تو مکہ والوں اور یمامہ والوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی یہاں تک نوبت آگئی کہ قریش نے مردار تک کھائے اس کے بعد ابوسفیانؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور

کہنے لگے کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا یقیناً تو ابوسفیان کہنے لگے تو باپ دادا تو تمہاروں سے قتل کر دیے گئے اور اولاد بھوک سے مر گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۷) اے محمد ﷺ ان کی یہ حالت اس وقت تک ہے کہ جب ہم ان پر قحط سالی کے عذاب کا سخت دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت یہ ہر ایک بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

اور وہی تو ہے جس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم کم شکر گزاری کرتے ہو (۷۸)۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب جمع ہو کر جاؤ گے (۷۹)۔ اور وہی ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور رات اور دن کا بدلتے رہتا اسی کا تعارف ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟ (۸۰)۔ بات یہ ہے جو اگلے (کافر) کہتے تھے اسی طرح کی (بات یہ) کہتے ہیں (۸۱)۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور استخوان (بوسیدہ کے ہوا کچھ) نہ رہے گا تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ (۸۲)۔ یہ وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے (الحق) یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (۸۳)۔ کہو اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) زمین اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) کس کا مال ہے (۸۴)۔ جھٹ بول اٹھیں گے کہ خدا کا۔ کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں (۸۵)۔ (ان سے) پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے۔ اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے) (۸۶)۔ بے ساختہ کہہ دیں گے

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُعْطِي وَهُوَ الَّذِي يَخْتَلِفُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ بَلْ قَالُوا امْشِلْ مَا قَالُوا لَوْلَا ۝ قَالُوا أَإِذَا دُئِيتُنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِن قَبْلُ إِن هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَن يَمْلِكُ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيبُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَلِي تَسْحَرُونَ ۝ بَلْ أَتَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذْ يَذْهَبُ كُلُّ إِلَٰهٍ مَّا خَلَقَ وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَنَ اللَّهِ عَنَّا يَصِفُونَ ۝ عَلَيْهِمُ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ فَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

کہ (یہ چیزیں) خدای کی ہیں۔ کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں (۸۷)۔ کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ نہیں دے سکتا (۸۸)۔ فوراً کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) خدای کی ہے کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے (۸۹)۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اُن کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور یہ (جو بہت پرستی کیے جاتے ہیں) بیشک ٹھوٹے ہیں (۹۰)۔ خدا نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر غالب آ جاتا۔ یہ لوگ جو کچھ (خدا کے بارے میں) بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے (۹۱)۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے اور (مشرک) جو اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اس کی شان اس سے اونچی ہے (۹۲)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۷۸) تا (۹۴)

(۷۸) بالخصوص مکہ والواللہ تعالیٰ ایسا قادر و منعم ہے کہ اس نے تمہارے سننے کے لیے کان اور دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سوچنے اور سمجھنے کے لیے دل بنائے، مکہ والو تم پر یہ جتنے انعامات و احسانات فرمائے تم اس کی نسبت بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

(۷۹) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین میں تمہیں پھیلا رکھا ہے اور تم مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش کیے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۸۰) اور وہ ایسا ہے جو حشر کے لیے سب کو زندہ کرے گا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور دن رات کی تبدیلی اور ان کا آنا جانا اور گھٹنا اور بڑھنا اور رات کا تاریک کرنا اور دن کو روشن کرنا یہ سب چیزیں اسی کے دائرہ اختیار میں ہیں اور یہ سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرے گا تو ان دلائل کے بعد بھی تم بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندگی کی تصدیق نہیں کرتے۔

(۸۱-۸۲) بلکہ یہ کفار مکہ بھی بعث بعد الموت کی اسی طرح تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے کافر لوگ تکذیب کرتے چلے آتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مر جائیں گے اور ہم مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۸۳) اے محمد ﷺ آپ جس چیز کا ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا اس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے آپ جو بیان کرتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند اگلوں کی منقول شدہ باتیں ہیں۔

(۸۴) نبی کریم ﷺ آپ جو بابائوں فرما دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ زمین اور یہ جو اس پر مخلوقات رہتی ہے، یہ کس کی ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔

(۸۵-۸۶) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر کیوں غور و فکر نہیں کرتے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور آپ ان سے یہ بھی فرمائیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے۔

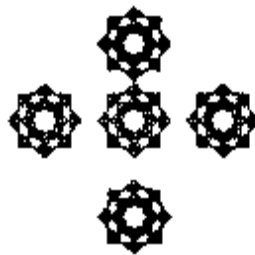
(۸۷) اس کا بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ پھر تم غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۸۸-۸۹) آپ ان سے یہ بھی فرمائیے اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا یا یہ مطلب ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو اس کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔ اس بات کا جواب دو اگر تمہیں کچھ خبر ہے۔

البتہ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں تو آپ ان سے اس وقت کہیے کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیوں تکذیب کر رہے ہو۔ یا یہ کہ آپ دیکھیے یہ کیسے جھوٹ کی طرف جا رہے ہیں۔

(۹۰-۹۱) بلکہ ہم نے تو ان کے نبی کریم کے پاس قرآن کریم بذریعہ جبریل پہنچایا ہے جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور یقیناً یہ خود ہی اپنے اس قول میں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا، نہ انسانوں میں اور نہ بقول ان کے فرشتوں میں سے اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی شریک ہے، اگر بقول ان کے ایسا ہوتا تو ہر ایک اللہ اپنی مخلوق کو تقسیم کر کے جدا کر لیتا اور اس پر اپنی سلطنت جمالیتا اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے غالب آجاتا۔ اللہ تعالیٰ تو ان نازیبا باتوں سے ماوراء، پاک اور برتر ہے جو لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔

(۹۲) وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں یا یہ کہ آئندہ ہونے والی ہیں اور آشکارا کا بھی یا یہ کہ جن چیزوں کا ظہور ہو چکا ان کا بھی غرض، کہ ان لوگوں کے شرک سے کہ یہ بتوں کو اس کا شریک قرار دیتے وہ بالاتر اور منزہ ہے۔



قُلْ رَبِّ

إِنَّمَا تُرِيدُنِي مَا يُوعَدُونَ ۖ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ ۖ وَإِنَّا عَلَيَّ أَنْ تُرِيدَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدْ رُؤُونُ ۖ
إِذْ فُتِحَ بِآيَتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ۖ ثُمَّ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۖ
وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ۖ وَأَعُوذُ بِكَ
رَبِّ أَنْ يُخْضِرُونُ ۖ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
رَبِّ ارْجِعُونِ ۖ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۖ كَلَّا إِنَّمَا
كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۖ
فَإِذَا فُتِحَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۖ
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۖ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ
خَالِدُونَ ۖ تَلْفَحُ وَجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۖ
أَلَمْ تَكُنْ أَتَقُولُ عَلَىٰ عِلْمِكُمْ فُكِنْتُمْ بِهَا تَكْذِبُونَ ۖ قَالُوا
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۖ رَبَّنَا
أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۖ قَالَ اخْسَرُوا فِيهَا
وَلَا تُكَلِّمُونِ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ
رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۖ
فَاتَّخَذُوا لَهُمْ سَخِرْيَا حَتَّىٰ أَسْوَأَ الَّذِي لَكَ وَكُنْتُمْ فِيهِمْ
تَضْحَكُونَ ۖ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا ۖ إِنَّهُمْ هُمُ
الْفَازُونَ ۖ قُلْ كَمْ لَكُمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۖ
قَالُوا الْبَيْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضُ يَوْمٍ فَسَلِّ الْعَادِينَ ۖ قُلْ
إِنْ لَّبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَتَاكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ أَفَحَسِبْتُمْ
أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۖ فَتَعْلَىٰ اللَّهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۖ وَمَنْ
يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ
عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۖ وَقُلْ رَبِّ
اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

(اے محمد ﷺ) کہو کہ اے پروردگار جس عذاب کا ان (کفار) سے
وعدہ ہو رہا ہے، اگر تو میری زندگی میں اُن پر نازل کر کے مجھے بھی
دکھا دے (۹۳)۔ تو اے پروردگار مجھے (اس سے محفوظ رکھے اور)
ان ظالموں میں شمار نہ کیجیے (۹۴)۔ اور جو وعدہ ہم اُن سے کر رہے
ہیں ہم تم کو دکھا کر اُن پر نازل کرنے پر قادر ہیں (۹۵)۔ اور بُری
بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو اور یہ جو کچھ
بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے (۹۶)۔ اور کہو کہ اے
پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں
(۹۷)۔ اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ
میرے پاس آ موجود ہوں (۹۸)۔ (یہ لوگ اسی غفلت میں رہیں
گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے گی
تو کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے پھر (دنیا میں) واپس بھیج دے
(۹۹)۔ تاکہ میں اُس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں۔
ہرگز نہیں یہ ایک (ایسی) بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہوگا
(اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا) اور ان کے پیچھے برزخ ہے
(جہاں وہ) اُس دن تک کہ (دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے (رہیں
گے) (۱۰۰)۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو اُن میں قرابتیں
ہوں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (۱۰۱)۔ تو جن کے
(عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں
(۱۰۲)۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں
نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا، ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے
(۱۰۳)۔ آگ اُن کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں
تیوری چڑھائے ہوں گے (۱۰۴)۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر
نہیں سنائی جاتی تھیں (نہیں) تم اُن کو سنتے تھے (اور) سمجھتے
تھے (۱۰۵)۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری کم بخشتی غالب ہو گئی
اور رستے سے بھٹک گئے (۱۰۶)۔ اے پروردگار ہم کو اس میں سے
نکال دے۔ اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے

(۱۰۷)۔ (خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو (۱۰۸)۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو دُعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تُو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۰۹)۔ تو تم اُن سے تمسخر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے۔ اور تم (ہمیشہ) اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے (۱۱۰)۔ آج میں نے اُن کو اُن کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ کامیاب ہو گئے (۱۱۱)۔ (خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے (۱۱۲)۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے شمار کرنے والوں سے پوچھ کیجیے (۱۱۳)۔ (خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے کاش تم جانتے ہوتے (۱۱۴)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے (۱۱۵)۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان اس سے) اونچی ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) عرش بزرگ کا مالک ہے (۱۱۶)۔ اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اُس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب خدا ہی کے ہاں ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ کافر ستگاری نہیں پائیں گے (۱۱۷)۔ اور خدا سے دُعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

تفسیر سورۃ المؤمنون آیات (۹۲) تا (۱۱۸)

(۹۲-۹۳) اے محمد ﷺ آپ دعا کیجیے کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھادیں تو بدر کے دن ان کافروں کے ساتھ مجھ کو شامل نہ کیجیے۔

(۹۵) اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ بدر کے دن آپ کو بھی دکھادیں ہم اس بات پر قادر ہیں۔
(۹۶) اور آپ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے شرک کا دفعیہ کلمہ طیبہ کے ساتھ کر دیا کیجیے یا یہ کہ اپنے سے ان کی بدتمیزیوں کا دفعیہ سلامتی اور اچھے طریقہ پر کر دیا کیجیے اور ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ آپ کی نسبت جھوٹ کہا کرتے ہیں۔

(۹۷) اور آپ یہ بھی دعا کیجیے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے کہ جن سے انسان سے خلاف مصلحت کام سرزد ہو جائے۔

(۹۸) اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے پاس بھی آئیں خواہ نماز میں یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا موت کے وقت۔

(۹۹) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر ”ملک الموت“ اور ان کے مددگار ان کی رو میں قبض کرنے کے لیے آکھڑے ہوں تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دنیا میں پھر واپس کر دیجیے۔

(۱۰۰) تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اور وہاں آپ کی تکذیب کی ہے تو پھر وہاں جا کر نیک کام کروں اور آپ پر

ایمان لاؤں، اللہ تعالیٰ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہرگز اس کو دنیا کی طرف واپس نہیں کیا جائے گا، یہ واپس ہونے کی درخواست اس کی ایک بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور یہ اسے کوئی سودمند نہ ہوگی اور ان لوگوں کے آگے ایک چیز آڑ کی آنے والی ہے یعنی قبر یہاں تک کہ ان کو قبروں سے اٹھایا جائے۔

(۱۰۱) پھر جب بعث بعد الموت کے لیے صور پھونکا جائے گا تو ان میں باہمی جوڑ شے ناتے تھے قیامت کے دن وہ بھی باقی نہیں رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

(۱۰۲-۱۰۳) سو جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے ہی لوگ غصہ خداوندی اور اس کے عذاب سے دور ہوں گے اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ اس سے نکالے جائیں گے۔

(۱۰۴) ان کے چہروں کو جہنم کی آگ جھلستی ہوگی اور ان کی ہڈیوں اور گوشت کو آگ جلا کر ختم کر دے گی اور دوزخ میں ان کی صورتیں سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

(۱۰۵) اور ان سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیوں کیا میری آیات یعنی قرآن کریم دنیا میں تمہیں پڑھ کر سنایا نہیں جایا کرتا تھا اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(۱۰۶) کفار دوزخ ہی میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار واقعی ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا جو ہمارے بارے میں لکھی جا چکی تھی سو ہم اپنے ارادہ سے ایمان نہیں لائے اور واقعی ہم کافر تھے۔

(۱۰۷) اے ہمارے پروردگار ہمیں اس جہنم سے اب نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو بے شک ہم پورے قصور وار ہیں۔

(۱۰۸) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو۔

(۱۰۹) میرے بندوں میں ایک گروہ ایمانداروں کا تھا جو مجھ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے سو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور ہمیں عذاب نہ دیجیے، آپ ہم پر والدین سے بھی زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔

(۱۱۰) سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا یہاں تک اس کا مشغلہ کیا کہ ان کے مشغلہ نے تمہیں ہماری توحید اور ہماری

یاد بھی بھلا دی اور تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۱) میں نے انھیں آج ان کے صبر کا بدلہ جنت کی صورت میں دیا کیوں کہ وہ میری اطاعت پر ثابت قدم رہے اور تمہاری تکالیف پر انھوں نے صبر کیا اور یہی حضرات جنت کے ملنے اور دوزخ سے نجات حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔

یہ آیت مبارکہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ لوگ حضرت سلمان فارسیؓ اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(۱۱۲) ارشاد خداوندی ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے کتنی مدت قبروں میں رہے ہو گے۔
(۱۱۳) وہ جواب دیں گے بہت رہے ہوں گے تو ایک دن، پھر اس میں بھی ان کو شک ہو جائے گا تو بولیں گے یا ایک دن سے بھی کم ہم رہیں ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے یا ملک الموت اور ان کے مددگاروں سے پوچھ لیجیے۔

(۱۱۴) ارشاد خداوندی ہوگا خیر بہ نسبت دوزخ کے قیام کے تم قبروں میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا اگر تم میرے حکم کی تصدیق کرتے۔

(۱۱۵) یا یہ کہ ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا خوب ہوتا اگر تم دنیا میں اس چیز کو سمجھتے اور میرے انبیاء کرام کی تصدیق کرتے تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ تم قبروں میں کم ہی رہے ہو۔

مکہ والو خصوصاً کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے کہ اوامر و نواہی اور ثواب و عذاب کا تم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ تم مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔

(۱۱۶) سو اللہ تعالیٰ بہت ہی عالی شان ہے اور جو اولاد اور شریک سے منزہ اور بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۱۱۷) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بتوں وغیرہ کی عبادت کرے جس کے معبود ہونے پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو اس کو آخرت میں عذاب ملے گا۔ یقیناً کافروں کو عذاب الہی سے نجات اور فلاح نہیں ہوگی۔

(۱۱۸) اور اے نبی کریم ﷺ آپ تو یوں دعا کیا کیجیے کہ اے میرے پروردگار میری امت کی خطائیں معاف کر اور میری امت پر رحم فرما اور اس کو عذاب مت دے یقیناً تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَتَىكَ أَمْرٌ كَرِيمٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ النُّورِ وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَشَهِدُ عَدَايَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ يُرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۖ فَاجْلِدُوهُمْ ثَلَاثِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَيَذَرُوا عُقْلَهُمَا لَعَنَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَتَىكَ أَمْرٌ كَرِيمٌ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے یہ (ایک) سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور اس (کے احکام) کو فرض کر دیا اور اس میں واضح المطالب آیتیں نازل کیں تاکہ تم یاد رکھو (۱)۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو ڈرے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں اُن پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو (۲)۔ بدکار مرد تو بدکاریاں شرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکاریاں شرک مرد کے سوا کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے (۳)۔ اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اُس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اتنی ڈرے مار دو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو۔ اور یہی بدکردار ہیں (۴)۔ ہاں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود اُن کے سوا اُن کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک وہ سچا ہے (۶)۔ اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ

اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر خدا کی لعنت (۷)۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے (۸)۔ اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب (نازل ہو) (۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں۔ مگر وہ صاحبِ کرم ہے اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) حکیم ہے (۱۰)۔

تفسیر سورۃ نور آیات (۱) تا (۱۰)

یہ سورت مدنی ہے، اس میں چونتھ آیت اور ایک ہزار تین سو سولہ کلمات اور پانچ ہزار نو سو اسی حروف ہیں۔

(۱) یہ ایک سورت ہے۔ جس کے الفاظ کو بھی ہم نے بذریعہ جبریل امین علیہ السلام نازل کیا ہے اور اس کے حلال و

حرام کو بھی ہم ہی نے مقرر کیا ہے اور اس صورت میں ہم نے واضح طور پر ادا امر و نواہی اور فرائض و حدود کو بیان کیا ہے تاکہ تم ادا امر و نواہی کو سمجھو اور حدود کو معطل نہ کرو۔

(۲) غیر شادی شدہ زنا کرنے والی عورت اور غیر شادی شدہ زنا کرنے والا مردان میں سے ہر ایک کو زنا کرنے پر سو سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر حد قائم کرنے اور حکم الہی کو ان پر نافذ کرنے میں ذرا بھی رحم نہیں آنا چاہیے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان دونوں کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے تاکہ وہ حدود اللہ کو محفوظ کر لیں۔

(۳) اور اہل کتاب میں سے علانیہ طور پر زنا کرنے والا مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے اہل کتاب یا مشرکین میں سے کسی زانیہ کے اور اہل کتاب یا مشرکین کی زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے اہل کتاب میں سے کسی زانی یا مشرک کے اور یہ اس قسم کا نکاح جو اہل کتاب میں سے کسی زانیہ کے ساتھ من حیث الزانیہ ہو مشرک کے ساتھ ہو مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

یہ آیت کریمہ چند اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ اہل کتاب اور مشرکین عرب کی کنیزوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے جو کہ کھلم کھلا زنا کاری میں مبتلا تھیں جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، انھوں نے اپنے ارادہ کو ترک کر دیا۔

اور آیت کریمہ کی اس طرح بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی وہ اپنے ہی جیسی زانیہ یا اہل کتاب زانیہ یا مشرک ہی کے ساتھ نکاح کرتا ہے اور اہل قبلہ یا اہل کتاب کی زانیہ یا مشرک کے ساتھ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی یا مشرک ہی زنا کیا کرتا ہے اور یہ فعل زنا مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

مَنْ زَوَّجَ الزَّانِيَةَ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً (النخ)

امام نسائیؒ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت بد چلن تھی، اصحاب نبی اکرمؐ میں سے ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرک کے۔ اور امام ابو داؤد، ترمذی، نسائیؒ اور امام حاکم نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرثد نامی ایک شخص مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لے جایا کرتے تھے۔

اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک عورت ان کی دوست تھی انھوں نے رسول اکرمؐ سے اس عورت سے نکاح

کرنے کی اجازت طلب کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے مرید کہ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زانیہ یا مشرکہ کے لہذا تم اس عورت سے شادی مت کرو۔ اور سعید بن منصور نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو زانیہ عورتیں بہت خوبصورت تھیں تو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ پھر ان عورتوں سے نکاح ہی کیوں نہ کر لیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴) اور جو لوگ آزاد مسلمان پاک دامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں پھر چار عادل مسلمان آزاد آدمیوں کو اپنے دعوے پر گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اس تہمت لگانے پر اتنی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

(۵) لیکن جو لوگ یہ تہمت لگانے کے بعد اللہ کے سامنے توبہ کر لیں اور دیانت داری سے بھی اپنی پہلی حالت کی اصلاح کر لیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے۔ شروع سے لے کر یہاں تک یہ آیت مبارکہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶) اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اس چیز پر اپنے علاوہ اور گواہ نہ ہو تو ایسا شخص چار مرتبہ اللہ وحدہ لا شریک کی قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی عورت پر جو تہمت لگائی ہے اس میں، میں سچا ہوں۔

ثَانِ نَزَلَ: فَالَّذِينَ يَرْمُونَ (النخ)

امام بخاری نے عکرمہ رحمہ اللہ کے ذریعے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو رسول اکرم ﷺ کے سامنے تہمت لگائی، رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ رسول اکرم ﷺ بھی فرماتے رہے گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد قائم ہوگی۔

حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بات میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا، اس کے بعد جبریل امین تشریف لائے اور آیت نازل ہوئی۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ (النخ) آپ نے مِنَ الصَّادِقِينَ تک یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

اور نیز اسی روایت کو امام احمدؒ نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ (الخ) تو حضرت سعد بن عبادہؓ انصار کے سردار کہنے لگے یا رسول اللہ کیا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت سن نہیں رہے کہ تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو طاعت نہ کیجیے یہ بہت ہی باغیرت انسان ہیں اللہ کی قسم انھوں نے کنواری کے علاوہ اور کسی عورت سے کبھی شادی نہیں کی اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی ہے کہ ان کی غیرت کی شدت کی وجہ سے پھر ہم میں سے کسی کو جرات ہو کہ وہ ان کی مطلقہ کے ساتھ شادی کرے، پھر حضرت سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات حق ہے اور یہ حکم الہی ہے لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اگر میں کسی بے وقوفہ کے ساتھ کسی نامحرم کو پاؤں تو مجھے اس نامحرم کو علیحدہ کرنے اور اس کو حرکت دینے کی بھی اجازت نہیں، جب تک کہ میں چار گواہ نہ لے آؤں تو خدا کی قسم میں گواہوں کو اس وقت تک نہیں لاؤں گا جب تک کہ وہ اپنی حاجت کو پورا نہ کرے اس کے بعد کچھ وقت نہیں گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ آگئے اور وہ تین حضرات میں سے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی ہے وہ اپنی زمین سے شام کو گھر آئے تو انھوں نے اپنی گھر والی کے پاس کسی شخص کو پایا یہ منظر انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اس واقعہ سے بالکل نہیں گھبرائے یہاں تک کہ صبح ہو گئی وہ علی الصبح رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ میں شام کے وقت اپنی گھر والی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا یہ چیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں یہ جس واقعہ کی اطلاع لے کر آئے اس سے رسول اکرم ﷺ کو ناگواری ہوئی اور آپ پر یہ چیز گراں گزری، اتنے میں سب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ سعد بن عبادہؓ نے اس وقت جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے ہم سب آزمائش میں ڈال دیے گئے، رسول اکرم ﷺ ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے اور ان کی گواہی کو مسلمانوں میں جھوٹی قرار دے دیں گے، حضرت ہلالؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس چیز کی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس چیز سے میرے لیے نجات کا کوئی راستہ نکال دیں گے، سو اللہ کی قسم رسول اکرم ﷺ ان کو سزا دینے کے لیے حکم فرماتا ہی چاہ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی تو سب ان سے رک گئے یہاں تک کہ آپ وحی سے فارغ ہوئے چنانچہ آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں یعنی جو لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔ نیز ابویعلیٰ نے اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔

اور امام بخاریؒ و مسلمؒ نے مسہل بن سعدؓ سے روایت کیا ہے کہ عویر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور

کہنے لگے کہ میرا ایک مسئلہ رسول اکرمؐ سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پائے تو کیا کرے وہ اس کو مار ڈالے تو کیا وہ بھی بدلے میں قتل کر دیا جائے گا تو پھر کرے تو کیا کرے چنانچہ عاصم رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا رسول اکرمؐ نے اس قسم کے سوال کو برا سمجھا، اس کے بعد عویر سے ملاقات ہوئی، عویر نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا عاصم نے جواب دیا میں کیا کرتا تم نے میرے ساتھ بھلائی نہیں کی، میں نے آپ کا مسئلہ رسول اکرمؐ سے دریافت کیا تو آپ نے ایسے سوالات کو پسند نہیں فرمایا، عویر بولے اللہ کی قسم میں تو رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بغیر دریافت کیے ہوئے نہیں رہوں گا چنانچہ انھوں نے رسول اکرمؐ سے جا کر دریافت کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیت مبارکہ کون سے واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے تو بعض حضرات نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت حضرت عویرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے حضرت ہلالؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت اس واقعہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور بعض لوگوں نے دونوں واقعات میں موافقت کر دی ہے کہ پہلے تو حضرت ہلالؓ کا واقعہ پیش آیا اور پھر حضرت عویرؓ کے آنے سے اس واقعہ کی تائید ہو گئی پھر دونوں کے بارے میں ایک ساتھ آیت مبارکہ نازل ہوئی، امام نوویؒ کا بھی اسی جانب رجحان ہے اور خطیب بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دونوں واقعے ایک ہی وقت پیش آئے ہوں۔

نیز حافظ بن حجر عسقلانیؒ ان دونوں واقعات میں موافقت بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت ہلالؓ کا واقعہ پیش آنے پر پہلے آیت کریمہ کا نزول ہو چکا ہو پھر جب حضرت عویرؓ اپنا واقعہ لے کر آئے اور انھیں اس بات کا علم نہ ہوا کہ حضرت ہلالؓ کا کیا واقعہ ہو چکا ہے تو رسول اکرمؐ نے انھیں اس حکم سے مطلع فرما دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت ہلالؓ کے واقعہ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ پھر جبریل امین نازل ہوئے اور حضرت عویرؓ کے واقعہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے یعنی تمہارے جیسا واقعہ پیش آچکا ہے اس کے اندر حکم نازل ہو گیا اور ابن الصباغؒ نے بھی شامل میں یہی جواب دیا ہے اور امام قرطبیؒ کا میلان اس جانب ہے کہ دو مرتبہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہو کیوں کہ نزول آیت دو مرتبہ جائز ہے۔

اور بزارؒ نے زید بن مطیعؒ کے ذریعے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اگر تم ام رومان کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھو تو تم کیا کرو گے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص کے ساتھ بہت برا پیش آؤں گا پھر آپ حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عمر تم کیا کرو گے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجوں گا اور ایسا شخص خبیث ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ حافظ بن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں اسباب النزول کے زیادہ تعداد میں ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں۔
(۸) اور اس کے بعد اس عورت سے زنا کی سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے بے شک اس کا خاوند اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

(۹) اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر میرا خاوند سچا ہو۔
(۱۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے تو وہ بیان فرما دیتا کہ تم میں سے جھوٹا کون ہے اور اللہ تعالیٰ تائب کی توبہ قبول فرمائی والا اور حکمت والا ہے کہ اس نے مرد اور عورت کے درمیان ایسے موقع پر لعان کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہ آیت مبارکہ عاصم بن عدی انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اس غلطی میں پڑ گئے تھے۔



إِنَّ الَّذِينَ بَاءُوا بِآلِافِكُمْ عِظَةً مِّنَ اللَّهِ
تَحْسِبُونَهَا لَكُفًّا بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ اٰمِرٍ مِّنْهُمُ اَنَّا كَتَبْنَا
مِنَ الْاَلَمْرِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْ لَا
اِذْ سَمِعْتُمُوهُ فَخَلْتُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا اَوْ اَلَا
هَذَا اَرْفَكَ مُبِينٌ ۝ لَوْ لَا جَاءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۓ اَوْ اَلَا لَهُمْ
بِالشُّهَادَةِ اَوْ اَلَيْكَ عِندَ اللّٰهِ هُمُ الْكَذِبُونَ ۝ وَلَوْ لَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَسَكُنتُمْ فِی مَا اَفْكُنتُمْ
فِیْهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ
مَا لَیْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسِبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ عِندَ اللّٰهِ عَظِيمٌ ۝
وَلَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا یَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّكُفِّرَ بِهَذَا اَسْبَحْنَا
هَذَا اِبْتِهَانٌ عَظِيمٌ ۝ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْذُوْا بِاللَّیْلِ اِنَّ
کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَیْسَ اِلَیْهِ اَلْوَاۤئِلُ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝
اِنَّ الَّذِیْنَ یُجْحَدُوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنَّهُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَرَوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے
اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ان
میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اسکے لیے اتنا وبال ہے۔
اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اُس کو بڑا
عذاب ہوگا (۱۱)۔ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور
عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور (کیوں نہ)
کہا کہ یہ صریح طوفان ہے (۱۲)۔ یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی
تصدیق) کے (لیے) چار گواہ کیوں نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لا
سکے تو خدا کے نزدیک یہی ٹھوٹے ہیں (۱۳)۔ اور اگر دُنیا اور
آخرت میں خدا کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم
چرچا کرتے تھے اُس کی وجہ سے تم پر بڑا (سخت) عذاب نازل ہوتا
(۱۴)۔ جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر
کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی
علم نہ تھا اور تم اُسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ
بڑی (بھاری) بات تھی (۱۵)۔ اور جب تم نے اُسے سنا تو کیوں نہ
کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔

(پروردگار) ٹو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے (۱۶)۔ خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا (کام) نہ کرنا
(۱۷)۔ اور خدا تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۱۸)۔ جو
لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے اُن کو دُنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا
عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹)۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے)
اور یہ کہ خدا نہایت مہربان (اور) رحیم ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۱۸) تا (۲۰)

(۱۱) جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی نسبت یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔
یہ آیات مبارکہ کذاب اور واقعہ کو گھڑنے والا عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق اور حسان بن ثابت انصاری
اور مسطح بن اثاثہ اور عباد بن عبد المطلب اور حمنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ابی بن سلول منافق نے حضرت عائشہ
صدیقہؓ اور حضرت صفوانؓ پر تہمت لگائی تھی اور یہ بقیہ مومن اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم
اس چیز کو اپنے حق میں آخرت میں بھی برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں ثواب و انجام کے اعتبار سے بہتر ہی بہتر

ہے۔ ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا اس معاملہ میں حصہ لیا تھا گناہ ہوا۔

اور ان میں سے جس نے یعنی عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے کہ اس واقعہ کو اس نے گھڑا اور سارے مدینہ میں اس کو پھیلا یا اس کو سب سے بڑھ کر سخت سزا ہوگی کہ دنیا میں حد قذف اس پر لگائی جائے گی اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔

تَبٰنْ نَزْوٰلِہٖ اِنَّ النَّبِیْنَ جَآءُوْا بِالْبَیِّنٰتِ مَعْصِبَۃٍ (النخ)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی سفر پر تشریف لے جانا چاہتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل جاتا اس کو ساتھ لے جاتے ایک مرتبہ ایک جہاد پر تشریف لے گئے اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا اس لیے میں حضور ﷺ کے ساتھ چل دی یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے بعد کا ہے۔

چنانچہ میں کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی بھی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار لیا جاتا تھا غرض کہ ہم چل دیے جہاد سے فارغ ہونے کے بعد جب رسول اکرم ﷺ واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو حضور ﷺ نے کوچ کا اعلان فرمادیا، اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری لگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئی تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر نکل گیا فوراً میں اس کی تلاش کے لیے لوٹی اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرے کجاوہ کو اٹھا کر اسی اونٹ پر کس دیا جس اونٹ پر کہ میں سوار ہوتی تھی۔

کیوں کہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں کجاوہ میں ہوں اور اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری فرہ اندام نہیں ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی اس لیے جن لوگوں نے کجاوہ کو اونٹ پر اٹھا کر رکھا ان کو کجاوہ کی گرانی کا اندازہ نہ ہوا۔ غرض کہ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا میں اپنے پڑاؤ پر آگئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو ضرور یہیں لوٹ کر آئیں گے میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند غالب آگئی اور میں سو گئی، صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پچھلی رات سے چلے آ رہے تھے وہ صبح کو اس جگہ پہنچے، جہاں میں پڑی ہوئی سورہی تھی دور سے انھیں ایک سوتا ہوا شخص معلوم ہوا میرے پاس آئے تو مجھ کو پہچان لیا کیوں کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے میں ان کے سامنے نکلا کرتی تھی، انھوں نے جو مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھی تو میری آنکھ کھل گئی انھوں نے مجھے پہچان لیا میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپا لیا اللہ کی قسم انھوں نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ میں نے سوائے انا

اللہ کے ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ سنا، انھوں نے فوراً یہ کیا کہ اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پیر سے دبائے رکھا میں اونٹنی پر سوار ہو گئی وہ خود بے چارے پیدل چلتے رہے اور اونٹنی کو چلاتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب کہ عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی ہوئی تھی وہ تباہ ہوا اور سب سے بڑا اس طوفان کا بانی و موجد عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق ملعون تھا خیر ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ تک میں بیمار رہی، لوگ طوفان برپا کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی ایک ذرا سا وہم مجھے اس بات سے پیدا ہوا کہ رسول اکرم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں میرے حال پر فرمایا کرتے تھے وہ میں اس بیماری کے زمانہ میں نہیں پاتی تھی۔

رسول اکرم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لاتے اور سلام کرنے کے بعد فرماتے اب کیسی ہو اور تشریف لے جاتے، اس سے بے شک مجھ کو وہم ہوا مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر تک بھی نہ تھی، بیماری سے اچھی ہونے کے بعد لاغری اور کمزوری ہی کی حالت میں، میں باہر نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں مناصح کی طرف چلی، مناصح اس زمانے میں ہمارا پائے خانہ تھا اور ہم راتوں رات وہاں جایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں ہماری حالت بالکل ابتدائی عربوں کی طرح تھی۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف بھی ہوتی تھی، ام مسطح ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی لڑکی تھیں اور ان کی ماں ضمیر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور ام مسطح کے شوہر کا نام اثاۃ بن عباد بن عبدالمطلب تھا، غرض کہ ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح گھر کی طرف آئے، راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گریں اور بولیں مسطح ہلاک ہو میں نے کہا کہ تم نے برا کیا، کیا ایسے آدمی کو بدو عادیتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے بولیں بھولی بھالی کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے چنانچہ مسطح کی والدہ نے تہمت لگانے والوں کا قول بیان کیا یہ سن کر میری بیماری میں اور اس بیماری کا اضافہ ہو گیا گھر واپس آئی رسول اکرم ﷺ تشریف لائے انھوں نے سلام کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا، کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں، اس اجازت لینے کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے یہاں چلی آئی اور آکر والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں انھوں نے کہا بیٹی تو غم مت کر کیوں کہ اللہ کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے اور اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سونکیں بھی ہوتی ہیں تو سونکیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیا کرتی ہیں۔

میں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیا کیا باتیں ملارہے ہیں (اور آپ یہ کہہ رہے ہیں)۔ غرض اس رات کو ساری رات میں روتی رہی اور میرے آنسو نہیں تھمے اور نہ نیند آئی، صبح کو میں روہی رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی

ﷺ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں مشورہ کے لیے طلب فرمایا کیوں کہ وحی آنے میں دیر ہو گئی تھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو وہی مشورہ دیا جو ان کو معلوم تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ پاک دامن ہے اور جیسا کہ ان کے دل میں آپ کی ازواج سے محبت تھی۔ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کی بیوی ہیں ہمیں تو ان کے متعلق کسی برائی کا علم نہیں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تنگی نہیں رکھی ہے ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ سچ بیان کر دیں گی اور عائشہ رضی اللہ عنہ کی سچائی ظاہر ہو جائے گی، رسول اکرم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہیں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی بات قابل گرفت کبھی دیکھی ہی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں، گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری کا بچہ اس کو آ کر کھا لیتا ہے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر عبد اللہ بن ابی سلول منافق مردود کے مقابل مدد چاہی، فرمایا مسلمانو! کون میری حمایت کرتا ہے کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابلہ میں جس کی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی ہے، اللہ کی قسم مجھے تو اپنی بیوی میں کوئی برائی نظر نہیں آتی لوگو میں ان کو نیک اور پاک دامن ہی سمجھتا ہوں اور جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں وہ تو کبھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا، ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا، یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص کے مقابلہ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں، اگر یہ شخص اوس قبیلہ کا ہے تو ابھی میں اس کو قتل کر دیتا ہوں اور اگر ہمارے بھائیوں میں سے خزر ج کا ہے تو آپ جو حکم دیں ہم پورا کریں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزر ج کے سردار تھے، وہ پہلے بہت نیک بخت آدمی تھے مگر اس وقت ان کو ایک قومی غیرت نے آگھیرا، سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے تو نہ اس کو مارے گا اور نہ مار سکے گا، اتنے میں اسید بن حضیر جاثار صحابی جو سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی تھے کھڑے ہو گئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے بس اس گفتگو پر اوس اور خزر ج دونوں قبیلوں کے آدمی کھڑے ہو گئے اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے مگر رسول اکرم ﷺ ممبر پر ہی تھے آپ ان کو ٹھنڈا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب خاموش ہوئے، تب آپ بھی خاموش ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس دن سارے دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ صبح کو میرے

والدین بھی میرے پاس موجود تھے اور میرا تو دورات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی اور نہ آنسو ہی تھمتے تھے میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو ہی رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اسے اجازت دے دی وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی اسی حالت میں رسول اکرم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ نے سلام کیا اور سلام کر کے بیٹھ گئے اس سے قبل جب سے میرے اوپر یہ بہتان لگایا گیا تھا آپ کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک آپ رُکے رہے، میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، غرض کہ آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا، پھر فرمایا اِنَّا بَعْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا مَجْهُدٌ تَمَّارٌ بَارِعٌ فِي الْخَبَرِ بِخَبْرِي هُوَ، اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاک دامنی عنقریب بیان فرما دے گا اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی مغفرت مانگ اور توبہ کر کیوں کہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے جب رسول اکرم ﷺ یہ گفتگو ختم کر چکے تو اللہ کی قدرت یک بارگی میرے آنسو ختم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا، میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ آنحضرت ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ آپ تم رسول اکرم ﷺ کی بات کا جواب دیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتی کیا جواب دوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بالآخر میں ہی جواب کے لیے مستعد ہوئی اور میں ایک کسن لڑکی تھی، قرآن کریم بھی مجھے زیادہ یاد نہ تھا خیر میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو آپ نے سنی ہے وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے اور آپ اس کو سچ سمجھنے لگے ہیں تو ایسی صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی آپ مجھے سچا نہیں سمجھیں گے اور اگر میں فرضی طور پر ایک گناہ کا اقرار کر لوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ سمجھیں گے اللہ کی قسم میں اس وقت اپنی اور آپ کی مثال ایسی سمجھتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی انھوں نے جو کچھ کہا تھا میں بھی وہی کہتی ہوں کہ فَصَبُّوْا جَمِيْلًا اور آپ کی باتوں پر اللہ ہی میری مدد فرمانے والا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لی اور مجھے یہ یقین تھا کہ کیوں کہ میں پاک ہوں تو اللہ تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر فرمائے گا مگر اللہ کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن کریم کی ایسی آیتیں نازل فرمائے گا جو قیامت تک پڑھی جائیں گی میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں اللہ ایسا کلام اتارے کہ جو ہمیشہ پڑھا جائے، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ایسا خواب نظر آجائے گا

جس سے آپ کے سامنے میری پاکیزگی ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر اللہ کی قسم رسول اکرم ﷺ جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ اپنی اس جگہ سے اٹھے اور اسی طرح گھر میں جو حضرات تھے نہ ان میں سے کوئی باہر گیا کہ آپ پر وحی اترنا شروع ہو گئی اور حسب معمول آپ پر وحی کی سختی ہونے لگی اور پسینہ موتی کی طرح آپ کے بدن مبارک سے ٹپکنے لگا حالاں کہ وہ سردی کا دن تھا مگر نزول وحی کے وقت آپ پر ایسی ہی سختی ہوتی تھی، خیر جب وحی کی حالت ختم ہو گئی دیکھا تو آپ مسکرا رہے ہیں، پھر پہلی بات آپ نے جو کہی وہ یہی فرمائی کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں پاک صاف کر دیا، یہ سن کر میری والدہ کہنے لگیں اٹھ کر حضور ﷺ کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا واہ اللہ کی قسم میں تو کبھی بھی آپ کے شکریہ کے لیے نہیں اٹھوں گی میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی جو عزت اور بزرگی والا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ (النخ) پوری دس آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میری پاک دامنی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو پہلے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ اس کی غربت اور رشتہ داری کی وجہ سے جو مہربانی کا سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے اللہ کی قسم اب تو میں مسطح کو کچھ نہیں دوں گا جب اس نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں ایسی باتیں کیں اور رشتہ داری کا خیال نہیں کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَلَا يَأْتِلِ اَوْلُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النخ) یعنی تم سے وسعت اور بزرگی والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کی قسم کھالیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین اور مہاجرین کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مسطح سے حسب عادت سلوک کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں مسطح کے ساتھ اس سلوک کو کبھی ختم نہیں کروں گا۔

اور اس باب میں طبرانیؒ میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور بزارؒ میں ابو ہریرہؓ اور ابن مردویہؒ میں ابوالیسرؒ سے روایات نقل ہیں۔

اور امام طبرانیؒ نے "نصف" سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ زنا اور قذف میں سے کون سی چیز زیادہ سخت ہے، فرمایا زنا، میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگائے ہیں ان عورتوں کو جو کہ پاک دامن ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہے اس روایت کی سند میں یحییٰ حمائی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(۱۲) جب تم لوگوں نے یہ طوفان سنا تھا تو مسلمان مردوں یعنی مسطح اور مسلمان عورتوں یعنی حمہ نے اپنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا جیسا کہ تم اپنی ماؤں کے ساتھ گمان کرتے ہو

اور زبان سے صاف طور پر یوں کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔

(۱۳) یہ جھوٹے لوگ اپنے اس قول پر چار عادل گواہ کیوں نہ لائے جو ان کی تصدیق کرتے، سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ قاعدہ کے مطابق نہیں لائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

(۱۴) اب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو ان مسلمانوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے جو اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے اور انھوں نے اس میں حصہ لیا تھا کہ اے (حسان و مسطح) اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل میں تم پڑے تھے یعنی اس طوفان بدتمیزی میں تو تم پر دنیا و آخرت میں سخت عذاب واقع ہوتا۔

(۱۵) جب کہ تم اس جھوٹ بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت اور اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں تھی اور تم اس طوفان کو معمولی سا گناہ سمجھ رہے تھے حالاں کہ وہ اللہ کے نزدیک سزا اور گناہ کے اعتبار سے بہت بھاری بات ہے۔

(۱۶) اور تم نے جب اس بات کو سنا تھا تو اسی وقت کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ ایسی جھوٹی بے اصل بات اپنے منہ سے نکالیں، معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ تمہیں ڈراتا اور روکتا ہے کہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا جب کہ تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔

(۱۸) اور اللہ تعالیٰ تم سے واضح طور پر اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تم پر حد کا فیصلہ فرمایا۔

(۱۹) جو لوگ یعنی عبد اللہ بن ابی منافق یہ کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو، ان سب کے لیے دنیا میں حد قذف ہے اور خاص طور پر عبد اللہ بن ابی منافق کے لیے آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ پاک دامن و بری ہیں اور تم اس جرم کی سزا کو نہیں جانتے۔

(۲۰) اور جن حضرات نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ پر بہتان نہیں لگایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا شفیق اور بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے۔



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَفَاسَدَ مِنْكُمْ قُلُوبُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُوتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالسُّكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنْ الَّذِينَ يُرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْفَاحِشَاتِ
لَعَنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تُشْهِدُهُمْ
أَلْسِنُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَ لَا يُفِيدُهُمْ
اللَّهُ دِيْنُهُمُ الْحَقُّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ الْغَافِيَةُ
لِلْغَافِيَتَيْنِ وَالْغَافِيَتَيْنِ لِلْغَافِيَتَيْنِ وَالْغَافِيَتَيْنِ لِلْغَافِيَتَيْنِ
لِلْغَافِيَتَيْنِ أُولَئِكَ مَبْرُؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں
پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا
اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں
پاک نہ ہو سکتا مگر خدا جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور خدا سننے
والا (اور) جاننے والا ہے (۲۱)۔ اور جو لوگ تم میں صاحب فضل اور
صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور
محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہ دیں گے۔ ان کو
چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم
کو بخش دے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۲۲)۔ جو لوگ پرہیز
گار (اور) بُرے کاموں سے بے خبر اور ایماندار عورتوں پر بدکاری کی
تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور
اُن کو سخت عذاب ہوگا (۲۳)۔ (یعنی قیامت کے روز) جس دن اُن
کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں سب اُن کے کاموں کی گواہی دیں گے
(۲۴)۔ اُس دن خدا اُن کو (اُن کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر
کرنے والا ہے (۲۵)۔ اُن پاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے
لیے پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بُری ہیں (اور) اُن کے لیے بخشش اور نیک
روزی ہے (۲۶)

تفسیر سورۃ نور آیات (۲۱) تا (۲۶)

(۲۱) اب اللہ تعالیٰ شیطان کی پیروی اور اس کے نقش قدم پر چلنے سے روکتا ہے کہ اے ایمان والو! تلہیس ابلیس
اور شیطانی وساوس کی پیروی مت کرو۔

کیوں کہ جو شخص تلہیس و وساوس شیطانی کی پیروی کرتا ہے تو شیطان تو نامعقول کام اور نامعقول باتیں
کرنے اور ایسی ہی چیزوں کے ارتکاب کو کہے گا کہ جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ثبوت نہیں اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا
فضل و کرم نہ ہوتا کہ اس نے تمہیں ان باتوں سے حفاظت اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو تم میں سے کبھی کوئی موحد اور نیکو
کار نہ ہوتا لیکن جو شخص اس کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کو توبہ اور نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ سب باتوں کو سنتا
اور تمہیں اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

(۲۲) آیات برأت نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے شدت غیظ میں قسم کھالی تھی کہ اپنے ان
رشتہ داروں کی کچھ مالی امداد نہ کریں گے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس معاملہ میں حصہ لیا

یعنی مسطح وغیرہ تو اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم میں سے جو حضرات بزرگی و شرافت والے اور دنیاوی وسعت والے ہیں ان کو یہ قسم نہیں کھانی چاہیے کہ وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور حضرت مسطح ؓ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خالہ زاد بھائی تھے مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے بلکہ وہ لوگ ایسی قسموں کو چھوڑ دیں اور درگزر کریں اے ابوبکر صدیق ؓ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا غفور رحیم ہے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا بے شک اے میرے پروردگار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی اور احسان کا معاملہ شروع کر دیا۔

(۲۳) اگلی آیات اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس اتہام لگانے میں بڑا حصہ لیا تھا نازل فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ آزاد پاک دامن ہیں اور ایسی باتوں سے بالکل بے خبر ہیں اور ایمان دار ہیں، تو حید خداوندی کی تصدیق کرنے والی ہیں یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان لوگوں یعنی عبد اللہ بن ابی منافق پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے کہ دنیا میں تو اس کے کوڑے لگیں گے اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔

شان نزول: اِنَّ النَّبِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ (النخ)

نیز ضحاک بن مزاحم سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ خاص طور پر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت خاص طور پر حضرت عائشہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن جریر نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ جو کچھ میرے خلاف طوفان برپا کیا گیا میں اس سے بالکل بے خبر تھی، بعد میں اس چیز کی مجھے خبر ہوئی اسی دوران میں رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی پھر وحی کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھے اور اپنے چہرہ انور سے پسینہ پونچھا، اس کے بعد فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری قبول کرو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ خوشخبری قبول کرتی ہوں، آپ کے شکریہ کے ساتھ نہیں قبول کرتی، چنانچہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں، یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الخبیثات کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جس وقت منافق مردود نے ان کے خلاف طوفان

برپا کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو جو کچھ یہ بکتے پھرتے تھے اس سے بری کر دیا۔

(۲۴) اور وہ قیامت کا دن ہوگا کہ جس دن عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کی زبانیں ان کی باتوں پر گواہی دیں گے اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۲۵) اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور اس روز ان کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا میں فرمایا تھا وہ حق ہے۔

(۲۶) اگلی آیت پھر ان منافقین افترا پردازوں کے بارے میں نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ ختم فرماتا ہے کہ جو قول و فعل میں گندی عورتیں ہیں، وہ گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا کہ گندی عورتوں سے مراد حمۃ بن جحش اور گندے مردوں سے مراد عبد اللہ بن ابی منافق اور اس کا ساتھ دینے والے ہیں، جیسا کہ مسطح اور قول و فعل میں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

تو پاکیزہ عورتوں سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور پاکیزہ مردوں سے مراد رسول اکرم ﷺ ہیں یہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفوانؓ اس بات سے پاک ہیں جو منافقین بکتے پھرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں مغفرت اور جنت میں عزت کا رزق ہے۔

چنانچہ جب کسی مرد و عورت کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ اس کے اہل ہوتے ہیں تو اس تعریف کی تصدیق کی جاتی ہے اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ یقیناً وہ ایسی تعریف کے قابل ہیں اور اس کے برعکس جب کسی مردوں کی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ اسی کے مستحق ہوتے ہیں تو اس برائی کی سب تائید کرتے ہیں اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں۔

شان نزول: الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ (النخ)

نیز طبرانیؒ نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آیت کا یہ حصہ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ (النخ) ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ نیز طبرانیؒ نے حکم بن عتیہ سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ میں حصہ لیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں خود سے اپنی کسی چیز کی برأت نہیں کرتی، جب تک کہ میری برأت آسمان سے نازل نہ ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی پندرہ آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اس کے بعد حکم بن عتیہ نے لِلْخَبِيثَاتِ تک آیتیں پڑھ کر سنائیں، یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔

مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لیے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو (۲۷)۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے (۲۸)۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی بستا نہ ہو اور اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے (۲۹)۔ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ بھی کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے (۳۰)۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے، جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگھار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ (۳۱)۔ اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا، اور خدا (بہت) وسعت والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے (۳۲)۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں، یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْأَلُوا
وَتَسَلُّوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۚ فَإِنْ لَّمْ
تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ
ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۚ قُلِ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
أَرْوَاحَهُمْ ذَلِكُمْ أَزْكَى لَّهُمْ إِنْ اللَّهُ خَيْرٌ لِّمَا يَصْنَعُونَ ۚ وَقُلِ
لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا
يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ
شُعَبًا مِنْهُنَّ أَوْ نِسَاءَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّعْبَ
غَيْرَ أُولَى الْأَرْزَاقِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْوَلَدِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا
عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ ۚ
وَاللَّهُ جَبَّارٌ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ جَبَّارٌ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ جَبَّارٌ عَلَيْهِ ۚ
وَأَنْتُمْ خَوَالِدٌ عَلَيْكُمْ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَالنَّاسِ
إِنْ يَكُونُوا فَقَرَاءُ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۚ
وَلَيْسَ لِّلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكُتُبَ مِمَّا نَكَلْتُمْ آيَاتُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ
إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۚ وَأَتَوْهُمْ مِنْ قَالِ اللَّهِ الَّذِي أَشْكُرُ وَلَا
تَكْرَهُوا فِتْيَتَكُمْ عَلَى الْبُعَاثِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يَكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ كُرَاهِهِنَّ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبِينَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ
الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۚ

چ

(نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا، اور خدا (بہت) وسعت والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے (۳۲)۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں، یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرنا اور جو ان کو مجبور کرے گا تو ان (بیچاروں) کے مجبور کیے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے (۳۳)۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (۳۴)

تفسیر سورۃ نور آیات (۲۷) تا (۳۴)

(۲۷) اے ایمان والو تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو جب تک کہ تم ان سے اجازت نہ لے لو اور اس سے پہلے ان کو سلام نہ کر لو اور یہ سلام کرنا اور اجازت لے کر جانا تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ داخل ہو۔

شان نزول: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ امْنُوا لَنَا تَخَلُّوا (النخ)

فریابی اور ابن جریر نے عدی بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی اور شخص نہ دیکھے اور میرے پاس میرے خاندان کے آدمی آتے رہتے ہیں اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو ایسی صورت میں، میں کیا کروں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو۔

(۲۸) پھر اگر ان گروہوں میں تمہیں کوئی اجازت دینے والا معلوم نہ ہو تب بھی بغیر اجازت کے مت جاؤ جب تک کہ تمہیں گھر کے مالک کی طرف سے داخلہ کی اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ تو تم فوراً لوٹ آیا کرو اور دو دروازوں پر جسے نہ رہا کرو، یہ فوراً لوٹ آنا تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم وہیں دروازوں پر کھڑے رہو اور تم جو اجازت طلب کرتے ہو اور نہیں طلب کرتے، اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے۔

(۲۹) اب اللہ تعالیٰ اس قسم کے گھروں میں جن میں گھر کے طور پر کوئی نہیں رہتا ہے جیسا کہ مسافر خانہ اور راستوں پر سرائے وغیرہ جانے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے کہ تمہیں اس قسم کے مکانات میں خاص اجازت کے بغیر چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا جن میں گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو، جیسا کہ مسافر خانہ اور اس میں تمہارے لیے گرمی اور سردی سے بچاؤ کا سامان بھی ہو اور تمہارا اجازت لینا اور سلام کرنا ایسے ہی سلام و اجازت کا جواب دینا ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

تم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے نجات پاؤ۔

شان نزول: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَفْضُلْنَ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بن مرثد اپنے کھجوروں کے باغ میں تھیں تو ان کے پاس عورتیں چادریں اچھی طرح اوڑھ کر نہیں آتی تھیں جس سے ان کے پیروں کے زیورات یعنی پازیب اور ان کے سینے اور مینڈھیاں کھل جاتی تھیں تو اس پر حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ یہ کس قدر بڑی چیز ہے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی آپ مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اور ابن جریرؒ نے حضرمی سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے چاندی کے پازیب بنوائے تھے اور پاؤں کے کڑے بھی تو اس کا ایک قوم پر سے گزر ہوا، اس نے اپنا پیر زور سے رکھا تو پازیب کڑوں پر گر پڑے جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی تب آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ (النخ) یعنی اپنے پیر زور سے نہ رکھیں۔

(۳۲) اور تمہاری لڑکیوں اور بہنوں میں سے یا کہ تمہارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے جو غیر شادی شدہ ہوں ان کی تم شادی کر دیا کرو اور اسی طرح تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اور اگر وہ آزاد آدمی مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ آزاد و غلام کو روزی میں بہت وسعت والا اور ان کی روزی کو جاننے والا ہے۔

(۳۳) اور ایسے لوگ جن کے پاس نکاح کرنے کی گنجائش نہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو زنا سے بچائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگلی آیت کریمہ جو یطرب بن عبد العزیزؒ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کا ایک غلام تھا، اس نے ان سے مکاتب (غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی تھی تو انھوں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا۔ اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا دیا کرو، اگر ان میں بہترائی اور وفا عہد کے آثار پاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے دیے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے ان کو بھی دو، تاکہ یہ بدل کتابت جلدی ادا کر کے آزاد ہو جائیں، یا یہ کہ اس آیت میں مالک کو بدل کتابت کا تہائی حصہ چھوڑنے کی ترغیب دی ہے۔

اگلی آیت عبد اللہ بن ابی منافقؒ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں کے پاس لونڈیاں تھیں یہ ان سے زبردستی زنا کراتے تھے تاکہ ان کی کمائی اور اولاد حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے اس کام کو منع فرما دیا

اور اس کو حرام کر دیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرنے پر مجبور مت کرو، بالخصوص جب کہ وہ زنا سے پاک دامن رہنا چاہیں، محض اس لیے کہ ان کی کمائی اور اولاد تمہیں حاصل ہو جائے اور جو شخص۔ ان باندیوں کو زنا پر مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ مجبور کیے جانے اور ان کی توجہ کرنے کے بعد ان کی مغفرت فرمانے والے اور مرنے کے بعد ان پر رحمت فرمانے والا ہے۔

شان نزول: وَلَيْسْتَ غَفِيبَ النَّاسِ لَمْ يَجِدُوهَا (النخ)

ابن السکینؒ نے معرفۃ صحابہ میں عبد اللہ بن صبیحؓ سے ان کے والد کے ذریعے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں جو یطرب بن عبد العزی کا غلام تھا میں نے ان سے مکاتب (وہ غلام جس سے معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) ہونے کی درخواست کی، انھوں نے مکاتب کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو تم سے مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب کر دیا کرو۔

شان نزول: وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ اَقْسِيًا عَلٰی الْبَغَاءِ (النخ)

امام مسلمؒ نے ابی سفیان کے طریق سے جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور زنا کر کے ہمارے لیے کچھ لا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز امام مسلمؒ نے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے ایک باندی مسیکہ اور دوسری امیمہ نامی تھی، یہ ان دونوں باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا کرتا تھا ان دونوں نے رسول اکرمؐ سے آکر شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی مملوکہ باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کیا کرو الخ۔

اور امام حاکمؒ نے ابی الزبیر کے طریق سے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ مسیکہ نامی انصار میں سے کسی کی باندی تھی اس نے آکر عرض کیا کہ میرا آقا مجھے زنا کرانے پر مجبور کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزارؒ اور طبرانیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی ایک باندی تھی جو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں تو اب کبھی بھی زنا نہیں کروں گی اور ابن ابی نے اس کو مجبور کیا تب یہ آیت نازل ہوئی اور بزار نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی نے اس میں باندی کا نام معاذہ ذکر کیا ہے اور سعید بن منصور نے عمرو بن دینار کے واسطے سے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی منافق کی مسیکہ اور معاذہ نامی دو باندیاں تھیں وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا تو ان میں سے ایک باندی کہنے لگی اگر یہ اچھی چیز ہے تو میں نے اس سے بہت فائدہ

حاصل کر لیا اور اگر یہ بری بات ہے تو مجھے اس کا چھوڑنا ضروری ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳۴) اور ہم نے تمہارے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین حلال و حرام اور امر و نواہی زنا و فواحش سے بچنے کے واضح احکامات بھیجے ہیں اور مسلمان اور کافروں میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کی بعض حکایات اور زنا اور فواحش سے بچنے والوں کے لیے نصیحت کی چیزیں بھیجی ہیں۔

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ كَمِشْكُوْتٍ فِيْهَا مِصْبَاحُ الْمِصْبَاحِ فِيْ رُجَاۤءٍ الزُّجَاجَةِ كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرِّيُّ يُوقِدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَرَكَةٍ رَّيْتُوْنَةٌ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يَضِيْءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِيْ اِلَیْهِ اللّٰهُ لِلنُّوْرِ مَنْ يَّشَآءْ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اِنَّ اِيَّاهُ اَتَتْ كُلُّ رُوحٍ وَیُذَكِّرُ فِيْهَا اَسْمَہُ یَسْمَعُ لَہٗ فِیْہَا بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْحٰلِ ۝۱۰ رِجَالٌ لَا تُلِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝۱۱ لَیْخْرِیْہُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَاعْمَلُوْا وِیَزِیْدَ لَہُمْ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰهُ یَزِیْقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۱۲ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَعْمَالُہُمْ کَسْرَ اِیْبٍ یَّقِیْعَةٍ یَّحْسِبُہُ الظُّلُمٰنُ نَارًا مُّحْتَمٰی اِذَا جَآءَہُمْ لَمْ یَجِدْہُ شِیْءًا وَّوَجَدَ اللّٰہَ عِنْدَہٗ فَوْقَہُ حِسَابَہٗ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝۱۳ اَوْ ظَلَمْتَ فِیْ بَحْرٍ لَّیْلِ یَغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَعَابٌ ظَلَمْتَ بَعْضُہَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکْدِرْہَا وَاَمِنْ ۝۱۴ لَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرِ ۝۱۵

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کو (سمجھانے کے) لیے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۵)۔ (وہ قندیل) اُن گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں۔ اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) اُن میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں (۳۶)۔ (یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں (۳۷)۔ تاکہ خدا اُن کو اُن کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے گا۔ اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔ اور جس کو چاہتا ہے خدا بے شمار رزق دیتا ہے (۳۸)۔ اور جن لوگوں نے

کفر کیا اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے (جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اُسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اُسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے (۳۹)۔ یا (اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چلی آتی (ہو) اور اُس کے اوپر اور لہر (آ رہی ہو) اور اُسکے اوپر بادل ہو، غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اُس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (۴۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۳۵) تا (۴۰)

(۳۵) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کو ہدایت دینے والا ہے اور ہدایت منجانب اللہ دو قسم کی ہوتی ہے تعریف اور بتیان یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو نباتات اور پانی کے ذریعے مزین کرنے والا اور رونق دینے والا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں سے مسلمانوں کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا ہے، مسلمانوں کے اس نور یا یہ کہ مسلمان کے دل میں جو نور خداوندی ہے اس کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ رکھا ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور وہ ایسا شفاف ہے جیسا ان پانچ ستاروں یعنی عطارد، زہری، مشتری، بہرام، زحل میں سے ایک چمکدار ستارہ ہو اور اس قندیل میں ایک نہایت سفید درخت کا تیل دیا جاتا ہو اور وہ زیتون کا درخت جو جنگل میں بلندی پر ہے نہ اسے شرقی سایہ پہنچتا ہے اور نہ غربی سایہ یا یہ کہ ایسے مکان پر ہے کہ نہ سورج کے نکلنے کے وقت اس پر دھوپ پڑتی ہے اور نہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اور اس درخت کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا اور اگر آگ لگ بھی گئی تو ”نور علی نور“ ہے یعنی ایک تو خود چراغ میں روشنی ہے اور پھر قندیل اس قدر نورانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زیتون کا تیل خود صاف اور روشن ہے چنانچہ جس میں اس چیز کی صلاحیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور معرفت کے ساتھ یا یہ کہ اپنے دین کے ساتھ سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت کا نور ہے جو اپنے آباء کی اصلاب میں ودیعت تھا اخیر تک اسی وصف کے ساتھ۔

رسول اکرم ﷺ کا نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ذات میں مسلم حنیف کی صورت میں ظاہر ہوا اور زیتون سے مراد وہ دین حنیف ہے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور رہا یہ کہ اس کا تیل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعمال صالحہ کی حالت ہے کہ اسی وصف کے ساتھ ان کے آباء کی پشت میں منور ہونے کو ہیں اور وہ چراغ ایک نہایت سفید درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے یہ حالت عجیبہ رسول اکرم ﷺ کے نور کی ہے اور اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے یعنی اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ سرفراز نہ کیا جاتا تب بھی ان میں یہ نور ودیعت تھا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت

ابراہیم کو اپنا مقرب نہ بناتا تب ان میں اس نور کو ودیعت نہ فرماتا یا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندہ کو اس نور ہدایت کے ساتھ سرفراز نہ فرماتا تو اس میں یہ نور ہی نہ ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے معرفت خداوندی کی حقیقت بیان فرماتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس نعمت کے ساتھ سرفراز فرمانے میں بخوبی واقف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کی ایک عجیب کیفیت بیان فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے منافع اور خوبیوں کا بھی تذکرہ فرمایا تاکہ انسان اس کا شکر ادا کریں۔

یعنی جیسا کہ چراغ کی روشنی سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت خداوندی بھی ایک نور ہے جس کے ذریعے سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل ایک نور ہے کہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت بھی ہدایت حاصل کرنے کے لیے نور ہے اور جس طرح چمک دار اور روشن ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح معرفت خداوندی سے بھی کفر و شرک کی تاریکیوں میں نجات حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل میں تیل صاف سفید زیتون کے درخت سے پہنچایا جاتا ہے اسی طرح بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ زیتون کا درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی اسی طرح مومن کا دین بھی حنیفی ہے نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور جیسا کہ زیتون کا تیل خود بخود جل اٹھے گا اگر چہ ابھی تک اس کو آگ بھی نہ چھوئے، اسی طرح مومنین کے ایمان کے جو احکامات ہیں خود بخود ہی تعریف کے قابل ہیں، اگر چہ اس کے ساتھ اور دیگر فضائل نہ ہوں۔

اور جیسا کہ چراغ قندیل اور طاق یہ سب نور علی نور ہے، اسی طرح معرفت خداوندی بھی نور اور قلب مومن بھی نور اور اس کا سینہ بھی نور اور داخلہ کی جگہ بھی نور اس کے نکلنے کی جگہ بھی نور اور مومن نور علی نور ہے اور جو اس چیز کے لائق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے اس نور کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، غرض کہ اللہ تعالیٰ نے معرفت خداوندی کی یہ عجیب کیفیت بیان فرمائی ہے۔

(۳۶) اور وہ نور معرفت کی قندیلیں ایسے گھروں یعنی مساجد میں لگی ہوئی ہیں کہ جن کے بنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان مساجد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی جاتی ہے اور ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۳۷) جن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا پانچوں نمازوں کے اوقات سے اور بالخصوص پانچوں کو کمال وضو، رکوع اور سجود

اور تمام آداب کے ساتھ ادائیگی سے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے خرید و فروخت غفلت میں نہیں ڈالتی اور وہ ایسے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت تبدیل ہو جائے گی ایک وقت کو پہچانیں گے اور دوسرے وقت کو نہیں پہچانیں گے۔

(۳۸) اور ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دنیویہ کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے اسی جزا پر اور بھی زیادہ دے گا یعنی ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار اور بغیر حساب کے دے دیتا ہے۔

(۳۹) اور جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا تو ان کے اعمال کی آخرت میں یہ حالت ہوگی کہ جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب دوڑتا ہوا اس کے پاس آئے تو وہاں پینے کی کوئی چیز بھی نہ پائے، اسی طرح کافر قیامت کے دن اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے گناہوں کی سزا پائے گا یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے عذاب کے لیے مستعد پائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پوری پوری سزا دے دی اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے یا یہ کہ جس کی میعاد آجاتی ہے تو پل بھر میں اس کے حساب کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

(۴۰) یا یہ کہ کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو اور پھر اس کے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے اور اس کا سینہ اس لہر کی طرح ہے جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو اور اس کے اعمال کی مثال اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے سو یہ اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں تو ایسی تاریکیوں میں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو درکنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے اس کے لیے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں یا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے اس کے لیے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔

الْمُرْتَأَنَ اللّٰهُ

يَسِيحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صُلَّتْ كُلُّ قَدْ
 عِلْمَ صَلَاتِهِ وَتَسْبِيحِهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَلِلّٰهِ نُلُكُ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ الْمَصِيرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي
 سَحَابًا ثَوِيًّا يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكًا فَتَذَرُ الْوُدْقُ يُخْرِجُ مِنْ خِلَالِهِ
 وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُحِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ
 وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَاذِبُونَ ۝ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝
 يُقَلِّبُ اللّٰهُ الْاَيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِی الْأَبْصَارِ ۝
 وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَشْتَبِي عَلَى بَطْنِهِ
 وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْشِي عَلَى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْشِي عَلَى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ
 اللّٰهُ مَا يَشَاءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اَيَّاتٍ مُّبِيْنَاتٍ
 وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُولُونَ اَمْنًا
 بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فِرْقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
 وَاُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لِيَحْكَمْ
 بَيْنَهُمْ اِذَا فِرْقٌ مِنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَكُنْ لَهُمُ احْسَنُ يَأْتُوْا
 اِلَيْهِ لَذُنُوبِنِ ۝ اِنِّیْ قُلُوْبُهُمْ قَرْضٌ اَوْ اَرَاتَا بَوَآءُ اَمْرٍ يُخَافُوْنَ
 اَنْ يُعِیْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهُ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۝

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی
 تسبیح کرتے رہتے ہیں اور پر پھیلانے ہوئے جانور بھی۔ اور سب
 اپنی نماز اور تسبیح (کے طریقے) سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے
 ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے (۳۱)۔ اور آسمان اور زمین کی بادشاہی
 خدا کے لئے ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۲)۔ کیا تم
 نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا
 دیتا ہے۔ پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے
 مینہ نکل (کر برس) رہا ہے۔ اور آسمان میں جو (ادلوں کے) پہاڑ
 ہیں ان سے اوالے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا
 ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے۔ اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے
 اس کی چمک آنکھوں کو (خیرہ کر کے پینائی کو) اچکے لیے جاتی ہے
 (۳۳)۔ اور خدا ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اہل بصارت کے
 لیے اس میں بڑی عبرت ہے (۳۴)۔ اور خدا ہی نے ہر چلتے پھرنے
 والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ تو ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ
 پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور
 بعض ایسے ہیں کہ چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا
 ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۳۵)۔ ہم ہی نے روشن آیتیں
 نازل کی ہیں۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف
 ہدایت کرتا ہے (۳۶)۔ اور (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور رسول پر ایمان لائے اور (ان کا) حکم مان لیا۔ پھر اس کے بعد ان
 میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ صاحب ایمان ہی نہیں ہیں (۳۷)۔ اور جب ان کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جاتا
 ہے تاکہ (رسول خدا) ان کا قضیہ چکا دیں تو ان میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے (۳۸)۔ اور اگر (معاملہ) حق (ہو اور) ان کو
 (پہنچتا) ہو تو ان کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں (۳۹)۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا ان کو یہ خوف ہے کہ
 خدا اور اس کا رسول ان کے حق میں ظلم کریں گے (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں (۵۰)

تفسیر سورۃ نور آیات (۴۱) تا (۵۰)

(۳۱-۳۲) اے محمد ﷺ کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں
 جو آسمانوں میں فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے مومنین ہیں بالخصوص پرند بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو پر
 پھیلانے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کو جو بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے التجا کرے اور اس کی پاکی بیان

کرے اپنی اپنی دعا اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا اور جو اس کی پاکی بیان کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی پاکی بیان کرنا معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان سب کے افعال کا خواہ اچھے ہوں پورا علم ہے۔ اور آسمانوں کے خزانے یعنی بارش وغیرہ اور زمین کے خزانے یعنی نباتات وغیرہ سب اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(۲۳) کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف چلاتا ہے اور پھر اس بادل کے مجموعہ کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ بہ تہہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے بیچ میں سے نکل کر آتی ہے اور پھر اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں سے اگلے برساتا ہے اور پھر ان اولوں سے جو اس سزا کا مستحق ہوتا ہے اس پر گرا کر اس کو سزا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنے اس عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔ اور اس بادل میں سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے اس کی چمک کی تیزی کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ بینائی چھین لے گی۔

(۲۴) اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بھی بدلتا رہتا ہے کہ رات ختم ہوئی اور دن آیا اور دن پورا کیا تو رات کو لایا ان تمام مذکورہ بالا چیزوں میں دین میں سمجھ و بصیرت رکھنے والوں یا صرف آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لیے استدلال کا موقع ہے۔

(۲۵) اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک چلنے والے جانور کو نر اور مادہ کے پانی سے پیدا کیا تو کچھ تو وہ جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسا کہ سانپ وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ انسان وغیرہ اور کچھ ان میں وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ مویشی وغیرہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(۲۶) ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی کے واضح احکامات اور دلائل نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ جس کو اہل سمجھتا ہے اسے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی طرف خاص ہدایت فرماتا ہے۔

(۲۷) یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان بن عفان ؓ کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا اور حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ کے ساتھ

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کے لیے جا رہے تھے تو ان کی قوم نے ان کو جانے سے منع کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی۔

کہ قوم عثمان رضی اللہ عنہ دعویٰ تو کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر سچائی کے ساتھ ایمان لے آئے اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا اسے ہم نے دل سے مانا، پھر اس ایمان و اطاعت کے دعوے کے بعد ان کا ایک گروہ حکم الہی سے سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے نہیں۔

(۲۸) اور جب یہ لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول کتاب خداوندی اور حکم خداوندی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک گروہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کے فیصلہ سے پہلو تہی کرتا ہے۔

تِلْكَ نَزْلُ: وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے مرسل روایت کیا ہے کہ جب کسی انسان کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہوتا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا تھا اور اگر وہ حق پر ہوتا تھا اور کلی طور پر اسے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا (تو چلا آتا تھا) اور جس وقت یہ سمجھتا تھا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے پھر اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلایا جاتا تھا تو رُوگردانی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں کے پاس چلو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۳۹) اور اگر اتفاق سے ان کے حق میں فیصلہ ہو تو خوشی خوشی تیزی کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں چلے آئیں۔

(۵۰) آیا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ میں ان پر ظلم نہ کرنے لگیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے ایمان میں یہ سچے نہیں بلکہ ان کے اندر نفاق کا مرض ہے۔



إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيُعْلَمَ
بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ
يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝
وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَا
تَقْسِمُوا خَطَاةٌ مَعْرُوفَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا
حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى
الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيَسْكَنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ الْأَنْحُسُ لَهُمْ
وَلَيُؤْتِيَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُودُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي
شَيْئاً وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ لَا
تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ
بِشَيْءٍ وَلَيْسَ الضَّعِيفُ

مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اُس کے رسول کی طرف
بلائے جائیں تاکہ اُن میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سُن
لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱)۔ اور جو
شخص خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اُس سے
ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مُراد کو پہنچنے والے ہیں (۵۲)۔ اور (یہ)
خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم ان کو حکم دو تو (سب
گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ پسندیدہ
فرمانبرداری (درکار ہے) بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبر
دار ہے (۵۳)۔ کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے
حکم پر چلو۔ اگر مُنہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو اُن
کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے
اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول کے
ذمے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے (۵۴)۔ جو لوگ
تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ اُن سے خدا کا
وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو
حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لیے پسند کیا ہے
مستحکم اور پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ
میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں

گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں (۵۵)۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے
رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۵۶)۔ (اور) ایسا خیال نہ کرنا کہ تم پر کافر لوگ غالب آجائیں گے۔ (وہ جاہی کہاں سکتے ہیں) اُن کا
ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے (۵۷)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۱) تا (۵۷)

(۵۱) اب اللہ تعالیٰ کامل مومنوں کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ
رسول اکرم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے
ان کی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول
اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا
اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کو ہم نے مان لیا اور یہی حضرات یعنی حضرت عثمان ؓ، اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس
کی ناراضگی سے آخرت میں فلاح پائیں گے۔

(۵۲) اور اگلی آیت بھی حضرت عثمان بن عفان ؓ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انھوں

نے عرض کیا تھا اللہ کی قسم یا رسول اللہ اگر آپ کی رضا ہو تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کر دوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرما رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کر کے بامراد اور دوزخ سے دور ہوں گے۔

(۵۳) اور حضرت عثمانؓ قسم کھا رہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال اللہ کے راستے میں نکال دیں، آپ ان سے فرما دیجیے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔

(۵۴) اور آپ حضرت عثمانؓ سے فرما دیجیے کہ فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سمجھ لو کہ رسول کے ذمہ تو وہی تبلیغ کا کام ہے اور تمہارے ذمہ اطاعت اور فرمانبرداری کا کام ہے۔

سو اگر تم نے احکام اللہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی تو گمراہی سے نکل کر سیدھے راستے پر جا لگو گے اور رسول کے ذمہ احکام خداوندی کا صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(۵۵) اے اصحاب محمد ﷺ میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو یکے بعد دیگرے زمین پر حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کو حکومت دی تھی یا یہ کہ ان کو سرزمین مکہ میں اتارے گا جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اس کو غلبہ دے گا اور مکہ مکرمہ میں جو ان کو اپنے دشمن کا خوف ہے تو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اس کو مبدل با امن کر دے گا بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں میری عبادت کریں اور میرے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد ظہور اس غصہ اور امن کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

مَنْ نَزَلَ: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ (النح)

امام حاکمؒ نے ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب ان کی مخالفت پر متفق ہو گئے چنانچہ رات کو بھی ہتھیار پاس رکھ کر سوتے تھے اور بغیر ہتھیار کے کہیں نہیں جاتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم ایسے اطمینان کے ساتھ رات گزاریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براءؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس وقت سخت

پریشانی کی حالت میں تھے۔

(۵۶) اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو اور احکامات میں رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔

(۵۷) اے محمد ﷺ کفار مکہ کے متعلق یہ خیال مت کرنا کہ وہ عذاب الہی سے زمین میں بھی چھٹکارا پا جائیں گے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے کہ شیاطین سمیت اس میں داخل ہوں گے۔

مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچے تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے، تین دفعہ (یعنی تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔ (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے گرمی کی) دوپہر کو جب تم کپڑے اتار دیتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے (کے) ہیں ان کے (آگے) پیچھے (یعنی دوسرے وقتوں میں) نہ تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ان پر۔ کہ (کام کاج کے لیے) ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں تم سے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور خدا بڑا علم والا اور حکمت والا ہے (۵۸)۔ اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے (۵۹)۔ اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی اور وہ کپڑے اتار کر سرنگا کر لیا کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں۔ اور اگر اس سے بھی بچیں تو (یہ) ان کے حق میں بہتر ہے اور خدا سزا جانتا ہے (۶۰)۔ نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَ الَّذِينَ
نَكَحْتُمُ أَيَمَانَكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَنْكُحُوا الْعُلَمَاءُ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظُّهْرِ
وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى
بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝
وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ
آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي
لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَّبِعَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ
خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى
حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمُرِيضِ حَرَجٌ
وَلَا عَلَى أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِمَّن بِيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أَبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ
بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ
مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن
تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا إِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا
فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً
طَيِّبَةً كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

سے (اور اس کا بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھاؤ یا جُدا جُدا اور جب گھروں میں جایا کرو تو (اپنے گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (۶۱)

تفسیر سورۃ نور آیات (۵۸) تا (۶۱)

(۵۸) اے ایمان والو تمہارے پاس آنے کے لیے تمہارے چھوٹے غلاموں کو اور تمہارے آزادوں کو جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے، تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیے ایک تو صبح صادق کے وقت نماز صبح سے پہلے اور دو پہر کو آرام کے وقت ظہر کی نماز پڑھنے تک اور تیسرے نماز عشاء کے بعد صبح صادق تک، یہ تین وقت تمہارے پردہ اور خلوت کے ہیں، حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان تینوں خلوت کے وقتوں میں ہمارے بچوں اور خادموں کو بلا اجازت آنے کی ممانعت فرمادے چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اوقات کے علاوہ پھر بلا اجازت آنے جانے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ فرمایا کہ ان تین اوقات کے علاوہ نہ گھر والوں پر کوئی الزام ہے اور نہ ان نابالغ لڑکوں اور خادموں پر کیوں کہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اور بہر حال بڑے غلام اور نو جوان لڑکے ان کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کرتا رہتا ہے جیسا کہ ان احکامات کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے، چنانچہ بڑوں کو آنے کے لیے ہر مرتبہ اجازت لینے کا حکم دیا۔

(۵۹) اور جس وقت تمہارے نابالغ لڑکے اور غلام حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی ہر وقت آنے کے لیے اسی طرح اجازت لینی چاہیے جیسا کہ ان سے بڑی عمر والے ان کے بھائی اجازت لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام بیان فرمائے اسی طرح وہ تم سے اپنے اوامر و نواہی بیان کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ بڑوں کو ہر وقت آنے جانے کے لیے اجازت لینے کا حکم فرمایا۔

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو تو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے یعنی چادر وغیرہ اتار دیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں جیسا کہ چہرہ وغیرہ لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں اور چادر سے مواقع زینت کو چھپالیں یہ ان کے لیے اظہار سے بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

(۶۱) جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَئْسَ عَلَی الْأَعْمٰی تو صحابہ کرام ؓ اس آیت کے نزول کے بعد

ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے اور اس سے ڈرنے لگے تھے بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں اللہ تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل و انصاف کے ساتھ کھانا کھا لو یا اپنے باپ کے گھر سے اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانے یا کسی کو کھلانے میں ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کے مالوں کی چابیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید اور حارث بن عمار دونوں دوست تھے ان کے بارے میں یہ آخری جملہ نازل ہوا اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر عدل و انصاف کے ساتھ کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب شامل ہو گئے۔

پھر جب تم اپنے گھروں یا مساجد میں جانے لگا کرو اور وہاں کوئی نہ ہو تو خود کو سلام کر لیا کرو یعنی السلام علینا من ربنا کہہ لیا کرو جو تمہارے لیے دعا کے طور پر اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور یہ ثواب ملنے کی وجہ سے برکت والی چیز اور مغفرت کے ساتھ عمدہ چیز ہے۔

جیسا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح وہ اوامر و نواہی بیان فرماتا ہے تاکہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تم اس کو سمجھو۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ عَلٰی اللّٰہِ عَسٰی حَسْبُجْ (النخ)

(۶۱) عبدالرزاقؒ نے بواسطہ معتمر ابن ابی نحبیح مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں دوسروں کے گھر لے جایا جاتا ہے تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہو گئی کہ نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے۔

اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالِکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (النخ) نازل فرمائی، اس آیت کو سن کر صحابہ کرامؓ ڈر

گئے اور کہنے لگے کہ کھانا تو اور اموال سے افضل ہے تو لہذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ سے مَفَاتِحُ تِلْكَ یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے کیوں کہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھلانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے اور اپنے گھروالوں کی نگرانی کے لیے خالد بن زید کو چھوڑ دیا، چنانچہ خالد بن زید کو ان کے گھر سے کھانا کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا اور خالد مفلس آدمی تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

شان نزول: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (الغ)

بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول ﷺ کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے تمہیں اجازت دے دی ہے جو تمہاری طبیعت چاہے سو کھاؤ مگر وہ پسماندہ حضرات کہتے تھے کہ ہمارے لیے ان کی چیزوں کا کھانا حلال نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے ہمیں خوشی سے اجازت نہیں دی اس پر اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ سے اَوْ مَا مَلَكَتْ مَفَاتِحُ (الغ) تک آیت نازل فرمائی۔ یعنی ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور ابن جریر نے زہری سے روایت کیا ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے آیت کریمہ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ (الغ) میں اندھے لنگڑے اور بیمار کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اس چیز کے بارے میں مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے محتاجوں کو گھروں پر چھوڑ جاتے اور انھیں اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے اور ان سے کہہ جاتے کہ ہم نے تمہیں مکمل اختیار دے دیا ہے جو ہمارے گھروں میں ہے سو کھاؤ پیو مگر وہ لوگ اس چیز میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ ان کی عدم موجودگی میں ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے تو یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اجازت دینے کے لیے نازل فرمائی ہے۔ نیز قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عرب کے ایک قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس قبیلہ کا کوئی بھی فرد تنہا کھانا نہیں کھاتا تھا اور اپنا دن کا کھانا اٹھا کر رکھ لیتا تھا جب تک کہ اس کو ساتھ کھانے کے لیے کوئی نہ ملے

جب کوئی ساتھی مل جاتا تب کھاتا اور نیز عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے یہاں جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو جب تک مہمان ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا اس وقت تک یہ بھی کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِلَّا كَانُوا مَعَهُ
عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ لَمْ يَدْهَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ يَسْتَأْذِنُ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ الْكُلُّ بِلِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ
شَأْنِهِمْ قَاذَنَ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَخْلَفْ لِهِمُ اللَّهُ
إِنْ يَشَاءُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَا تَقْبَلُوا دُعَاءَ الزُّنُوفِ
يَسْأَلُكُمْ كُنْ أَوْ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَسْأَلُونَ
مِنْكُمْ لِأَوْفَاءِ قَوْلِهِمْ إِنَّ الَّذِينَ يَغَالِبُونَ عَنْ أَمْرِهِمْ
ثُمَّ يَنْتَهِئُونَ وَيُعِينُهُمْ عَذَابُ الْآلَاءِ إِنَّ بِلِلَّهِ نَافِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَلَوْ مَرَّ جَحْوَنَ الْيَمِّ
فَيَنْتَهِئُكُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اور اُس کے پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لیے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو اُن سے اجازت لیے بغیر چلے نہیں جاتے۔ اے پیغمبر جو لوگ تم سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں تو اُن میں سے جسے چاہا کرو اجازت دے دیا کرو اور اُن کے لیے خدا سے بخشش مانگا کرو کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے (۶۲)۔ مومنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بکالتے ہو۔ بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ اُن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) اُن پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف

دینے والا عذاب نازل ہو (۶۳)۔ دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین ہے سب خدا ہی کا ہے جس (طریق) پر تم ہو وہ اُسے جانتا ہے۔ اور جس روز لوگ اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو جو لوگ عمل کرتے رہے وہ اُن کو بتا دے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۶۴)

تفسیر سورۃ نور آیات (۶۲) تا (۶۴)

(۶۲) سچے ایماندار تو وہی ہیں جو ظاہر و باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے ہوتے ہیں یا آپ کے ساتھ کسی جہاد پر ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں تو جمعہ یا جہاد سے واپس نہیں جاتے، اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے موقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں ایک ضروری کام پیش آ گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ واپسی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی چنانچہ آگے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب یہ مخلص حضرات ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں اور اجازت دینے کے بعد بھی آپ ان کے لیے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بے شک اللہ

تعالیٰ تائب کو بخشے والا اور اس پر بڑا مہربان ہے۔

شان نزول: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ النَّبِيُّنَ امْنُوا (النخ)

ابن اسحاقؒ نے اور بیہقیؒ نے دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ احزاب کے سال جس وقت قریش مقابلہ کے لیے آئے تو انھوں نے مدینہ منورہ کے قریب مجمع الاسیال میں پڑاؤ ڈالا اور ان کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، ادھر سے قبیلہ غطفان آیا اور اس نے احد پہاڑ کے کنارے پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام ﷺ نے خندق کھودنی شروع کی چنانچہ منافقین نے ٹال مٹول شروع کر دی آتے اور معمولی سا کام کر کے بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ پر کہ آپ کو معلوم نہ ہو سکے، اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے تھے اور مسلمانوں میں سے جب کسی آدمی کو بہت ضروری کام پیش آ جاتا تو اپنے اس کام کا رسول اکرم ﷺ سے تذکرہ کرتا اور اپنے کام کے پورا کرنے کی آپ سے اجازت طلب کرتا، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو پھر فوراً واپس آ جاتا تھا تو ایسے مومنین کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۶۳) اور تم لوگ رسول اکرم ﷺ کو آپ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو بلکہ تعظیم و توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کو پکارو کہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر آواز دو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں ہو کر تم میں سے مجلس نبوی ﷺ سے کھسک جاتے ہیں۔ منافقین مسجد نبوی میں سے جس وقت نکلتے تو بغیر اجازت کے اس طرح سے کھسکتے تھے کہ کوئی ان کو دیکھنے نہ پائے۔

سو جو لوگ رسول اکرم ﷺ یا حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس چیز سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے یا کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔

شان نزول: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ (النخ)

ابو نعیمؒ نے دلائل میں ضحاک کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام ﷺ آپ کو یا محمد ﷺ یا ابوالقاسم کہا کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگ رسول اکرم ﷺ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو، چنانچہ اس کے بعد صحابہ کرام نے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا شروع کر دیا۔

(۶۴) تمام مخلوقات اللہ ہی کی مملکت ہیں اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم اب ہو یعنی ایمان و کفر

تصدیق و تکذیب اخلاص و نفاق اور استقامت و تذبذب وغیرہ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی جانتا ہے جس دن سب اس کے پاس لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جتادے گا جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا تھا اور وہ ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ {۲۵}

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَبْرَكَ الَّذِي أَنزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَءَاهُ تَقْدِيرًا ۝
وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا
وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا
إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا
ظُلُمًا زَوْرًا ۝ وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَلَمْ يَكُنْ فِي
سُورَةِ الْبَقَرَةِ ۝ وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَقَالُوا
مَا لَ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَشْرِي فِي الْأَسْوَاقِ
لَوْلَا أَنزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُنْزِلَ
إِلَيْهِ كُتُبٌ أَوْ تُكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ
إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ
الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝

سُورَةُ الْفُرْقَانِ {۲۵}

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ (خداے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے (۱)۔ وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اُس کا ایک اندازہ ٹھہرایا (۲)۔ اور (لوگوں نے) اُس کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنا اُن کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑے ہونا (۳)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس (مدعی رسالت) نے بنالی ہیں۔ اور لوگوں نے اس میں اُس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ (ایسا کہنے سے) ظلم اور جھوٹ پر (اُتر) آئے ہیں (۴)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اُس نے لکھ کر رکھا ہے اور وہ صبح و شام اُس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (۵)۔ کہہ دو کہ اُس کو اس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بخشنے والا

مہربان ہے (۶)۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نازل نہیں کیا گیا اس کے پاس فرشتہ کہ اس کے ساتھ ہدایت کرنے کو رہتا (۷)۔ یا اُس کی طرف (آسمان سے) خزانہ اُتارا جاتا یا اُس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (۸)۔ (پیغمبر) دیکھو تو یہ تمہارے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے ہیں سو گمراہ ہو گئے اور رستہ نہیں پاسکتے (۹)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۱) تا (۹)

یہ سورت مکی ہے اس میں ستر آیتیں اور تین سو بالوے کلمات اور تین ہزار سات سو تریسٹھ حروف ہیں۔

(۱) بڑی برکتوں والی یا یہ کہ بڑی عالی شان شریک اور اولاد سے پاک ذات ہے جس نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین رسول اکرم ﷺ پر نازل فرمایا تاکہ آپ بذریعہ قرآن کریم تمام جن وانس کو عذاب الہی سے ڈرانے والے رسول ہوں۔

(۲) وہ ایسی ذات ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین یعنی نظام ہارش و نباتات وغیرہ کی حکومت حاصل ہے اور بقول یہود و نصاریٰ کے اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں جیسا کہ مشرکین عرب کہتے رہتے ہیں اور اس نے ہر موجود چیز کو پیدا کیا خواہ وہ شے موجود اس کی عابد ہو یا نہ ہو اور پھر سب کی عمریں رزق اور اعمال کا الگ الگ انداز رکھایا یہ کہ ہر ایک نر کے لیے مادہ بنائی۔

(۳) مگر ان کفار مکہ یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر سکیں بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں ان بتوں کے پجاریوں نے اُن کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور یہ بت خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کے رفع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا تو پھر دوسروں کا کیا کام کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے مارنے پر ان کو قدرت ہے اور نہ کسی کی زندگی میں اضافہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا یہ کہ نہ یہ نطفہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس میں روح ڈالنے کا اور نہ کسی کو مرنے کے بعد جلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(۴) اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے گھڑ لیا ہے اور جبرو یسار اور ابولکبیر راوی نے اس چیز میں ان کی مدد کی ہے تو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

(۵) اور نصر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم بے سند باتیں ہیں جو پہلے لوگوں کی تراشی ہوئی منقول ہوتی چلی آرہی ہیں جس کو محمد ﷺ نے جبرو یسار سے لکھوا لیا ہے پھر نبی محمد ﷺ کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنوائی جاتی ہیں۔

(۶) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمادیجیے کہ قرآن کریم کو تو جبریل امین کے ذریعے اس ذات نے نازل کیا ہے جس کو ہر ایک پوشیدہ بات کی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں خبر ہے اور وہ تو بہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مہرے اس پر رحم کرنے والا ہے۔

(۷) اور ابو جہل، نصر اور امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کا مددگار

اور محافظ رہتا۔

(۸) یا اس کو کوئی خزانہ حاصل ہوتا جس سے اس کو تقویت رہتی یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ بے فکری کے ساتھ کھایا کرتا اور یہ مشرکین یعنی ابو جہل، نضر، امیہ اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی یعنی رسول اکرم ﷺ کی راہ پر چل رہے ہو۔

(۹) اے محمد ﷺ آپ دیکھیے تو کہ یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں اور ساحر و کاہن جھوٹا شاعر اور مجنوں کیا کیا یہ آپ کے نام رکھ رہے ہیں، باقی یہ لوگ خود گمراہ ہو گئے ہیں اور تمام ان کے مکر و فریب خاک میں مل گئے ہیں اور پھر یہ اپنی باتوں سے چمٹکار نہیں پاسکتے اور نشان کے پاس اس کو اس کی کوئی دلیل ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِي

اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَلَّتْ ثَجْوٰى
مِنْ تَحْتِهَا الْاِلَهٰوُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ هَلْ كُنَّا
بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝
اِذَا رَاَ اَتْلُوْهُ مِنْ مَّكٰنٍ مِّنْ سِوَا الْاَهْقَاطِ وَزَفِيْرًا ۝
وَاِذَا اَلْقَوْا مِنْهَا مَكَانًا مِّنْهَا مَقَرَّرٰتَيْنِ دَعَوْا هٰذَا لَكَ
ثُبُوْرًا ۝۱۱ لَا تَدْعُوْا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَاَدْعُوا الثُّبُوْرَ
كَثِيْرًا ۝۱۲ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ رَحْمَةُ الْخَلِيْلِ الْيَمِيْنِ وَوَعْدَ
الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳ كَاَنَّا لَكُمْ جَزَاءً وَمَصِيْرًا ۝۱۴ لَّكُمْ فِيْهَا مَا
يَشَاءُوْنَ لَخَلِيْلِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدٌ مَّقْصُوْرًا ۝۱۵
يَخْشَرُهُمْ وَمَا يَعْهَدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُوْا اَلَا اَلَمْ
نُحْسِنْ لَّكُمْ عِبَادِيْ هٰؤُلَاءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝۱۶ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَلْبِسُنِيْ لَنَا اَنْ نَّكْفِيْعَكَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ
اَوْلِيَآءٍ وَلٰكِنْ كُنتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۱۷ اَوَاٰءُكُمْ عَلٰى اَسْوَا الْاَلْيَاسِ كَاَنُوْا
قُوْلًا بَورًا ۝۱۸ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۝۱۹ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ
صَرْفًا وَّلَا لَصْرًا ۝۲۰ وَمَنْ يَظْلِمْ لِنَفْسٍ نَّظْمًا فَاِذَا هِيَ كَاْبِدْرًا ۝
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ مِنْ اَلْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اَلَهُمْ لِيَا كُنُوْنَ
الْعٰمِرُوْنَ وَيَشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
فِتْنَةً ۝۲۱ اَلْتَصِيْرُوْنَ ۝۲۲ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝۲۳

وہ (خدا) بہت ہایرکت ہے جو اگر چاہے تو تمہارے لیے اس سے بہتر (چیزیں) بنادے (یعنی) باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں نیز تمہارے لئے محل بنادے (۱۰)۔ بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے (۱۱)۔ جس وقت وہ اُن کو دوزخ سے دیکھے گی تو (غضب ناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اُس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے (۱۲)۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی جگہ میں (رنجیروں میں) جکڑ ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (۱۳)۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو (۱۴)۔ پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پر ہیز گاروں سے وعدہ ہے۔ یہ اُن کے عملوں (کاموں) کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا (۱۵)۔ وہاں جو چاہیں گے اُن کے لیے (میسر) ہوگا ہمیشہ اُس میں رہیں گے یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے (۱۶)۔ اور جس دن (خدا) ان کو اور اُن کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے (۱۷)۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ میرے سوا اوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برحق کو نصیحتیں دیں۔ یہاں تک کہ وہ میری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (۱۸)۔ تو (کافرو) انہوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلایا پس (اب) تم (عذاب کو) نہ پھیر سکتے ہو نہ

(کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اُس کو بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے (۱۹)۔ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے (۲۰)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۱۰) تا (۲۰)

(۱۰) وہ ذات بڑی عالی شان ہے، اس نے تو ان کفار کی فرمائش سے بھی اچھی چیز آپ کو دے دی، آخرت میں بہت سے باغات جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں اور جنت میں آپ کے لیے اس نے سونے اور چاندی کے بہت سے محلات تیار کر دیے جو ان کفار کی اس فرمائش سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو آپ کے لیے دنیا میں بقول ان کے بنائے جاتے اور یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بقول ان کے آپ کے لیے دنیا میں بہت سے محلات اور باغات بنادے یعنی مشرق و مغرب میں آپ کے لیے بہت سے شہر اور قلعے فتح فرمادے جن سے یہ کفار رشک کریں۔

شان نزول: تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (الخ)

ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے خیمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کے خزانے دے دیے جائیں اور اس دینے سے آخرت میں آپ کے درجات میں ہمارے یہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی اور اگر آپ فرمائیں تو یہ سب آخرت میں آپ کو دینے کے لیے جمع کر رکھیں آپ نے اس پر فرمایا آخرت میں مجھے دینے کے لیے جمع رکھیے چنانچہ آیت اسی چیز کی تصدیق میں نازل ہوئی ہے، تَبَرَّكَ الَّذِي (الخ) وہ ذات بہت عالی شان ہے اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بہتر چیز دے دے۔

(۱۱) بلکہ یہ لوگ تو قیامت کے قائم ہونے کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کے لیے جو قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۱۲) اور جب وہ دوزخ ان کو پانچ سو سال کی مسافت سے دیکھے گی تو یہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سنیں گے یعنی وہ غصہ میں انسان کی طرح غضب ناک ہوگی اور گدھے کی طرح چیخے گی۔

(۱۳) اور جب یہ لوگ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں شیاطین کے ساتھ ہاتھ پیر جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو اس تنگ جگہ میں یہ موت ہی موت پکاریں گے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اپنی ان لامتناہی مصیبتوں کی وجہ سے ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں

کو پکارو۔

(۱۵) اے محمد ﷺ آپ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے فرمائیے کیا یہ مصیبت و موت اور یہ دوزخ کی حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت اچھی ہے جس کا کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی جنت ان کے لیے صلہ ہے اور ان کا آخرت میں ٹھکانا ہے۔

(۱۶) ان کو جنت میں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے اور تمنا کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے وہ نکالے جائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور جس کی ان لوگوں نے درخواست کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی درخواست پوری فرمادی ہے۔

(۱۷) اور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اور ان کے بتوں کو جمع کرے گا تو ان کے معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے ان کو میری اطاعت سے گمراہ کیا تھا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا یا خود ہی انھوں نے راہ حق کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی وجہ سے تمہاری پرستش شروع کر دی۔

(۱۸) تو ان کے معبود یعنی بت وغیرہ عرض کریں گے معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اس کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں یعنی وہ معبود کہیں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اوروں کی عبادت کریں تو پھر ہماری کیسے جرأت ہو سکتی تھی کہ ہم ان بد بختوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے لیکن آپ نے ان کو اور ان سے قبل ان کے بڑوں کو حالت کفر میں بہت ڈھیل اور آسودگی دی یہاں تک کہ یہ لوگ توحید اور آپ کی اطاعت ہی کو بھلا بیٹھے تو یہ لوگ خود ہی تباہ اور برباد ہوئے۔

(۱۹) اس وقت اللہ تعالیٰ ان غیر اللہ کے پیجاریوں سے فرمائے گا سو تمہارے ان معبودوں نے تو تمہیں تمہاری سب باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو تم اب ان فرشتوں یا بتوں کی گواہی کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو یا یہ کہ اس دوزخ کے عذاب کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو اور نہ کوئی تمہاری مدد کر سکتا ہے۔

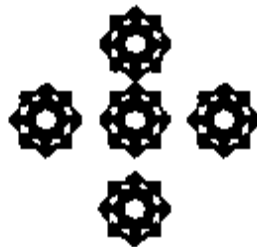
اور اے گروہ مسلمین جو جو تم میں سے کفر کرے گا یا یہ کہ اے گروہ کفار جو جو تم میں سے کفر پر قائم رہے گا تو ہم اس کو دوزخ میں بڑا عذاب دیں گے۔

(۲۰) اب اللہ تعالیٰ کفار کی اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا پیتا ہے الخ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے یعنی عربی کو غیر عربی اور غنی کو فقیر اور شریف کو رذیل کے ذریعے آزماتے

ہیں جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا کیا تم رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ صبر کرو گے تاکہ تم دین الہی اور حکم خداوندی کی اطاعت میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگو باقی آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ یہ اس چیز پر صبر نہیں کریں گے یا آیت مبارکہ کا یہ مطلب ہے کہ اے صحابہ کرام ﷺ کیا تم ان کفار کی تکالیف پر صبر کرو گے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ پورا پورا بدلہ دے جو صبر کرنے والوں کو ملتا ہے اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ ان کفار میں سے کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہیں لاتا۔

مَا نَزَّلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (النجم)

اور واحدیؒ نے جبیرؒ کے طریق سے بذریعہ ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت مشرکین نے رسول اکرم ﷺ کو روزی کی تلاش پر طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے تو یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ کو افسوس ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور ابن جریرؒ نے بواسطہ سعیدؒ، یا عکرمہؒ حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔



وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا
 الْمَلَكُ أَوْ تَنَزَّلَ رَبُّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا
 كَبِيرًا ۝ يَوْمَ يَرْوُنَ الْمَلَكُ لَا بَشَرٌ يُوَفِّيهِمْ لِلْمُجْرِمِينَ
 وَيَقُولُونَ جَبْرًا مَحْجُورًا ۝ وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنْزَلَ
 فِيهِ الْقُرْآنَ فَجَعَلَهُ هَدًى وَمَنُورًا ۝ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا
 وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝ وَيَوْمَ نَشْطِقُ الشَّجَرُ بِالْقُلُوبِ وَالْخَلُوفُ بِالْخُلُوفِ
 تَنْزِيلًا ۝ أَلَمْ نَكُنْ يَوْمَئِذٍ بِالْحَقِّ بِالرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى
 الْكَافِرِينَ عَذَابٌ عَسِيفٌ ۝ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ
 يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يُؤْتَلَّى يَلْتَمَتْنِي لَمَ
 اتَّخَذْتُ فَلَانَا عَذَابٌ لَّعَلَّ ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِجَاءِنِي
 وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ
 إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ
 نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ وَكُلِّي بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۝
 وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً
 وَاحِدَةً ۚ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝
 وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝
 الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ
 مَّاكَانًا وَاصْلًا سَبِيلًا ۝

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے
 کیوں نازل نہ کیے گئے یا ہم آنکھ سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں۔ یہ
 اپنے خیال میں بڑا کی رکھتے ہیں اور (اسی بنا پر) بڑے سرکش ہو
 رہے ہیں (۲۱)۔ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن
 گنہگاروں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا
 کرے تم) روک لیے (اور بند کر دیے) جاؤ (۲۲)۔ اور جو انہوں
 نے عمل کیے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی
 خاک کر دیں گے (۲۳)۔ اُس دن اہل جنت کا ٹھکانا بھی بہتر ہوگا
 اور مقامِ استراحت بھی ہوگا (۲۴)۔ اور جس دن آسمان ابر کے
 ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے (۲۵)۔ اُس
 دن تجی بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت)
 مشکل ہوگا (۲۶)۔ اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ
 کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ
 رشتہ اختیار کیا ہوتا (۲۷)۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو
 دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸)۔ اُس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے
 میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دعا
 دینے والا ہے (۲۹)۔ اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم
 نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا (۳۰)۔ اور اسی طرح ہم نے
 گنہگاروں میں سے ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا اور تمہارا پروردگار ہدایت
 دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے (۳۱)۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر
 قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا۔ اس طرح (آہستہ
 آہستہ) اس لیے (اُتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم

رکھیں۔ اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھیک ٹھیک کر پڑھتے ہیں (۳۲)۔ اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم
 تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں (۳۳)۔ جو لوگ اپنے منہوں کے بل دوزخ کی طرف جمع کیے
 جائیں گے اُن کا ٹھکانا بھی بُرا ہے اور وہ رستے سے بھی بہکے ہوئے ہیں (۳۴)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۲۱) تا (۲۴)

(۲۱) ابو جہل اور اس کے ساتھی جو بعث بعد الموت کا فکر نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں
 نہیں بھیجے جاتے جو ہم سے آکر کہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے یا ہم اپنے رب کو دیکھ
 لیں اور اس سے خود آپ کے بارے میں دریافت کر لیں یہ لوگ ایمان سے تکبر کر رہے ہیں اور اپنے دلوں میں خود کو

بہت بڑا سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کو دیکھنے کی درخواست کرتے ہیں اور ایمان سے بہت زیادہ تکبر کر رہے ہیں یا یہ کہ بہت ہی دلیری اور بدتمیزی پہ اتر رہے ہیں کہ فرشتوں کے نزول کی خواہش کیے بیٹھے ہیں۔

(۲۲) جس دن یہ لوگ مرنے کے وقت فرشتوں کو دیکھیں گے اور وہ قیامت کا دن ہے تو فرشتے ان سے کہیں گے آج مشرکین کو خوشی کی بات یعنی جنت نصیب نہ ہوگی اور عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کفار کہیں گے پناہ ہے پناہ یا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ان کافروں سے کہیں گے کہ کفار کے لیے قطعی طور پر جنت کی بشارت بھی حرام کر دی گئی۔

(۲۳) اور ہم اس روز ان کے ان نیک کاموں کی طرف جو کہ وہ دنیا میں کر چکے تھے متوجہ ہوں گے تو آخرت میں ان کو ایسا بے کار کر دیں گے جیسا کہ جانوروں کے قدموں سے دھول اڑتی ہے یا یہ کہ ایسا کر دیں گے جیسا کہ کسی کمرہ میں سوراخ میں سے دھوپ کی روشنی جاتی ہے اور اس روشنی میں غبار کی سی ایک لکیر نظر آتی ہے پر اس کو کوئی ہاتھ میں نہیں لے سکتا اسی طرح ان کے اعمال کو ختم کر دیں گے۔

(۲۴) البتہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ سے قیام گاہ میں بھی اچھے ہوں گے اور آرام گاہ میں بھی بہت اچھے ہوں گے۔

(۲۵) اور نزول خداوندی کے لیے جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے زمین پر ترتیب وار اتارے جائیں گے۔

(۲۶) اس روز حقیقی حکومت اور عادلانہ فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ دن کفار پر بہت ہی سخت ہوگا۔
(۲۷-۲۸) اور جس روز عقبہ بن ابی معیط کافر غایت وحسرت میں اپنے ہاتھ چبالے گا اور کہے گا کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دین کی راہ پر لگ جاتا، ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں دین کے بارے میں ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا۔

شان نزول: وَيَوْمَ يَعْزُّ الظَّالِمُ (النخ)

اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا تو اس کو عقبہ بن ابی معیط ڈانٹا کرتا تھا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جس روز یہ کافر حسرت میں اپنے ہاتھ چبالے گا۔ نیز اسی طرح شععی اور مقسم سے روایت کی گئی ہے۔

(۲۹) اس کم بخت نے جب کہ رسول اکرم ﷺ کو حید کا پیغام لے آئے تھے مجھ کو تو حید اور اطاعت خداوندی سے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو عین امداد کے وقت امداد دینے سے جواب دے کر رسوا کر ہی دیتا ہے۔

(۳۰) اس روز رسول اکرم ﷺ فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو جو واجب العمل اور

واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو درکنار۔
(۳۱) اور ہم اسی طرح جیسا کہ ابو جہل آپ کا دشمن ہے مشرک لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہ السلام کی ان کی قوم دشمن رہی ہے اور آپ کا رب آپ کی حفاظت کرنے اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۳۲) اور ابو جہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جیسا کہ توریت موسیٰ علیہ السلام اور زبور داؤد علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ہی دفعہ نازل کی گئی ہے اسی طرح یہ قرآن کریم ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا اسی طرح بذریعہ جبریل امین تدریجاً اس لیے نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں اور آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیں۔

تہان نزول: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ (النخ)

ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے تصحیح کے ساتھ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین کہنے لگے اگر محمدؐ اپنے دعوے کے مطابق نبی ہیں تو ان کا پروردگار ان کو عذاب نہیں دے گا باقی قرآن کریم ان پر ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوتا، ایک ایک اور دو دو آیتیں کر کے کیوں نازل ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعتاً کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

(۳۳) اور اسی لیے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر ایک ایک آیت کر کے نازل کیا ہے اور اوامر و نواہی اس میں صاف طور پر بیان کیے ہیں اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا بھی عجیب سوال پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور ٹھوس اور وضاحت کے ساتھ جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔

(۳۴) یہ ابو جہل اور اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے مونہوں کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے یہ لوگ آخرت میں جگہ کے اعتبار سے اور دنیا میں عمل کے اعتبار سے بھی بدتر اور حق و ہدایت کے راستہ سے گمراہ ہیں۔



وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ

أَخَاهُ هَارُونَ وَزَيَّرْنَا فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا
فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۚ وَقَوْمُ نُوحٍ لَمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ أَخْرَجْنَاهُمْ
وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ وَطُوفُوا
وَتَمُودُ أَوْ أَصْحَابُ الرِّسِّ وَقُرُونَا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۚ وَلَا تَحْزَنْنَا
لَهُ الْإِنْفَالُ ۚ وَلَا تَبْزُنَا تَبْزِيرًا ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي
أَمْطَرْنَا عَلَيْهَا السَّيْلَ الْفُجَاءَ يُكْوُوا يُرْوْنَا بَلْ كَانُوا لَا
يَرْجِعُونَ نَشُورًا ۚ وَإِذَا رَأَوْكَ أَنْ يَنْجُوْا مِنْكَ الْآهَرُونَ أَهْلًا
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۚ إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا عَنْ الْبَيْتِ لَوْ
لَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرْوُونَ الْعَذَابَ
مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۚ أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ
تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۚ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ
أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۚ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بھائی کو مددگار بنا کر ان کے
ساتھ کیا (۳۵)۔ اور کہا کہ دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے
ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ (جب تکذیب پر اڑے رہے) تو ہم
نے ان کو ہلاک کر ڈالا (۳۶)۔ اور نوح کی قوم نے بھی جب
پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لیے نشانی
بنادیا۔ اور ظالموں کے لیے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا
ہے (۳۷)۔ اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں اور ان کے درمیان اور
بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا) (۳۸)۔ اور سب کے
(سمجھانے کے) لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور (نہ ماننے پر) سب
کو تہس نہس کر دیا (۳۹)۔ اور یہ (کافر) اس بستی پر بھی گزر چکے ہیں
جس پر بڑی طرح سے مینہ برسایا گیا تھا کیا وہ اس کو دیکھتے نہ ہوں
گے۔ بلکہ ان کو (مرنے کے بعد) جی اٹھنے کی امید ہی نہیں تھی (۴۰)۔
اور یہ لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی اڑاتے ہیں کہ کیا یہی
فحش ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (۴۱)۔ اگر ہم اپنے

معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا (اور) ان سے (پھیر دیتا) اور یہ عنقریب معلوم کر لیں گے جب
عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے رستے سے کون بھٹکا ہوا ہے (۴۲)۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا
ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو (۴۳)۔ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سننے یا سمجھتے ہیں (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح
ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں (۴۴)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۲۵) تا (۴۴)

(۲۵) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معین و مددگار
بنایا تھا۔

(۳۶) پھر ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون اور اس کی قبیلہ قوم کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری نو نشانیوں کو جھٹلایا
ہے مگر ان کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو غرق کر کے بالکل ہی
نیست و نابود کر دیا۔

(۳۷) اور قوم نوح علیہ السلام کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم
نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا اور ہم نے ان کے واقعہ کو لوگوں کی عبرت کے لیے ایک نشان بنادیا تاکہ بعد میں آنے

والے ان کی پیروی نہ کریں۔

(۳۸) اور ہم نے ان مشرکین بالخصوص مشرکین مکہ کے لیے دوزخ میں دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

(۳۹) اور ہم نے قوم ہود علیہ السلام قوم صالح علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے اور ان پہلی قوموں میں سے ہم نے ہر ایک قوم کو عذاب سے ڈرایا مگر اس کے باوجود وہ نہ مانے تو ہم نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بالکل ہی تباہ کر دیا۔

(۴۰) اور یہ کفار مکہ اپنی آمدورفت میں حضرت لوط علیہ السلام کی بستی سے ہو کر گزر رہے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تو اس بستی اور وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے کہ پھر بھی عبرت نہیں حاصل کرتے کہ آپ کو نہ جھٹلائیں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔

(۴۱) اور جب کفار مکہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں اور بطور مذاق کے کہتے ہیں کیا یہی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۴۲) کہ اس نے ہمیں ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان کی عبادت پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ بطور وعید کے فرماتا ہے کہ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص دین و حجت کے اعتبار سے گمراہ تھا۔

(۴۳) اے پیغمبر آپ نے اس شخص یعنی نصر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی جنہوں نے عبادت کے لیے اپنا اللہ اپنی خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے تو کیا آپ اس کی اس فساد سے نکالنے میں نگرانی کر سکتے ہیں، اس آیت کو آیت جہاد نے منسوخ کر دیا یا یہ کہ آپ اس کی عذاب سے نگرانی کر سکتے ہیں۔

(۴۴) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق بات کو سنتے ہیں یا یہ کہ جس وقت وہ حق بات کو سنتے ہیں تو اس کو سمجھتے ہیں ان کا سننا اور پھر سمجھنا تو درکنار یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں کہ جن کو کھانے پینے کے علاوہ کسی قسم کی سمجھ بوجھ نہیں بلکہ یہ تو دین و حجت میں ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیوں کہ چوپائے تو اس راہ دین کے مکلف ہی نہیں۔



بلکہ تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سائے کو کس طرح دراز کر (کے پھیلا) دیتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو (بے حرکت) ٹھیرا رکھتا پھر سورج کو اس کا رہنما بنا دیتا ہے (۴۵)۔ پھر ہم اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں (۴۶)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت ٹھیرایا (۴۷)۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت کے مینہ کے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پاک (اور نھرا ہوا) پانی برساتے ہیں (۴۸)۔ تاکہ اس سے شہرِ مزدہ (یعنی زمینِ افتادہ) کو زندہ کر دیں اور پھر ہم اُسے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم نے پیدا کیے ہیں پلاتے ہیں (۴۹)۔ اور ہم نے اس (قرآن کی آیتوں) کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ نصیحت پکڑیں مگر بہت سے لوگوں نے انکار کے سوا قبول نہ کیا (۵۰)۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر ہستی میں ڈرانے والا بھیج دیتے (۵۱)۔ تو تم کافروں کا کہنا نہ مانو اور ان سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شدد و سے لڑو (۵۲)۔ اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا۔ اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنادی (۵۳)۔ اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحبِ نسب اور صاحبِ قرابت دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے (۵۴)۔ اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں کہ جو نہ ان کو فائدہ پہنچا سکے اور نہ ضرر۔ اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت میں بڑا زور مارتا ہے (۵۵)۔ اور ہم

الْمُرْتَدِّ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۚ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۚ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۚ لِنُنْجِيَ بِهِ بَلَدًا قَبِيلًا وَنُصْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَا سَيِّدُ الْكَتِبِ ۚ وَلَقَدْ حَزَنَ قَوْمُهُ بِإِيْتَانِهِمْ لِيَوْمَ ذِي الْقَعْدِ أَكْثَرُ النَّاسِ الْكَافِرَ ۚ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۚ فَلَا تُطِيعُ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۚ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا يِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا ۚ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۚ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْعِزِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۚ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ عَلَيْهِ خَبِيرًا ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۚ

نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے (۵۶)۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اجرت نہیں مانگتا۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف (جانے کا) رستہ اختیار کر لے (۵۷)۔ اور اُس (خدائے) زندہ پر بھروسہ رکھو جو (کبھی) نہیں مرے گا اور اُس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸)۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھیرا وہ (جس کا نام) رحمن (یعنی بڑا مہربان) ہے تو اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کر لو (۵۹)۔ اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمن کیا؟ کیا جس کے لیے تم ہم سے کہتے ہو ہم اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے اور بد کہتے ہیں (۶۰)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۴۵) تا (۶۰)

(۴۵-۴۶) اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار کی اس قدرت و صنعت پر نظر نہیں کی کہ وہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک کس طرح سایہ کو پھیلاتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ہمیشہ ایک حالت پر ٹھہرایا ہوا رکھتا کہ آفتاب کی بلندی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس سایہ کی درازی و کوتاہی پر ایک ظاہری علامت مقرر کر دیا کہ جہاں بھی سورج ہوتا ہے، سایہ فوراً اس کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔

(۴۷) اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے رات تمہارے لیے پردہ کی چیز بنائی کہ اس میں ہر ایک چیز چھپ جاتی ہے اور نیند کو تمہارے جسموں کے لیے راحت کی چیز بنایا اور دن کو تمہاری روزی تلاش کرنے کا وقت بنایا۔

(۴۸-۴۹) اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے خوش کر دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کر دینے کی چیز ہے تاکہ اس کے ذریعے سے مردہ و بنجر زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔

(۵۰) اور ہم اس پانی کو بقدر مصلحت سال بہ سال تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ اس کے ذریعے سے نصیحت حاصل کریں لیکن اکثر لوگوں نے اللہ کے اس انعام کو قبول نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیے بغیر نہ رہے۔

(۵۱) مگر اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی والوں میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے۔

مگر ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر قسم کا ثواب اور ہر قسم کی فضیلتیں آپ کو حاصل ہوں۔

(۵۲) تو آپ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی خوشی کا کام نہ کیجیے اور ان سے قرآن کریم اور بذریعہ تلوار زور شور سے مقابلہ کیجیے۔

(۵۳) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک شور تلخ ہے۔

اور باوجود اس کے ان دونوں یعنی شیریں اور تلخ کے درمیان ایک حجاب اور ایک دوسرے کے پانی کے اختلاط سے ایک مانع قوی رکھ دیا۔

(۵۴) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے مرد و عورت کے نطفہ سے انسانوں کو پیدا کیا اور پھر اسے خاندان والا یعنی ایسے رشتہ داروں والا بنایا جن سے نکاح نہیں کر سکتا اور سسرال والا بنایا کہ جن میں شادی بیاہ کر سکتا ہے اور مخلوق میں جو حلال

وحرام رشتے پیدا کیے اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

(۵۵) اور یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان کی یہ عبادت اور اطاعت ان لوگوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ ان جھوٹے معبودوں کی نافرمانی اور ترک عبادت ان لوگوں کے لیے کوئی نقصان دہ ہے اور ابو جہل تو اپنے رب کا مخالف ہی ہے یا یہ کہ کافروں کی مدد کر کے اپنے پروردگار کی کفر کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔

(۵۶) اور اے محمد ﷺ نے آپ کو اولاد مکہ والوں کی طرف جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۵۷) آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ میں تبلیغ توحید و قرآن پر تم سے کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ جو چاہے وہ ایمان کا راستہ اختیار کرے یا یہ کہ جو چاہے وہ توحید کا قائل ہو جائے اور اس کے ذریعے سے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور وہاں پہنچ کر اس ایمان و توحید پر ثواب حاصل کرے۔

(۵۸) اور آپ اس جی لا یموت پر توکل رکھیے اور ایسے زندوں پر بھروسہ نہ کیجیے جن کو موت آجاتی ہے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابو طالب اور نہ مردوں پر جن میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں اور اس کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

(۵۹) اور وہ ایسا ہے کہ جس نے تمام مخلوقات اور تمام عجائبات کو چھ دن میں پیدا کیا یعنی دنیا کے اول دنوں میں کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے حساب سے سال بھر کے برابر تھی اتوار سے شروع فرما کر جمعہ کو پورا کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ تخت شاہی پر قائم ہوا سو اس کی شان کسی اللہ والے سے پوچھنی چاہیے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شان اہل علم سے دریافت کرو وہ تمہیں بتا دیں گے۔

(۶۰) اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کو سجدہ کرو اور توحید خداوندی کے قائل رہو، اس کے سامنے سر بسجود ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ اللہ کیا چیز ہے ہم تو مسلمہ کذاب کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے کیا ہم اس بے سند چیز کو سجدہ کرنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ یا قرآن کریم کے تذکرہ سے یا یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی دعوت سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے اور ایمان سے دور بھاگتے جاتے ہیں۔



تَبَرُّكَ الَّذِي

جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۝
 وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ ارَادَ اَنْ يُّذَكَّرَ
 اَوْ اُرَادَ شُكُورًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَتَشَوَّنُ عَلٰى الْاَرْضِ
 هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيتُوْنَ
 لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا
 عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَاءَتْ
 مُسْتَقَرًّا وَّمَقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَلْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ
 يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
 مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
 بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَمًا ۝
 يُضَعِفْ لَهُ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهْلًا ۝ اِلَّا مَنْ
 تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَلَوْ لَيْسَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ
 حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
 فَلَا يَتُوبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا
 مَرُّوا بِالْفِئُوْمَرُوْا اَكْرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِآيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
 يَخْرُوْا عَلَيْهَا سُكًا وَعُقِيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
 مِنْ اَزْوَاجِنَا وُزُرًا نَّيْتًا فَرَوًا اَعْيُنَ وَاجْعَلْ لِّلشَّقِيْنَ اِمَامًا ۝
 اُولٰٓئِكَ يَجْزُوْنَ الْعُقُوْبَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلْقُوْنَ فِيهَا النَّجْمَ وَسُلٰٓكًا
 خَلِيْدِيْنَ فِيْهَا حَسَنًا مُّسْتَقَرًّا وَّمَقَامًا ۝ قُلْ نَايِبُوْا اِيَّكُمْ بَنِيْ لَوْ
 لَا دَعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَمٰنًا ۝

(اور خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں بُرج بنائے اور
 اُن میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا
 (۶۱)۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے
 آنے جانے والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کیلئے جو غور کرنا چاہے یا شکر
 گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (۶۲)۔ اور خدا کے
 بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ
 اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (۶۳)۔ اور وہ
 جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے)
 کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (۶۴)۔ اور وہ جو دعائیں مانگتے
 ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھو کہ اُس کا
 عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (۶۵)۔ اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے
 کی بہت بُری جگہ ہے (۶۶)۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ تو بے
 جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ
 ضرورت سے زیادہ نہ کم (۶۷)۔ اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو
 نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل
 نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بد
 کاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا
 قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس
 میں رہے گا (۶۹)۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے
 تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے
 والا مہربان ہے (۷۰)۔ اور جو توبہ کرتا اور نیک عمل کرتا ہے تو بے شک
 وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے (۷۱)۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں
 دیتے اور جب اُن کو بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق

ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں (۷۲)۔ اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں
 گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں) (۷۳)۔ اور وہ جو (خدا سے) دعائیں مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا
 چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا (۷۴)۔ ان (صفات کے) لوگوں کو اُن کے صبر
 کے بدلے اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دُعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے (۷۵)۔ اس میں وہ ہمیشہ
 رہیں گے۔ اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے (۷۶)۔ کہہ دو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ

پر دوا نہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا تمہارے لیے لازم ہوگی (۷۷)

تفسیر سورۃ الفرقان آیات (۶۱) تا (۷۷)

(۶۱) وہ ذات بہت عالی شان برکتوں والی ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے یا یہ کہ برج بنائے اور اس میں ایک روشن آفتاب جو انسانوں کے لیے دن کو روشن کر دیتا ہے اور ایک نورانی چاند جو بنی آدم کے لیے رات کو چمکدار بنا دیتا ہے بنایا۔

(۶۲) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اس شخص کے لیے جو ان کی آمد و رفت سے نصیحت حاصل کرنا چاہے اور شکر خداوندی میں خوب نیک عمل کرنا چاہے وہ رات کی عبادت دن میں کرنے کے لیے نہ چھوڑے اور دن کی عبادت کو نال کر رات پر نہ ڈالے۔

(۶۳) اور اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو خوف خداوندی سے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے کافرو فاسق جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ نرمی کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور برائی کو دور کرنے کی بات کہتے ہیں۔

(۶۴) اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے تہجد کی نماز میں لگے رہتے ہیں۔

(۶۵-۶۶) اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب دور کیجیے کیوں کہ اس کا عذاب لازم ہونے والا اور پوری جہاں ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔

(۶۷) اور طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی میں بالکل خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ حق اور اطاعات ضروریہ میں خرچ کی کوتاہی کریں اور ان کا خرچ اس اسراف اور اس قسم کی کمی کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

(۶۸) اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے اور نہ اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں مگر حق پر یعنی قتل کرنے کا کوئی سبب ہو جیسا کہ رجم قصاص، ارتداد وغیرہ اور وہ زنا نہیں کرتے اور نہ زنا کو حلال سمجھتے ہیں۔

شان نزول: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ (الف)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالاں کہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا اپنے لڑکے کو اس ڈر سے قتل کر دو کہ وہ کہیں

تمہارے ساتھ نہ کھائے، میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ نہ کرنا کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیات نازل فرمادیں یعنی کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے۔

نیز بخاری و مسلم ہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل بھی بہت کیے تھے اور زنا بھی بکثرت کیے تھے وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے کہ کاش آپ ہمیں یہ بتادیں کہ اس چیز کو قبول کر لینا کیا ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سورہ فرقان کی یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو بہت سے ناحق خون کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ بہت سے معبودوں کی عبادت کی ہے اور فواحش کا ارتکاب کیا ہے اس پر اَلَا مَنْ تَابَ (السخ) سے آیت کا یہ حصہ نازل ہوا یعنی مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے۔

(۶۹) وہ جو اس کو حلال سمجھے یعنی کافر تو اس کو دوزخ کی وادی یا گڑھے سے ہمیشہ کے لیے سابقہ پڑے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔

(۷۰) مگر جو شرک و گناہوں سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کفر کو ایمان کی برکت سے اور گناہوں کو اطاعت کی برکت سے اور جو غیر اللہ کی عبادت کی تھی اس کو عبادت خداوندی کی برکت سے اور برائیوں کو نیکیوں کی برکت سے معاف فرمادے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

(۷۱) اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پختہ توبہ کرنے والا ہوگا اور اس توبہ کا ثواب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پائے گا۔

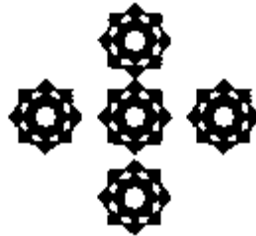
(۷۲) اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں میں یہ بات ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر اتفاقی طور پر ایسی مجالس پر سے گزرنا پڑ جائے تو وہ سنجیدگی و متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

(۷۳) اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ احکام خداوندی پر بہرے ہو کر اور اندھے ہو کر اس پر نہیں گرتے بلکہ ان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

(۷۴) اور وہ حضرات ایسے ہیں جو یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری

اولاد کو نیک صالحہ بناتا کہ ان کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں ایسا نیکو کار بناتا کہ ہماری پیروی کی جائے۔
(۷۵-۷۶) ان اوصاف والوں کو جنت میں بلند درجات ملیں گے بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت خداوندی فقر اور تکالیف پر ثابت قدم رہے اور وہ لوگ جس وقت جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو منجانب اللہ بقاء اور سلام کی دعائیں دیں گے اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔

(۷۷) پیغمبر خدا ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ اگر تم اس کی عبادت نہیں کرو گے تو میرا پروردگار تمہارے جسموں اور صورتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرے گا جب کہ اس نے تمہیں توحید و عبادت کا حکم دیا ہے تو تم تو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ چیز تمہارے لیے وبال جان ہو کر رہے گی، چنانچہ غزوہ بدر میں ضرب قتل اور قید کا عذاب نازل ہوا یعنی تم نے اپنے نبی ﷺ کو جھٹلایا تو یہ عذاب تم پر لازم ہو کر رہے گا یہ اللہ کی طرف سے وعید ہے۔



سُورَةُ الشُّعَرَاءِ بِمِثْلِ هَذِهِ الْآيَاتِ وَالْآيَاتِ الْآخِرَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طَسَمَ ۖ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ لَعَلَّكَ بَاقِعٌ
لِّنَفْسِكَ ۖ أَلا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ إِن لَّشَأْنُنَا نَزْلُ عَلَيْنَهُم
مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً ۖ فَظَلَّتْ أَعْيُنُهُمْ لَهَا خَضِيعِينَ ۝
وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُبَدِّثٍ ۖ أَلا كَانُوا عَنْهُ
مُعْرِضِينَ ۝ فَكُنْ كَذِبًا ۖ فَسَيَأْتِيَهُمُ الْبُؤْسُ ۖ مَا كَانُوا بِهِ
يَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَوَلَمْ يَذُرُوا إِلَى الْأَرْضِ كَمَا أَنبَتْنَا فِيهَا مِن
كُلِّ ذَرَّةٍ ۖ كَرِيمٍ ۝ إِن فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
طَسَمَ (۱)۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲)۔ (۱) اے پیغمبر
شاید تم اس (رنج) سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک
کرد دے (۳)۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی اتار دیں
پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (۴)۔ اور ان کے
پاس (خداے) رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر یہ
اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۵)۔ سو یہ تو جھٹلا چکے اب ان کو اس چیز
کی حقیقت معلوم ہوگی جس کی ہنسی اڑاتے تھے (۶)۔ کیا انہوں نے
زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس
چیزیں اُگائی ہیں (۷)۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے مگر یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۸)۔ اور تمہارا
پروردگار غالب (اور) مہربان ہے (۹)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱) تا (۹)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے آخری آیت کے، اس لیے کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اس
سورت میں دو سو ستائیس آیات اور ایک ہزار دو سو ستر سٹھ کلمات، پانچ ہزار پانچ سو بیالیس حروف ہیں۔
(۱-۲) طاء سے مراد اس کی بلندی اور قدرت اور سین سے مراد عمدگی اور میم سے مراد ملک اور بادشاہت ہے یا یہ کہ
اللہ تعالیٰ نے یہ ایک قسم کھائی ہے یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سورت اس قرآن کی آیات میں جو حلال و حرام اور
ادامہ دینا ہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔

(۳) اور اے محمد ﷺ شاید آپ قریش کے ایمان نہ لانے پر غم کرتے کرتے اپنی جان دے دیں گے۔
(۴) کیوں کہ آپ قریش کے ایمان لانے کے بہت خواہش مند تھے اور آپ ان کے ایمان لانے کو پسند فرماتے
تھے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں کہ پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے جھک جائیں۔
(۵) اور ان کے نبی کے پاس جبریل امین قرآن کریم کی کوئی تازہ آیت ایک کے بعد دوسری لے کر نہیں آتے مگر
یہ کہ اس قرآن کریم کو جھٹلانے لگتے ہیں۔

(۶) یہاں تک کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو جھٹلایا۔
سوان کو عنقریب عذاب کی حقیقت معلوم ہو جائے گی یا یہ کہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جو مذاق

کرتے تھے اس کی سزا کی حقیقت ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گی۔

(۷) کیا کفار مکہ نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر ایک رنگ کی عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔

(۸-۹) ان کے رنگوں کے اختلاف میں بھی ایک بڑی نشانی اور عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، بدر کے دن جتنے مارے گئے سب کے سب کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں غالب اور مومنین پر رحم کرنے والا ہے۔

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنْ

أَنْتَ الْقَوْمُ الظَّالِمِينَ ۚ قَوْمُ فِرْعَوْنَ لَا يَتَّقُونَ ۚ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَيِّدُوا بِي وَيَصْنُقُوا صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۚ وَلَهُمْ عَلَىٰ ذُنُوبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۚ قَالَ كَلَّا فَإِذْ هَبْ بَايِتَنَا الْأَمْعَكُمُ مُنْتَشِعُونَ ۚ فَاتَّبَعُوا فِرْعَوْنَ فَفُوقُوا ۚ وَإِنَّا أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ الْعَالَمِينَ ۚ أَنْ أَرْسِلْ مَعَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ قَالَ أَلَمْ تُرَبِّنَا فِينَا وَلِيدًا وَكُنْتُمْ فِينَا مِنْ عِبَرَةٍ مُنِيْنَةٍ ۚ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَكِ الْبَنِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۚ قَالَ فَعَلْتُنَا إِذْ وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۚ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ كُنْتُمْ تُكْتُمُهَا عَلَىٰ أَنْ عَجَّدْتَ ۚ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ أَنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۚ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ إِلَّا تَسْتَمْتِعُونَ ۚ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۚ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۚ قَالَ رَبُّ الشُّرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ أَنْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ ۚ قَالَ لِبَنِي إِتَّخَذَتِ الْهَاطِلُ غَيْرِي لِأَجْعَلَكَ مِنَ السُّجُونِ ۚ قَالَ أَوْ لَوْ جُنْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ۚ قَالَ فَأْتِ بِهِ ۚ أَنْ كُنْتَ مِنَ الضَّالِّينَ ۚ فَالْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثَبَاطُ مُبِينٌ ۚ وَنَزَعْنَا مِنْهُ فَإِذَا هِيَ بِيْضَاءُ لِلنَّظِيرِينَ ۚ

اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (۱۰)۔ (یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں (۱۱)۔ انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے جھوٹا سمجھیں (۱۲)۔ اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج (کہ میرے ساتھ چلیں) (۱۳)۔ اور ان لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ (یعنی قبلی کے خون کا دعویٰ) بھی ہے سو مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں (۱۴)۔ فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں (۱۵)۔ تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہان کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں (۱۶)۔ (اور اس لیے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں (۱۷)۔ (فرعون نے موسیٰ سے) کہا کیا ہم نے تم کو کہ ابھی نیچے تھے پرورش نہیں کیا اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی (۱۸)۔ اور تم نے وہ کام کیا تھا جو کیا اور تم ناشکرے معلوم ہوتے ہو (۱۹)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھا (۲۰)۔ تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم میں سے بھاگ گیا۔ پھر خدا نے مجھ کو نبوت و علم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا (۲۱)۔ اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲)۔ فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا مالک کیا (۲۳)۔ کہا کہ آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو

(۲۴)۔ فرعون نے اپنے اہل موالی سے کہا کہ کیا تم سننے نہیں (۲۵)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مالک (۲۶)۔ (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے (۲۷)۔ (موسیٰ نے) کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان

دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو (۲۸)۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا (۲۹)۔ (موسیٰ) نے کہا خواہ آپ کے پاس روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (۳۰)۔ (فرعون نے) کہا کہ اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) (۳۱)۔ پس انہوں نے اپنی لاشی ڈالی تو وہ اسی وقت صریح اثر دہا بن گئی (۳۲)۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کو سفید (براق) نظر آنے لگا (۳۳)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۰) تا (۳۳)

(۱۰-۱۱) اور ان لوگوں سے وہ واقعہ بیان کیجیے جب کہ آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا یا یہ کہ ان کو حکم دیا کہ ان کافر لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ غیر اللہ کی عبادت سے کیوں نہیں ڈرتے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری رسالت کو جھٹلا دیں گے۔

(۱۳) اور ان لوگوں کے جھٹلانے سے میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے یا یہ کہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور فرعون کے ڈر سے میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی، اس لیے میرے ساتھ ہارون کو بھی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین ہارون علیہ السلام کے پاس بھی جی بھیج دیجیے تاکہ وہ میرے مددگار رہیں۔

(۱۴) اور میں نے قبلی کو قتل کر دیا تھا اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ میں ہرگز ان لوگوں کو تم پر تسلط کا موقع نہیں دوں گا۔ سو تم دونوں ہماری نو نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، قمل، جراد، ضفادع، دم، پھلوں کی کمی، قحط سالی لے کر جاؤ میں تمہارا مددگار ہوں اور جو کچھ وہ تم دونوں کو جواب دے گا میں اس کو سنتا ہوں۔

(۱۶-۱۷) سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم تیری طرف اور تیری قوم کی طرف رب العالمین کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

(۱۸) یہ پیغام سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ کو نظر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تیس سال تک تم ہم میں رہے۔

(۱۹) اور تم نے قبلی کو بھی قتل کیا اور تم میری نعمتوں کے بڑے ناشکر گزار ہو۔

(۲۰-۲۱) حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نے واقعتاً وہ حرکت کر لی تھی اور اس وقت تمہارے احسان کا خیال نہ

تھا، سو جب مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو میں یہاں سے مفرور ہو گیا تو میرے پروردگار نے مجھے دانش مندی علم اور نبوت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں شامل کر کے تیرے اور تیری قوم کی طرف بھیج دیا۔

(۲۲) اے فرعون یہ وہ نعمت ہے جس کا تو احسان جتا رہا ہے اور میرے اوپر جو تم نے زیادتی کی ہے اس کو یاد نہیں کرتے کہ تم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے۔

(۲۳-۲۴) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور اس سے تمہارا مقصود کیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رب العالمین آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں ان سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ آسمان وزمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

(۲۵) فرعون نے اپنے حواریوں سے کہا، موسیٰ جو کچھ کہہ رہے ہیں تم سنتے ہو اور فرعون کے حواریوں کی تعداد دو سو پچاس تھی یہ فرعون کے خصوصی آدمی تھے جو دیباچہ کے چتے پہنے ہوئے تھے جن پر سونے کا کام تھا۔

(۲۶) ان حواریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آسمان وزمین کا پروردگار کون ہے جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا۔

(۲۷) فرعون نہ سمجھا اس نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ یہ تمہارا رسول مجنون معلوم ہوتا ہے ان حواریوں نے کہا کہ موسیٰ کس پروردگار کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اور کون ہمارا پروردگار ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کا۔

(۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ہے اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔

(۲۹) آخر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تمہیں جیل خانہ بھیج دوں گا اور اس کی قید قتل کرنے سے زیادہ سخت تھی کیوں کہ جب کسی کو قید کرتا تھا تو دروازہ وحشت ناک تاریک مقام میں ڈال دیا کرتا تھا کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز نظر آیا کرتی تھی۔

(۳۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ اگر میں اپنے دعویٰ پر کوئی صریح دلیل پیش کر دوں تب بھی نہ مانے گا۔

(۳۱-۳۲) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اچھا تو دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوائے رسالت میں سچے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاشی ڈال دی تو وہ اچانک ایک پیلے رنگ کا نمایاں اثر دہا بن گیا۔

(۳۳) فرعون کہنے لگا یہ تو ایک واضح نشانی ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسری نشانی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں دے کر نکالا تو وہ سورج کی روشنی کی طرح دفعتاً چمکتا ہوا ہو گیا کہ اس کی چمک اور روشنی سے دیکھنے والے حیران رہ گئے۔



قَالَ لِلْمَلَاحِظَةِ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ

عَلَيْكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا
تَأْمُرُونَ ۖ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاذُ وَابِثٌ فِي الْمَنَازِلِ خَشِيرِينَ ۖ
يَأْتُوا بِكُلِّ سَحَابٍ عَلَيْهِ ۖ فَمَجِيعَ السَّحَابِ لِيَبْقَاتِ يَوْمَ مَقْلُوبٍ ۖ
وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِئُونَ ۖ لَعَنَّا تَبِيعَ السَّحَابِ إِنَّ
كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۖ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَابُ قَالُوا الْفِرْعَوْنُ أَيْنَ
لَنَا الْإِجْرَاءُ إِنَّ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۖ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذْ الْيَمِّ
الْمُقَرَّبِينَ ۖ قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۖ
فَالْقُوا جِبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ وَقَالُوا بَعْزٌ فِرْعَوْنُ إِنَّا لَنَحْنُ
الْغَالِبُونَ ۖ قَالَ لَقِيَ مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۖ
فَالْقِيَ السَّحَابُ سُجَّدِينَ ۖ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ رَبِّ
مُوسَى وَهَارُونَ ۖ قَالَ أَمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ ؕ إِنَّهُ
لَكَيِّدٌ كَرُ الذِّئْبِ عَلَيْكُمْ السَّحَابُ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ لَا قِطْعَنَ
أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا وَصْلَ بَيْنَكُمْ أَجْعِلِينَ ۖ
قَالُوا الْأَضْيُرُّنَا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۖ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ نَكْفُرَ لِرَبِّنَا
خَطِئْنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ کامل فن جادوگر ہے
(۳۳)۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک
سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟ (۳۵)۔ انہوں نے کہا کہ
اس کے اور اس کے بھائی (کے بارے) میں کچھ توقف کیجیے اور
شہروں میں ہر کارے بھیج دیجیے (۳۶)۔ کہ سب ماہر جادوگروں کو
(جمع کر کے) آپ کے پاس لے آئیں (۳۷)۔ تو جادوگر ایک
مقررہ دن کی میعاد پر جمع ہو گئے (۳۸)۔ اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ
تم (سب) کو اکٹھے ہو جانا چاہیے (۳۹)۔ تاکہ اگر جادوگر غالب
رہیں تو ہم ان کے پیرو ہو جائیں (۴۰)۔ جب جادوگر آ گئے تو
فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہوگا؟
(۴۱)۔ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقربوں میں داخل کر لیے جاؤ گے
(۴۲)۔ موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو چیز ڈالنی چاہتے ہو ڈالو
(۴۳)۔ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاشیاں ڈالیں اور کہنے لگے
کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے (۴۴)۔ پھر
موسیٰ نے اپنی لاشی ڈالی تو وہ ان چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی
تھیں یکا یک ننگے لگی (۴۵)۔ تب جادوگر سجدے میں گر پڑے
(۴۶)۔ (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہاں کے مالک پر ایمان
لائے (۴۶)۔ جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے (۴۸)۔ فرعون نے

کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو
عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لو گے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں
گا (۴۹)۔ انہوں نے کہا کہ کچھ نقصان (کی بات) نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۵۰)۔ ہمیں امید ہے
کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس لیے کہ ہم اول ایمان لانے والوں میں ہیں (۵۱)

تفسیر سورۃ السجۃ آیات (۲۶) تا (۵۱)

(۳۳-۳۵) اس پر فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ رسول ماہر جادوگر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سرزمین مصر سے
تمہیں نکال باہر کرے تم اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔

(۳۶-۳۷) درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو کچھ مہلت دیجیے اور ان کو قتل نہ کیجیے اور شہروں میں
چراسیوں کے ذریعے جادوگروں کے نام حکم نامے بھیج دیجیے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو لا کر حاضر کر دیں تاکہ وہ موسیٰ

الطیغہ کی طرح اپنا جادو دکھائیں۔

(۳۸-۳۹-۴۰) چنانچہ بہتر جادوگر ایک معروف دن کے خاص وقت پر حاضر کیے گئے۔

اور وہ میلے یا ان کی عید کا دن یا نیروز تھا اور لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ اگر جادوگر موسیٰ پر غالب آگئے تو ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں گے۔

(۴۱) چنانچہ جب جادوگر آئے تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو کیا ہمیں کوئی بڑا معاوضہ اور انعام ملے گا۔

(۴۲) فرعون نے کہا ہاں تمہیں بڑا انعام ملے گا اور مزید یہ کہ تم میرے خصوصی مقرب بن جاؤ گے۔

(۴۳) غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہو ڈالو۔

(۴۴) چنانچہ انھوں نے ستر لکڑیاں اور ستر رسیاں میدان میں ڈالیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہیں گے۔

(۴۵) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ڈالنے کے ساتھ ہی جادوگروں کے تمام دھندوں کو نکلنے لگا۔

(۴۶-۴۷-۴۸) یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے ان کے تیزی کے ساتھ سجدہ کرنے کو کرنے سے تعبیر فرمایا اور جب تمام ان کی رسیوں اور لکڑیوں کا جال ختم ہو گیا تو جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ معجزہ ہے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

(۴۹) فرعون نے ان سے کہا کیا رب العالمین سے معاذ اللہ میری ذات مراد ہے انھوں نے کہا نہیں بلکہ جو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔

فرعون نے کہا میرے حکم دینے سے پہلے ہی تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جادو میں تم سب کا استاد ہے ابھی تمہیں حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جو میرا تمہارے ساتھ برتاؤ ہوگا میں تمہارا دانا ہاتا تھا اور بایاں پیر کٹواؤں گا اور مصر کی نہر کے کنارے پر تم سب کو سولی پر لٹکواؤں گا۔

(۵۰) انھوں نے جواب دیا جو دنیا میں ہمارے ساتھ برتاؤ کرے گا اس سے ہمارا آخرت میں کوئی نقصان نہیں ہوگا ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے عطا کردہ ثواب کے پاس جا پہنچیں گے۔

(۵۱) اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے سابقہ شرک کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ

يُعْبَادِي إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ۖ فَارْسَلْ فِرْعَوْنَ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ
إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشُرُذَةٌ قَلِيلُونَ ۖ وَاللَّهُ لَأَنَّا يُطْلُونَ ۖ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ
حَدَرُونَ ۖ فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۖ وَكُنُوزٍ وَمَقَارٍ كَثِيرٍ
كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ فَاتَّبَعُوهُمْ قُسْفَرِينَ ۖ فَكَلَّمَا
تُرَّاءَ الْجَعْنِ قَالَ أَصْحَبُ مُوسَىٰ إِنَّا لَنُذَرُّكَوْنَ ۖ قَالَ كَلَّا إِن
مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۖ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِصَاحِكَ الْبُحْرَ
فَإِنْفَلَقَ فَنَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالثَّوْدِ الْغَوِيّ ۖ وَازْلَفْنَا ثَمَرَ الْأَخْيَرِينَ
وَأَلْبَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ۖ ثُمَّ أَخْرَجْنَا الْأَخْيَرِينَ
إِنِّي فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۖ وَمَا كَانُ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے
نکلو کہ (فرعونوں کی طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا
(۵۲)۔ تو فرعونوں نے شہروں میں نقیب روانہ کئے (۵۳)۔ اور
کہا کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے (۵۴)۔ اور یہ ہمیں غصہ
دلار ہے ہیں (۵۵)۔ اور ہم سب با ساز و سامان ہیں (۵۶)۔ تو ہم
نے اُن کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا (۵۷)۔ اور خزانوں اور
نقیس مکانات سے (۵۸)۔ (ان کے ساتھ ہم نے) اس طرح
(کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا (۵۹)۔ تو انہوں
نے سورج نکلتے (یعنی صبح کو) اُن کا تعاقب کیا (۶۰)۔ جب دونوں
جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ
لیے گئے (۶۱)۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ

جائے گا

ہے وہ مجھے رستہ بتائے گا (۶۲)۔ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لائھی دریا پر مارو۔ تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا
(یوں) ہو گیا (کہ) گویا پہاڑ (ہے) (۶۳)۔ اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کر دیا (۶۴)۔ اور موسیٰ اور اُن کے ساتھ والوں کو
(تو) بچا لیا (۶۵)۔ پھر دوسروں کو ڈوب دیا (۶۶)۔ بے شک اس قصے میں نشانی ہے۔ لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں (۶۷)۔ اور
تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۶۸)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۵۲) تا (۶۸)

(۵۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل میں سے میرے ان بندوں کو جو کہ آپ پر ایمان لائے ہیں،
شبشب (مصر) سے باہر لے جاؤ تم لوگوں کا فرعون اور اس کی قوم تعاقب کرے گی۔
(۵۳-۵۶) چنانچہ فرعون نے شہروں میں چڑا سی دوڑائے اور یہ کہلا بھیجا موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھوڑی سی
جماعت ہے اور ان لوگوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں۔
(۵۷-۵۸) غرض کہ ہم نے فرعونوں کو باغوں سے، پاکیزہ پانی کے چشموں سے اور مالوں کے خزانوں اور عمدہ
مکانات سے نکال باہر کیا۔

(۵۹) اور جو ہماری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور فرعونوں کی ہلاکت کے بعد بنی
اسرائیل کو مصر کا مالک بنا دیا۔

(۶۰-۶۱) غرض فرعونیوں نے (ایک روز) سورج نکلنے کی وقت ان کو پیچھے سے جالیا، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت اور فرعون کی جماعت کا آمناسا منا ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی کہنے لگے، اے موسیٰ علیہ السلام بس ہم تو اب ان کے ہاتھ آ گئے۔

(۶۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم ہرگز ان کے ہاتھ نہیں آ سکتے کیوں کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ ابھی مجھ کو ان سے نجات دے دے گا اور راستہ بتا دے گا۔

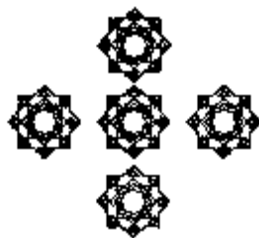
(۶۳) پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو، چنانچہ انھوں نے مارا جس سے اس دریا کے پھٹ کر بارہ حصے ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک حصہ اتنا بڑا تھا جتنا بڑا پہاڑ۔

(۶۴) اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا اور دریا میں اتار دیا اور یہ سب کے سب کافر تھے۔

(۶۵-۶۶) اور ہم نے موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو غرق ہونے سے بچالیا پھر فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کر دیا۔

(۶۷) اور یہ جو ہم نے ان کے ساتھ معاملہ کیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۶۸) اور آپ کا رب کافروں کو سزا دینے میں بڑا زبردست ہے اور مسلمانوں پر بڑا مہربان بھی اسی لیے ان لوگوں کو غرق ہونے سے بچالیا۔



وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ

مَا تَعْبُدُونَ ۖ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عِيفِينَ ۖ قَالَ هَلْ يَسْعَوْنَ لَكُمْ إِذْ تُدْعُونَ ۚ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يُضَرُّونَ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۚ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ تَعْبُدُونَ ۚ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ۚ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا رِبِّيَ الْعَالَمِينَ ۚ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۚ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۚ وَإِذَا امْرَأَتِي فَهُوَ يَشْفِينِ ۚ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۚ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۚ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا ۚ وَالْحَقُّنِي بِالصَّالِحِينَ ۚ وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۚ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۚ وَاعْفُ عَنِّي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۚ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۚ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۚ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۚ وَأَزْلَفَتِ الْجَنَّةُ الْمُتَّقِينَ ۚ وَبُرِزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ۚ وَقِيلَ لِلَّذِينَ آمَنُوا تَعْبُدُونِ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ هَلْ يَنْصَرُّوكُمْ أَوْ يُتَخَفَرُونَ ۚ فَلْيُكَبِّرُوا فِيهَا هُمُ وَالْعَاوَنَ ۚ وَجُنُودَ ابْلِيسَ اجْعَلُوا ۚ قَالُوا وَهُوَ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۚ تَلَّ اللَّهُ إِنَّ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ أَلَمْ نَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيًّا ۚ وَالْعَالَمِينَ ۚ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۚ فَمَا لَنَا مِنَ شَافِعِينَ ۚ وَلَا صِدِّيقٍ حَسِيمٍ ۚ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنَ الْآمِنِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

اور اُن کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو (۶۹)۔ جب اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو (۷۰)۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان (کی پوجا) پر قائم ہیں (۷۱)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری (آواز) سنتے ہیں؟ (۷۲)۔ یا تمہیں کچھ فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ (۷۳)۔ اُنہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح دیکھا ہے (۷۴)۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو (۷۵)۔ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی (۷۶)۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ مگر (خدا نے) رب العالمین (میرا دوست ہے) (۷۷)۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے (۷۸)۔ اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (۷۹)۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے (۸۰)۔ اور وہ جو مجھے مارے گا (اور) پھر زندہ کرے گا (۸۱)۔ اور وہ جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا (۸۲)۔ اے میرے پروردگار مجھے علم و دانش عطا فرما اور نیکو کاروں میں شامل کر (۸۳)۔ اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر (۸۴)۔ اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر (۸۵)۔ اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے (۸۶)۔ اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کیے جائیں گے مجھے زسوانہ کچھو ۸۷۔ جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے (۸۸)۔ ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا) (۸۹)۔ اور بہشت پر ہیزاروں کے قریب کر دی جائے گی (۹۰)۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی (۹۱)۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پوجتے تھے وہ

کہاں ہیں؟ (۹۲)۔ یعنی جن کو خدا کے سوا (پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود بدلہ لے سکتے ہیں؟ (۹۳)۔ تو وہ اور گمراہ (یعنی بُت اور بُت پرست) اور وہی دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے (۹۴)۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جہنم ہوں گے) (۹۵)۔ (وہاں) وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے (۹۶)۔ کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے (۹۷)۔ جب کہ تمہیں (خدا نے) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے (۹۸)۔ اور ہم کو اُن گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا (۹۹)۔ تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے (۱۰۰)۔ اور نہ گرم جوش دوست (۱۰۱)۔ کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں (۱۰۲)۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں (۱۰۳)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۰۴)۔

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۶۹) تا (۱۰۴)

- (۶۹) اور آپ اپنی قوم یعنی قریش کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجیے۔
- (۷۰) جب کہ انھوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے جو کہ بت پرست تھے فرمایا کہ تم کس بیہودہ چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔
- (۷۱) انھوں نے کہا ہم ان بتوں کی جو کہ معبود ہیں عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان کی عبادت پر جسے بیٹھے رہتے ہیں۔
- (۷۲-۷۳) حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کیا یہ تمہارے معبود تمہیں جواب دیتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو یا جب تم ان کی اطاعت کرتے ہو تو یہ تمہاری ضروریات زندگی میں تمہیں کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا اگر تم ان کی نافرمانی شروع کر دو تو یہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔
- (۷۴) ان لوگوں نے کہا نہیں یہ بات تو نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے تو ہم بھی ان کی پیروی میں ان کی عبادت کرتے ہیں۔
- (۷۵-۷۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بھلا تم نے کبھی ان کی حالت پر غور بھی کیا جن کی تم اور تمہارے آباء اجداد بھی عبادت کرتے ہیں میں ان تمام لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔
- (۷۷-۷۸) البتہ ان میں سے وہ جو رب العالمین کی عبادت کرتا ہے کہ جس نے مجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اسی نے مجھے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔
- (۷۹) اور وہی مجھے حق اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھے رزق دیتا ہے۔
- (۸۰-۸۲) اور جس وقت میں بھوکا اور پیاسا ہوتا ہوں تو خوب کھاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ ہی مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے دنیا میں موت دے گا پھر قیامت کے روز مجھے زندہ کرے گا اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ وہ میری غلط کاری کو قیامت کے دن معاف فرمائے گا حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں اور قوم سے کہہ دیا تھا کہ بڑے بت نے ایسا کیا ہوگا اور اپنی بیوی کو بادشاہ کی وجہ سے بہن کہہ دیا تھا (غالباً حضور خداوندی میں ان چیزوں کو بھی غلطی میں شمار فرما رہے ہیں)۔
- (۸۳) اے میرے پروردگار مجھے جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال عطا فرما اور مجھے جنت میں میرے بڑوں میں سے جو رسول گزرے ہیں ان کے ساتھ شامل فرما۔
- (۸۴-۸۶) اور میرا ذکر حسن میرے بعد آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھے جنت کے مستحقین میں سے کر اور

میرے باپ کو ہدایت عطا فرما وہ گمراہ کافر لوگوں میں سے ہے۔

(۸۷-۸۹) اور جس روز سب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھے رسوا نہ کرنا جس دن کہ نہ کثرت مال کام آئے گا اور نہ اولاد کی زیادتی مگر ہاں جو اللہ کے پاس گناہوں سے یا یہ کہ دنیا کی محبت سے یا یہ کہ اصحاب نبی اکرم کی دشمنی سے پاک و صاف دل لے کر آئے گا۔

(۹۰-۹۱) اور کفر و شرک اور برائیوں سے بچنے والوں کے لیے جنت نزدیک کر دی جائے گی اور وہی ان کا ٹھکانا ہو جائے گی اور کافروں کے لیے دوزخ سامنے ظاہر کی جائے گی اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہوگی۔

(۹۲-۹۳) اور بتوں کے پجاریوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے کیا وہ تمہاری عذاب الہی سے حفاظت کر سکتے ہیں یا عذاب الہی سے خود کا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں۔

(۹۴-۹۵) پھر یہ کہہ کر کفار مکہ اور تمام کافر خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔

(۹۶-۹۷) اور دوزخ میں کفار اپنے معبودوں اور رؤساء اور ابلیس کے لشکر سے کہیں گے خدا کی قسم بے شک ہم دنیا میں کھلی گمراہی میں تھے۔

(۹۸-۹۹) جب کہ تمہیں کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہمیں تو بس ایمان اور اطاعت سے ان سے بڑے مشرکین نے ہٹایا ہے جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کی پیروی کی۔

(۱۰۰-۱۰۱) سواب فرشتوں انبیاء کرام اور صالحین میں سے نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہمیں چھڑالے اور نہ کوئی قربت والا مخلص دوست ہے کہ ہمارے مسئلہ میں دل سوزی ہی کرے۔

(۱۰۲) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں دنیا میں پھر واپس جانا ملتا کہ ہم ایمان لا کر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے۔

(۱۰۳) یہ جوان کی حالت بیان کی گئی اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور اگر ان کو دنیا میں پھر واپس کر دیا جائے تو ان میں اکثر ایمان نہیں لائیں گے یا یہ کہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور یہ سب کے سب کفار ہی تھے۔

(۱۰۴) اور آپ کا رب ان کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور مومنین پر رحمت کرنے والا ہے۔



كَذَّابَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ

لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا مِّنْ أَجْرٍ إِن أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۚ قَالَ وَمَا عَلَيَّ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ إِنِّ حَسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۚ وَمَا أَنَا بِظَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنَّا إِنَّا لَا نَنْذِرُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ قَالُوا لَئِنْ كُنَّا تِلْكَ نِيُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَّا مَرْجُومِينَ ۚ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذَّابُونَ ۖ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتَحَا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَّقَرِّمِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَانْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّقَرِّمِ فِي الْفُلِّ الشُّعْرُونَ ۖ ثُمَّ اغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَاقِينَ ۚ إِن فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

قوم نوح نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۰۵)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۰۶)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۰۷)۔ تو خدا سے ڈر اور میرا کہا مانو (۱۰۸)۔ اور میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو خدائے رب العالمین ہی پر ہے (۱۰۹)۔ تو خدا سے ڈر اور میرے کہنے پر چلو (۱۱۰)۔ وہ بولے تو کیا ہم تم کو مان لیں اور تمہارے پیرو تو رذیل لوگ ہوتے ہیں (۱۱۱)۔ (نوح نے) کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں (۱۱۲)۔ ان کا حساب (اعمال) میرے پروردگار کے ذمے ہے کاش تم سمجھو (۱۱۳)۔ اور میں مومنوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں (۱۱۴)۔ میں تو صرف کھول کھول کر نصیحت کرنے والا ہوں (۱۱۵)۔ انہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کر دیے جاؤ گے (۱۱۶)۔ (نوح نے) کہا کہ پروردگار میری قوم نے تو مجھے جھٹلایا (۱۱۷)۔ سو تو میرے اور اُن کے درمیان ایک کھلا فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اُن کو بچالے (۱۱۸)۔ پس ہم نے اُن کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے ان کو بچالیا (۱۱۹)۔ پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو ڈوب دیا (۱۲۰)۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۲۱)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۲۲)۔

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۰۵) تا (۱۲۲)

(۱۰۵) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اور ان پیغمبروں کو جن کا نوح علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا۔ (۱۰۶-۱۰۸) جب کہ ان سے ان کے نبی اور ان کے برادری کے بھائی نوح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی عبادت سے نہیں ڈرتے ہو اللہ کی طرف سے رسالت پر تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں یا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے اندر اس سے پہلے امانت دار تھا پھر آج کیسے مجھے متہم قرار دیتے ہو، لہذا تم لوگ کفر سے توبہ کر کے اور ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو۔

(۱۰۹-۱۱۰) اور میں توحید کی تبلیغ پر تم سے کوئی دنیوی صلہ بھی نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے، لہذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میری بات مانو۔

(۱۱۱) وہ کہنے لگے اے نوح علیہ السلام کیا ہم تمہاری تصدیق کریں گے، حالاں کہ رذیل اور کمزور آدمی تمہارے ساتھ ہوئے ہیں ان کو اپنے پاس سے ہٹا دو تا کہ ہم تم پر ایمان لے آئیں۔

(۱۱۲-۱۱۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس چیز کا تو مجھے علم نہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوگی یا تمہیں ان کا ثواب دینا

اور ان سے حساب کتاب لینا بس اللہ کا کام ہے کیا خوب ہوتا کہ تم اس کو سمجھتے۔

(۱۱۴-۱۱۵) اور میں ایمانداروں کو عبادت خداوندی سے ہٹانے والا نہیں میں تو ایسی زبان میں صاف طور پر ڈرانے والا رسول ہوں جس کو تم سمجھو۔

(۱۱۶) وہ لوگ کہنے لگے اے نوح علیہ السلام اگر تم اپنے اس کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور قتل کر دیے جاؤ گے جیسا کہ تمہارے ماننے والوں میں سے غریبوں کو قتل کیا گیا۔

(۱۱۷-۱۱۹) تب نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم میری رسالت کی مسلسل تکذیب کر رہی ہے اور میرے ماننے والوں کو قتل کر رہی ہے تو میرے اور ان کے درمیان ایک عملی عادلانہ فیصلہ فرما دیجیے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ان لوگوں پر جو آپ عذاب نازل فرمائیں اس سے نجات دیجیے چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو مسلمان اس بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔

(۱۲۰) اور نوح علیہ السلام کے کشتی میں سوار ہونے کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا۔

(۱۲۱-۱۲۲) اس واقعہ میں بھی بعد میں آنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر مومن نہیں تھے بلکہ سب ہی کافر تھے اور آپ کا رب سزا دینے میں بڑا زبردست ہے کہ ان لوگوں کو طوفان کے ذریعے سے غرق کر دیا اور مومنین پر مہربان ہے کہ ان کو غرق ہونے سے بچالیا۔

عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۲۳)۔ جب اُن سے اُن کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ (۱۲۴)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۲۵)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۲۶)۔ اور میں اس کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدا کے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۲۷)۔ بھلا تم جو ہر اونچی جگہ پر نشان تعمیر کرتے ہو (۱۲۸)۔ اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے (۱۲۹)۔ اور (جب کسی) کو پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو (۱۳۰)۔ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۳۱)۔ اور اس سے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو ذرو (۱۳۲)۔ اس نے تمہیں چار پایوں اور بیٹوں سے مدد دی (۱۳۳)۔ اور باغوں اور چشموں سے (۱۳۴)۔ مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے (۱۳۵)۔ وہ کہنے لگے ہمیں خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے یکساں ہے (۱۳۶)۔ یہ تو اٹھوں ہی کے طریق ہیں (۱۳۷)۔ اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا (۱۳۸)۔ تو انہوں نے

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ ۚ
قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ
أَبِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَأَطِيعُوا ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ
أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ
وَتَتَّخِذُونَ مَصَالِعَ لَكُمْ تَخْلُدُونَ ۚ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ
جَبَّارِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَأَطِيعُوا ۚ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا
تَعْلَمُونَ ۚ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۚ وَجَنَّتْ وَعُيُونٌ ۚ إِنْ
أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ وَالْأَسْوَأَ عَلَيْنَا ۖ وَعَذَابُكَ
أَمَرٌ تُنْكَرُ مِنَ الْأَعْيُنِ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَا
نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۚ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُو الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

کرو ہمارے لیے یکساں ہے (۱۳۶)۔ یہ تو اٹھوں ہی کے طریق ہیں (۱۳۷)۔ اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا (۱۳۸)۔ تو انہوں نے

ہو دو جھٹلایا سو ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۳۹)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے (۱۴۰)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۲۳) تا (۱۴۰)

(۱۲۳-۱۲۳) قوم عاد نے حضرت ہود اور تمام ان پیغمبروں کو جن کا ہود علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا جب کہ ان کے نبی نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے۔

(۱۲۵-۱۲۶) میں اللہ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں لہذا توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور جن باتوں کا میں تمہیں کو حکم دے رہا ہوں ان میں تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

(۱۲۷) میں اس تبلیغ توحید پر تم سے کسی صلے کا طالب نہیں ہوں بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۲۸) کیا تم ہر ایک راستہ پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو اور وہاں سے غریبوں میں سے جو بھی گزرتا ہے اس کو مارتے ہو اور اس کے کپڑے اتار لیتے ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو اور وہاں سے ہر ایک گزرنے والے کا مذاق اڑاتے ہو۔

(۱۲۹) اور بڑی بڑی منزلیں محلات اور حوض بناتے ہو جیسا کہ دنیا میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔

(۱۳۰) اور جب کسی کا مواخذہ کرنے لگتے ہو تو بالکل ہی ظالم و جابر بن کر اس کا مواخذہ کرتے ہو اور اسے غصہ میں آکر قتل کرتے ہو۔

(۱۳۱-۱۳۳) اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں کفر سے توبہ کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس چیز میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ چیزیں دیں جن کو تم جانتے ہو موسیٰ اور بیٹے اور باغات اور پاک پانی کے چشمے تمہیں عطا کیے۔

(۱۳۵) مجھے تمہارے حق میں اگر تم کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے ایک بڑے سخت دن کے عذاب یعنی دوزخ کا خدشہ ہے۔

(۱۳۶-۱۳۸) وہ بولے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں خواہ آپ ہمیں ان چیزوں سے روکیں یا نہ روکیں اور جس طریقہ پر ہم قائم ہیں یہ تو پہلے لوگوں کا ایک طریقہ چلا آ رہا ہے یا یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تو بس پہلے لوگوں کی باتیں ہیں اور رسم ہے اور تم جو ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہمیں ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

(۱۳۹) غرض کہ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ایک سخت تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(۱۴۰) اور بے شک آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے اور مومنین پر مہربان ہے کہ انھیں اس عذاب سے نجات دی۔

(اور) قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۴۱)۔ جب اُن کو اُن کے بھائی صالح نے کہا تم ڈرتے کیوں نہیں؟ (۱۴۲)۔ میں تو تمہارا امانت دار ہوں (۱۴۳)۔ تو خدا سے ڈر اور میرا کہا مانو (۱۴۴)۔ اور میں اس کام کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدا کے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۴۵) کیا جو چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیئے جاؤ گے (۱۴۶)۔ (یعنی باغ اور چشمے) (۱۴۷)۔ اور کھیتیاں اور کھجوریں اور جن کے خوشے لطیف اور نازک ہوتے ہیں (۱۴۸)۔ اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے ہو (۱۴۹)۔ تو خدا سے ڈر اور میرے کہے پر چلو (۱۵۰)۔ اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو (۱۵۱)۔ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے (۱۵۲)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۵۳)۔ تم اور کچھ نہیں ہماری ہی طرح کے آدمی ہو۔ اگر سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو (۱۵۴)۔ (صالح نے) کہا (دیکھو) یہ اونٹنی ہے (ایک دن) اس کی پانی پینے

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُونَ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُولٌ اٰیٰتُنْ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَاطِيعُوْنِ ۚ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَہُمْ مِنْ اٰجُرِّ اَنْۢحٰرِیْ ۚ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ اَتَنْتٰکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ اٰمِیْنٍ ۚ فِیْ جَنَّتٍ وَغٰیۡوٰنٍ ۚ وَزُرُۢوۡجٍ ۚ وَنَخٰلٍ طَلَعَتْۡہَا هٰضِیۡمٌ ۚ وَتَنۢحٰتُوۡنَ مِنَ الْہٰجَالِ یَبۡوُۡنَآ فِرۡہِیۡنَ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَاطِيعُوۡنَ ۚ وَلَا تُطِيعُوۡۤا اَمۡرَ السُّرُۡفِیۡنَ ۚ الَّذِیۡنَ یُلۡسِدُوۡنَ فِی الْاَرۡضِ وَلَا یُصۡلِحُوۡنَ ۚ کَالۡوَالِدَآءِ اِذَا اُنۡتَ مِنَ الْمُسَخَّرِیۡنَ ۚ مَا اَنْتَۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۚ فَاِنۡ بِآیٰتِہٖ اِنْ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۚ قَالَ ہٰذِہٗ نَاقَۃٌ لَّہَا شَرۡبٌ وَّلَکُمۡ شَرۡبٌ یَّوۡمَ قَعۡلِکُمۡ ۚ وَلَا تَسۡوَاہَا بِسَوۡءِ فِیۡآخِذِکُمۡ عَذَابٌ یَّوۡمَ عَظِیۡمٍ ۚ فَعَقَرُوۡۤہَا فَاصۡبَحُوۡا نَارِیۡنَ ۚ فَاَخَذَ اللّٰهُ الْعَذَابَ لَکَۡنَ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ ۚ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُؤۡمِنِیۡنَ یُحِ ۚ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الْعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۚ

کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری (۱۵۵)۔ اور اس کو کوئی تکلیف نہ دینا (نہیں تو) تم کو سخت عذاب آ پکڑے گا (۱۵۶)۔ تو انہوں نے اسکی کوئی بھی کٹ ڈالیں پھر نادام ہوئے (۱۵۷)۔ سو اُن کو عذاب نے آ پکڑا، بیشک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۵۸)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۵۹)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۶۱) تا (۱۵۹)

(۱۴۱-۱۴۳) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کو اور جن انبیاء کی حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو خبر دی سب کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں اللہ کی طرف سے امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو کہ توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔

(۱۴۳-۱۴۵) اور اللہ کے حکم اور میرے طریقہ کی پیروی کرو اور تم سے اس تبلیغ تو حید پر کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا صلہ اور

ثواب تورب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۴۶-۱۴۸) کیا تمہیں کو ان ہی نعمتوں میں موت و عذاب اور زوال سے بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا یعنی باغوں میں اور پاک پانی کے چشموں میں۔

اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے اور خوبصورت ہیں۔

(۱۴۹-۱۵۰) اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو جن باتوں کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اس میں اور میرا کہنا مانو۔

(۱۵۱-۱۵۲) اور ان مشرکین کا کہنا مت مانو جو زمین میں کفر و شرک اور غیر اللہ کی پرستش کی ترغیب کرتے پھرتے ہیں اور نجات کی بات نہیں کرتے۔

(۱۵۳) ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے کہ تم ایسی باتیں کرتے ہو۔

(۱۵۴) ورنہ تم نہ فرشتے ہو اور نہ نبی تم تو ہماری طرح کے ایک معمولی سے آدمی ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہو سو اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں اور اس چیز میں کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔

(۱۵۵) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے جو میری نبوت کے لیے دلیل و معجزہ ہے پانی پینے کے لیے مقررہ دن میں ایک دن اس کے پینے کی باری ہے اور ایک دن تمہارے مویشی کی باری کا دن ہے۔

(۱۵۶) اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہیں تمہیں ایک بھاری دن کا عذاب آ پکڑے۔

(۱۵۷) چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوئے۔

(۱۵۸) بالآخر تین دن کے بعد ان کو عذاب نے آ پکڑا۔ اے نبی کریم ﷺ اس واقعہ میں بھی جو ہم نے ان کے ساتھ کیا بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔

(۱۵۹) اور آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا مہربان ہے کہ مومنین کو بچا لیتا ہے۔



كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا أَسْلَمَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرَانِ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۚ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۚ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُتْرَجِينَ ۚ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ۚ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَمْلِكُونَ ۚ فَجَعَلْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۚ أَلَا عَجُوزٌ فِي الْغَدِيرِ ۚ ثُمَّ دَمَرْنَا الْآخَرِينَ ۚ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

(اور) قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۶۰)۔ جب ان سے ان کے بھائی نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے (۱۶۱)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳)۔ اور میں تم سے اس (کام) کا بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خداے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۶۴)۔ کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو (۱۶۵)۔ اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے جو تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو (۱۶۶)۔ وہ کہنے لگے لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیے جاؤ گے (۱۶۷)۔ (لوط نے) کہا کہ میں تمہارے کام کا سخت دشمن ہوں (۱۶۸)۔ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے (۱۶۹)۔ سو ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات دی (۱۷۰)۔ مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ گئی

(۱۷۱)۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا (۱۷۲)۔ اور ان پر مینہ برسایا۔ سو جو مینہ ان (لوگوں) پر (برسا) جو ڈرائے گئے تھے نہ اٹھا (۱۷۳)۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۷۴)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۷۵)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۶۱) تا (۱۷۵)

(۱۶۰-۱۶۲) قوم لوط علیہ السلام نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان کے نبی نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔

(۱۶۳-۱۶۴) سو تم اللہ سے ڈرو اور توبہ و ایمان کا جو تمہیں حکم دیا ہے اس کو پورا کرو اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۶۵-۱۶۶) کیا تمام دنیا جہاں والوں میں تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو اور تمہارے لیے جو تمہارے پروردگار نے تمہاری بیویوں کی شرم گاہیں حلال کر رکھی ہیں ان کو نظر انداز کیے رکھتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حلال کو چھوڑ کر حرام کاموں کی طرف بڑھنے والے لوگ ہو۔

(۱۶۷) وہ کہنے لگے اے لوط علیہ السلام اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے تو ضرور اس سدوم سے نکال دیے جاؤ گے۔

(۱۶۸) حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اس ناپاک کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔

(۱۶۹-۱۷۰) چنانچہ لوط علیہ السلام نے بد دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے متعلقین کو نجات دی سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب کے اندر رہ جانے والوں میں رہ گئی اور پھر ہم نے بقیہ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

(۱۷۳) اور ہم نے ان سب لوگوں پر پتھروں کا مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا۔

(۱۷۴-۱۷۵) مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لیے بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑی قدرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

اور بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۱۷۶)۔ جب اُن سے شعیب نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں (۱۷۷)۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (۱۷۸)۔ تو خدا سے ڈرو اور میرا کہنا مانو (۱۷۹)۔ اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو (خدا نے) رب العالمین کے ذمے ہے (۱۸۰)۔ (دیکھو) پچانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو (۱۸۱)۔ اور ترازو سیدھی رکھ کر تولاد کرو (۱۸۲)۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو (۱۸۳)۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا (۱۸۴)۔ وہ کہنے لگے کہ تم تو جادو زدہ ہو (۱۸۵)۔ اور تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو (۱۸۶)۔ اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا کر گراؤ (۱۷۸)۔ (شعیب نے کہا) کہ کام جو تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے (۱۸۸)۔ تو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا پس سائبان کے عذاب نے اُن کو آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا (۱۸۹)۔ اس میں یقیناً نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۹۰)۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے (۱۹۱)۔

كَذَّابٌ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۚ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّ الْأُولِينَ ۚ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَخَّرِينَ ۚ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَطَّلُكَ لَإِنْ الْكَاذِبِينَ ۚ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ رَبِّنِي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۚ كَذَّبُوا ۖ فَاتَّخَذَ لَهُمْ عَذَابَ يَوْمِ الظَّلَاةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ لَهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَإِنْ رَبُّكَ بِمَا لَكُمْ مِنَ الْعِزِّ الرَّحِيمُ ۚ

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۷۶) تا (۱۹۱)

(۱۷۶-۱۷۷) قوم شعیب نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

(۱۷۸-۱۸۰) میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور کفر سے توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور میرا کہنا مانو میں تم سے اس بات پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

(۱۸۱) تم لوگ پورا ماپا تولاد کرو اور ماپ و تول میں کمی کر کے نقصان پہنچانے والے مت بنا کرو۔

(۱۸۲-۱۸۳) اور سیدھی ترازو سے تولاد کرو اور ماپ و تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور سرزمین میں نافرمانی مت کیا کرو اور ماپ و تول میں کمی کر کے اور غیر اللہ کی پرستش کی طرف لوگوں کو بلا کر زمین میں فساد مت پھیلا یا کرو۔

(۱۸۴) اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔

(۱۸۵-۱۸۶) وہ لوگ کہنے لگے بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم ہمارے جیسے ایک معمولی آدمی ہو کوئی نبی اور فرشتے نہیں ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں ایسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو اور ہم تو تمہیں تمہاری ان باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(۱۸۷) سو اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا تو ہمارے اوپر آسمان سے کوئی عذاب کا ٹکڑا گرا دو۔ (۱۸۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار تمہاری ان کفریہ باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور میں بھی تمہاری حالت سے اور اس عذاب سے جو تم پر نازل ہوگا بخوبی واقف ہوں۔

(۱۸۹) چنانچہ انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کو سائبان کے عذاب نے آ پکڑا بادل کی مانند عذاب ان کے اوپر آگیا اور اس میں سے آگ برسا شروع ہوئی جس نے ان سب کو جلا دیا بے شک یہ ان لوگوں کے حق میں بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

(۱۹۰-۱۹۱) اور اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے باقی اس کے باوجود بھی ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں بڑی قدرت والا ہے اور مومنین کے حق میں بڑی رحمت والا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنَزِّلُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ۝۱۸۴

الرُّوحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۸۵ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۱۸۶
عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۸۷ وَاِنَّهٗ لَفِي زَكٰرٍ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۸۸ اَوَلَمْ يَكُنْ لَہُمْ اٰیۃٌ اَنْ
یَعْلَمَہٗ عَلٰمُوْا بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ ۝۱۸۹ وَلَوْ نَزَّلْنٰہُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْمٰییْنِ ۝۱۹۰
فَقَرَأَہٗ عَلَیْہُمْ مَا کَانُوْا بِہٖ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۹۱ کَذٰلِكَ سَلَكْنٰہُ فِیْ قُلُوْبِ
الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۹۲ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ حَتّٰی یُرَوُّ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝۱۹۳ فَاِذَا
بَعَثْنٰہُ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۹۴ فَاَیَقُوْلُوْا اَھْلُ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝۱۹۵
اَفَبَعْدَ اٰیٰتِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۹۶ اَفَرَأٰی اِنْ مَتَّعْنٰہُمْ سِنِیْنَ ۝۱۹۷
بَجَآءَ ہُمْ مَا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝۱۹۸ مَا اَغْنٰی عَنْہُمْ نَا کَانُوْا یَسْتَعْمِلُوْنَ ۝۱۹۹
وَمَا اَھْلَكْنٰہُمْ مِنْ قَبْلِہٗ اِلَّا اَلٰہَا مُنْذِرُوْنَ ۝۲۰۰ ذٰکُرْ لِّیْ شَہُوْمًا کُنَّا
ظٰلِمِیْنَ ۝۲۰۱ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِہٖ الشَّیْطٰنُ ۝۲۰۲ وَمَا یَنْفَعُ لَہُمْ وَمَا
یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝۲۰۳ اِنَّہُمْ عَنِ السَّعٰی لَعَزُوْلُوْنَ ۝۲۰۴ فَلَا تَدْعُ مَعَ
اِلٰہِ الْاٰخَرِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُدْعٰییْنَ ۝۲۰۵ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ
الْاَقْرَبِیْنَ ۝۲۰۶ وَاصْفِضْ جَنَاحَکَ لِیْنِ اٰتِیَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲۰۷
فَاِنْ عَصَوْنِکَ فَقُلْ اِنِّیْۤ اِبْرَءٰی فَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۰۸ وَتَوَكَّلْ عَلٰی

اور یہ (قرآن) خدائے پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے (۱۹۲)۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے (۱۹۳)۔ (یعنی اُس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو (۱۹۴)۔ (اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں (کیا ہے) (۱۹۵)۔ اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے (۱۹۶)۔ کیا اُن کے لیے یہ سند نہیں کہ علمائے بنی اسرائیل اس (بات) کو جانتے ہیں (۱۹۷)۔ اور اگر ہم اس کو کسی غیر اہل زبان پر اُتارتے (۱۹۸)۔ اور وہ اسے ان (لوگوں) کو پڑھ کر سنا تا تو یہ اسے (کبھی) نہ مانتے (۱۹۹)۔ اسی طرح ہم نے انکار کو گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیا (۲۰۰)۔ وہ جب تک درد دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں اس کو نہیں مانیں گے (۲۰۱)۔ وہ ان پر ناگہاں آ واقع ہوگا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی (۲۰۲)۔ اُس وقت کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی (۲۰۳)۔ تو کیا یہ ہمارے عذاب کو جلدی طلب کر رہے ہیں (۲۰۴)۔ بھلا دیکھو تو اگر ہم اُن کو برسوں فائدہ

الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَدْرِكُ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ هَلْ أَنْتُمْ عَلَىٰ مَا تَنْزِلُ الشَّيْطَانُ تَنْزِلٌ عَلَىٰ كُلِّ آفَاقٍ أَتَيْتُمُ يُلْقُونَ السَّعَةَ وَالْكَذِبُ كَذِبُونَ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَأَهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَدْعُونَ وَانَّهُمْ يَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

دیتے رہے (۲۰۵)۔ پھر اُن پر وہ (عذاب) آدایہ ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (۲۰۶)۔ تو جو فائدے یہ اٹھاتے رہے اُن کے کس کام آئیں گے (۲۰۷)۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لیے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے (۲۰۸)۔ (تاکہ) نصیحت (کردیں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (۲۰۹)۔ اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نازل نہیں ہوئے (۲۱۰)۔ یہ کام نہ تو اُن کو سزاوار ہے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے

ہیں (۲۱۱)۔ وہ (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کر دیے گئے ہیں (۲۱۲)۔ تو خدا کے سوا کسی اور معبود کو مت پکارنا ورنہ تم کو عذاب دیا جائے گا (۲۱۳)۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو (۲۱۴)۔ اور جو مومن تمہارے پیرو ہو گئے ہیں اُن سے بتواضع پیش آؤ (۲۱۵)۔ پھر اگر لوگ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں (۲۱۶)۔ اور خدائے غالب اور مہربان پر بھروسہ رکھو (۲۱۷)۔ جو تم کو جب تم تہجد کے وقت اٹھتے ہو دیکھتا ہے (۲۱۸)۔ اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی (۲۱۹)۔ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۲۲۰)۔ (اچھا) میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں (۲۲۱)۔ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں (۲۲۲)۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں (۲۲۳)۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں (۲۲۴)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرمارتے پھرتے ہیں (۲۲۵)۔ اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶)۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے اور اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد انتقام لیا اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں (۲۲۷)

تفسیر سورۃ الشعراء آیات (۱۹۲) تا (۲۲۷)

(۱۹۲-۱۹۳) اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امانت دار فرشتہ جبریل امین کے ذریعے آپ کے قلب مبارک پر اتارا جس قدر آپ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔

یاد رہے کہ جس وقت آپ کے سامنے اس کی تلاوت کی جائے صاف عربی زبان میں کہ آپ ان لوگوں کو ان کی زبان میں یہ کلام پہنچا دیں تاکہ آپ بھی منجملہ اور ڈرانے والوں کے ہوں۔

(۱۹۵-۱۹۷) اور اس قرآن کریم کا اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ہے۔

کیا ان کفار مکہ کے لیے رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر یہ بات دلیل نہیں ہے کہ علماء بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کو جانتے ہیں کہ جس وقت ان کفار نے علماء بنی اسرائیل سے آپ کے اور قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا

تو انھوں نے لوگوں کو اس کے بارے میں بتا دیا۔

(۱۹۸-۱۹۹) اور اگر بالفرض ہم اس قرآن کریم کو کسی عجیبی پر نازل کر دیتے جسے عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں اور وہ اس قرآن حکیم کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔
کیوں کہ جب ایسے شخص پر ایمان نہیں لائے جو ان کی زبان جانتا ہے تو پھر ایسے آدمی کی بات کیسے مانتے جو ان کی زبان سے واقف نہیں۔

(۲۰۰) اسی طرح ہم نے اس جھٹلانے کو ان مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے۔
(۲۰۱-۲۰۲) یہ قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور پہلے سے ان کو نزول عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی۔
(۲۰۳-۲۰۵) پھر اس وقت کہیں گے کیا کسی طرح اس عذاب سے ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے اور اس وقت تو یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلد لانا چاہتے ہیں۔

ثَانِ نَزُولٍ: اَفَرَّيْتُ اِنْ مَّتَّعْتُهُمْ (الخ)

ابن ابی حاتمؒ نے ابی جہضم سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو کچھ پریشان دیکھا تو آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا میرے دشمن کو کیوں چھپا دیا جو میری امت میں میرے بعد ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ آپ خوش ہو گئے۔

(۲۰۶-۲۰۸) اے محمد ﷺ بتائیے تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک ان کے اسی کفر میں رہنے دیں پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو جس مہلت کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ مہلت عذاب الہی کے سامنے ان کے کس کام آ سکتی ہے اور جتنے لہتی والوں کو ہم نے غارت کیا ہے سب میں عذاب الہی کو یاد دلانے والے اور ڈرانے والے رسول آتے ہیں۔

(۲۰۹) اور ظاہراً بھی ہم ان کے ہلاک کرنے میں ظالم نہیں ہیں۔

(۲۱۰-۲۱۲) اور اس قرآن حکیم کو شیاطین لے کر نہیں آئے کیوں کہ یہ ان کی حالت کے مناسب بھی نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیوں کہ وہ شیاطین وحی آسمانی سے روک دیے گئے ہیں۔

(۲۱۳) اور تم اللہ کے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کہیں تمہیں دوزخ کی سزا ہونے لگے۔

(۲۱۴-۲۲۰) اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور مومنین کے ساتھ مشفقانہ پیش آئیے اور اگر یہ قریش آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیجیے کہ میں تمہارے افعال و اقوال سے بیزار ہوں اور آپ اس اللہ پر جو کہ دشمنوں کو سزا دینے پر قادر اور آپ پر اور تمام مسلمانوں پر مہربان ہے تو کل رکھیے۔ آپ جس وقت کہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور نماز شروع کرنے کے بعد قیام رکوع و سجود میں نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے یا یہ کہ جب کہ آپ اپنے آباء کی اصلا ب اطہار میں رہے اس سے واقف ہے۔

وہ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

شان نزول: فَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ (النخ)

اور ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت مبارکہ یعنی وَأَنْزِلْزْ غَشِيرَتِكَ (النخ) یعنی آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے۔ تو آپ اپنے گھر والوں اور خاندان سے ہر ایک چیز میں پہل کرنے لگے تو یہ چیز مومنین کو شاق گزری اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ مشفقانہ نرمی سے پیش آئیے۔

(۲۲۱-۲۲۲) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیاطین اتر ا کرتے ہیں سنو ایسے شخصوں پر اتر ا کرتے ہیں جو پہلے سے جھوٹے اور بڑے بدکردار ہوں جیسا کہ مسلمہ کذاب وغیرہ۔

(۲۲۳) اور جو شیاطین کی فرشتوں سے اڑائی ہوئی باتوں کی طرف ان شیاطین کی طرف کان لگاتے ہیں اور وہ شیاطین ایک بات اچکتے ہیں اور سو جھوٹ اس میں اپنی طرف سے ملا کر پھر کاہنوں کو اس سے مطلع کرتے ہیں۔

(۲۲۴) اور شاعروں کی راہ تو گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں جو فضول شعر کہتے ہیں۔

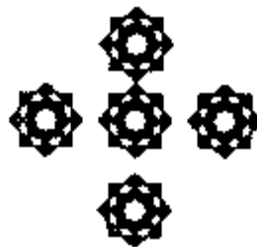
(۲۲۵-۲۲۶) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ شاعر لوگ خیالی مضامین کے ہر میدان میں حیران نگر ہیں مارتے ہوئے مضامین کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں کہ کسی کی تعریف کر دی تو کسی کی برائی کر دی اور وہ زبان سے ایسی باتیں کرتے اور آسمان کے قلابے ملا تے اور شیخیاں بگھارتے ہیں کہ جن کو وہ کربھی نہیں سکتے اور ایسا شاعر اور اس کی راہ پر چلنے والا دونوں گمراہ ہیں۔

شان نزول: وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْفَأْوَنُ (النخ)

نیز ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول

اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کی برائی کی ایک تو ان میں سے انصاری تھا اور دوسرا دوسری قوم کا تھا اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بیوقوفوں کی جماعت تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نیز ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے اسی طرح روایت کی ہے اور عروہؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب وَالشُّعَرَاءُ سے مَا لَا يَفْعَلُونَ تک یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز بتادی کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں، اس پر اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا سے آخری سورت تک یہ آیات نازل ہوئیں۔

اور ابن جریرؒ اور حاکمؒ نے ابو حسن براد سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت وَالشُّعَرَاءُ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو ہم تو ہلاک ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا والی آیت نازل فرمائی چنانچہ حضور ﷺ نے پھر ان لوگوں کو بلا کر ان کو یہ آیت سنادی۔ (۲۲۷) سوائے ان حضرات کے جو رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کیے اور انھوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی اپنے اشعار میں کفار کی تردید کر کے مدد کی بعد اس کے کہ کفار نے ان کی برائی کی تھی تو انھوں نے بھی کفار کی برائی کر کے ان سے بدلہ لیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ گزرے ہیں اور عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں کیسی مصیبت کی جگہ ان کو جانا ہے یعنی اگر ایمان نہ لائے تو جہنم میں جائیں گے۔



سُورَةُ النَّمْلِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طَسَّ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَى
لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ
بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ
سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَسِرُونَ
وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلَيْهِمْ إِذْ قَالَ مُوسَى
لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَاءَ لِكُلِّ مَنَابِقٍ بِهَا بِخَبَرٍ أَوْ تَكْفُرٍ بِشَهَابٍ
فَبَسَّ أَعْيُنَكُمْ تُصْطَلُونَ فَلَمَّا جَاءَهَا ذُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي
النَّارِ مَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يٰمُوسَى إِنَّهُ أَنَا
اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُتَلَكَّأُ تَكَاثُرًا
وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوسَى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ
الْمُرْسَلُونَ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلْ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي
غَفُورٌ رَحِيمٌ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا مِنْ
غَيْرِ سُوءٍ فَنِي تَسْبِحَ إِلَهِكَ فِي قَرْعٍ وَتُؤَيِّدُ بِيَدِهِمْ كَانُوا
قَوْمًا فَاسِقِينَ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ أَيْنِسًا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا إِسْحَرُ
مُبِينٌ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعُلُوًّا
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

سُورَةُ النَّمْلِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طس یہ قرآن اور کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۱) مومنوں کے لئے
ہدایت اور بشارت ہے (۲) وہ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور
آخرت کا یقین رکھتے ہیں (۳) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
ہیں ہم نے ان کے اعمال ان کے لیے آراستہ کر دیے ہیں تو وہ
سرگرداں ہو رہے ہیں (۴) یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب
ہے اور وہ آخرت میں بھی وہ بہت نقصان اٹھانے والے ہیں (۵)
اور تم کو قرآن (خدا کے حکیم و علیم کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے
(۶) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی
ہے میں وہاں سے (رستے کا) پتہ لاتا ہوں یا سلکتا ہوا انگارا
تمہارے پاس لاتا ہوں تاکہ تم تاپو (۷) جب موسیٰ اس کے پاس
آئے تو ندا آئی کہ جو آگ میں (تجلی دکھاتا) ہے بابرکت ہے اور وہ
جو آگ کے ارد گرد ہیں، اور خدا جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک
ہے (۸) اے موسیٰ میں ہی خدا کے غالب و دانا ہوں (۹) اور اپنی
لاٹھی ڈال دو۔ جب اسے دیکھا تو (اس طرح) مل رہی تھی گویا
سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (حکم ہوا کہ)
موسیٰ ڈرو مت ہمارے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے (۱۰) ہاں جس
نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا
مہربان ہوں (۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو سفید نکلے گا
(ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نومعجزوں میں (داخل ہیں) فرعون
اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کہ وہ بے حکم لوگ ہیں (۱۲) جب ان
کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں، کہنے لگے یہ صریح جادو ہے۔
(۱۳) اور بے انصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا۔ کہ ان کے دل

ان کو مان چکے تھے سود کچھ لو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (۱۴)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۱) تا (۱۴)

یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ترانوے آیات اور ایک ہزار ایک سو انچاس کلمات اور چار ہزار سات سو
سڑھ حروف ہیں۔

(۲-۱) طس، طاء سے طول اور سین سے خوبصورتی و نزاکت مراد ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے یہ سورت قرآن کریم اور
ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو کہ حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہیں یہ آیتیں ہیں ایمان والوں کے لیے گمراہی سے
ہدایت کے لیے اور جنت کی خوشخبری سنانے والی ہیں۔

(۳) اب اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان فرماتا ہے کہ جو پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر پورے یقین رکھتے ہیں۔

(۴) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کفریہ مرغوب کر رکھے ہیں جیسا کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور ان کو کچھ نہیں سو جھتا۔

(۵) ایسے لوگوں کے لیے دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور یہ لوگ قیامت کے دن جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخلہ کی وجہ سے نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

(۶) اور اے محمد ﷺ آپ پر یہ قرآن حکیم بذریعہ جبریل امین یقین کے ساتھ ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے نازل کیا جا رہا ہے۔

(۷) اس وقت کا واقعہ بیان کیجیے جب کہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی پر راستہ بھول گئے تھے تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے راستہ کے بائیں جانب آگ دیکھی تم یہیں ٹھہرے رہو میں ابھی جا کر آگ کے پاس سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینک لو کیوں کہ اس وقت سردی کی شدت تھی۔

(۸) چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اللہ کی طرف سے آواز دی گئی ہے کہ جو اس آگ میں یعنی فرشتے ہیں ان پر بھی برکت ہے اور جو اس آگ کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو۔

یہ مطلب ہے کہ وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے کہ جس کے نور سے یہ نور ہے یا یہ کہ جو تلاش میں ہیں یعنی حضرت موسیٰ اور جو ان کے گرد فرشتے ہیں ان سب پر برکت ہو اور اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔

(۹-۱۰) ارشاد ہوا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں اور جو میرے اوپر ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست ہوں اور اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا ہوں۔

میں نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور تم ہاتھ میں سے اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ انھوں نے ڈال دیا سو جب حضرت موسیٰ نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو وہ اس سے مڑ کر بھاگے اور اس کے ڈر کی وجہ سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے۔

(۱۱) ہاں مگر جس سے کوئی خطا ہو جائے اور پھر وہ اس خطا سے توبہ کرے تو اس کو بھی ڈرنا نہیں چاہیے کیوں کہ میں تائب کی مغفرت کرنے والا اور جو توبہ کی حالت میں مرے اس پر رحم کرنے والا ہوں۔

(۱۲) اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں لے جاؤ اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی عیب یعنی برص کے روشن ہو کر نکلے گا اور دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جن کو دے کر تمہیں فرعون اور اس کی قبیلہ قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیوں کہ وہ حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہیں۔

(۱۳) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہمارے دیے ہوئے معجزات لے کر پہنچے جو نہایت واضح تھے اور رکے بعد دیگرے وہ دکھائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔
(۱۴) اور غضب یہ کہ ظلم و عناد اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کے منکر ہو گئے حالاں کہ ان کے دلوں نے اس بات کا یقین کر لیا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں تو آپ دیکھیے کہ ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کا کیسا برا انجام ہوا کہ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ

عِلْمًا وَقَالَ الْاَعْمَدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنَطِقَ الطَّيْرِ ۚ وَآوَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هٰذَا الْهُوَ الْفَضْلُ الْبَهِينُ ۝ وَحِشْرَ لِّسَانٍ جُودًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتّٰى اِذَا تَوَاسَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ تِلْكَ اَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَخْلُطُكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُودًا ۚ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ ۚ وَادْخُلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرُ فَقَالَ مَا لِيَ لَا اَرٰى الْهٰدِيَ هٰذَا اَمْ كَانَ مِنَ الْفٰلِغِيْنَ ۝ لَا اَعْلٰهَ عَدَا اِلٰهًا سُبْحٰنَا ۙ اَوْ لَا اَوْبَعَثَ اُولِيَ الْاَيْدِيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَكَتَّ غَيْرَ يَعِيْبٍ فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ ۚ وَجَنَّتْكَ مِنْ سَبَابِنَا يٰقِيْنَ ۚ اِنِّىْ وَجَدْتُ اٰمْرًا تَكْبَلُكُمْ ۚ وَآوَيْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلٰهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَنَّتْهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّوْتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ ۚ وَاتَّعَلَّوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصْدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَوْ هَبْ بَنِيْنِ هٰذَا فَالْقِهْ اِيْلَهُمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يَا اَيُّهَا الْمَلٰٓئِكَةُ اِنِّىْ اُلْقِىْتُ كِتٰبًا كَرِيْمًا ۝ اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنٍ وَّاِنَّهٗ بِحَمْدِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَا تَعْلَمُوْا عَلٰى وَاَتَوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا۔ اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی (۱۵) اور سلیمان داؤد کے قائم مقام ہوئے اور کہنے لگے کہ لوگو! ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے بیشک یہ (اس کا) صریح فضل ہے (۱۶) اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ قسم دار کیے گئے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ! ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو (۱۸) تو وہ اس کی بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما (۱۹) انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ ہند نہ نظر نہیں آتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے (۲۰) میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے (۲۱) ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہند آ موجود ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں (۲۲) میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے (۲۳) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَ الْأَقْصَىٰ فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا
حَتَّىٰ تَشْهَدُونَّ ۖ قَالُوا نَحْنُ أَوْلَا قَوْلًا وَأَوْلَا بِأَسْ شَيْئًا
وَالْأَمْرُ إِلَيْكَ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۖ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ
إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَافَ أَهْلِهَا آذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ
يَفْعَلُونَ ۖ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْكُمْ بِهَدِيَّةٍ ۚ فَبَدَأَ بِهِمْ يَرْجِعُ
الْمُرْسَلُونَ ۖ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمُنَ قَالَ أَتُمْنُونَ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ فَمَا
أَتَيْنَا اللَّهَ خَيْرًا مِّمَّا أَتَيْتُمُوهَا ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ فَمَا أَتَيْنَا اللَّهَ خَيْرًا
مِّمَّا أَتَيْتُمُوهَا ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ فَمَا أَتَيْنَا اللَّهَ خَيْرًا مِّمَّا أَتَيْتُمُوهَا
قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَ الْأَقْصَىٰ أَتَيْتُمُوهَا بِهَدِيَّةٍ
قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنِي مَسْلُومِينَ ۖ قَالُوا عَفَرْتُكَ مِنَ الْبَيْنِ إِنَّا إِلَيْكَ
بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْكَ لَقَوِيٌّ أَوْيٌّ ۖ

انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آئے (۲۳) (اور نہیں سمجھتے) کہ خدا کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں (۲۵) خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۲۶) سلیمان نے کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے (۲۷) یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں (۲۸) ملکہ نے کہا کہ دربار والو! میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے (۲۹) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ (۳۱) (خط سنا

کر) کہنے لگی کہ اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو جب تک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کو فیصلہ کرنے والی نہیں (۳۲) وہ بولے کہ ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار ہے۔ تو جو حکم دیجیے گا (اس کے مال پر) نظر کر لیجیے گا (۳۳) اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے (۳۴) اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں (۳۵) جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو (سلیمان نے) کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے (۳۶) ان کے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے جن کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور ان کو وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے (۳۷) (سلیمان نے) کہا کہ اے دربار والو کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے (۳۸) جنات میں سے ایک قومی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے انھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرنا ہوں اور میں اے اس (کے اٹھانے) کی طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار ہوں (۳۹)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۱۵) تا (۲۹)

(۱۵) اور ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو شریعت اور حکومت کا علم اور فہم عطا فرمائی اور ان دونوں نے شکر ادا کرنے کے لیے فرمایا کہ تمام تعریفوں کا اللہ تعالیٰ ہی حق دار ہے جس نے ہمیں علم اور نبوت کے ذریعے اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی اور داؤد علیہ السلام کے نواڑ کے تھے۔

(۱۶) ان سب میں داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی سلطنت کے جانشین سلیمان علیہ السلام ہوئے اور سلیمان علیہ السلام

نے فرمایا اے لوگو! ہمیں کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی اور سامان سلطنت کے متعلق ہر قسم کی ضروری چیزوں کا علم دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

(۱۷) اور سلیمان علیہ السلام کے لیے جو ان کا تمام لشکر جمع کیا گیا تو اس کو چلنے کے وقت روکا جایا کرتا تھا تا کہ سب جمع ہو جائیں اور متفرق نہ ہوں۔

(۱۸) چنانچہ ایک مرتبہ سرزمین شام میں ایک چیونٹیوں کے میدان پر سے گزرا ہو تو عرجاء یا منذرہ نامی ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تمہیں سلیمان علیہ السلام کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر نے چیونٹی کی یہ بات نہیں سمجھی۔

(۱۹) غرض کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سنی اور اس عقل مندی پر متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور ان کا لشکر اس کی بات نہ سمجھ سکا اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے توحید کے صلہ میں مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ میں ایسے نیک کام کروں جن کو آپ قبول فرمائیں اور مجھ کو اپنے خصوصی فضل سے جنت میں اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام میں شامل کر لیجئے۔

(۲۰) ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حاضری لی تو ہد ہد کو نہ دیکھا تو فرمانے لگے کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو اس کی جگہ پر نہیں پاتا اگر وہ پرندوں میں سے کہیں غائب ہو گیا ہے۔

(۲۱) تو میں اس کے پراکھاڑ دوں گا پرندوں کی یہی سزا تھی یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش کرے۔

(۲۲) تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں جہاں ابھی تک آپ نہیں گئے اور ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی میں آپ کے پاس ملک سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔

(۲۳) وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے اور اسکو اپنے شہر میں ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا قیمتی خوب صورت تخت ہے جس پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے ہیں۔

(۲۴) میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کر رہے ہیں اور شیطان نے اس سورج کی پوجا کو ان کی نظر میں پسندیدہ بنا کر رکھا ہے اور ان کو شیطان نے راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا ہے سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔

(۲۵-۲۶) اور میں نے ان سے کہا کہ اس اللہ کو کیوں سجدہ نہیں کرتے جو آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے جن میں سے بارش اور نباتات بھی ہیں۔

یابہ کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہو کہ ہد سے سن کر انھوں نے ایسا فرمایا ہو اور تم لوگ جو کچھ نیکی و برائی دل میں چھپا کر رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۲۷) یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے ہد سے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔

(۲۸) میرا یہ خط لے جا اور ان کے پاس ڈال دینا پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا کہ وہ دیکھ نہ سکیں پھر دیکھنا کہ میرے خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفتگو اور سوال و جواب کرتے ہیں۔

(۲۹-۳۲) غرض کہ ہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اور اس خط کو حضرت بلقیس نے اٹھا لیا اور پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک مہر شدہ با وقعت خط ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔

اور اس میں یہ مضمون ہے کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر یہ کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع و فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔

اس کے بعد حضرت بلقیس نے درباریوں سے فرمایا کہ تم مجھے اس معاملہ میں اپنی رائے اور مشورہ دو اور میں کبھی کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو اور مجھے مشورہ نہ دو۔

(۳۳) وہ لوگ کہنے لگے ہم ہتھیاروں کے اعتبار سے بڑے طاقتور ہیں اور لڑنے والے بھی ہیں باقی جیسی آپ کی رائے ہو آپ جیسا ہمیں حکم دیں ہم اس کی بجا آوری کے لیے تیار ہیں۔

(۳۴) یہ سن کر حضرت بلقیس نے حکمت آمیز گفتگو کی وہ یہ کہ والیان ملک جب کسی بستی میں غلبہ اور لڑائی کے ذریعے سے داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اور جو عزت والے ہوتے ہیں ان کو قتل کے ذریعے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والیان ملک بڑائی میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

(۳۵) اور سردست میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں۔

(۳۶) چنانچہ جب قاصد نے حضرت سلیمان کی خدمت میں پہنچ کر تحائف پیش کیے تو حضرت سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ ان تحائف سے میری مدد کرنا چاہتے ہو سو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے بادشاہت اور نبوت دے رکھی ہے وہ

اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دے رکھا ہے اگر میں تمہارے اس تحفہ کو واپس کر دوں تو تم ہی اس پر اتراؤ گے۔
(۳۷) اپنے تحائف لے کر ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا بھی مقابلہ نہیں ہو سکے گا اور ہم ان کو ملک سب سے اطاعت کا طوق ان کی گردنوں میں ڈال کر نکال دیں گے اور وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے۔

(۳۸) اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ بقیہ کا تخت اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دے۔

(۳۹) یہ سن کر ایک عمرو نامی قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں اس کو لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا اس سے پہلے کہ آپ اپنے اجلاس سے انھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجلاس قضا آدھی رات تک ہوتا تھا۔

اور میں اس کے اٹھانے پر طاقت رکھتا ہوں اور اس میں جو جواہرات اور موتی اور سونا و چاندی لگا ہوا ہے اس پر امانت دار بھی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی منگوانا چاہتا ہوں۔

ایک شخص جس کو کتاب (الہی) کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں جب (سلیمان نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے (۴۰) (سلیمان نے) کہا کہ ملکہ کے (امتحان عقل کے) لیے اس کے تخت کی صورت بدل دو دیکھیں کہ وہ سو جھڑکتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو سو جھڑکتے رکھتے (۴۱) جب وہ آ پہنچی تو پوچھا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو گویا ہو بہو ہی ہے۔ اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت و شان کا) علم ہو گیا تھا۔ اور ہم فرمانبردار ہیں (۴۲) اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی (سلیمان نے) اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ إِنَّا آتَيْنَاكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفًا فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ؕ أَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۚ قَالَ تَكَذَّبُوا لَهَا عَزَّ وَجَلَّ أَنْتُمْ تَقُولُونَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۖ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأَوْتَيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا ۖ وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۚ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۚ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۖ وَكَشَفْتُ عَنْ سَاقِبَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّسَدَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۖ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تھی (۴۳) (پھر) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلیے جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں (سلیمان نے) کہا یہ ایسا محل ہے جسکے (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں وہ بول اٹھی کہ پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں (۴۴)

تفسیر سورۃ النمل آیات (٤٠) تا (٤٤)

(٣٠) اس کے بعد آصف بن برخیا نامی ایک شخص نے جو اسم اعظم یعنی یٰٰحَسْبُ یٰٰقُیُّوْمُ جانتا تھا عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یعنی جیسا کہ آپ کو کوئی چیز فاصلہ سے نظر آئی، اس چیز کے آپ تک پہنچنے سے پہلے آپ کے سامنے لا کر حاضر کرتا ہوں۔

غرض کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے تخت کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو خوش ہو کر آصف سے فرمانے لگے کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا خدا نخواستہ ناشکری کرتا ہوں۔

اور جو اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع اور ثواب حاصل کرنے کے لیے شکر کرتا ہے اور اسی طرح جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اس کے شکر سے غنی ہے اور تائب کو معاف فرمانے والا ہے اور ایسے ہی سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

(٣١) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس کے تخت کی شکل بدل دو یعنی اس میں کچھ کمی بیشی کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو اس کا پتا چلتا ہے یا نہیں۔

(٣٢) چنانچہ جب بلقیس آئیں تو سلیمان علیہ السلام نے ان کو تخت دکھا کر فرمایا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگیں ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہمیں تو اس واقعہ سے پہلے ہی آپ کی نبوت کی تحقیق ہو گئی۔

(٣٣) اور ہم تو اسی وقت سے فرمانبردار ہو گئے تھے یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تبدیلی کی سمجھ اور بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت لانے کی قوت عطا فرمائی اور سلیمان علیہ السلام نے ان کو یا اللہ تعالیٰ نے سورج کی پوجا سے بلقیس کو روک دیا کیوں کہ وہ پہلے مجوس قوم میں سے تھیں۔

(٣٤) اس کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو تو جب بلقیس نے اس کا صحن دیکھا تو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور اندر داخل ہونے کے لیے دامن اٹھائے۔

اس وقت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے اور یہ حوض بھی شیشہ سے پنا ہوا ہے لہذا گھبرانے اور دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اندر چلی آؤ اس وقت بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دینی و دنیوی عظمت کمال کو پہنچ گئی اور کہہ اٹھیں کہ اے میرے پروردگار میں نے سورج کی پوجا کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فِئْتَنَ
يَعْتَصُونَ ۖ قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۖ
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَّيَّرَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بِلُ
أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّفْتِنُونَ ۖ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلِحُونَ ۖ قَالُوا اتَّقُوا اللَّهَ يَا
لَهُنَّيْنَتَهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَقُولُنَّ لَوْلَا مَا شَهِدْنَا مَعَكَ أَهْلَهُ وَإِنَّا
لَصَادِقُونَ ۖ وَنَكُرُوا نَكْرًا وَكُنَّا نَكُرًا وَهُمْ لَا يُشْعُرُونَ ۖ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِهِمْ ۖ لَنَادَيْنَاهُمْ أَقْبِرُوا قَوْمُهُمْ أَجْمَعِينَ ۖ
فَتَلَكَ يَوْمَ يَوْمِهِمُ عَاوِيَةً يُبَاظِلُونَ إِن فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ۖ وَاتَّخِذْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَنْقُوتُونَ ۖ وَلَوْ طَا إِذْ
قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۖ أَلَيْسَ لَكُمُ
لِلنَّاسِ الرِّجَالُ شُهَدَاءُ مِمَّنْ دُونِ النَّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُونَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ
لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ أَهَلُّهُمُ أَنَا نَسٌ يَتَّبِعُونَ ۖ فَانْجَيْنَاهُ
وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۖ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ النَّاصِرِينَ ۖ قِيلَ الصَّادِقُ صَلَّى عَلَىٰ
عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۖ اللَّهُ خَيْرٌ مَّا يُشْرِكُونَ ۖ

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت
کرو تو وہ فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے (۳۵) (صالح نے) کہا
کہ بھائیو! تم بھلائی سے پہلے برائی کے لیے کیوں جلدی کرتے ہو
(اور) خدا سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۳۶) وہ
کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لیے شگون بد ہے (صالح
نے) کہا کہ تمہاری بد شگنی خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن
کی آزمائش کی جاتی ہے (۳۷) اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد
کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے (۳۸) کہنے لگے کہ
خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھروالوں پر شیخون ماریں
گے پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم تو اس کے گھروالوں کے
موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں (۳۹) اور وہ ایک چال
چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی (۵۰) تو دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیسا
ہوا، ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا (۵۱) اب یہ ان
کے گھرانے کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔ جو لوگ دانش رکھتے ہیں
ان کے لیے اس میں نشانی ہے (۵۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور
ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی (۵۳) اور لوط کو (یاد کرو) جب
انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی (کے کام) کیوں کرتے ہو
اور تم دیکھتے ہو (۵۴) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر لذت (حاصل کرنے)
کے لیے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ

ہو (۵۵) تو ان کی قوم کے لیے لوگ (بولے تو) یہ بولے اور اس کے سوا ان کا کچھ جواب نہ تھا کہ لوط کے گھروالوں کو اپنے شہر سے نکال
دو یہ لوگ پاک رہنا چاہتے ہیں (۵۶) تو ہم نے ان کو اور ان کے گھروالوں کو نجات دی مگر ان کی بیوی کہ اس کی نسبت ہم نے مقرر کر
رکھا ہے (کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی) (۵۷) اور ہم نے ان پر مینہ برسایا سو (جو) مینہ ان لوگوں پر برسا جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا برا
تھا (۵۸) کہہ دو کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔ بھلا خدا بہتر ہے یا وہ
جن کو یہ (اٹل کا) شریک ٹھہراتے ہیں (۵۹)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۴۵) تا (۵۹)

(۴۵) اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم کفر و شرک سے توبہ کرو اور توحید خداوندی کا اقرار کر لو تو ان میں مومن و کافر کے دو گروہ ہو گئے جو دین کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔

(۴۶) حضرت صالح علیہ السلام نے کافر گروہ سے فرمایا ارے تم لوگ عافیت و رحمت سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانتے ہو تم لوگ کفر و شرک سے معافی کیوں نہیں مانتے اور توحید کا اقرار کیوں نہیں کرتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جائے اور عذاب نازل نہ ہو۔

(۴۷) وہ لوگ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ جو مومن ہیں انہیں منحوس سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ہم پر سختی ہو رہی ہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تمہاری سختی اور خوش حالی یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ تم سختی اور خوش حالی کے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور یہ کہ تم کفر کی بدولت عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۴۸) اور اس بستی کے رؤساء کے بیٹوں میں نو آدمی نہایت فاسق تھے یعنی قدار بن سالف، مصد بن سالف، مصد بن رہو اور اس کے ساتھی جو بہت گناہ کیا کرتے تھے اور بالکل اصلاح کا حکم نہیں دیا کرتے تھے اور نہ خود ہی اس پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

(۴۹) انھوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ سب مل کر اس چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاؤ کہ ہم رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کریں گے اور نعوذ باللہ ان سب کو مار ڈالیں گے پھر ان کے وارثوں اور رشتہ داروں سے کہہ دیں گے کہ ہم حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے اور ہم اپنی بات میں بالکل سچے ہیں اور پھر ہماری کوئی بھی تردید نہیں کرے گا۔

(۵۰) غرض کہ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے قتل کرنے کی تدبیر کی تھی اور ہم نے بھی ان سب کے ختم کرنے کی تدبیر کی جس کی ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ ان سب کو حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر فرشتوں نے مار ڈالا اور ان لوگوں کو فرشتوں کا پتا بھی نہیں چلا۔

(۵۱) سو دیکھیے ان کی اس شرارت کا کیا انجام ہوا ہم نے ان کو اس طریقے سے مذکور اور بقیہ ان کی ساری قوم کو پتھروں کا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا۔

(۵۲) سو یہ ان کے ویران گھر پڑے ہوئے ہیں ان کے شرک کی وجہ سے ہم نے جو ان کو سزا دی، بے شک اس میں بڑی عبرت ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو ہماری اس سزا دینے کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۵۳) اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان مومن بندوں کو جو کفر و شرک برائیوں اور اونٹنی کے قتل سے بچتے تھے نجات دی۔

(۵۴) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا جس وقت انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم جان بوجھ کر بے حیائی کا کام کرتے ہو۔

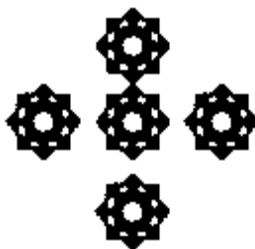
(۵۵) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو تم حکم الہی کے بارے میں جہالت کر رہے ہو۔

(۵۶) ان کی قوم کو سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ تم لوط اور ان کی دونوں صاحبزادیوں یعنی زعموراء اور ریماء کو اس بستی سدوم سے نکال دو، کیوں کہ یہ لوگ مردوں سے شہوت رانی کے بارے میں بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

(۵۷) چنانچہ ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو اور ان کی دونوں صاحبزادیوں کو اس عذاب سے بچالیا سوائے ان کی منافقہ بیوی کے کہ ہم نے اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے۔

(۵۸) چنانچہ ہم نے ان سب پر خواہ مسافر ہوں یا مقیم پتھروں کا مینہ برسا دیا سو ان لوگوں کا کیا برا حال تھا جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب الہی سے ڈرایا تھا پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

(۵۹) اے محمد ﷺ آپ ان منکرین کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیجیے اور اس کا شکر کیجیے اور اس کے بندوں پر جن کو اس نے نبوت کے ذریعے منتخب فرمایا ہے یا یہ کہ اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ امت محمدیہ ﷺ ہے۔



اَقْنُ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْزِلْ لَكُمْ مِنَ
السَّمَاءِ مَآءً فَاتَّبِعْنَاهُ حٰدً اٰیًا وَاتَّبِعُوْهُ نَاجِدًا لِّكُمْ
اَرْضًا تُنۡسِجُوْا شَجَرَهَا عَرۡۤاۡلَہٗ ۙ قَعَّ اللّٰهُ بَلْ هُمْ قَوْمٌ مُّۡبَعِدُوْنَ ۝
اَقْنُ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَافَهَا اَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا
رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَیۡنِ حَآجِزًا ۚ عَرۡۤاۡلَہٗ ۙ قَعَّ اللّٰهُ
بَلْ اَلۡتَرٰهُمۡ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اَقْنُ یُجِیۡبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ
وَيُکۡشِفُ السُّوۡءَ وَیَجۡعَلُ لَکُمۡ خُلَافَآءَ الْاَرْضِ عَرۡۤاۡلَہٗ ۙ قَعَّ اللّٰهُ
قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ اَقْنُ یَهۡدِیۡ لَکُمۡ فِی ظُلُمَۃِ الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّزِیۡلِ الرِّیۡحَ بُشۡرًا یَّبۡیۡنُ یَدِیۡ رَحْمَتِہٖ
عَرۡۤاۡلَہٗ ۙ قَعَّ اللّٰهُ تَعٰلٰی اللّٰهُ عَمَّا یُشۡرِکُوْنَ ۝ اَقْنُ یَبۡدَا
الۡخَلْقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ ۙ وَمَنْ یُّزۡزِکُمۡ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
عَرۡۤاۡلَہٗ ۙ قَعَّ اللّٰهُ قُلْ هَآؤُنَا بَرۡہَآئُکُمۡ اِنْ کُنۡتُمْ صٰدِقِیۡنَ ۝
قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیۡبُ اِلَّا اللّٰهُ
وَمَا یَشۡعُرُوْنَ اِیَّآنَ یَبۡعَثُوْنَ ۝ اَقْنُ اِذۡرَکُوۡا عَلَیۡہُمۡ فِی
الْاٰخِرَةِ ۙ بَلْ هُمْ فِی شَکٍّ مِّنۡہَا ۙ بَلْ هُمۡ قَتٰۤیۡلَا عَمُوۡنَ ۝

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے
لیے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم ہی نے اس سے سر
سبز باغ اگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے تو
کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ
رستے سے الگ ہو رہے ہیں (۶۰) بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا
اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور (کس
نے) دو دور یاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا
خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر
دانش نہیں رکھتے (۶۱) بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ
اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور
(کون) تم کو زمین میں (انگوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ
خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں
(مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو (۶۲) بھلا کون تم کو جھگ اور دریا کے
اندھیروں رستہ بناتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے
خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے
ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) (۶۳) یہ لوگ جو شرک
کرتے ہیں خدا (کی شان) اس سے بلند ہے (۶۴) بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور
(کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ
(مشرک) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (۶۵) کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور وہ یہ
جانتے ہیں کہ کب (دعہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (۶۵) بلکہ آخرت (کے بارے) میں انکا علم منقطع ہو چکا ہے بلکہ وہ اس سے کھٹک
میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہو رہے ہیں (۶۶)۔

تفسیر سورۃ النمل آیات (۶۰) تا (۶۶)

(۶۰) آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ اچھا بتاؤ کیا ان بتوں کی جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو پرستش
بہتر ہے یا اس ذات کی عبادت و فرمانبرداری بہتر ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا وہ پھر
اس پانی سے پھل دار باغ اگائے، جن کی باڑ کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں سے ہو رہی ہے تمہاری قدرت سب سے
تو یہ چیز باہر ہے کہ تم ان باغوں کے درخت اگاسکو اب سوچ کر ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود نے
یہ چیزیں اگائی ہیں؟ بلکہ ایسے بدتمیز ہیں کہ بتوں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(۶۱) اور یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کیں اور زمین کے ٹھہرانے کے لیے میخوں کی طرح مضبوط پہاڑ بنائے اور شیریں اور تلخ دو دریاؤں کے درمیان ایک حد بنائی جس کی بنا پر ایک دوسرے کا پانی ایک دوسرے سے نہیں ملتا اب بتاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کی یہ کارگزاریاں ہیں بلکہ ان میں اکثر تو اس چیز کی تصدیق ہی نہیں کرتے اچھا اور سن کر بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں

(۶۲) یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اپنی تکلیف دور کرانے کے لیے اس کو پکارتا ہے اور وہ اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد پھر تمہیں کو زمین میں جان نشین بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ اس سے نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

(۶۳) اور پھر یہ بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو تمہیں حالت سفر میں خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے اور جو ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو بارش کی امید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی شرکیہ باتوں سے برتر و منزہ ہے۔

(۶۴) اور بتاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں یا وہ ذات جو نطفہ سے مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا اور جو کہ آسمان سے تمہارے لیے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے کیا اللہ جل شانہ کے علاوہ اور کسی کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے (اور اگر اب بھی نہ مانیں) تو آپ فرما دیجیے کہ اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ اللہ کے علاوہ اور بھی معبود اور مشکل کشا ہیں۔

(۶۵) آپ فرما دیجیے کہ فرشتے ہوں یا انسان سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ان کفار پر عذاب کس وقت نازل ہوگا اور ان مخلوقات کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کس وقت دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

(۶۶) بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم کالعدم ہو گیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی بلکہ یہ لوگ قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں شک میں ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں کہ ان کو ہدایت کا راستہ نظر ہی نہیں آتا۔



وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُؤُنَا أَيْتًا
لَمُخْرَجُون * لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاءُؤُنَا مِنْ
قَبْلُ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ * قُلْ سِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ *
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ *
وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ * قُلْ
عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفٌ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ *
وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا
يَشْكُرُونَ * وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُونَ * وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي
كِتَابٍ مُبِينٍ * إِنْ هَذَا الْقُرْآنُ يَقْضَىٰ عَلَىٰ بَنِي
إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ * وَإِنَّهُ
لَهْدَىٰ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ * إِنْ رَبَّكَ
يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ *
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ *
إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا
مُدْبِرِينَ * وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُقَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ *
إِنْ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ *
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ
الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ *

اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی
ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے
(۶۷) یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے سے ہوتا چلا
آیا ہے (کہاں کا اٹھنا اور کیسی قیامت) یہ تو صرف پہلے لوگوں کی
کہانیاں ہیں (۶۸) کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ
گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ہے (۶۹) اور ان (کے حال) پر غم نہ کرنا
اور نہ ان چالوں سے جو یہ کر رہے ہیں تنگ دل ہونا (۷۰) اور کہتے
ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ (۷۱) کہہ دو کہ جس
(عذاب) کے لیے تم جلدی کر رہے ہو شاید اس میں سے کچھ
تمہارے نزدیک آپہنچا ہو (۷۲) اور تمہارا پروردگار تو لوگوں پر فضل
کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے (۷۳) اور
جو باتیں ان کے سینوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور جو کام وہ ظاہر
کرتے ہیں تمہارا پروردگار ان (سب) کو جانتا ہے (۷۴) اور
آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر (وہ) کتاب
روشن میں (لکھی ہوئی) ہے (۷۵) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل
کے سامنے اکثر باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں بیان کر دیتا
ہے (۷۶) اور بے شک یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے
(۷۷) تمہارا پروردگار (قیامت کے روز) ان میں اپنے حکم سے
فیصلہ کر دے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے (۷۸) تو خدا پر
بھروسہ رکھو تم تو حق صریح پر ہو (۷۹) کچھ شک نہیں کہ تم مردوں کو
(بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر
جائیں آواز سنا سکتے ہو (۸۰) اور نہ اندھوں کو گراہی سے (نکال

کر) رستہ دکھا سکتے ہو۔ تم تو انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں (۸۱) اور جب ان کے
بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دے گا۔ اس لیے کہ
لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے (۸۲)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۶۷) تا (۸۲)

(۶۷) یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کیا ہم لوگ جب مر کر خاک ہو گئے اور اسی طرح ہمارے آباؤ اجداد بھی تو کیا پھر ہمیں

زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا۔

(۶۸) جس کا محمد ﷺ آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس چیز کا تو ہمارے آباؤ اجداد سے آپ کے وعدہ سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو اگلے لوگوں سے روایت ہوتی چلی آئی ہیں۔

(۶۹-۷۰) اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ سے فرمادیجیے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا اور اگر یہ ایمان نہیں لاتے یا یہ کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ شرارتیں اور بکواس کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ نہ ہوں۔

(۷۱) اور یہ لوگ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ جس نزول عذاب کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں وہ وعدہ کب ہوگا۔

(۷۲) آپ ان سے فرمادیجیے کہ عجب نہیں جس عذاب کے بارے میں تم جلدی مچا رہے ہو وہ تمہارے قریب ہی آگیا ہو یعنی بدر کا دن۔

(۷۳) اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے اس کی وجہ سے قدرے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے کہ تاخیر عذاب کو غنیمت سمجھیں۔

(۷۴) اور آپ کے پروردگار کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے۔

(۷۵) اور یہ جو کفر و شرک قتل و غارت گری کرتے ہیں اور آسمان والوں اور زمین والوں میں ایسی کوئی پوشیدہ چیز نہیں جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہ ہو۔

(۷۶) اور یہ قرآن کریم جو آپ ان کو پڑھ کر سناتے ہیں یہ بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ پر اکثر ان باتوں کی حقیقت ظاہر کرتا ہے جن دینی باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

(۷۷) اور یہ قرآن کریم ایمان داروں کے لیے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے خاص رحمت ہے۔

(۷۸) اور آپ کا پروردگار یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت کے دن اپنے حکم سے فیصلہ فرمادے گا اور وہ زبردست ہے ان کو اور ان کی سزا کو بھی جاننے والا ہے۔

(۷۹) اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجیے یقیناً آپ صریح دین حق یعنی دین اسلام پر ہیں۔

(۸۰) اور آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں یا یہ کہ وہ مردوں کی طرح ہیں اور اسی طرح بہروں کو نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ وہ راہ حق و ہدایت سے منہ پھیر کر چل دیں۔

(۸۱) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور رسول کا یقین رکھتے ہیں اور پھر وہ عبادت اور تو حید خداوندی میں مخلص بھی ہیں۔

(۸۲) اور جس وقت ان پر نزول عذاب کا وقت آجائے گا تو ہم صفا و مروہ کے درمیان سے ایک جانور نکالیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا یا یہ کہ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور وہ ان سے باتیں کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیات یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر یا یہ کہ خروج دابہ پر یقین نہیں کرتے تھے۔

اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو ان کی جماعت بندی کی جائے گی (۸۳) یہاں تک کہ جب (سب) آجائیں گے تو (خدا) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے (۸۴) اور ان کے ظلم کے سبب ان کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا تو وہ بول بھی نہ سکیں گے (۸۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو (اس لیے) بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن (بنایا ہے کہ اس میں کام کریں) بے شک اس میں مومن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں (۸۶) اور جس روز صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا اٹھیں گے مگر وہ جسے خدا چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے (۸۷) اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ پر) کھڑے ہیں مگر وہ (اس روز) اس طرح اڑے پھریں گے جیسے بادل۔ (یہ) خدا کی کارگیری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے (۸۸) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس سے بہتر (بدلہ تیار) ہے اور ایسے لوگ (اس روز) گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے (۸۹) اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔ تم کو

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ
بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ وَقَالَ لَدَّبْتُكُمْ
بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِطُوا بِهَا عَلِمْنَا أَنَّمَا أَنتُم مُّتَعَلِّقُونَ ۝
وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝
الْغَيْرُ وَأَنَّا جَعَلْنَا النِّيلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۝
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ
فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَارِجِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالُ
تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ
الَّذِي أَتَقَنَ كُلُّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ فِي رِجْعٍ يَّوْمَئِذٍ
أَمُّونُونَ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهُ فِيهَا وَجْهُ لَّهُمْ فِي النَّارِ
هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا أَنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ أَنْ
رَبِّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأَمْرُهُ أَنْ
أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَإِنْ أَتَا الْقُرْآنُ فَمِنْ أُمَّتٍ أُولُوا
بِالْحَقِّ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ وَقُلْ
الْحَسْبُ لِلَّهِ سَيَّرَ بِكُمْ أَنِيسَةً فَتَوَقَّوْهَا وَارْتَبِكُمْ أَفْئِلًا عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

تو ان ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے ہو (۹۰) (کہہ دو) مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر (مکہ) کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز اس کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اُس کا حکم بردار رہوں (۹۱) اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کرو۔ تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں (۹۲) اور کہو کہ خدا کا شکر ہے وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم ان کو پہچان لو گے اور جو کام تم کرتے ہو تمہارا پروردگار ان سے بے خبر نہیں ہے (۹۳)

تفسیر سورۃ النمل آیات (۸۴) تا (۹۳)

(۸۳) اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول کو جھٹلایا کرتے تھے اور ان کو چلنے سے پچھلوں کے آٹنے کے لیے روکا جائے گا۔

(۸۴) یہاں تک کہ جب سب آکر جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے میری کتاب اور میرے رسول کو جھٹلایا تھا اور یہ تک تم نے غور نہیں کیا کہ یہ میری طرف سے ہیں اور بلا سوچے سمجھے تکذیب کردی اور اس کے علاوہ کفر و شرک کے اور بھی کام کیا کرتے تھے۔

(۸۵) اور ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو جائے گا اس بنا پر کہ انھوں نے کفر و شرک کر کے بڑی بڑی زیادتیاں کی تھیں اور وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے۔

(۸۶) کیا کفار مکہ اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آرام کے لیے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کریں اور روزگار وغیرہ کے دیکھنے کے لیے دن بنایا تاکہ اس میں روزی تلاش کریں یہ جو ہم نے ان کے آرام کے لیے چیزیں بنائیں بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو کہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۸۷) اور جس دن پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام فرشتے اور آدمی سب گھبرا جائیں گے سوائے جبریل و میکائیل اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش کے کہ ان کی اس وقت وفات نہ ہوگی پھر ان سب کی بھی وفات ہو جائے گی اور سب کے سب خواہ آسمانوں والے ہوں یا زمین والے قیامت کے دن اس کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے۔

(۸۸) اور جن پہاڑوں کے متعلق تم یہ خیال کر رہے ہو کہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کریں گے۔ اس وقت فضاء میں بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے کہ اللہ کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو اپنے انداز پر مضبوط بنا رکھا ہے جو کچھ تم نیکی و برائی کرتے ہو اس کو سب خبر ہے۔

(۸۹) اور جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ لے کر آئے گا تو اس کو اس نیکی کے اجر مذکور سے بہتر اجر ملے گا اور وہ گھبراہٹ اور عذاب کے دن اور جب کہ دوزخ کو پر کیا جائے گا امن میں رہیں گے۔

(۹۰) اور جو شخص کفر و شرک لائے گا وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں تو آخرت میں ان ہی کاموں کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

(۹۱) پیغمبر ﷺ آپ ان سے فرما دیجیے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے اور سب چیزیں مخلوقات وغیرہ اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں دین اسلام پر

مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔

(۹۲) اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھ کر سناؤں سو جو شخص قرآن کریم پر ایمان لائے گا وہ اپنے فائدے کے لیے ایمان لائے گا اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے تو آپ فرمادیجیے میں صرف قرآن کریم کے ذریعے دوزخ سے ڈرانے والا ہوں پھر اس کے بعد جہاد کا حکم ہوا۔

(۹۳) چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ان سے فرمادیجیے سب خوبیاں اور وحدانیت خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے وہ عنقریب بدر کے دن تم پر عذاب نازل کر کے اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں تمہیں دکھا دے گا سو تم اس وقت پہچان لو گے کہ محمد ﷺ جو کچھ تم سے فرماتے تھے وہ حق اور سچ تھا اور یہ جو کفر و شرک کر رہے ہیں آپ کا پروردگار ان سے غافل نہیں کفار مکہ کو اللہ کی جانب سے کفر و شرک پر وعید ہے یا یہ کہ جو تم لوگ مکر و خیانت اور فساد کے کام کر رہے ہو اللہ تعالیٰ ان کی سزا دینے سے چوک فرمانے والا نہیں۔

سُورَةُ الْقَصَصِ وَفِيهَا آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے طسّم (۱) یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (۲) (اے محمد ﷺ) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں کے سنانے کے لیے صحیح صحیح سناتے ہیں (۳) کہ فرعون نے ملک میں سراٹھا لیے رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا ان میں سے ایک گروہ کو (یہاں تک) کمزور کر دیا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بیشک وہ مفسدوں میں ان کی تھا (۴) اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں (۵) اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے (۶) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور (پھر) ۱ سے پیغمبر بنادیں گے (۷) تو فرعون کے لوگوں نے اس کو اٹھا لیا اس لیے کہ (نتیجہ یہ ہونا تھا کہ) وہ ان کا دشمن اور

سُورَةُ الْقَصَصِ وَفِيهَا آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طسّم ۱ تِلْكَ اٰیَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِیْنِ ۝ تَلٰوْا عَلَیْكَ مِنْ لَّدُنَّا مُوسٰی وَفِرْعَوْنُ بِالْحَقِّ لَقَوْمٌ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا اَشِیْعًا یَّسْتَضِیْفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَلِّحُ اَبْنَاءَهُمْ وَیَسْتَحْیِ نِسَاءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ السُّفٰسِیْنَ ۝ وَیُرِیْدُ اَنْ یُّسَمِّیَ عَلٰی الَّذِیْنَ اسْتَضٰعُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَجْعَلَهُمْ اٰیَةً ۝ وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ ۝ وَنُسَبِّحُ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیْ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحٰیْنَآ اِلٰی اِمْرَاَتِیْ اَنْ اَرْضِیْهِ فَاِذَا اخْفَتْ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِ وَلَا تَحْزَنِ ۝ اِنَّا اَرَادُوْهُ اِلَیْكَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَالتَّقَطَّةُ اَلْ فِرْعَوْنُ لَیَكُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَوْحَرًا ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوْا خٰطِیْیْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتْ عَیْنُیْ وَلَیْ وَلَکَ لَا تَقْتُلُوْهُ ۝ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَنْتَحِذَ ۝ وَلَٰکَ اَوْهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اِمْرَاَتِیْ فِرْعَاۤنَ اِنْ کَادَتْ لِتَبْدِیْ ۝

(ان کے لیے موجب) غم ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر چوک گئے (۸) اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کرنا شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے (۹) اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس (قصے) کو ظاہر کر دیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں (۱۰) اور اس کی بہن سے کہا کہ

لَوْلَا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰی قَلْبِهَا لَتَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَقَالَتْ لِاُخْتَيْهِ قَصِيْنَةُ فَبَعَثَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَهْمٌ
لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ
نٰصِحُوْنَ ۝ فَرَدَدْنَاهُ اِلٰی اُمِّهٖ كِي تَقْرٰى عَنْهَا وَلَا تَحْزَنَ
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنْ اَلْاُنْثٰى لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی۔ اور ان (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دانیوں کے) دودھ حرام کر دیے تھے۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گمراہ لے بیٹاؤں کہ تمہارے لیے اس (بچے) کو پالیں اور اس کی خیر خواہی (سے پرورش) کریں (۱۲) تو ہم نے (اس طریق سے) اُن کو اُن کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور معلوم کریں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن یہ اکثر نہیں جانتے (۱۳)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے سوائے اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ (النخ) کیوں کہ یہ آیت مکہ و مدینہ کے درمیان مقام جھہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں اٹھاسی آیات اور چار سو اکتالیس کلمات اور پانچ ہزار آٹھ سو حروف ہیں۔

(۱-۲) طسم۔ طاء سے طول و قدرت اور سین سے خوبصورتی و بلندی میم سے بادشاہت و سلطنت مراد ہے یا یہ کہ ایک قسم ہے جو تاکید کے لیے بیان کی گئی ہے یہ سورت ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حلال و حرام اور امر و نواہی کو بیان کرنے والی ہے۔

(۳) ہم آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ واقعہ بذریعہ قرآن کریم سناتے ہیں ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو آپ کی اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۴) غرض کہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے ان کے باشندوں کی مختلف جماعتیں بنا رکھی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے بنی اسرائیل کا زور کم کر دیا تھا۔ اس طرح کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں سے خدمت لیتا تھا، واقعی وہ بڑا فساد پھیلانے والا، کفر و شرک اور قتل و غارتگری میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

(۵) اور ہمیں یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا سرزمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان کو نجات دیں اور ان کو دین کا پیشوا بنادیں اور سرزمین مصر کا ان کو وارث بنائیں۔

(۶) اور حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھائیں جس سے وہ بنی اسرائیل کی طرف سے ڈرا کرتے تھے یعنی بادشاہت کے ختم ہو جانے سے۔

(۷) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحنا زبنت لادی بن یعقوب کو الہام کیا کہ تم اس بچے کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب ان کی تفتیش کا خدشہ ہو تو بے خوف و خطر صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں اور نہ تو ان کے ڈوبنے کا اندیشہ کرنا اور نہ جدائی پر غم کرنا ہم ضرور پھر اس کو تمہارے ہی پاس پہنچا دیں گے اور فرعون اور اس کی قوم کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجیں گے۔

(۸) غرض کہ ایسا ہی ہوا، فرعون کی باندیوں نے پانی اور پتوں میں سے اس صندوق کو نکال لیا اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے پاس لے گئیں تاکہ رسالت مل جانے کے بعد وہ فرعونوں کے دشمن اور فرعون کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لیے باعث غم بنیں۔

(۹) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں انھوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو بعید نہیں کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں اور بنی اسرائیل کو پتا بھی نہ چلے کہ یہ ہمارا لڑکا ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو انجام کی خبر ہی نہیں تھی کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھوں ان کی ہلاکت ہوگی۔

(۱۰) ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل موسیٰ علیہ السلام کے غم میں بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس بے قراری میں موسیٰ علیہ السلام کا حال سب پر ظاہر کر دیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کرتے کہ یہ وعدہ خداوندی پر یقین کیے بیٹھی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو رسول بنائے گا۔

(۱۱) آخر کار انھوں نے دل کو سنبھال کر یہ تدبیر سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہا ذرا موسیٰ علیہ السلام کا سراغ تو لگاؤ چنانچہ اس نے دور سے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان لوگوں کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہیں۔

(۱۲) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر ان کی والدہ کے آنے سے پہلے دودھ پلانے والیوں کو وہ کسی کا دودھ نہ لیتے تھے یہ موقع دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعونوں سے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتا بتاؤں جو اس بچے کی اچھی طرح پرورش کریں اور عادت کے موافق دل سے اس کی خیر خواہی کریں۔

(۱۳) چنانچہ ان لوگوں نے ایسے گھرانے کا پتا پوچھا انھوں نے اپنی ماں کا پتا بتا دیا غرض کہ اس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کے غم میں نہ رہیں اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو پھر ان کے پاس پہنچا دیا مگر خاص طور پر یہ مصری اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔



وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٠﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا
فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ
عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ
فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَٰذَا مِنْ عِبِلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ
عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ﴿٧١﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي مَلَأْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي
فَغْفِرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٧٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّمَا أَتَعَسَّ عَلَىٰ
فَلَن أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ﴿٧٣﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا
يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ
مُوسَىٰ إِنَّكَ لَنفُوءٌ مُبِينٌ ﴿٧٤﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ
بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يُمُوسَىٰ أَرِيدُ أَنْ تُنْفِلَنِي كَمَا
قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا
فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلُوحِينَ ﴿٧٥﴾ وَجَاءَ
رَجُلٌ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يُمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ
يَأْتِمُرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَمَكِّمٌ مِنَ الْمُصْرِحِينَ ﴿٧٦﴾
فَاخْرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٧٧﴾

اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھرپور (جوان) ہو گئے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عنایت کیا اور ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (۱۳) اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے۔ تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے۔ ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تو جو شخص ان کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو انہوں نے اس کو مٹا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ کام تو (اغوائے) شیطان سے ہوا۔ بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے (۱۵) بولے کہ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے، تو خدا نے ان کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۶) کہنے لگے کہ اے پروردگار تو نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں (آئندہ) کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں (۱۷) الغرض صبح کے وقت شہر میں ڈرتے داخل ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی پھر ان کو پکار رہا ہے۔ (موسیٰ نے) اس سے کہا کہ تو تو صریح گمراہی میں ہے (۱۸) جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کا آدمی) بول اٹھا کہ جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا (اسی

طرح) چاہتے ہو کہ مجھے بھی مار ڈالو تم تو یہی چاہتے ہو کہ ملک میں ظلم و ستم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے کہ نیکوکاروں میں ہو (۱۹) اور ایک شخص شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا (اور) بولا کہ موسیٰ (شہر کے) رئیس تمہارے بارے میں صلاحیں کرتے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں سو تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں (۲۰) موسیٰ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکل کھڑے ہوئے کہ یکھیں (کیا ہوتا ہے اور) دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے (۲۱)

تفسير سورة القصص آيات (١٤) تا (٢١)

(۱۴) جب موسیٰ علیہ السلام اٹھارہ سال سے گزر کر چالیس سال کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور اسی طرح ہم انبیاء کرام کو فہم و نبوت دیا کرتے ہیں یا یہ کہ صالحین کو علم و حکمت دیا کرتے ہیں۔

(۱۵) اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے اکثر باشندے بے خبر تھے قیلولہ کا وقت تھا یا مغرب کے بعد کا تو انھوں نے وہاں ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری یعنی بنی

اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا مخالفین میں سے یعنی قبطی تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے جو تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس مخالف کے مقابلہ میں مدد چاہی موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا تو وہ ہلاک ہو گیا کہنے لگے کہ یہ شیطانی حرکت ہو گئی بے شک شیطان بھی انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(۱۶) اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا کہ غلطی سے یہ قبطی مر گیا سو آپ میرے اس قصور کو معاف کر دیجیے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا وہ بڑا غفور رحیم ہے۔

(۱۷) اور آئندہ کے لیے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار آپ نے جو مجھ پر معرفت تو حید اور مغفرت کے انعامات فرمائے ہیں تو آپ کبھی بھی ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کی مدد کا مجھے موقع نہ دیجیے کہ میں مجرموں کی مدد کروں۔

(۱۸) پھر موسیٰ علیہ السلام کو اس قتل کے خوف اور وحشت کی حالت میں صبح ہو گئی انہیں ڈر تھا کہ کب پکڑا جاؤں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے گزشتہ روز ان سے قبطی کے مقابلہ میں مدد چاہی تھی آج پھر دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو بڑا بدراہ ہے روزانہ لڑتا پھرتا ہے اور روکنا چاہا۔

(۱۹) سو جب موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ سے مواخذہ کریں گے گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو قتل کر چکے ہو معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین مصر میں تم اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے صلح کرانا نہیں چاہتے۔

(۲۰) آخر موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز قرار پائی وہاں موسیٰ علیہ السلام کے خیر خواہ تھے جو حزقیل نامی شہر کے اس کنارے سے دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام مقتول کے وارثوں نے آپ کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے سو آپ اس شہر سے فوراً چلے جائیے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔

(۲۱) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام خوف اور وحشت کی حالت میں اس شہر سے نکل پڑے کہ معلوم نہیں فرعون کی کب مجھ کو پکڑ لیں اور کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھ کو ان مصریوں سے بچائیے۔



وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ
السَّبِيلِ ۖ وَلَمَّا آوَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ
النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصُدَّ الزَّعَاظُ عَنْ أَمْوَاجِنَا
فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
إِنِّي لَمَّا أَتَيْتُ الْوَادِيَّ مِنَ غَيْرِ فَتَيَّرْتُ ۖ فَبَإْتُهُ إِحْدَاهُمَا تَسْقِي
عَلَى اسْتِجَارَةٍ قَالَتْ إِنَّ ابْنَ يَدِّكَ يُجْزِيكَ أَجْرًا سَقَيْتَ
لَنَا لَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۚ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ
مِنَ الظُّلُمَاتِ ۖ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَأْبَىٰ اسْتِجَارُهُ ۖ ذَاكُ
مَنْ أَشْجَرُ مِنَ اسْتِجَارَتِ الْقَوِيِّ الْأَمِينِ ۖ قَالَ إِنِّي أَزِيدُ ۖ أَنْ
أَكْبَحَكَ أَحَدِي ابْنَتَيْ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَلَاثَ حَجَجٍ
فَإِنْ أَكُنْتُ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أَرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۖ
سَمِعْتُنِي إِذْ نَسَاءَ اللَّهُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ قَالَ لَكَ بِنْتِي وَعَيْنُكَ ۖ لَهَا
الْأَكْلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝

اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار
مجھے سیدھا راستہ بتائے (۲۲) اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر
پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے ہیں (اور اپنے چار پايوں کو)
پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو)
روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (ان سے) کہا تمہارا کیا کام ہے وہ
بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چار پايوں کو) لے نہ جائیں ہم
پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں (۲۳) تو
موسیٰ نے ان کے لیے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف
چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی
نعمت نازل فرمائے (۲۴) (تھوڑی دیر کے بعد) ان میں سے ایک
عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی موسیٰ کے پاس آئی (اور) کہنے
لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لیے پانی پلایا

تھا اس کی تم کو اجرت دیں۔ جب وہ اُنکے پاس آ گئے اور اُن سے (اپنا) ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کر دم ظالم لوگوں
سے بچ آئے ہو (۲۵) ایک لڑکی بولی کہ ابا ان کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) تو انا اور امانت دار (ہو) (۲۶)
انہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں۔ اس (عہد) پر کہ تم آٹھ برس میری
خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ نیک
لوگوں میں پاؤ گے (۲۷) موسیٰ نے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں یہ (عہد پختہ ہوا) میں جو کسی مدت چاہوں پوری کر دوں پھر مجھ پر کوئی
زیادتی نہ ہو اور ہم جو معاہدہ کرتے ہیں خدا اس کا گواہ ہے (۲۸)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۲) تا (۲۸)

(۲۲) اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف کوچ کر پڑے تو خیال ہوا کہ راستہ تو معلوم نہیں تو خود ہی کہنے لگے امید ہے
کہ میرا پروردگار مجھے مدین کی طرف سیدھا پہنچا دے گا۔

(۲۳) چنانچہ جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو اس پر تقریباً چالیس آدمیوں کا مجمع تھا جو اس کنوئیں سے پانی کھینچ کر
اپنی بکریوں کو پلا رہے تھے۔

اور ان لوگوں سے ایک طرف الگ ہو کر دو عورتیں دیکھیں جو اپنی کمزوری کی وجہ سے پانی سے اپنی بکریاں
روکے ہوئے کھڑی تھیں اور لوگوں کے فارغ ہو جانے کی منتظر تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں وہ بولیں ہم اس

وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ چرواہے پلا کر فارغ نہ ہو جائیں پھر اس کے بعد پلاتی ہیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ہمارے علاوہ ان کا اور کوئی مددگار نہیں۔

(۲۴) یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا انھوں نے جا کر اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا پھر موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے یا یہ کہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے رب اس وقت جو کھانے کی چیز بھی آپ مجھے بھیج دیں میں اس کا محتاج ہوں۔

(۲۵) اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے چھوٹی لڑکی صفورا نامی آئی جو کہ بالکل کنواری لڑکی کی طرح شرماتی ہوئی چلتی تھی اور آ کر کہنے لگی کہ میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام ان کے باپ برون یعنی شعیب علیہ السلام کے بھیجے کے پاس آئے اور شعیب علیہ السلام پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے اور برون سے فرعون کے پاس سے آنے کا واقعہ بیان کیا تو برون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اب فکر مت کرو تم مصر والوں کی زد سے نکل آئے۔

(۲۶) اس چھوٹی لڑکی نے کہا کہ ابا جان ان کو ملازم رکھ لیجیے کیوں کہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار بھی ہو۔

(۲۷) برون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری بکریاں چرواؤ پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے اور میں اس دس سال کے پورا کرنے میں تمہیں مجبور کرنا نہیں چاہتا تم مجھے انشاء اللہ خوش معاملہ پاؤ گے۔

(۲۸) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے بس یہ بات ہمارے درمیان طے ہو گئی آٹھ یا دس ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کروں گا آپ کا مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہماری اس شرط اور اس کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ
الْعُورِ نَارًا قَالَ لَأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا وَلَعَلِّي آتِيكُمْ
مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٤﴾
فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ
الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَتُوسِّلَ إِلَيَّ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥﴾
وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُهَلِكُ كَانَتْهَا جَانٌّ وَلِي مُدَبَّرًا
وَلَمْ يُعَقِّبْ يَمُوسَى أَقْبَلُ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿٢٦﴾
أَسْلَكَ يَدَاكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ د

جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو
طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ
(تم یہاں) ٹھیرو مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے (رستے
کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انکارہ لے آؤں تاکہ تم تا پو (۲۹) جب
اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ
میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب
العالمین ہوں (۳۰) اور یہ کہ اپنی لاشی ڈال دو جب دیکھا کہ وہ
حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیے اور پیچھے

وَاصْنُمِ إِلَيْكَ بَنَاتِكَ مِنَ الزَّهَبِ فَذَنِبَكَ بِوَهْلِنِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ وَاخِىٰ هَارُونَ هُوَ أَضْحَقُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ قَالَ سَنُنْصِتُ لَكَ بِإِخْيَاكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مُلْكًا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعُكُمَا الْغَالِبُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَيَعْنَا بِهِذِهِ ۖ إِنَّا بِآيَاتِنَا الْأُولَىٰ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ يَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَهْلًا مِنْ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَاسْتَكَبَرُ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُم إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى الدَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يُنصَرُونَ ۝ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝

پھر کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں ہو (۳۱) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا اور خوف دور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیر لو۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (اُن کے ساتھ) فرعون اور اُس کے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیں (۳۲) (موسیٰ نے) کہا اے پروردگار اُن میں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں (۳۳) اور ہارون (جو) میرا بھائی (ہے) اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے، مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے (۳۴) (خدا نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو کو مضبوط کرینگے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے تو ہماری نشانیوں کے سبب وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے (اور) تم اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہو گے (۳۵) اور جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو اس نے بنا کھڑا کیا ہے۔ اور یہ (باتیں) ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سنی نہیں (۳۶) اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے حق لے کر آیا ہے اور جس کے لیے عاقبت کا گھر (یعنی بہشت) ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پائیں گے (۳۷) اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا تو ہامان میرے لیے گارے کو آگ لگوا (کرائیشیں پکوا) دو پھر ایک (اونچا) محل بنوادو تا کہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں

اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں (۳۸) اور وہ اس کے لشکر ملک میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۹) تو ہم نے ان کو اور ان کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا۔ سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۴۰) اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا اور وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی (۴۱) اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے روز بھی بد حالوں میں ہوں گے (۴۲)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۲۹) تا (۴۲)

(۲۹) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام اس دس سالہ مدت کو پورا کر چکے اور اپنی بیوی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تو

ایک رات جب کہ سردی بھی سخت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے راستہ کے بائیں جانب ایک روشنی آگ کی صورت میں دکھائی دی۔

انھوں نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے رستہ کی کچھ خبر لاؤں یا تمہارے سینکڑوں کو کوئی آگ کا دکھتا ہوا انگارا لے آؤں۔

(۳۰) چنانچہ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو دائیں طرف سے جوان کی بھی دائیں طرف تھی اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔

(۳۱) اور تم اپنے ہاتھ میں سے اپنا عصا ڈال دو، چنانچہ انھوں نے ڈال دیا وہ سانپ بن کر چلنے لگا جب انھوں نے اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا کہ پتلا سانپ تیز ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آؤ اور اس سے ڈرو نہیں تم اس کے شر سے امن میں ہو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا تو وہ اپنی اصلی حالت کے مطابق پھر لکڑی ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو وہ بلا کسی برص وغیرہ کی بیماری کے سورج کی طرح روشن ہو کر نکلے گا۔ (۳۲) اور خوف دور کرنے کے لیے اپنا وہ ہاتھ پھر گریبان اور بغل سے بدستور ملا لیتا تا کہ ہاتھ پھر اصلی حالت پر آجائے سو یہ تمہاری نبوت کی دو نشانیاں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کے لیے کیوں کہ وہ بڑے نافرمان مشرک لوگ ہیں۔

(۳۳) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

(۳۴) اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ خوش گفتار ہیں اور ان کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں گرہ تھی تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میری رسالت دے دیجیے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے کیوں کہ مجھ کو تکذیب کا اندیشہ ہے۔

(۳۵) ارشاد خداوندی ہوا اچھا ہم ابھی تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا قوت بازو بنا دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تمہارے قتل کی جرأت نہ ہو سکے گی یہ معجزات لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تم پر ایمان لائے گا فرعون اور اس کی قوم پر غالب رہو گے۔

(۳۶) غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا موسیٰ یہ جو تم لے کر آئے ہو یہ تو تمہارے خود کا گھڑا ہوا ایک جادو ہے اور تم جو کہتے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی

بات نہیں سنی کہ ہمارے آباؤ اجداد کے وقت میں بھی ہوئی ہو۔

(۳۷) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے رسالت و توحید لے کر آیا ہے اور جس کو آخرت میں جنت ملنے والی ہو اور مشرکین کو عذاب خداوندی سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

(۳۸) فرعون نے کہا اے مصر والو! مجھے تو تمہارا اپنے سوا کوئی اللہ معلوم نہیں ہوتا سو تم موسیٰ علیہ السلام کی پیروی مت کرنا اور اے ہامان تم ہمارے لیے مٹی کی اینٹیں بنوا کر ان کو آگ میں پکواؤ اور پھر ان اینٹوں سے میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے اللہ کو دیکھوں اور میں تو موسیٰ علیہ السلام کو اس دعوے میں کہ کوئی اور اللہ بھی اوپر ہے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

(۳۹) اور فرعون اور اس کے قبیلے لشکر نے ناحق سرزمین مصر میں سر اٹھا رکھا تھا اور ایمان سے انکار کر رہے تھے اور یوں سمجھ رکھا تھا کہ آخرت میں ان کو ہمارے سامنے پیش ہونا ہی نہیں۔

(۴۰) سو ہم نے اس تکبر کی سزا میں فرعون اور اس کے قبیلے لشکر کو دریا میں پھینک دیا سو آپ دیکھیے کہ فرعون اور اس کی مشرک قوم کا کیا انجام ہوا۔

(۴۱) سو ہم نے ان کو کافروں اور گمراہوں کا ذلیل پیشوا بنا رکھا تھا جو لوگوں کو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے رہے اسی لیے قیامت کے دن عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا۔

(۴۲) اور دنیا میں بھی ہم نے ان پر لعنت نازل کر کے غرق کر دیا اور قیامت کے دن بھی وہ برے حال میں انھیں گے کہ شکلیں کالی اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

اور ہم نے پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۴۳) اور جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو تم (طور کی) غرب کی طرف نہیں تھے اور نہ اس واقعے کے دیکھنے والوں میں تھے (۴۴) لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی امتوں کو پیدا کیا پھر ان پر مدت طویل گزر گئی اور نہ تم مدین والوں میں رہنے والے تھے کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجے والے تھے (۴۵) اور نہ تم اس وقت جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی طور کے کنارے تھے۔ بلکہ (تمہارا بھیجا جانا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ
لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۴۳﴾
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغُرِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ
كَانَتْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۴۴﴾ وَلَكِنَّا أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًّا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا
وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا
وَلَكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمْ مِّن نَّذِيرٍ
مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَا أَن تَصِيبَهُمُ

مُصِيبَةٍ لِّمَا قَدْ مَتَّ اَيُّهُمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَتَتَّبِعَ اٰيَتِكَ وَنَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا
جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِيَ مُشَلٍّ مَّا
اُوْتِيَ مُوْسٰى اَوْ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ
قَالُوْا سِحْرٌ نَّظَاهِرًا ۝ وَقَالُوْا اِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَّ نَۢۤىٕ
قَالُوْا يَكْتُبُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِیْبُوْكَ فَاَعْلَمُوْا اِنَّمَا
يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ اَتَّبَعَ هَوٰهٗ بِغَيْرِ
هُدٰى مِنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظٰلِمِيْنَ ۝

کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرو تا کہ وہ نصیحت پکڑیں (۴۶) اور (۴۷) اے پیغمبر ہم نے تم کو اس لیے بھیجا ہے کہ (ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے (۴۷) پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں انہوں نے ان سے کفر نہیں کیا کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے موافق۔ اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں (۴۸) کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم خدا کے

پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ تاکہ میں بھی اسی کی پیروی کروں (۴۹) پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہو گا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۵۰)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۴۳) تا (۵۰)

(۴۳) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان سے پہلے اور امتوں کی ہلاکت کے بعد توریت دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیے دانش مند یوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت کا باعث تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔

(۴۴) اور اے محمد ﷺ آپ اس وقت کوہ طور کے غربی جانب میں نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور آپ تو اس مقام پر موجود بھی نہیں تھے۔

(۴۵) لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی اور پہلوں کا واقعہ بعد والوں سے بیان کیا جیسا کہ اب آپ سے پہلے بیان کیا ہے پھر ان پر طویل زمانہ گزر گیا اور وہ ایمان نہیں لائے تو ہم نے یکے بعد دیگرے سب کو ہلاک کر دیا اور اے محمد ﷺ آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہیں تھے کہ ان کے حالات کے بارے میں اپنی قوم کو ہماری قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنار ہے ہو لیکن جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنایا اور پہلوں کے واقعات آپ سے بیان کیے اسی طرح ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں اور اگلوں کی باتیں پچھلوں سے بیان کی ہیں۔

(۴۶) اور اسی طرح آپ طور کی غربی جانب میں اس وقت بھی نہیں تھے جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا یا

یہ کہ آپ کی امت کو پکارا تھا لیکن اس کا علم بھی اس طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے اور بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم میں گزشتہ قوموں کے آپ سے واقعات بیان کیے گئے تاکہ آپ بذریعہ قرآن ایسی قوم کو یعنی قریش کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا ممکن ہے کہ یہ نصیحت قبول کر لیں اور ایمان لے آئیں۔

(۳۷) اور اگر ہم ان کی طرف کوئی رسول نہ بھی بھیجتے تو قیامت کے دن آپ کی قوم پر ان کے کرداروں کی وجہ سے جب عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار اس عذاب کے نازل ہونے سے پہلے کوئی رسول ہمارے پاس کتاب دے کر کیوں نہیں بھیجا تھا تاکہ ہم آپ کی کتاب اور آپ کے رسول کی پیروی کرتے اور کتاب و رسول پر ایمان لانے والوں میں ہوتے اسی لیے ہم نے آپ کو قرآن حکیم دے کر ان کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے۔

(۳۸) مگر جب ان کفار مکہ کی طرف رسول اکرم ﷺ قرآن حکیم لے کر آئے تو یہ کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ید بیضاء عصا اور من وسلوی کے معجزات کیوں نہیں ملے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ہی بار قرآن کریم ان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب توریت ملی تھی کیا یہ کفار مکہ آپ سے پہلے اس کے منکر نہیں ہوئے یہ کفار مکہ تو یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم اور توریت میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔

(۳۹) آپ ان کفار سے فرمادیجیے کہ اللہ کی طرف سے تم کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت کرنے میں قرآن اور توریت سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں مگر ان میں اس کی کہاں طاقت ہے۔

(۵۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اگر اس احتجاج کے بعد یہ گمراہ آپ کا کہا پورا نہ کر سکیں تو آپ سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہیں۔

اور حق و ہدایت سے اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو کفر و شرک اور بتوں کی پوجا میں گرفتار ہو سوائے اس کے اللہ کی طرف سے اس کے پاس اس چیز پر کوئی دلیل ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دین کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔



وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ اَلَّذِيْنَ
اَتَيْنَهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَتَيْنُوْهُمُ
اَلْاٰمَنَاتِۃَ اِنَّهٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ يُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَذَرُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ الشَّيْءَ وَيَتَارَكُوْنَهُمْ يَنْفَقُوْنَ ۝ وَاِذَا سَبَّحُوا
النَّوْۤاۤءَ عَرَضُوْا عَنْهٗ وَقَالُوْا اِنَّا عٰمِلُوْا لَكُمْ اَعْمَالًا لَّكُمُ
سَلٰمٌ عَلٰیكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَهْلِيْنَ ۝ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ
اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اِلٰهَۥ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَقَالُوْا اِنْ لِّلَّهِ الْهُدٰى مَعَكَ نَتَّخِظُ
مِنْ اَرْضِنَا اَوْ لَمْ نَكُنْ لَهُمْ حَرَمًا اَمِنًا يَّجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرُ
كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فَمِنْكَ مَسْكَنُهُمْ
لَمْ تُسْكَنْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَكُنَّا ثَمَنُ الْوَرْدِيْنَ ۝ وَمَا
كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْ اَمْقَارِهَا سُوْلًا يَّتْلُوْا
عَلَيْهِمْ لِيَتَذَكَّرُوْۤا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظَالِمُوْنَ ۝
وَمَا اَوْتِيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَنَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزَيِّنَّا۟هَا وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْلٰغُ اَقْلًا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے
رہے ہیں تاکہ نصیحت پکڑیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس سے
پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں (۵۲) اور جب
(قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان
لے آئے۔ بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے
(اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں (۵۳) اُن لوگوں کو دگنا
بدلہ دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ
برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں
سے خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس
سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو
تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں
(۵۵) (اے محمد ﷺ) تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں
کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت
پانے والوں کو خوب جانتا ہے (۵۶) اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے
ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں۔
کیا ہم نے اُن کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر
قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف
سے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۵۷) اور ہم نے بہت
سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے

تھے۔ سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم۔ اور ان کے پیچھے ہم ہی اُن کے وارث ہوئے (۵۸) اور
تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم
بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں (۵۹) اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا
فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں (۶۰)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۵۱) تا (۶۰)

(۵۱) اور ہم نے اس قرآن کریم میں توحید کے مضامین کو ان کے فائدہ کے لیے وضاحت کے ساتھ بیان کیا تاکہ
یہ لوگ اس قرآن کریم سے نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں۔

شان نزول : وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ (الخ)

ابن جریر اور طبرانی نے رفاء قرصی ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت دس حضرات کے بارے میں نازل
ہوئی ہے میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔

(۵۲) جن حضرات کو ہم نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے پہلے توریت کا علم دیا ہے یعنی

حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ چالیس کے قریب ہیں کچھ ان میں سے شام کی طرف سے آئے اور کچھ یمن سے وہ رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں۔

شان نزول: اَلَّذِيْنَ اَتَيْنٰهُمْ الْكِتٰبَ (النہ)

نیز ابن جریر نے علی بن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس حضرات کی جماعت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں ان کے والد رفاعہ بھی تھے اور آ کر مشرف باسلام ہو گئے تو ان کو کفار کی طرف سے تکلیف پہنچائی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رسول اکرم ﷺ کی بعثت تک حق پر قائم تھے پھر آپ پر ایمان لائے جن میں سے عثمان اور عبداللہ بن سلام ہیں۔

(۵۳) اور جب ان حضرات کے سامنے قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کے اوصاف و صفات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم پر ایمان لائے بے شک یہ حق ہے اور ہم تو قرآن حکیم کے آنے سے پہلے ہی رسول اکرم ﷺ اور قرآن کریم کو مانتے تھے

(۵۴) ایسے حضرات کو ان کی پختگی کی وجہ سے دو ہر ثواب ملے گا کیوں کہ ان حضرات نے اپنی کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی نعت و صفت لوگوں کے سامنے بیان کی اور پھر اس دین میں داخل ہوئے تو اس پر ان کو کفار نے جو تکالیف پہنچائیں اس پر انھوں نے صبر کیا اور یہ لوگ نیک بات یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ سے بری بات یعنی شرک کا توڑ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

(۵۵) اور جب کسی سے اپنی نسبت جھوٹی بات یعنی کفار کا طعنہ سنتے ہیں تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ٹال جاتے ہیں اور نرمی سے کہہ دیتے ہیں ہمارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور ہمارا دین اسلام ہمارے سامنے ہے اور تم پر تمہارے بتوں کی پرستش اور شیطان کی پیروی اور شرک کا بوجھ ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے ہم مشرکین کے طریقہ پر چلنا نہیں چاہتے۔

(۵۶) اے محمد ﷺ آپ جس سے چاہیں ایمان کا اقرار نہیں کر سکتے یعنی حضرت ابوطالب کو البتہ اللہ جس کو چاہے اپنے دین کی ہدایت دیتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی اور اپنے دین کی ہدایت پانے والوں کا علم بھی اسی کو ہے۔

شان نزول: اِنَّكَ لَآ تُرْهِدِيْ مَنْ اَهْبَبْتَ (النہ)

امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا محترم سے فرمایا

کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لو تا کہ قیامت کے دن میں تمہارے حق میں گواہی دوں انھوں نے فرمایا کہ اگر مجھے قریش کی عورتیں عار نہ دلائیں اور یہ نہ کہتیں کہ گھبراہٹ اور ڈر سے یہ اس کے قائل ہوئے ہیں تو میں اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔ امام نسائیؒ اور ابن عساکرؒ نے تازیخ دمشق میں سند جید کے ساتھ ابی سعید بن رافعؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے اس آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْكَ بَارِءٍ مِّنْ دِرْيَافَتِ كَيْفَا كَمَا يَآيَا اَبُو طَالِبٍ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں۔

(۵۷) اور حرث بن عمرو نوفلی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اے محمدؐ اگر ہم آپ کے ساتھ توحید کا اقرار کر لیں گے تو ہم سرزمین مکہ سے نکال دیے جائیں گے۔

کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی کہ وہاں کسی قسم کا خوف نہیں جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے ان کو کھانے کو ملتے ہیں سو اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو میں ان پر کفار کو کیوں کر مسلط کر دوں گا لیکن ان میں سے اکثر اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

نہان نزول: وَقَالُوا اِنْ تَتَّبِعِ الْاَسْهَادِ مَعَكَ (النخ)

ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ قریشیوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر ہم آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے تو فوراً لوگ ہمیں یہاں سے نکال دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حرث بن عامر بن نوفل نے یہ بات کہی تھی۔

(۶۰) اور اے گروہ قریش جو کچھ تمہیں مال و خرم دیا گیا ہے وہ چند روزہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے جو باقی نہیں رہے گا اور یہیں کی زیب و زینت ہے اور جنت میں جو اجر و ثواب رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے لیے ہے وہ اس سے کئی گنا بہتر ہے اور تمہارے اس دنیاوی ساز و سامان کے مقابلہ میں ہمیشہ رہنے والا ہے

کیا تم لوگوں میں انسانوں والے دماغ نہیں کہ اتنی سی بات سمجھ لو کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔



اَقْنُ وَعَدْنَهُ وَعَدًا

حَسَنًا فَبُولَا قَبِيهٖ كَسُنْ مَتَّعْنَهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
شُرَكَآءِى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُزْعِمُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اٰغْوَيْنَاۤ اَغْوَيْنَهُمْ كَمَاۤ اَغْوَيْنَا تَبَرَّأْنَا
اِلَيْكَ مَا كَانُوْا اِلَآئِنَا يَعْبُدُوْنَ ۝ وَقِيْلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوْا لَهُمْ وَّرَاوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهٗمْ
كَانُوْا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا اٰجَبْتُمْ
الرُّسُلَ اِنَّهُمْ ۝ فَحَسِبْتُمْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ يَوْمَۤ اِذَا هُمْ لَا
يَتَسَاءَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَحَسِبْ
اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُنْجِلِيْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا
كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَنَّا شِرْكُكَ ۝ وَرَبُّكَ
يَعْلَمُ مَا لَكُمْ صُدُّوْهُمْ وَمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ
الْحُكْمُ فِي الْاَوَّلٰى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ الْاِيْلَ سَرْمَدًا اِلَى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يَآتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَوْ لَا تَسْمَعُوْنَ ۝
قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلَى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يَآتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِۦ اَوْ لَا
تُبْهَرُوْنَ ۝ وَمَنْ رَّحِمَ جَعَلَ لَّكُمْ الْاِيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَيَوْمَ
يَنَادِيهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُزْعِمُوْنَ ۝
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اس نے اسے حاصل کر
لیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے
قائد سے بہرہ مند کیا۔ پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں ہو
جو (ہمارے روبرو) حاضر کیے جائیں گے (۶۱) اور جس روز
(خدا) اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن
کا تمہیں دعویٰ تھا (۶۲) (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت
ہو چکا ہو گا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم
نے گمراہ کیا تھا۔ اور جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح اُن
کو گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) اُن سے بیزار
ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (۶۳) اور کہا جائے گا کہ اپنے
شریکوں کو بلاؤ۔ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے
سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ)
کاش وہ ہدایت یاب ہوتے (۶۴) اور جس روز (خدا) اُن کو
پکارے گا اور کہے گا تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا (۶۵) تو وہ اس
روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ
سکیں گے (۶۶) لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک
کیے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو (۶۷) اور تمہارا
پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کر
لیتا ہے۔ ان کو (اس کا) اختیار نہیں ہے یہ جو شرک کرتے ہیں خدا
اس سے پاک و بالاتر ہے (۶۸) اور ان کے سینے جو کچھ مخفی کرتے
اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار اس کو جانتا ہے (۶۹) اور
وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی
تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے
(۷۰) کہو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک
رات (کی تاریکی) کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے جو تم کو

روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں؟ (۷۱) کہو تو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت تک دن کیے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے کہ تم کو
رات لا دے جس میں تم آرام کرو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ (۷۲) اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات کو اور دن کو بنایا تاکہ تم
اس میں آرام کرو اور اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو (۷۳) اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا

تمہیں دعویٰ تھا کہاں گئے؟ (۷۴) اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ سچ بات خدا کی ہے اور جو وہ افترا کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا (۷۵)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۶۱) تا (۷۵)

(۶۱) بھلا وہ شخص جس سے ہم نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ یا یہ کہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور پھر وہ اس کو آخرت میں پانے والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا میں چند روزہ مال و دولت دے رکھا ہے پھر وہ دوزخ میں جلے گا یعنی ابو جہل۔

شان نزول: اَقْنُ وَغَنَّتْ (النخ)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ اور ابو جہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور دوسرے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۲) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے تھے اور میرا شریک سمجھ رہے تھے۔

(۶۳) یہ سن کر وہ شرکاء اور شیاطین جن پر اللہ کا عذاب اور اس کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہوگی کہہ اٹھیں گے اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے پیروکار وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا ہے ہم نے حق و ہدایت سے ان کو ایسا ہی گمراہ کیا جیسا کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہمارے حکم سے ہمیں نہیں پوجتے تھے۔

(۶۴) اور اس وقت ان مشرکین سے کہا جائے گا کہ اپنے معبودوں کو بلاؤ تا کہ وہ تم سے عذاب خداوندی دور کریں تو یہ مشرکین حیرت زدہ ہو کر اس مقصد کے لیے ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اس وقت یہ پیروکار اور ان کے پیشوا اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے اور تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں حق و ہدایت پر ہوتے۔

(۶۵) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ پیغمبروں نے جب تمہیں ہدایت کی طرف بلایا تھا تو تم نے ان کو کیا جواب دیا تھا۔

(۶۶) تو قیامت کے دن ان سے سب مضامین کم ہو جائیں گے اور آپس میں گفتگو بھی نہ کر سکیں گے۔

(۶۷) البتہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے تو ایسے لوگ عذاب الہی سے نجات پانے والے ہوں گے۔

(۶۸) اور آپ کا پروردگار جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لیے پسند

فرماتا ہے یعنی رسول اکرم ﷺ کو اس نے منتخب فرمایا ان کفار مکہ کو کسی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

(۶۹) اور آپ کا پروردگار سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و دشمنی چھپی ہوئی ہے اور جو یہ ظاہری طور پر نافرمانیاں کرتے ہیں۔

(۷۰) اور اللہ وہی وحدہ لا شریک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، دنیا و آخرت میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے یا یہ کہ آسمان و زمین میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے اور حکومت بھی اس کی ہوگی اور قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

(۷۱) آپ ان کفار مکہ سے کہیے کہ اے گروہ کفار یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک تاریک رات رہنے دے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے دن کی روشنی لے آئے کیا پھر بھی تم اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا۔

(۷۲) اور آپ ان سے یہ بھی کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے رات نہ لائے تو اللہ کے علاوہ وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے رات کو لے آئے جس میں تم آرام پاؤ کیا پھر بھی تم اس ذات کی تصدیق نہیں کرتے جس نے تمہارے لیے رات دن بنائے۔

(۷۳) اس نے اپنی نعمت و رحمت سے تمہارا لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں علم دین اور عبادت الہی کے ذریعے سے اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم ان نعمتوں پر کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا اللہ کا شکر کرو۔

(۷۴) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔

(۷۵) اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک نبی بھی نکال کر لائیں گے جو دنیا میں ان امتوں کے اندر بھیجا گیا تھا اور وہ احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا پھر ہم ان مشرکین سے کہیں گے کہ اپنی کوئی دلیل پیش کرو کہ تم نے انبیاء کرام کو کیوں جھٹلایا تو ہر ایک امت جان جائے گی کہ سچی بات دین خداوندی اور عبادت خداوندی تھی اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق اللہ ہی کو ہے اور دنیا میں جو جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے تھے آج کسی کا پتا نہیں رہے گا۔



اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاَتَيْنَهُ
مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِيْحَهُ لَتَتَوَّأُ بِالْعَصْبَةِ اُولٰٓئِ الْقُوَّةُ
اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اِلٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝
وَابْتَغِ فِىْمَا اٰتٰكَ اِلٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ
مِنَ الدَّٰنِيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اِلٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ
الْفُسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اِلٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِىْ اَوْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ اِلٰهَ قَدْ
اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ
جَمْعًا وَّلَا يَسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ
فِى زِيْنَتِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ يَرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا لِيَلْبِثَنَّ
لَنَا مِثْلَ نَآ اَوْ قِي قَارُوْنَ اِنَّهٗ لَذُوْ حِظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوْا الْعِلْمَ وَيُؤْمِنُوْنَ بِاَنَّ اِلٰهَ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَلَا يُلْقِهَا اِلَّا الصَّٰدِقُوْنَ ۝ فَخَسَفْنٰ بِهٖ وَاِذَا رَاةُ الْاَرْضُ
فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِتْنَةٍ يُّخْشَرُوْنَ ۝ مَنْ دُوْنَ اِلٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُتَعَجِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ
وَيُكَانُ اِلٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ
لَوْ اَنَّ مِّنْ اِلٰهٍ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيُكَانَ لَهٗ لَا يَفْلَحُ
۝ الْكَافِرُوْنَ ۝

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدی کرتا تھا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اُس سے اس کی قوم نے کہا کہ اتر ایسے مت کہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۶) اور جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجیے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (وہی تم) بھی (لوگوں سے) کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۷۷) بولا کہ یہ (مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا (۷۸) تو (ایک روز) قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی صاحب نصیب ہے (۷۹) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس مومنوں اور نیکوکاروں کے لیے (جو) ثواب خدا (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا (۸۰) پس ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہو سکی اور نہ وہ بدلے لے سکا (۸۱) اور وہ لوگ جو کل اس کے رہنے کی تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت! خدا ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی! کافر نجات نہیں پاسکتے (۸۲)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۷۶) تا (۸۲)

(۷۶) قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور ان کی قوم کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کو رسالت اور ہارون کو دانش مندی مل گئی اور مجھے کچھ بھی نہیں ملا میں تو اس چیز پر راضی نہیں ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور ہم نے اس کو دولت کے اس قدر خزانے دیے تھے کہ اس کے

خزانوں کی چابیاں کئی کئی طاقت آور آدمیوں کو گرانبار کر دیتی تھیں یعنی چالیس آدمیوں سے بھی اس کے خزانوں کی چابیاں نہیں اٹھتی تھیں جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اس سے کہا کہ تو دولت کی وجہ سے تکبر مت کر اور شرک مت کر اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۷) اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جتنا مال دے رکھا ہے اس میں حصول جنت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنے آخرت کے حصہ کو فراموش مت کر یا یہ کہ دنیا کے حصہ سے آخرت کے حصہ میں کمی مت کر اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مال دے کر تم پر احسان کیا تو پھر تم بھی فقرا اور مساکین کے ساتھ احسان کیا کر اور نافرمانی اور موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی مخالفت مت کر اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۷۸) قارون کہنے لگا کہ مجھ کو یہ جو کچھ مال ملا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا اہل سمجھ کر دیا ہے اور یہ کیا سے سونا بنایا کرتا تھا کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت جسمانی میں بھی ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مال اور مجمع بھی زیادہ تھا اور قیامت کے دن مشرکین سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کرنا نہیں پڑے گا ہر ایک اپنے نشان سے خود بخود پہچانا جائے گا۔

(۷۹) ایک بار قارون جو اس کی شان و آرائش تھی یعنی گھوڑوں، خچروں، غلاموں اور لونڈیوں اور سونے چاندی کے زیورات اور طرح طرح کے ہتھیار اور کپڑوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے وہ کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہمیں بھی وہی مال و دولت ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

(۸۰) اور جن لوگوں کو دین کی فہم یعنی زہد و توکل حاصل تھا وہ بولے تم لوگ برباد ہو اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی جنت کا ثواب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اور جنت ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں یا یہ کہ کلمہ طیبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ان ہی لوگوں کو ہوتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں۔

(۸۱) پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی اس کے پاس ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو عذاب خداوندی سے جس وقت وہ اس پر نازل ہو رہا تھا بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو عذاب الہی سے بچا سکا۔

(۸۲) اور گزشتہ زمانہ میں جو لوگ قارون جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ آج ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قارون جو کہا کرتا تھا کہ میری ہنرمندی سے مجھے یہ مال ملا ہے ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے آزمائش کے لیے جس کو چاہے زیادہ مال دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دینے لگتا ہے اور اس میں اس آدمی کے لیے فائدہ ہے اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی کہ ہمیں اتنا مال اس نے نہیں دیا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا بس اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملتی۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلشَّيْئِينَ ۝
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
 إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۖ
 قُلْ رَبِّیْ أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
 وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُثَلِّقَ إِلَيْكَ الْكِتَابُ ۖ
 إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ۖ
 وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ
 وَالْعِلْمُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ وَلَا تَدْعُ
 مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا
 وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے اُن لوگوں کے لیے
 (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور
 انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے (۸۳) جو شخص نیکی لے کر
 آئے گا اس کے لیے اس سے بہتر (صلہ موجود) ہے اور جو برائی
 لائے گا تو جن لوگوں نے بُرے کام کیے اُن کو بدلہ بھی اسی طرح کا
 ملے گا جس طرح کے وہ کام کرتے تھے (۸۴) (اے پیغمبر) جس
 (خدا) نے تم پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت
 کی جگہ لوٹا دے گا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اس شخص کو بھی جانتا ہے جو
 ہدایت لے کر آیا اور (اُس کو بھی) جو صریح گمراہی میں ہے (۸۵)
 اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر تمہارے
 پروردگار کی مہربانی سے (نازل ہوئی) تو تم ہرگز کافروں کے مددگار
 نہ ہونا (۸۶) اور وہ تمہیں خدا کی آیتوں (کی تبلیغ) سے بعد اس کے
 کہ وہ تم پر نازل ہو چکی ہیں روک نہ دیں اور اپنے پروردگار کو
 پکارتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہو جو (۸۷) اور خدا کیساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی
 ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۸۸)

تفسیر سورۃ القصص آیات (۸۳) تا (۸۸)

(۸۳) یہ جنت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے نہ بڑا بننا چاہتے ہیں
 اور نہ گناہ اور برائیاں کرتے ہیں اور جنت کفر و شرک تکبر و فساد سے بچنے والوں کے لیے ہے۔
 (۸۴) جو شخص قیامت کے دن خلوص نیت کے ساتھ کلمہ طیبہ لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو شرک
 لے کر آئے گا تو شرک کرنے والوں کو اسی کے مطابق دوزخ ملے گی۔
 (۸۵) جس ذات نے آپ پر بذریعہ جبریل امین قرآن حکیم نازل کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن مکہ مکرمہ میں
 پہنچا دے گا یا یہ کہ جنت میں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون توحید و قرآن لے کر آیا اور کون
 صریح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلشَّيْئِينَ ۝

ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور مقام حجفہ
 میں پہنچے تو آپ کو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن حکیم فرض

کیا ہے وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن کی طرف پھر لوٹا دے گا۔

(۸۶) اور آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوگا اور آپ نبی ہوں گے مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور آپ کو نبی بنایا گیا تو آپ ان کفار کے کفر کی ذرا تائید نہ کیجیے۔

(۸۷) اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہو کہ یہ مشرکین آپ کو احکام قرآن سے روک دیں اور آپ بدستور اپنے رب کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلا تے رہیے اور ان مشرکین کا ساتھ نہ دیجیے۔

(۸۸) اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کی عبادت نہ کرنا اور نہ مخلوق کو غیر اللہ کی طرف بلانا، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کی ذات کے سب چیزیں فانی ہیں یعنی جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے وہ ناپاک ہے اسی طرح اس کی بادشاہت اور سلطنت کے علاوہ اور تمام سلطنتیں فانی ہیں وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور مرنے کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

ذَقُّوا الْعَذَابَ {۲۹}

ذَقُّوا الْعَذَابَ {۲۹}

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۖ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۚ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لَاتٍ وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۚ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ عَنَّا الْعَالِينَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۚ وَمَنْ النَّاسُ مِنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوْ لَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
 ائمہ (۱) کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی (۲) اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے) سو خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں (۳) کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ جو خیال یہ کرتے ہیں بُرا ہے (۴) جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (۵) اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے محنت کرتا ہے (اور) خدا تو سارے جہان سے بے پروا ہے (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے (۷) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے

ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو اُن کا کہنا نہ مانیو تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتاؤں گا (۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم نیک لوگوں میں داخل کریں گے (۹) اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے۔ جب اُن کو خدا (کے رستے)

الْعَالَمِينَ ۝ وَلَيُعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ السَّافِقِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ وَمَا هُمْ بِحَمِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ ۖ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَنْتَ لَا تَعْمَلُ ۚ إِنَّتُمْ لَعِنَاءُ يَوْمَ يُقَالُ لِلْعَالَمِينَ إِنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف نہیں؟ (۱۰) اور خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا (۱۱) اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں (۱۲) اور یہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔ اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن اُن کی اُن سے ضرور پرسش ہوگی (۱۳)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۱) تا (۱۳)

یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں انہتر آیات اور سات سو اسی کلمات اور چار ہزار ایک سو پینتالیس حروف ہیں۔

(۲-۱) اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے کیا رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کی نجات اتنا کہنے پر ہو جائے گی کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو خواہشات اور بدعات اور ہتک محارم کے ذریعے آزمایا نہ جائے گا۔

شان نزول: أَحْسِبَ النَّاسُ (النز)

ابن ابی حاتمؒ اور شعبیؒ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور انھوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تھا تو ان کی طرف اصحاب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ سے لکھا کہ تم سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ہجرت نہ کرو چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ کے ارادہ سے نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا اور پھر ان کو واپس لے گئے تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی صحابہ کرامؓ نے ان کو پھر لکھا کہ تمہارے بارے میں ایسا حکم نازل ہوا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم ضرور ہجرت کے لیے نکلیں گے اگر ہمارا کوئی تعاقب کرے گا تو ہم اس سے لڑیں گے چنانچہ یہ لوگ مکہ مکرمہ سے نکلے، مشرکین مکہ نے ان کا پیچھا کیا انھوں نے ان سے قتال کیا بعض لوگ ان میں سے مارے گئے اور بعض بچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل

فرمائی۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا (الخ)۔

اور قنادہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اَلَمْ أَحَسِبِ النَّاسُ (الخ) کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور وہاں سے رسول اکرم ﷺ کے پاس آنے کے ارادہ سے چلے، مشرکین نے ان کا سامنا کیا تو یہ واپس ہو گئے۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے جو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی وہ ان کو لکھ بھیجی، چنانچہ یہ وہاں سے پھر چلے تو جن کے حق میں قتل ہونا لکھا ہوا تھا وہ قتل ہو گئے اور جن کو بچنا تھا وہ بچ گئے، اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا (الخ)۔ اور ابن سعد ﷺ نے بواسطہ عبد اللہ بن عبید بن عیسر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اَلَمْ، أَحَسِبِ النَّاسُ (الخ) یہ آیت حضرت عمار بن یاسر ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ وہ اللہ کی راہ میں تکالیف اٹھا رہے تھے۔

(۳) اور ہم تو انبیاء کرام کے بعد ان چیزوں کے ذریعے سے ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو اصحاب محمد ﷺ سے پہلے گزرے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ممتاز کر دے جو اپنے دعویٰ ایمانی میں سچے ہیں کہ وہ خواہشات اور بدعات سے بچ رہے ہیں اور جھوٹوں کو بھی دکھا دے جو ان چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنے دعوائے ایمانی میں جھوٹے ہیں۔

(۴) اگلی آیت ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ لوگ بدر کے دن حضرت علیؑ، حضرت حمزہؑ اور حضرت عبیدہ بن الحارثؑ کے مقابلے کے لیے نکلے تھے اور ایک دوسرے پر فخر کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جو لوگ کفر و شرک میں مست ہیں وہ کہیں ہمارے عذاب سے چھوٹ جائیں گے ان کا اپنے بارے میں یہ خیال اور اپنے متعلق ان کی یہ تجویز نہایت ہی بری ہے۔

(۵) جو شخص بعث بعد الموت سے ڈرتا ہے تو بعث بعد الموت ضرور ہو کر رہے گی وہ بدر کے دن کی ان دونوں جماعتوں کی سب باتوں کو سننے والا اور جو کچھ ان کو پیش آئے گا سب کا جاننے والا ہے۔

(۶) اب یہ آیت خاص حضرت علیؑ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بدر کے دن جو اللہ کے رستہ میں جہاد کر رہا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں کے جہاد سے غنی ہے۔

(۷) اور جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے ساتھی تو ہم ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور ہم ان کو ان کے جہاد سے اچھا بدلہ دیں گے۔

(۸) اور ہم نے انسان یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے والدین یعنی مالک اور حمندہ بنت ابی سفیان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا کہ جس کے شریک ہونے کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تجھے معلوم ہے کہ میرا کوئی شریک نہیں تو اس شرک میں ان کا کہنا نہ مان، ان کے والدین شرک تھے۔ تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے میں تمہارے سب کام بتا دوں گا کفر و ایمان نیکی اور برائی۔

(۹) البتہ تم میں سے جو ایمان لائے ہوں گے اور نیک کام کیے ہوں گے ان کو جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کر دیں گے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شان نزول: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ (النخ)

مسلمؒ اور ترمذیؒ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعدؓ کی والدہ نے ان سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم نہیں دیا اللہ کی قسم میں نہ کوئی چیز کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک میں مر جاؤں یا تو کفر کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۱۰) اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں یعنی عیاش ابن ابی ربیعہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی اس تکلیف کو ایسا سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ اللہ کا دوزخ میں ہمیشہ کے لیے عذاب نازل ہو گیا ہو اور پھر ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اگر مکہ مکرمہ فتح ہونے لگتا ہے تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دین میں تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کا حال معلوم نہیں۔

شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا (النخ)

اس آیت کا شان نزول سورہ نساء میں گزر چکا ہے۔

(۱۱) اس کے بعد حضرت عیاشؓ اور ان کے ساتھی مشرف باسلام ہو گئے اور ان کا اسلام بھی اچھا ہوا اور اللہ تعالیٰ بدر کے دن ایمان والوں کو بھی ظاہری و باطنی طور پر ممتاز کر کے رہے گا اور منافقین کو بھی۔

(۱۲) اور ابو جہل اور اس کے ساتھی حضرت علیؓ اور حضرت سلمانؓ سے کہتے ہیں کہ ہمارا دین اختیار کر لو قیامت کے دن تمہارے گناہوں کا بوجھ ہمارے ذمہ ہے حالاں کہ یہ لوگ قیامت کے دن ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔

(۱۳) اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے اور ان کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے اور قیامت کے دن ان سے یہ لوگ جو جھوٹی باتیں بناتے تھے اس کی باز پرس ہوگی۔



وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ
 اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَ هُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُوْنَ ۝
 فَاَنْجَيْنَاهُ وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنَاهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
 وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ
 خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
 دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكَارًا الَّذِيْنَ
 تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا
 فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ
 اِنِّهٗ يُرْجِعُوْنَ ۝ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ اَمْرًا
 مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلٰى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝
 اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
 اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
 فَانظُرُوْا كَيْفَ بَدَا الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَۃَ
 الْاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يُعَذِّبُ
 مَنْ يَّشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاءُ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝
 وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَمَا
 بِكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ ۝

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس
 کم ہزار برس رہے۔ پھر ان کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا۔
 اور وہ ظالم تھے (۱۴) پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔
 اور کشتی کو اہل عالم کے لیے نشانی بنا دیا (۱۵) اور ابراہیم کو (یاد کرو)
 جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے
 ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۶) تم تو خدا کو
 چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو تم خدا
 کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی
 کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو
 اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم (میری) تکذیب
 کرو تو تم سے پہلے بھی امتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی
 ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں (۱۸)
 کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا
 کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے یہ خدا کو آسان
 ہے (۱۹) کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح
 خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی کچھلی پیدائش پیدا کرے گا
 بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) وہ جسے چاہے عذاب دے اور
 جس پر چاہے رحم کرے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور
 تم (اس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ خدا

کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار (۲۲)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۱۴) تا (۲۲)

(۱۴) ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا سو وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید
 کی طرف بلاتے رہے مگر اس کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان کے ذریعے سے
 ہلاک کر دیا وہ بڑے کافر تھے۔

(۱۵) اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور جو کشتی میں ان کے ساتھ اہل ایمان تھے ان سب کو بچا لیا اور ہم نے اس
 کشتی کے واقعہ کو تمام جہان والوں کے لیے موجب عبرت بنایا۔

(۱۶) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے

فرمایا تو حید خداوندی کا اقرار کر لو اور اسی سے ڈر اور کفر و شرک اور بتوں کی پوجا سے توبہ کر کے اسی کی اطاعت کر دے تو بہ اور تو حید جس طریقہ پر تم قائم ہو اس سے بہتر ہے اگر تم اس کو سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو لیکن نہ تم سمجھتے ہو اور نہ ہی تصدیق کرتے ہو۔

(۱۷) تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو اور ان کے متعلق جھوٹی باتیں بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ جن کو پوجتے ہو ان کو خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو جن بتوں کو تم پوجتے رہے ہو وہ تمہیں کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم اللہ ہی کے پاس سے رزق تلاش کرو سو اسی کی عبادت کرو اور تو حید کے ذریعے سے اسی کا شکر کرو مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ تمہارے اعمال کا تمہیں بدلہ دے گا۔

(۱۸) اور اے جماعت قریش اگر تم رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو جھٹلاتے ہو سو تم سے پہلے بہت سی امتیں اپنے رسولوں کو جھٹلا چکی ہیں ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور رسول کی ذمہ داری تو ایسی زبان میں جس کو تم سمجھو احکام خداوندی کا پہنچا دیتا ہے۔

(۱۹) کیا کفار مکہ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے پھر وہی قیامت کے دن اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ پہلی بار اور دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان بات ہے۔

(۲۰) اے محمد ﷺ آپ ان سے فرمائیے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پہلی بار نطفہ سے کس طرح پر پیدا کیا پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے اور پھر قیامت کے دن زندہ کرنے اور ایسے ہی موت و حیات سب پر قادر ہے۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے کفر پر موت آنے کی وجہ سے عذاب دے گا اور جس پر چاہے گا ایمان پر انتقال کرنے کی بنا پر رحمت فرما دے گا اور پھر مرنے کے بعد تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(۲۲) اے مکہ والو! نہ تم زمین والوں میں سے کسی کو عذاب الہی سے بچا سکتے ہو اور نہ آسمان والوں میں سے اور عذاب الہی کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی کارساز ہے جو تمہیں فائدہ پہنچائے اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہے جو تم سے عذاب الہی کو روک سکے۔



وَالَّذِينَ

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَايَةِ أُولَٰئِكَ يَسْأَلُ مِنْ رَحْمَتِي
 وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا
 أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۖ وَقَالَ إِنَّا نَعْتَذِرُ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ أََوْثَانًا قَدُودَةً يُبَيِّنُكُمْ فِي الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ
 وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمُ
 مِنْ نَصِيرِينَ ۖ فَأَمَّنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ
 إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۖ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ
 وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ
 وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ
 الصَّالِحِينَ ۖ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ
 الْفَاحِشَةَ مِمَّا سَبَقَ لَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۖ
 أَيْنَ تَكُمُ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقَاطِعُونَ السَّيْلَ ۖ وَتَأْتُونَ
 فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرِ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا
 اتُّبِتْنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ قَالَ
 رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۖ

اور جن لوگوں نے خدا کی آیتوں سے اور اس کے ملنے سے انکار کیا
 وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کو درد دینے والا عذاب
 ہوگا (۲۳) تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ
 اسے مار ڈالو یا جلا دو مگر خدا نے ان کو آگ (کی سوزش) سے بچا
 لیا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں
 (۲۴) اور (ابراہیم نے) کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے
 ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لیے (مگر) پھر قیامت کے
 دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دو گے اور ایک
 دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مدد
 گار نہ ہوگا (۲۵) پس ان پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم)
 کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کر نیوالا ہوں بیشک
 وہ غالب حکمت والا ہے (۲۶) اور ہم نے ان کو اسحق اور یعقوب
 بخشے اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کر دی اور ان کو
 دنیا میں بھی ان کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں
 میں ہوں گے (۲۷) اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم
 سے کہا کہ تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو تم سے پہلے
 اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا (۲۸) تم کیوں (لذت
 کے ارادے سے) لوٹڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں
 کی) رہزنی کرتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو

تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ (۲۹) (لوط نے) کہا کہ اے میرے
 پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مجھے نصرت عنایت فرما (۳۰)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۲۳) تا (۳۰)

(۲۳) اور جو لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم ﷺ اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری
 جنت سے ناامید ہوں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

(۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید خداوندی کی دعوت کے بعد ان کی قوم کا بھی یہی جواب تھا کہ ان کو یا تو قتل
 کر ڈالو یا ان کو آگ میں جلا دو لہذا اللہ تعالیٰ نے صحیح و سالم ان کو اس آگ سے بچالیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جو ہم نے معاملہ کیا اس میں ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم ﷺ

اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔

(۲۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو تم نے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے یہ تو تمہارے آپسی تعلقات کی بنا پر ہے جو باقی نہیں رہیں گے۔

اور پھر قیامت میں تم سب ایک دوسرے سے بیزار ہو جاؤ گے اور تم سب پجاریوں اور معبودوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

(۲۶) چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صرف حضرت لوط علیہ السلام نے تصدیق کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروردگار کی اطاعت کے لیے علیحدہ چلا جاؤں گا چنانچہ وہ حران سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے بے شک وہ ان کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکمت والا ہے کہ اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف دین کی حفاظت کی خاطر ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

(۲۷) اور پھر ہم نے ان کو حضرت اسحاق (بیٹا) اور یعقوب علیہ السلام (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل کو نبوت و کتاب اور اولاد صالح کے ساتھ معزز فرمایا کہ ان کی نسل میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہوئے اور کتابیں بھی نازل ہوئیں اور ہم نے ان کا صلہ دنیا میں بھی اس طریقہ پر دیا اور آخرت میں بھی وہ بڑے درجے کے انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

(۲۸) اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا ناپاک کام یعنی لواطت کرتے ہو کہ تم سے پہلے ایسا کام کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔

(۲۹) تم مردوں سے ایسا فعل کرتے ہو اور نسل انسانی کو ختم کرتے ہو یا یہ کہ تم راستوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور بھری مجلس میں بری باتیں کرتے ہو اس قوم میں دس بری باتیں زیادہ مشہور تھیں جیسا کہ ٹھیکرے بازی اور اس قسم کی بے حیائی وغیرہ۔

تو لوط علیہ السلام کی قوم کا آخری جواب بس یہی تھا کہ اگر تم اپنی بات یعنی نزول عذاب میں سچے ہو تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے ہم پر عذاب الہی لے آؤ۔

(۳۰) لوط علیہ السلام نے دعا فرمائی اے میرے پروردگار ان مشرکین پر عذاب نازل کر کے میری مدد فرما۔



وَلَمَّا جَاءَتْ

رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبَشْرٰى قَالُوْا اِنَّا مُهْلِكُوْا اَهْلَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنَنْجِيْنَهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا امْرَاَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰثِرِيْنَ ۝۳۲ وَلَمَّا اِنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىِّئَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنْجُوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰثِرِيْنَ ۝۳۳ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا اٰيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۝۳۵ وَآلِى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يُّقُوْمُ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَارْجُوْا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْتَوُوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۳۶ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَ تَنَمُّ الرَّجْفَةَ فَاَصْبَحُوْا فِى دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۳۷ وَعَادًا وَثَمُوْدًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُم مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۝۳۸ وَرِثَیْنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلِهِمْ فَصَدَّ عَنْ السَّبِيْلِ ۝۳۹ وَكَانُوْا مُسْتَبْعِرِيْنَ ۝۴۰ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَآءِیْنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَكَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝۴۱ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذُنُبِهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذْنَاهُ الصَّیْحَةَ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهٖ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَاَنَّا كَانُ اللّٰهُ لَیْظِلُّهُمْ ۝۴۲ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسُهُمْ یُظْلَمُوْنَ ۝۴۳ مِّثْلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَثٰیِلَ الْعُنْكُبُوْتُ اتَّخَذَتْ بَیْتًا ۝۴۴ وَاِنْ اَوْ هُنَّ الْبَیْتُ لَبَیْتُ الْعُنْكُبُوْتُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۵ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ شَیْءٍ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۴۶ وَتِلْكَ اَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلَمُوْنَ ۝۴۷ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۝۴۸ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝۴۹

اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں (۳۱) (ابراہیم نے) کہا کہ اس میں تو لوط بھی ہیں وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں (رہتے) ہیں ہمیں سب معلوم ہیں ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے بجز ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۲) اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان (کی وجہ سے) ناخوش اور تنگ دل ہوئے فرشتوں نے کہا کچھ خوف نہ کیجیے اور نہ رنج کیجیے ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچالیں گے مگر آپ کی بیوی پیچھے رہنے والوں میں ہوگی (۳۳) ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (۳۴) اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑ دی (۳۵) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے بھائیو! خدا کی عبادت کرو اور پچھلے دن (کے آنے) کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ (۳۶) مگر انہوں نے ان کو جھوٹا سمجھا سوان کو زلزلے (کے عذاب) نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (۳۷) اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ ان کے (دوران) گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے (۳۸) اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ ملک میں مغرور ہو گئے۔ اور وہ (ہمارے) قابو سے نکل جانے والے نہ تھے (۳۹) تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ سوان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑنے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم

کرتے تھے (۳۰) جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے (۳۱) یہ جس چیز کو خدا کے سوا پکارتے ہیں (خواہ) وہ کچھ ہی ہو خدا اسے جانتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۳۲) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہل دانش ہی سمجھتے ہیں (۳۳) خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لیے اس میں نشانی ہے (۳۴)

تفسیر سورۃ العنکبوت آیات (۳۱) تا (۴۴)

(۳۱) اور جب حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحاق علیہ السلام بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے تو انھوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہم قوم لوط کی بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیوں کہ وہاں کے باشندے مشرک ہیں اور انہوں نے بے حیائی کے کام کر کے اپنے اوپر عذاب کو واجب کر لیا۔

(۳۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہاں لوط بھی تو ہیں پھر وہاں والوں کو اے جبریل تم کیسے ہلاک کرو گے ان فرشتوں نے عرض کیا کہ ہمیں کو سب معلوم ہے ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین جن میں ان کی دونوں صاحبزادیاں زاعورا اور ریشاء بھی ہیں بچالیں گے سوائے ان کی واعلہ نامی منافقہ بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔

(۳۳) چنانچہ جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے وہ ان کے آنے کی اس وجہ سے مغموم اور غمزدہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر جبریل امین اور ان کے ساتھ جو فرشتے تھے وہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بارے میں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں اور نہ آپ پریشان ہوں ہم آپ کو اور آپ کے خاص متعلقین کو بچالیں گے سوائے آپ کی بیوی کے وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

(۳۴) ہم اس بستی کے باشندوں پر پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔ (۳۵) اور ہم نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیے ہیں ان لوگوں کی عبرت کے لیے جو اس چیز کو جانتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ ان بدکاریوں کی وجہ سے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا اور ایسے لوگوں کی وہ پیروی نہیں کرتے۔

(۳۶) اور ہم نے مدین والوں کے پاس شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا سوا انھوں نے فرمایا تو حید خداوندی کا اقرار کرو اور قیامت کے دن سے ڈرو اور سرزمین میں فساد اور بدکاریاں مت کرو۔

(۳۷) سوا ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلے کے عذاب نے ان کو آپکڑا اور وہ اپنے گھروں

میں اوندھے منہ گر کر رہ گئے۔

(۳۸) اور ہم نے قوم ہود اور قوم صالح کو بھی ہلاک کیا اور اے مکہ والو! ان کی یہ ہلاکت تمہیں کو ان کے ویران مکانات سے نظر آ رہی ہے اور شیطان نے ان کے شرک اور ان کی تنگی و فراخی کی حالت کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور اس وجہ سے ان کو راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ چیز حق ہے مگر خود حق پر قائم نہ تھے۔

(۳۹) اور ہم نے قارون اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو بھی ہلاک کیا اس صورت میں کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس اوامر و نواہی اور حق کی کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انھوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور ان واضح دلیلوں اور نشانیوں پر ایمان نہ لائے مگر وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے۔

(۴۰) چنانچہ ہم نے ہر ایک قوم کو اس کے شرک کے جرم میں پکڑ لیا سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسا دیے اور وہ لوط علیہ السلام کی قوم ہے اور ان میں سے بعضوں کو سخت عذاب نے آدبا یا اور وہ شعیب و صالح علیہما السلام کی قومیں ہیں بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون اور بعضوں کو پانی میں ڈبو دیا یعنی فرعون و ہامان اور ان پر جو عذاب نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تھا کہ ان کو ہلاک کرتا لیکن یہی لوگ کفر و شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

(۴۱) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ میں سے اور کار ساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ کمزور اور مہس پھسا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نہ اس گھر میں گرمی کا بچاؤ ہو سکتا ہے اور نہ اس سے سردی کی حفاظت ہو سکتی ہے اسی طرح یہ جھوٹے معبود اپنے پیجاریوں کو نہ دنیا ہی میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں ان کے کام آ سکتے ہیں کاش وہ حقیقت جانتے لیکن نہ وہ حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔

(۴۲) اللہ تعالیٰ ان تمام جھوٹے معبودوں کو جانتا ہے جن کی یہ اللہ کے علاوہ پرستش کر رہے ہیں کہ یہ معبود دنیا و آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آ سکتے اور وہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

(۴۳) اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سمجھانے کے لیے بیان کرتے ہیں لیکن ان قرآنی مثالوں کو علم والے اور توحید والے ہی سمجھتے ہیں۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طریقے پر بنایا اور ان مضامین میں اہل ایمان کے لیے بڑی دلیل ہے۔